فہرست عنوانات

عنوان — صفحہ نمبر

(الف)

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

(ت)

	عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

(ٹ)

(ج)

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

(ڈ)

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

(س)

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

(ف)

	عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

(گ)

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

(ن)

عنوان	صفحہ نمبر

تقریظ

حضرت مولانا مفتی عبدالمجید دین پوری مدظلہ

استاد حدیث ونائب رئیس دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان

ترمذی شریف کی روایت ہے، مثل امتی مثل المطر لایدری أوله خیر أم آخرہ یعنی میری امت کی مثال بارش کی مانند ہے یہ نہیں معلوم کہ اس کا اول بہتر ہے یا آخر۔

جس طرح خشک سالی موسم میں بارش کا ہر قطرہ زمین کی زرخیزی کھیتوں کی ہریالی اور باغوں کی شادابی کے لئے مفید ہے اسی طرح دین وشریعت کے حساب سے اس امت کے اگلے پچھلے سلف وخلف سمیت پوری امت اچھی ہے، وجہ یہ ہے کہ یہ امت امت مرحومہ ہے اس امت کا کوئی دور خیر سے خالی نہیں ہوسکتا۔

دور اول کی بزرگ ہستیوں کو اگر صحابیت ورفاقت، مدد وحمایت، تبلیغ ودعوت اعانت وتقویت کا شرف حاصل ہے تو بعد کے امتیوں نے نبوت، رسالت کو جوں کا توں تسلیم کیا، دین کو استحکام ورواج بخشا اور چاردانگ عالم میں اس کا پرچار کیا۔

مجتہدین کرام کو شریعت کی تدوین وتاسیس کا شرف حاصل ہے تو متاخرین کو تسہیل وترتیب، تہذیب وتنقیح اور توسیع، تاکید وتلخیص کی فضیلت حاصل ہے، لیکن مجموعی فضیلت اسلاف کو حاصل ہے جو برکت اور نورانیت ان کے علوم میں ہے وہ بعد میں

آنے والوں کے علوم میں نہیں ،آج کے علماء کا امت پر یہی بڑا احسان ہوگا کہ وہ اسلاف کے علمی جواہر پاروں کو امت کے سامنے ان کے مزاج اور ذوق کے مطابق پیش کردیں ، رفیق محترم مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی مدظلہ نے کچھ عرصے سے یہی سلسلہ شروع کر رکھا ہے موصوف محترم نے فقہی مسائل کو حروف تہجی کے حساب سے آسان اور سہل انداز میں ترتیب دیا ہے، اس سے پہلے وہ روزے کے مسائل اسی ترتیب سے شائع کر چکے ہیں جو بہت مقبول ہوئے ،اب انہوں نے اسی ترتیب پر بقیہ ابواب کو ترتیب دینا شروع کیا ہے،فی الحال زکوۃ کے مسائل پیش نظر ہیں، مجھے امید ہے کہ آنجناب معاملات کے مسائل بھی زیر بحث لائیں گے ،اللہ تبارک وتعالی ان کی سعی کو قبول فرمائیں اور ہم سب کی نجات کا ذریعہ بنائے ،آمین۔

مفتی محمد عبدالمجید دین پوری
استاد حدیث ونائب رئیس دارالافتاء
جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
۷/۴/ ۱۴۲۷ھ۔۶۔۵۔۲۰۰۶ء

عرض مؤلف

زکوۃ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے، صاحب نصاب لوگوں کے لئے سالانہ ڈھائی فیصد بطور زکوۃ نکالنا فرض ہے، زکوۃ نکالنے سے باقی ساڑے ستانوے فیصد مال پاک ہوجاتا ہے اور اللہ کی طرف سے اس مال کی حفاظت ہوتی ہے اور غریبوں کا گھر آباد رہتا ہے اور ان کے دلوں سے دعائیں نکلتی ہیں، اور فرشتے بھی ایسے لوگوں کے مالوں میں اضافہ ہونے کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔

اور زکوۃ نہ دینے سے مال ہلاک ہوجاتا ہے، کبھی آگ لگ جاتی ہے، کبھی ڈاکہ پڑتا ہے، کبھی چوری ہوجاتی ہے، کبھی کہیں رکھ کر بھول جاتا ہے، کبھی سیلاب کی نذر ہوجاتا ہے، کبھی زلزلہ میں تباہ و برباد ہوجاتا ہے، کبھی ایسے لوگ جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں، اور کبھی مال میں بے برکتی پیدا ہوجاتی ہے، اور ایسے لوگوں کے مال تباہ و برباد ہونے کیلئے آسمان کے فرشتے بددعا کرتے ہیں اور آسمان سے بارش بند ہوجاتی ہے قحط پڑتا ہے جانور کیا انسان تک ہلاک ہوجاتے ہیں۔ اکثر ایسے لوگ یا ان کی اولاد ایک نہ ایک دن غریب وفقیر بن کر در در کی ٹھوکریں کھاتے ہیں۔

اور آخرت کا عذاب الگ ہے، کسی کا مال زہریلا سانپ بن کر اس کو کاٹے گا کسی کے مال کو جہنم کی آگ میں گرم کر کے اس کے جسم کو داغا جائے گا اس میں سستی وغفلت دنیا آخرت دونوں اعتبار سے تباہی اور بربادی ہے، اور مسائل کا علم نہ ہونے کی وجہ سے عمل کرنا مشکل ہوتا ہے، ساتھ ساتھ وقت اور فرصت نہ ہونے کی وجہ سے بڑی بڑی کتابوں کا مطالعہ کرنا بھی دشوار ہوتا ہے، اس لئے بندہ نے زکوۃ کے ضروری ضروری مسائل کو حروف تہجی کی ترتیب سے آسان الفاظ میں جمع کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ مسائل نکالنے اور سمجھنے میں دشواری نہ ہو، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اللہ تعالی اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائیں اور آخرت میں نجات کا ذریعہ اور وسیلہ بنائیں۔ آمین

محمد انعام الحق قاسمی

استاذ ومفتی جامعۃ العلوم الاسلامیہ

علامہ بنوری ٹاؤن کراچی/ ۵

۵/۴/ ۱۴۲۷ھ ۔۴۔۵۔ ۲۰۰۶ء

(الف)

آب پاشی میں اکثریت کا اعتبار ہے

اگر کسی زمین کی آب پاشی کچھ بارش کے پانی اور کچھ کنویں کے پانی وغیرہ سے ہو تو اس میں اکثر کا اعتبار کیا جائے گا، اگر بارش کے پانی سے زیادہ سیراب کیا گیا ہے تو دسواں حصہ، اور اگر کنویں وغیرہ کے پانی سے زیادہ سیراب کیا گیا تو بیسواں حصہ عشر ادا کرنا لازم ہوگا، اور اگر دونوں برابر ہیں تو آدھی پیداوار کا دسواں حصہ اور آدھی پیداوار کا بیسواں حصہ عشر دینا لازم ہوگا۔(۱)

آسمانی فیصلہ

انسان کی مادی ضرورتوں کا تعلق مادی چیزوں سے ہے اور اللہ کا فیصلہ یہ ہے کہ مادی اسباب ووسائل تمام انسانوں میں برابر تقسیم نہ کئے جائیں بلکہ کچھ لوگوں کو زندگی کے وسائل اور اسباب معاش اس قدر فراوانی سے دیئے جائیں کہ ان کی ضروریات زندگی سے بہت زیادہ ہوں اور کچھ لوگوں کو اسباب معاش میں سے اتنا کم حصہ ملے کہ وہ اپنی روزانہ ضروریات بھی آسانی سے پوری نہ کرسکیں، قرآن مجید میں ہے:

نحن قسمنا بينهم معيشتهم في الحيوة الدنيا (سورة زخرف ، آيت نمبر: ۳۲)

ترجمہ: ہم نے دنیا کی زندگی میں ان کے اسباب معاش ان کے درمیان تقسیم کردیئے

---

(۱) وما سقته السماء أوسقى سيحا ففيه العشر، ومايسقى بغرب أودالية أوسانية ففيه نصف العشرواذا سقى فى بعض السنة سيحا وفى بعضها بآلة فالمعتبرهوالأغلب .(الفتاوى التاتارخانية ج:۲ص:۳۲۶ كتاب العشر) شامى ج:۲ص:۳۲۸ ايچ ايم سعيد كمپنى ، هنديه ج:۱ص:۱۸۶ الباب السادس فى زكاة الزرع والثمار:رشيديه ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۳۸ باب العشر:ايچ ايم سعيد)

ہیں اور بعض کو بعض پر بدرجہا فائق بنایا ہے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کو اپنا تابعدار بنالیتا ہے۔

دنیا کا نظم ونسق قائم رکھنے اور توازن برقرار رکھنے کیلئے یہ تفاوت ضروری ہے ورنہ نظام عالم درہم برہم ہوجائے گا۔

لیکن اللہ تعالی نے مالدار اور غریبوں میں تفاوت کر کے فریقین کو ان کے حال پر آزاد نہیں چھوڑا بلکہ اللہ تعالی نے یہ حکم دیا کہ:

وفی أموالھم حق معلوم للسآئل والمحروم.

(سورۃ المعارج، آیت نمبر: ۲۴)

ترجمہ: ان کے مالوں میں مانگنے والے اور محروم لوگوں کے لئے حصہ مقرر ہے۔

یعنی مالداروں کے مالوں میں فقیروں اور غریبوں کا حصہ مقرر ہے، جو مالدار فقیروں کا حصہ ان کو نہیں دیتا وہ غاصب اور ظالم ہے۔

آمدنی کافی ہے لیکن مقروض ہے

اگر کسی آدمی کی آمدنی کافی ہے، لیکن وہ مقروض ہے، اور خرچہ زیادہ ہونے کی وجہ سے قرض ادا کرنے پر قادر نہیں، تو اس کو قرض ادا کرنے کیلئے زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ (۱)

آمدنی کم ہے

اگر کسی آدمی کی آمدنی مثلاً پانچ ہزار (۵۰۰۰) ہے، اور اپنا گھر بھی ہے، لیکن خرچ پانچ ہزار سے زیادہ ہے، تو اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ (۲)

---

(۱) ومدیون لایملک نصابا فاضلا عن دینه .(تنویرالابصارمع رد المحتار، کتاب الزکاة باب المصرف ج:۲ ص:۳۴۳ط:سعید . وکذا فی الفتاوی الھندیة کتاب الزکاة ،الباب السابع فی المصارف ج: ا ص:۱۸۸ ،رشیدیه، البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۴۱ باب المصرف ط: سعید)

(۲) والحاصل ان النصاب قسمان موجب للزکاة وھوالنامی الخالی عن الدین وغیرموجب لھا وھوغیرہ فإن کان مستغرقا بالحاجة لمالکه اباح اخذھا والاحرمه (ردالمحتارکتاب الزکاة باب المصرف ج:۲ ص: ۳۳۹،ط:ایچ ایم سعید)

آمدنی معقول ہے

☆......جس شخص کی ماہوار آمدنی معقول ہے، لیکن سال بھر تک اس کے پاس نصاب کی مقدار جمع نہیں رہتی، اور اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی، ایسے شخص کو زکوۃ یا صدقہ دینا درست ہے اور اس کو لینا بھی جائز ہے۔(۱)

☆......جس شخص کی ماہوار آمدنی معقول ہے، اور سال بھر تک اس کے پاس نصاب کی مقدار رقم جمع رہتی ہے تو وہ صاحبِ نصاب ہے، ایسے آدمی کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۲)

اجارہ کی زمین پر زکوۃ

اگر زمین اجارہ پر لی گئی ہے، اور ہر سال کی اجرت معین کر کے، چند سال کی اجرت پیشگی ادا کر دی ہے تو یہ درست ہے، اور اجرت ادا کرنے والے پر اس رقم کی زکوۃ دینا واجب نہیں ہے۔(۳)

(۱) ومنها كون المال فاضلا عن الحاجة الاصلية لان به يتحقق الغناء ومعنى النعمة و هوالتنعم وبه يحصل الاداء عن طيب النفس اذا المال المحتاج اليه حاجة اصلية لايكون صاحبه غنيا عنه ولايكون نعمة .(بدائع الصنائع ،كتاب الزكاة ،فصل واما الشرائط التى ترجع الى المال ج۲ص:۱۹۱ط:داراحياء التراث العربى ،بيروت،هنديه ج:۱ص:۱۷۳ كتاب الزكاة ط:رشيديه، كوئٹه ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۲كتاب الزكاة ط:سعيد ودرمختار الرد ج:۲ص:۲۶۲ كتاب الزكاة ط:سعيد)

(۲) ولايجوزدفع الزكاة الى من يملك نصابا اى مال كان دنانيراودراهم اوسوائم أوعروضا للتجارة أولغيرالتجارة فاضلا عن حاجته فى جميع السنة .(الفتاوى الهنديه ،كتاب الزكاة الباب السابع فى المصارف ج:۱ص:۱۸۹، البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۴ باب المصرف ط:سعيد)

(۳) فتاوى دارالعلوم ديوبندج:۶ص:۳۳۳دارالاشاعت،نظيره : فيجب الأجرلدارقبضت ولم تسكن لوجود تمكنه من الانتفاع ،وهذا اذا كانت الاجارة صحيحة. الدرالمختارشامى ج:۶ص:۱۱)

وفى المحيط معزيا الى الجامع :رجل له الف درهم لامال له غيرها استاجربها دارا عشر سنين لكل سنة مائة ، فدفع الالف ولم يسكنها حتى مضت السنون والدارفى يد الآجرزكى =

اجازت کے بغیر زکوۃ ادا کردی

اگرایک آدمی نے دوسرے آدمی کی اجازت کے بغیراس کی زکوۃ اپنی طرف سے ادا کردی تو دوسرے آدمی کی زکوۃ ادانہیں ہوگی، اگر وہ بعد میں اجازت بھی دیدے تب بھی درست نہیں، اور جتنی رقم اس کی طرف سے دی ہے اس کو بھی وصول کرنے کا حق نہیں کیونکہ اس میں دوسرے آدمی کا کوئی دخل نہیں ہے۔(۱)

اجازت لیکر زکوۃ ادا کردی

اگرایک آدمی نے دوسرے آدمی کی زکوۃ اسکی اجازت یا حکم سے ادا کردی تو زکوۃ ادا ہوجائے گی۔(۲)

اجرت کی رقم

''مزدوری'' کے لفظ کو دیکھیں دونوں کا حکم برابر ہے۔

اختتام سال

چاند کے حساب سے سال ختم ہونے پر صاحب نصاب آدمی کے پاس جتنا مال ہوگا اس پر زکوۃ واجب ہوگی، مثلاً کسی صاحب نصاب آدمی کا سال یکم محرم سے شروع

= الآجر فی السنة الأولی عن تسعمائة ،لأنه ملک الالف بالتعجیل.(البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۰۳)

(۱) ولوتصدق عن غیره بغیرامره فان تصدق بمال نفسه جازت الصدقة عن نفسه ولاتجوز عن غیره وان اجازه ورضی به .(بدائع الصنائع ،کتاب الزکاة فصل واما شرائط الرکن ج:۲ ص: ۱۴۱،ط:سعید ردالمحتارج۲ص: ۲۶۹ ط:سعید.البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۰ط: سعید)

(۲) ان الزکوة عبادة عند نا والعبادة لاتتأدی إلا باختیارمن علیه اما بمباشرته بنفسه أوبأمره ، وإنابته غیره ، فیقوم النائب مقامه ، فیصیرهومؤدیا بیدالنائب ، (بدائع الصنائع ج:۲ص:۵۳ ایچ ایم سعید ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۰ کتاب الزکاة ط:سعید درمع ردالمحتار ج:۲ ص:۲۶۸ط:سعید)

ہوتا ہے، تو اگلے سال یکم محرم کو اس کا سال مکمل ہوگا اس وقت اس کے پاس جتنا مال ہوگا اس پر زکوۃ ادا کرے۔(۱)

اور سال کے دوران جو مال آتا رہا اس پر سال گذرنے کا حساب الگ سے نہیں لگایا جائے گا، بلکہ جب اصل نصاب پر سال پورا ہوگا تو سال کے اختتام پر جس قدر بھی سرمایہ ہوگا، اس پورے سرمایہ پر زکوۃ واجب ہو جائے گی۔خواہ اسکے کچھ حصوں پر سال پورا نہ ہوا ہو۔

مثلاً کسی ''صاحب نصاب'' آدمی کی ملکیت میں سال کے شروع میں پانچ لاکھ کی رقم تھی اور سال کے اختتام کے وقت دس لاکھ کی رقم ہوگئی تو دس لاکھ کی رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ نکال کر ادا کرنا لازم ہوگا صرف پانچ لاکھ سے زکوۃ نکالنے سے ذمہ داری ادا نہیں ہوگی۔

اگر سال کے شروع میں پانچ لاکھ کی رقم تھی لیکن گیارہویں مہینے میں مزید پانچ لاکھ کی رقم آگئی تو کل دس لاکھ پر زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، یہ نہیں کہا جائے گا کہ گیارہویں مہینے میں آنے والی رقم پر تو پورا سال نہیں گذرا لہذا مزید گیارہ مہینے گذرنے کے بعد زکوۃ ادا کرے یہ درست نہیں بلکہ شروع سال کے پانچ لاکھ پر سال پورا ہونے کی وجہ سے گویا کہ گیارہویں مہینے میں آنے والی رقم پر بھی سال پورا ہوگیا اور سب پر زکوۃ واجب ہے۔(۲)

---

(۱) وفی القنیة العبرة فی الزکاة للحول القمری .(البحرالرائق ،کتاب الزکاة ج:۲ ص:۲۰۳، ہندیه ج: ۱ ص:۱۷۵ ط:رشیدیه کوئٹه ،ردالمحتارج:۲ص: ۲۵۹ کتاب الزکاة ط:سعید)

(۲) والمستفاد ولوبهبة اوارث وسط الحول یضم الی نصاب من جنسه فیزکیه بحول الاصل. قوله الی النصاب قید به لانه لوکان النصاب ناقصا وکمل بالمستفاد فان الحول ینعقد علیه عند الکمال .(الفتاوی الشامیة ،کتاب الزکاة باب زکوة الغنم ج:۲ ص:۲۸۸ ط:سعید البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۲ فصل فی الغنم ط:سعید ہندیه ج: ۱ص:۱۷۵ ط: رشیدیه کوئٹه بدائع ج: ۲ص:۱۳ فصل اماالشرائط التی ترجع الی المال ط:سعید)

اخراجات کے پیسے

☆......سالانہ یا ماہانہ اخراجات کی رقم پر زکوۃ واجب نہیں ہے کیونکہ یہ ضرورت اصلیہ میں داخل ہیں۔(۱)

☆...... اخراجات سے زائد رقم اگر نصاب کے برابر ہے تو اس پر سالانہ زکوۃ واجب ہوگی۔(۲)

ادائیگی زکوۃ کی شرطیں

☆......زکوۃ کی رقم، چیز یا مال مستحق آدمی کو دیتے وقت زکوۃ دینے کی نیت ہو یعنی دل میں یہ نیت اور ارادہ ہو کہ میں زکوۃ ادا کر رہا ہوں۔(۳)

یا زکوۃ کی نیت سے رقم، چیز یا مال کو الگ کیا گیا ہو، چاہے مستحق آدمی کو دیتے وقت زکوۃ دینے کی نیت نہ بھی ہو تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۴)

☆......اگر کسی مالدار آدمی نے فقیر کو رقم وغیرہ دیتے وقت زکوۃ کی نیت نہیں کی اور پہلے سے رقم وغیرہ کو زکوۃ کی نیت سے الگ بھی نہیں کیا تو بعد میں نیت کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔

ہاں اگر دی ہوئی رقم فقیر کے پاس موجود ہے اب تک خرچ نہیں کی اور رقم دیے

(۱) وشرط فراغه عن الحاجة الاصلية لان المال المشغول بها كالمعدوم وفسرها فى شرح المجمع لابن الملك بمايدفع الهلاک عن الانسان تحقيقا اوتقديرا فالثانى كا لدين والاول كالنفقة .(البحرالرائق ،كتاب الزكاة ج:۲ص:۲۰۶،درمع الردج:۲ص:۲۶۲ ط: سعيد، هنديه ج:۱ ص:۱۷۳ ط:رشيديه ،بدائع ج:۲ص:۱۱ ط:سعيد)

(۲) وشرط وجوبها العقل والبلوغ والاسلام والحرية وملك نصاب حولى فارغ عن الدين و حوائجه الاصلية نام ولوتقديرا .(البحرالرائق، كتاب الزكاةج:۲ص:۲۰۲ الدرالمختارمع الرد ج:۲ص:۲۵۸ ط:سعيد ،هنديه ج:۱ص:۱۷۳ ط:سعيد بدائع:۲ ص:۱۱ ط:سعيد)

(۳ ـ ۴) واماشرط ادائها فنية مقارنة للاداء أولعزل ماوجب .(عالمگيرى ج:۱ص:۱۷۰ كتاب الزكاة ،بدائع الصنائع ج:۲ص:۴۰ شامى ج:۲ص:۲۶۸،البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۰ ط:سعيد)

والے نے دل میں زکوۃ کی نیت کی تو نیت صحیح ہوجائے گی اور زکوۃ ادا ہوجائے گی، دوبارہ زکوۃ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

اور اگر فقیر نے وہ رقم خرچ کردی تو اب زکوۃ کی نیت درست نہیں ہوگی، رقم دینے والے کے لیے دوبارہ زکوۃ دینا لازم ہوگا۔(۱)

☆......اگر کسی آدمی نے زکوۃ کی نیت سے رقم الگ کر کے کسی وکیل کو دیدی تو وکیل کے لئے زکوۃ تقسیم کرتے وقت زکوۃ کی نیت کرنا لازم نہیں ہوگا چاہے وکیل زکوۃ کی نیت کرے یا نہ کرے دونوں صورتوں میں زکوۃ ادا ہوجائے گی۔(۲)

☆......زکوۃ کی رقم یا مال جس مستحق کو دیا جائے اس کو بلاعوض مالک بنا کر قبضہ میں دینا ضروری ہے۔(۳)

☆...... بلاعوض مالک بنا کر زکوۃ نہ دینے کی صورت میں زکوۃ ادا نہیں ہوگی مثلاً تنخواہ میں زکوۃ دی تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۴)

---

(۱) وإذا دفع إلى الفقيربلانية ثم نواه عن الزكاة ،فان كان المال قائما فى يد الفقراء أجزأه وإلا فلا،عالمگيرى ج: ١ص: ١٧١).

(۲) والمعتبرفى الدفع نية الآمرحتى لودفع خمسة الى رجل وامره ان يدفعها الى الفقيرعن زكاة ماله فدفع ولم تحضره النية عند الدفع جازلان النية انما تعتبر من المؤدى والمؤدى هوالآمرفى الحقيقة .(بدائع الصنائع ،كتاب الزكاة فصل واماشرائط الركن ج:٢ص:٤٠ ط: سعيد ،البحرالرائق ج:٢ص:٢١٠ ط:سعيد).وتعتبرنية الموكل فى الزكاة دون الوكيل، (عالمگيرى ج: ١ص: ١٧١ ردالمحتارج:٢ص: ٢٦٩ ط:سعيد)

(۳) هى تمليك المال من فقيرمسلم غير هاشمى ولامولاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى ،(البحرالرائق ،كتاب الزكاة ج:٢ص: ٢٠١ ط:سعيد ،هنديه ج: ١ص: ١٧٠ ط:رشيديه درمع الردج:٢ص؛٢٥٧،٢٥٨،ط:سعيد)

(۴) دفع الزكاة الى صبيان اقاربه برسم عيد أو إلى مبشرأومهدى الباكوة جازإلااذا نص على التعويض .قوله الااذا نص على التعويض ......اذا نص على التعويض يصيرعقد معاوضة . (فتاوى شامى ،كتاب الزكاة ،قبيل باب صدقة الفطرج:٢ص:٣٥٦ ط:سعيد. عالمگيرى ج: ١ص: ١٩٠،ط:رشيديه ،تاتارخانية ج:٢ص:٢٧٨،من توضع الزكاة فيه، ادارة القرآن)

☆ ...... اگر فقیروں کو اپنے گھر میں بلا کر کھانا کھلائیں گے تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی ہاں اگر کھانا فقیروں کو دے کر اختیار دیدیں جو چاہیں کریں، جہاں چاہیں کھائیں اور زکوۃ کی نیت کرے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۱)

☆ ...... نصاب کا مال اپنی اصلی ضرورتوں سے زائد ہو، جو مال اپنی اصلی ضرورتوں کے لئے ہو اس پر زکوۃ فرض نہیں، پہننے کے کپڑے، رہنے کا گھر، اور سواری کی گاڑی اور گھر کے استعمال کے فریج، واشنگ مشین، سلائی مشین، استری، صوفے، الماری، مطالعہ کی کتب، وہ دکان اور آفس جس میں بیٹھ کر تجارت کرتا ہے، اسکی چار دیواری زمین اور صوفے وغیرہ پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۲)

☆ ...... مال اپنے یا اپنے وکیل کے قبضے میں ہو۔(۳)

☆ ...... اس مال میں کوئی دوسرا حق نہ ہو مثلاً عشر یا خراج واجب نہ ہو۔(۴)

---

(۱) فلو اطعم يتيما ناويا الزكوة لايجزيه الاإذا دفع اليه المطعوم كما لو كساه بشرط ان يعقل القبض .(الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الزكاة ج:۲ص:۲۵۷ . ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لااباحة ، درمختارشامى :ج:۲ص:۳۴۴ البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۱، ۲۴۳، بدائع ج:۲ص:۳۹)

(۲) قوله وملك نصاب حولى فارغ عن الدين وحوائجه الاصلية نام ولوتقديرا .... وشرط فراغه عن الحاجة الاصلية لان المال المشغول بها كالمعدوم وفسرها فى شرح المجمع لابن الملك بمايدفع الهلاک عن الانسان تحقيقا اوتقديرا فالثانى كالدين والاول كالنفقة ودورالسكنى وآلات الحرب والثياب المحتاج اليها لدفع الحر اوالبرد و كالآت الحرفة وأثاث المنزل ودواب الركوب وكتب العلم لاهلها .(البحرالرائق كتاب الزكاة ج:۲ص:۲۰۲تا۲۰۶ ،ردالمحتارج۲ص:۲۶۲ ،هنديه ج:۱ص:۱۷۳ ط:رشيديه)

(۳) لان يد نائبه كيده كذا فى معراج الدراية ،البحرالرائق كتاب الزكاة ج:۲ص:۲۰۳) (ومنها الملك التام) وهوماجتمع فيه الملك واليد ، واما إذا وجد الملك دون اليد كالصداق قبل القبض ، أووجد اليد دون الملك كملك المكاتب والمديون لاتجب فيه الزكاة .عالمگيرى ج:۱ص:۱۷۲ ،بدائع ج:۲ص:۹ ،سعيد ردالمحتارج:۲ص:۲۵۹ ط : سعيد)

(۴) (فارغ عن دين له مطالب من جهة العباد) سواء كان لله كزكاة وخراج ،الدرالمختاروفى الشامية :(قوله وخراج)فى البدائع :وقالوا دين الخراج يمنع وجوب الزكاة لأنه يطالب به ، وكذا إذا صارالعشردينا فى الذمة ،بأن أتلف الطعام العشرى صاحبه الخ شامى ج:۲ ص:۲۶۱، هنديه ج:۱ص:۱۷۳ ط:رشيديه)

ادویات پرزکوۃ

☆......دکان میں موجود ادویات پرزکوۃ لازم ہے۔(۱)

☆......اور ادویات کی وہ قیمت لگائی جائے گی جو زکوۃ نکالتے وقت بازار میں ان کی قیمت ہے، اسی قیمت سے ڈھائی فیصد زکوۃ دی جائے گی۔(۲)

☆......ادویات کی دکان میں ادویات کی قیمت اور آمدنی دونوں سے زکوۃ نکالنا لازم ہے۔(۳)

☆......اندازہ سے زکوۃ نکالنا کافی نہیں پورا حساب کر کے زکوۃ نکالے ورنہ زکوۃ باقی رہ جانے کی صورت میں آخرت میں گرفت ہوگی اور آخرت میں حساب و کتاب اندازہ سے نہیں ہوگا ایک ایک پیسے کا حساب ہوگا۔(۴)

ادھار کی رقم پرزکوۃ

اگر ادھار کی رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے، تو وصول ہونے کے بعد

---

(۱) الزکوۃ واجبة فی عروض التجارة کائنة ماکانت اذا بلغت قیمتها نصابا من الورق والذهب .(الفتاوی الهندیه کتاب الزکاة الباب الثالث الفصل الثانی فی العروض ج:۱ ص:۱۷۹ ،بدائع الصنائع ج:۲ ص:۲۰ ،فصل فی اموال التجارة ط:سعید. البحرالرائق ج:۲ ص:۲۲۸ باب زکاة المال ط:سعید.ردالمحتار ج:۲ ص:۲۸۸ باب زکاة المال)

(۲) (قوله وهوالأصح)أی کون المعتبرفی السوائم یوم الاداء اجماعا هوالأصح فإنه ذکرفی البدائع أنه قیل أن المعتبرعنده فیها یوم الوجوب ، وقیل یوم الأداء ،وفی المحیط :یعتبریوم الاداء بالاجماع وهوالأصح ، فهوتصحیح للقول الثانی الموافق لقولهما،وعلیه فاعتباریوم الاداء یکون متفقا علیه عنده وعندهما شامی ج:۲ص:۲۸۶ البحرج:۲ص:۲۲۱ فصل فی الغنم بدائع ج:۲ ص:۲۲ ط:سعید. هندیه ج:۱ ص:۱۸۰)

(۳) والمستفاد ولوبهبة أوارث وسط الحول یضم إلی نصاب من جنسه فیزکیه بحول الاصل ،شامی ج:۲ص:۲۸۸)

(۴) تجب فی کل مائتی درهم خمسة دراهم وفی کل عشرین مثقال ذهب نصف مثقال الخ ، عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۸ ،البحرج:۲ص:۲۲۲ وردالمحتار:۲ص:۲۸۸، بدائع ج:۲/ ۱۳)

زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، اگر ادھار کی رقم وصول ہونے میں چند سال کا عرصہ گذر گیا تو گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ دینا لازم ہوگا۔(۱)

استاذ کو زکوۃ دینا

اگر استاذ غریب ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے، تو شاگرد کے لئے استاذ کو زکوۃ دینا جائز ہے، محض استاذ اور شاگرد کا تعلق زکوۃ دینے کے لئے مانع نہیں ہے۔ بلکہ مستحق استاذ کو زکوۃ دینے کا ثواب زیادہ ملے گا تا کہ وہ بے فکر ہو کر کام کر سکے۔(۲)

استعمال شدہ چیز کو زکوۃ میں دینا

اگر کوئی شخص استعمال شدہ چیز زکوۃ میں دینا چاہے تو اس قیمت کے حساب سے دینے کی گنجائش ہوگی جس قیمت پر وہ بازار میں فروخت ہوگی۔

مثلاً صاحب نصاب نے ایک قیمتی جوڑا خریدا ہے جس کی قیمت دس ہزار (۱۰،۰۰۰) تھی اب استعمال کے بعد اگر اس کو بازار میں فروخت کرے گا تو بازار والے دو ہزار (۲۰۰۰) روپے میں لیں گے تو دو ہزار قیمت کے حساب سے زکوۃ میں ادا کرنا درست ہوگا دس ہزار کے حساب سے نہیں۔(۳)

---

(۱) اعلم ان الدیون عند الامام ثلاثة قوی ومتوسط وضعیف فتجب زکاتها اذا تم نصابا و حال الحول لکن لافورا بل عند قبض اربعین درهما من الدین القوی کقرض .(الدرالمختار مع الشامیة،کتاب الزکاة باب زکاة المال ج:۲ص:۳۰۵.بدائع ج:۲ص:۱۰ :سعید.هندیه ج: ۱ ص:۱۷۵ ،:رشیدیه. تجب زکاته لما مضی من السنین و الناس عنه غافلون ،شامی ج: ۲ ص: ۳۰۵ فوصل إلی ملکه لزم زکاة مامضی ،شامی ج:۲ ص:۲۶۷،البحرج:۲ص: ۲۰۹ ط: سعید

(۲) التصدق علی الفقیرالعالم افضل من التصدق علی الجاهل کذا فی الزاهدی ،الفتاوی العالمگیریه ،کتاب الزکاة الباب السابع فی المصارف ج: ۱ ص:۱۸۷)

(۳) آپ کے مسائل ج:۳ص:۳۸۲، وجاز دفع القیمة فی زکاة وعشروخراج الخ شامی ج:۲ ص:۲۸۵.واداء القیمة مع وجود المنصوص علیه جائز عندنا .البحرج:۲ص:۲۲۱ ط: سعید،هندیه ج: ۱ ص:۱۸۰ ،الفصل الثانی فی العروض تتارخانیه ج:۲ص:۲۴۲،ادارة القر آن)

استعمال کی چیز

☆......استعمال کی چیزوں پر زکوۃ واجب نہیں ہے، مثلاً ریڈیو، فریج، واشنگ مشین، سلائی مشین، موبائل، اور گاڑی وغیرہ پر زکوۃ واجب نہیں۔

البتہ سونا چاندی کے بنے ہوئے استعمال کے زیورات پر زکوۃ واجب ہے اگر نصاب کے برابر ہیں۔

لہذا استعمالی زیورات کا حکم دوسری استعمالی چیزوں سے مختلف ہے۔(۱)

☆......برتن، ڈیزسیٹ، دیگ اور بڑے دیگچے، کپ پیالے وغیرہ جو استعمال کیلئے رکھے ہوئے ہیں خواہ ان کے استعمال کی نوبت کم ہی آتی ہو، ان پر زکوۃ واجب نہیں۔(۲)

استعمال کی چیزوں میں تجارت کی نیت کی

اگر سونا چاندی کے علاوہ کوئی اور چیز اپنے استعمال کے واسطے لی تھی پھر تجارت اور اس کو فروخت کرنے کی نیت کی مگر فروخت نہیں ہوئی اور سال گزر گیا، تو اس پر زکوۃ نہیں، کیونکہ نیت وہ معتبر ہے جو چیز لیتے وقت دل میں ہوتی ہے، اور یہاں چیز لیتے وقت تجارت کی نیت نہیں تھی، اس لئے یہ تجارت کا مال نہیں ہے، ہاں جب اس کی فروخت شروع کردے اس وقت سے تجارتی مال قرار پائے گا اور اس وقت کے بعد اگر یہ رقم سال بھر رہی، اور وہ نصاب کے برابر یا اس سے زائد ہے تو اس پر زکوۃ

---

(۱) ومنها فراغ المال عن حاجته الاصلية فی دورالسکنی وثياب البدن واثاث المنازل ودواب الركوب وعبيد الخدمة وسلاح الاستعمال زكاة وكذا طعام اهله ومايتجمل به من الاوانی اذا لم يكن من الذهب والفضة .(الفتاوی الهنديه ،كتاب الزكاة ،الباب الاول ج: ۱ ص: ۱۷۲ ،ردالمحتارج: ۲ص: ۲۶۲ كتاب الزكاة ط:سعيد،البحرالرائق ج: ۲ ص: ۲۰۴، ط:سعيد.

(۲) ايضا

فرض ہوگی۔(۱)

استعمال کے جانور

☆......سواری کے گھوڑے، گھریلو ضرورت کے لیے دودھ دینے والے جانور اورزراعت کے بیلوں پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۲)

☆......بار برداری کے جانوروں پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۳)

اسٹیشنری

☆......اسٹیشنری کی دکان میں جوبھی مال فروخت کے لئے موجود ہوتا ہے،اگر اس کی مالیت نصاب کے برابر یااس سے زیادہ ہےتو مال پر زکوۃ فرض ہوگی،اس کی قیمت فروخت سے سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۴)

☆......دکاندار سال مکمل ہونے پر دکان میں موجود جملہ اشیاء فروخت کی (۵)

---

(۱) ولواشترى عروضا للبذلة المحضة ثم نوى ان تكون للتجارة بعد ذلك لاتصير للتجارة مالم يبعها فيكون بدلها من التجارة .(بدائع الصنائع ، كتاب الزكاة فصل واماالشرائط التى ترجع الى المال ج:۲ص:۹۴ط:بيروت ج:۲ص:۱۲سعيد.شامى ج:۲ص:۲۷۲)

(۲) لاشئ فى الخيل وهذا عندهما وهوالمختار للفتوى الا ان تكون للتجارة الفتاوى الهندية كتاب الزكاة الباب الثانى فى صدقة السوائم ،الفصل الخامس ج:۱ص:۱۷۸،ط:رشيديه . البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۶،فصل فى الغنم ط:سعيد ردالمحتارج:۲ص:۲۸۲، ط:سعيد بدائع ج:۲ص:۳۴فصل فى حكم الخيل ط:سعيد تتارخانيه ج:۲ص:۲۲۴ادارة القرآن) ومايطلب منها المنفعة دون اللبن كالحوامل والعوامل فليست بسائمة ،خلاصة الفتاوى كتاب الزكاة نوع منه ج:۱ص:۲۳۵ط:رشيديه، وتتارخانيه ج:۲ص:۲۲۴ادارة القرآن . وكذا فى البحرالرائق كتاب الزكوة باب صدقة السوائم ج:۲ص:۲۱۳ط:سعيد.وكذا فى الشامية كتاب الزكوة باب السائمة ج:۲ص:۲۷۶ط:سعيد)

(۳) بان ماكان للحمل والركوب فانه لاشئ فيه .البحر،كتاب الزكوة ،باب صدقة السوائم ج:۲ ص:۲۱۳،بدائع ج:۲ص:۳۰ فصل فى صفة نصاب السائمة ،شامى ج:۲ص:۲۷۶ط: سعيد)

(۵،۴) الزكوة واجبة فى عروض التجارة وفى المضمرات يريد بالعروض ماخلا الذهب والفضة و السوائم الفتاوى التاتارخانيه كتاب الزكوة الفصل الثالث فى بيان زكوة عروض التجارة.ج:۲ ص:۲۳۷) =

قیمت فروخت کے حساب سے زکوۃ ادا کرے۔

اسکول کا سامان زکوۃ سے خریدنا

زکوۃ کی رقم سے اسکول کا سامان خرید کردینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ اس میں تملیک نہیں ہوگی۔(۱)

اسکول کی تعمیر میں زکوۃ لگانا

اسکول کی تعمیر میں زکوۃ لگانا جائز نہیں ہے، کیونکہ اسکول زکوۃ کے مصارف میں سے نہیں ہے، اگر کسی نے اسکول کی تعمیر میں زکوۃ لگائی ہے تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی، اتنی زکوۃ دوبارہ ادا کرنی لازم ہے۔(۲)

اشیاء کی شکل میں زکوۃ دینا

اشیاء کی شکل میں زکوۃ دینا جائز ہے مثلاً کپڑا، چاول، آٹا، دال، چینی، تیل اور دواء وغیرہ کی شکل میں زکوۃ دینا جائز ہے۔(۳)

= الزكاة واجبة فی عروض التجارة كائنة ماكانت إذا بلغت قيمتها نصابا من الورق و الذهب.(عالمگيری ج: ۱ ص: ۱۷۹ الفصل الثانی فی العروض، ردالمحتار ج: ۲ ص: ۲۹۸، باب زكاة المال ط:سعيد البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۸ ط:سعيد)

(۱) فهی تمليك المال من فقير مسلم غيرهاشمی .فتاوی عالمگيری ،كتاب الزكاة الباب الاول ج: ۱ ص: ۱۷۰ ،رشيديه.البحر ج: ۲ ص: ۲۰۱ ، وشامی ج: ۲ ص: ۲۵۷، ۲۵۸ ط: سعيد

(۲) ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لااباحة كمامر لايصرف الی بناء نحو مسجد. الدر المختار مع رد المحتار كتاب الزكاة باب المصرف ج: ۲ ص: ۳۴۴ ،البحر ج: ۲ ص: ۲۴۳، باب المصرف بدائع ج: ۲ ص: ۳۹ تتارخانيه ج: ۲ ص: ۲۷۲)

(۳) وجاز دفع القيمة فی زكاة وعشر وخراج الخ الدرالمختار شامی ج: ۲ ص: ۲۸۵ .لوعال يتيما فجعل يكسوه ويطعمه وجعله من زكاة ماله، فالكسوة تجوز لوجود ركنه وهو التمليك واما الاطعام ان دفع الطعام اليه بيده يجوز ايضا لهذه العلة وان كان لم يدفع اليه ويأكل اليتيم لم يجز لانعدام الركن وهو التمليك.البحرالرائق ج: ۲ ص: ۲۰۱ شامی ج: ۲ ص: ۳۵۵ .فلو أطعم يتيما ناويا الزكاة لايجزيه إلا اذا دفع اليه المطعوم كما لو كساه بشرط ان يعقل القبض =

البتہ نقد دینا زیادہ بہتر ہے تاکہ مستحق اپنی ضرورت کی چیز حسب ضرورت خرید سکے۔(۱)

اصل اور نفع

☆......زکوۃ اصل اور نفع دونوں پر واجب ہوتی ہے، صرف اصل پر نہیں، صرف نفع پر نہیں بلکہ دونوں کے مجموعہ پر لازم ہے۔(۲)

☆......سال گذرنے کے بعد اصل رقم منافع کے ساتھ ملا کر جتنی رقم بنتی ہے سب کے مجموعہ سے زکوۃ نکالنا واجب ہے۔(۳)

☆......سال کے درمیان میں جو نفع ہوا اور وہ آخر تک موجود بھی رہا تو اصل کے ساتھ منافع کو ملا کر مجموعہ سے ڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔(۴)

افطاری میں زکوۃ دینا

☆......اگر افطار کرنے والے غریب ہیں زکوۃ لینے کے مستحق ہیں تو زکوۃ کی رقم سے افطاری کا انتظام کرنا جائز ہوگا البتہ تقسیم کی صورت یہ ہے کہ ہر آدمی کو سامان افطار

= (الدر المختار) وفی الشامية (ما لوکساه) ای کما یجزئه لوکساه ج:۲ص:۲۵۷. إذا كان يعول يتيما و يجعل مايكسوه ويطعمه من زكاة ماله ،ففی الکسوة لاشک فی الجواز لوجود الرکن وهو التمليک الخ شامی ج:۲ص:۲۵۷)

(۱) ان أداء القيمة افضل من عين المنصوص عليه،وعليه الفتوى.هنديه ج:۱ص:۱۹۲ الباب الثانی من صدقة الفطر، البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۱ ط:سعيد هنديه ج:۱ص:۱۸۰، تتارخانية ج:۲ص:۲۴۲ ادارة القرآن)

(۲،۳،۴) ومن كان له نصاب فاستفاد فی اثناء الحول مالامن جنسه ضمه الی ماله وزكاه سواء كان المستفا د من نمائه اولاوبای وجه استفاد ضمه سواء كان بميراث اوهبة اوغير ذلک ولوكان من غيرجنسه من كل وجه كالغنم مع الابل فانه لايضم .فتاوى عالمگيری ، كتاب الزكوة الباب الاول ج:۱ص:۱۷۵،رشيديه. شامی ج:۲ص:۲۸۸،باب زكاة الغنم ط:سعيد بدائع ج:۲ص:۱۳ البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۲ط:سعيد)

الگ الگ دیدیا جائے تا کہ تملیک ہو سکے ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۱)

☆......اگر افطار کرنے والے مالدار ہیں تو زکوۃ کی رقم سے افطاری کا انتظام کرنا جائز نہیں ہوگا اور زکوۃ بھی ادا نہیں ہوگی۔(۲)

افیون

افیون قیمتی مال ہے، اوراس میں عشر واجب ہے۔(۳)

الات تجارت

اگر تجارت کے آلات فروخت کرنے کے لئے ہیں اور قیمت فروخت نصاب کے برابر ہے تو ان پر زکوۃ واجب ہوگی۔(۴)

اور اگر تجارت کے آلات فروخت کرنے کے لئے نہیں بلکہ استعمال کے لئے ہیں یا کرایہ پر چلانے کے لئے ہیں تو ان صورتوں میں تجارت کے آلات پر زکوۃ

---

(۱) فلوأطعم يتيما ناويا الزكاة لايجزئه الا إذا دفع اليه المطعوم .(الدرالمختار) وفى الشامية: إذا كان يعول يتيما ويجعل مايكسوه ويطعمه من زكاة ماله ففى الكسوة لاشك فى الجواز لوجود الركن وهوالتمليك .واما الاطعام فما يدفعه اليه بيده يجوزايضا لماقلنا، بخلاف ما يأكله بلادفع اليه .(شامى ج:۲ص:۲۵۷)

(۲) ولايجوزدفع الزكوة الى من يملك نصابا اى مال كان ، الفتاوى الهنديه ،كتاب الزكوة الباب السابع فى المصارف ج ا ص:۱۸۹)

(۳) ويجب العشرعند أبى حنيفة رحمه الله تعالى فى كل ماتخرجه الأرض من الحنطة و الشعيروالدخن والأرزواصناف الحبوب والبقول والرياحين والاورادوالرطاب وقصب السكروالذريرة والبطيخ والقثاء والخياروالبازنجان والعصيرواشباه ذلك مماله ثمرة باقية أوغيره باقية قل أوكثر.عالمگيرى ج:ا ص:۱۸۶ ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۳۷ باب العشر ط:سعيد، ردالمختارج:۲ص:۳۲۵،باب العشرط:سعيد)

(۴) الزكوة واجبة فى عروض التجارة وفى المضمرات يريد بالعروض ماخلا الذهب والفضة والسوائم .(الفتاوى التاتارخانيه ، كتاب الزكوة الفصل الثالث فى بيان زكوة عروض التجارة ج:۲ص:۲۳۷،البحرج:۲ص:۲۲۸،هنديه ج:ا ص:۱۷۹،ط:رشيديه ، و فى الولوالجية يقوم يوم حال عليها الحول بالغة مابغلت .(حواله بالا ج:۲ص:۲۳۸)

واجب نہیں ہوگی البتہ اگر آمدنی کی رقم نصاب کے برابر ہے تو اس پر سال گذرنے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی۔(۱)

الائنس موٹرز والی رقم

☆ ...... چونکہ الائنس والے اس رقم کے منکر نہیں تھے اس لئے جتنی رقم مل رہی ہے اس سے سابقہ زمانے کی زکوۃ حساب کر کے ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

☆ ...... اگر الائنس والے رقم کے منکر ہوتے یا ان کا نام ونشان نہ ہوتا اور جائیداد وکاروبار نہ ہوتا پھر اس کے بعد رقم ملتی تو اس صورت میں گذشتہ زمانے کی زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں ہوگا بلکہ جس سال میں رقم ملی ہے صرف اس سال کی زکوۃ ادا کرنے سے ذمہ داری ادا ہوجائے گی۔ کیونکہ یہ مال ضمار کے حکم میں ہے۔(۳)

الماس

الماس یا الماس سے بنے ہوئے زیورات پر زکوۃ واجب نہیں ہے ہاں اگر تجارت کے لئے ہیں تو زکوۃ لازم ہے۔(۴)

---

(۱) قوله فی عروض التجارة بلغت نصاب ورق أوذهب ......قيد بكونها للتجارة لانها لوكانت للغلة فلازكوة فيها .(البحرالرائق كتاب الزكاة باب زكوة المال ج۲ص:۲۲۸، ط:ايچ ايم سعيد،وكذا فى التاتارخانية كتاب الزكاة الفصل الثالث فى بيان زكوة عروض التجارة ج:۲ص:۲۳۹،ادارة القرآن)

(۲) الدين على المفلس المقرسبب لوجوب الزكوة ، الفتاوى السراجيه ،كتاب الزكوة باب زكوة الديون ص:۲۵ط:سعيد. البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۷ط:سعيد بدائع الصنائع ج:۲ص:۹، سعيد)

(۳) ويشترط ان يتمكن من الاستمناء بكون المال فى يده أويد نائبه ، فإن لم يتمكن من الاستمناء فلازكاة عليه ،وذلك مثل مال الضمار.......ومن مال الضمارالدين المجحود و المغصوب اذا لم يكن عليهما بينة .(الفتاوى الهنديه كتاب الزكاة الباب الاول ج:۱ص:۱۷۴،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۷،بدائع الصنائع ج:۲ص: ۹ ط:سعيد شامى ج:۲ص:۲۶۶ ط:سعيد)

(۴) وكذا (لايجب الزكوة فى)الجوهرواللؤلؤواليا قوت والبلخش والزمردونحوها الفتاوى الهنديه ،كتاب الزكوة الباب الاول ج:۱ص:۱۷۲ط:رشيديه. البحرج:۲ص:۲۳۶، شامى ج:۲ ص:۲۷۳تتارخانية ج:۲ص:۲۴۲)

امام کو رسم کے طور پر زکوۃ دینا

بعض علاقوں میں امام کے لئے کسی قسم کی تنخواہ مقرر نہیں کرتے بلکہ یہ رسم ہے کہ نمازی حضرات اور علاقے کے لوگ اس امام کو زکوۃ دیتے ہیں اور امام صاحب نماز پڑھاتے ہیں شرعاً یہ صورت درست نہیں، اور ایسے لوگوں کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ کیونکہ یہ اجرت کی مانند ہے، اور اجرت میں زکوۃ دینے کی صورت میں زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔(۱)

ہاں اگر امام کو امامت کی اجرت الگ دی جائے، اور غریب محتاج اور مقروض ہونے کی وجہ سے اس کو زکوۃ الگ دی جائے تو صحیح ہے زکوۃ ادا ہو جائے گی اور امام کے ساتھ مدد بھی ہو جائے گی۔(۲)

امام کو زکوۃ دینا

☆......اگر امام غریب ہے، صاحب نصاب نہیں ہے، یا مقروض ہے تو اس کو زکوۃ دینا اور امام کے لئے زکوۃ لینا جائز ہوگا، اور ایسی صورت میں کمیٹی اور نمازیوں کے لئے امام کو دوسروں پر ترجیح دینا زیادہ مناسب ہوگا تاکہ وہ معاش سے بے فکر ہو کر دین کا کام کر سکے۔(۳)

(۱) ولونوی الزکاة بمایدفع المعلم إلی الخلفیة ولم یستاجره ، ان کان الخلیفة بحال لولم یدفعه یعلم الصبیان ایضا اجزأه وإلافلا، وکذا مایدفعه إلی الخدم من الرجال والنساء فی الاعیادوغیرها بنیة الزکاة .(عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۹۰ ،تتارخانیة ج: ۲ ص: ۲۷۸ ،من توضع الزکاة فیه ، شامی ج: ۲ ص: ۳۵۶ ،باب المصرف ط:سعید)

(۲) منها الفقیروهومن له ادنی شئ وهومادون النصاب اوقدرالنصاب اوقدرنصاب غیرتام و هو مستغرق فی الحاجة فلایخرجه عن الفقرملک نصب کثیرة غیرتامة اذا کانت مستغرقة بالحاجة. (فتاوی عالمگیری کتاب الزکوة الباب السابع فی المصارف ج: ۱ ص: ۱۸۷ ،رد المحتار ج: ۲ ص: ۳۳۹ ،باب المصرف ،البحرالرائق ج: ۲ ص: ۲۴۰ ، بدائع ج: ۲ ص: ۴۳ ط:سعید،)

(۳) التصدق علی الفقیرالعالم افضل من التصدق علی الجاهل کذا فی الزاهدی .(الفتاوی الهندیه کتاب الزکوة الباب السابع فی المصارف ج: ۱ ص: ۱۸۷ ،شامی ج: ۲ ص: ۳۵۴ باب المصرف ط:سعید)

☆......اور اگر امام غریب نہیں بلکہ نصاب کا مالک ہے، تو جان بوجھ کر ایسے امام کو زکوۃ دینا اور امام کے لئے زکوۃ لینا جائز نہیں ہوگا۔(۱)

☆......زکوۃ اور صدقات واجبہ کی رقم امام کو امامت کی اجرت اور تنخواہ میں دینا جائز نہیں ہے، کیونکہ زکوۃ کی رقم بلاعوض (مفت میں) مالک بنا کر دینا شرط ہے، کسی چیز کے عوض میں دینے کی صورت میں زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔(۲)

☆......بعض علاقوں میں مسجد کے امام کو ہر حال میں زکوۃ کا مستحق سمجھتے ہیں یہ بھی درست نہیں اس لئے مستحق ہونے کی صورت میں زکوۃ دیں ورنہ نہیں (۳) بلکہ زکوۃ کے علاوہ صدقات نافلہ اور ہدیہ، تحفہ سے مدد کریں۔(۴)

امانت کی رقم پر زکوۃ

☆......اگر کسی کی امانت کی رقم آپ کے پاس ہے تو اسکی زکوۃ نکالنا آپ کے ذمہ نہیں ہے بلکہ اس کی زکوۃ امانت رکھوانے والے کے ذمہ لازم ہے، اگر اس نے آپ کو زکوۃ ادا کرنے کا اختیار دیا ہے تو آپ بھی اس رقم سے زکوۃ ادا کر سکتے ہیں۔(۵)

---

(۱) وإذا دفعها ولم يخطر بباله انه مصرف ام لافهو على الجواز إلا أنه اذا تبين أنه غير مصرف الخ .عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۹۰ ،شامی ج: ۲ ص: ۳۵۲،البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۴۷)

(۲) هی تمليک المال من فقيرمسلم غيرهاشمی ولامولاه بشرط قطع المنفعة عن المملک من کل وجه لله تعالى .(البحر الرائق کتاب الزکاة ج: ۲ ص: ۲۰۱ ،ط:سعید.هندیه ج: ۱ ص: ۱۷۰ شامی ج: ۲ ص: ۲۵۷،ولونوى الزكاة بمايدفع المعلم الى الخليفة و لم يستاجره ان كان الخليفة بحال لولم يدفعه يعلم الصبيان ايضا اجزأه والا فلا.عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۹۰ ،تتارخانية ج: ۲ ص: ۲۷۸ ،شامی ج: ۲ ص: ۳۵۶)

(۳) ولايجوزدفع الزكاة إلى من يملک نصابا أى مال كان الخ عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۸۹، شامی ج: ۲ ص: ۳۴۷،باب المصرف، البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۴۴).

(۴)قال صلى الله عليه وسلم :"تهادوا تحابوا"(الدرمع الردج: ۵ ص: ۶۸۷ کتاب الهبة).

(۵) وسبب افتراضها ملک نصاب حولی تام الخ .الدرالمختارکتاب الزکاة ج: ۲ ص: ۲۵۹، ط:سعید.البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۰۲هندیه ج: ۱ ص: ۱۷۲ ط:رشیدیه)

☆......زید کے پاس عمر کی کچھ امانت ہے، اور عمر باہر چلا گیا، اور زید کو ٹیلیفون کیا یا خط لکھا یا فیکس کیا کہ میری امانت کی رقم سے زکوۃ ادا کردی جائے، اور زید نے زکوۃ ادا کردی یا زکوۃ کی رقم نکال کر دینی کتابیں خرید کر غریب طلباء کو دیدیں تو زکوۃ ادا ہوجائے گی۔(۱)

اموال ظاہرہ

☆...... مال کی دو قسمیں ہیں، ایک قسم کو اموال ظاہرہ اور دوسری قسم کو اموال باطنہ کہا جاتا ہے، اموال ظاہرہ یہ ہے کہ جس کو لوگ چھپانا چاہیں چھپا نہیں سکتے اور اموال باطنہ وہ ہے جس کو چھپانا چاہیں تو چھپا سکتے ہیں۔(۲)

☆......اموال ظاہرہ کی مثال: سائمہ جانور، تجارت کا مال، اپنے کارخانے اور ملوں میں تیار ہونے والا مال، اور اموال باطنہ کی مثال: نقد رقم، سونا چاندی، اور بینک میں جمع شدہ رقم اموال باطنہ میں سے ہیں۔(۳)

☆......صاحب نصاب آدمی پر سال گذرنے کے بعد اموال ظاہرہ اور اموال باطنہ دونوں کی زکوۃ ادا کرنا فرض ہے۔(۴)

☆......حکومت صرف اموال ظاہرہ کی زکوۃ وصول کرسکتی ہے اموال باطنہ کی

(۱) ولوتصدق عنه بأمره جازالخ شامي ج:۲ص:۲۶۹،وشرط صحة أدائها نية مقارنة له الدرالمختارشامی ج:۲ص:۲۶۸ البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۰،هنديه ج:۱ص:۱۷۱ط: رشيديه بدائع الصنائع ج:۲ص:۴۰ ط:سعيد)

(۲) (قوله الظاهرة والباطنة) فان مال الزكاة نوعان :ظاهروهوالمواشی، ومايمربه التاجر على العاشر،وباطن :وهوالذهب والفضة ، واموال التجارة فی مواضعها ،مراده هنا بالباطنة ما عداالمواشی بقرينة قوله المارين باموالهم ، والافكل مامربه على العاشر فهو من نوع الظاهر، وسماها باطنة باعتبارماكان قبل المرور،اماالباطنة التی فی بيته لواخبربها العاشر فلاياخذ منها شامی ج:۲ص:۳۱۰،بدائع ج:۲ص:۳۵،البحرالرائق ج:۲ص:۲۳۱ باب العاشر)

(۳) أيضا

(۴،۵) فمال الزكاة نوعان ظاهروهوالمواشی والمال الذی يمربه التاجرعلی العاشرو =

(۵) نہیں بلکہ اموال باطنہ کی زکوۃ خود اپنی صوابدید کے مطابق ادا کرسکتا ہے۔

امیر ہونے کے بعد زکوۃ میں ملی ہوئی چیز استعمال کرنا

اگر کوئی آدمی غریب تھا، اور غربت کی حالت میں لوگوں نے اس کو زکوۃ کی مد سے چیزیں دیں مثلاً گھر، فریج، واشنگ مشین، سلائی مشین، گاڑی وغیرہ وغیرہ، اور وہ آدمی بعد میں مالدار ہو گیا، اور وہ چیزیں اب بھی موجود ہیں تو یہ شخص مالدار ہونے کے بعد بھی ان چیزوں کو اپنے ذاتی استعمال میں لاسکتا ہے، شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں۔(۱)

امین کے لئے زکوۃ کی رقم خرچ کرنا

اگر مدرسہ کے مہتمم نے کسی آدمی کے پاس طلبہ کی زکوۃ کی رقم رکھی ہے تو اس آدمی کے لئے زکوۃ کی رقم کو اپنی ضروریات پر خرچ کرنا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے ایسا کیا ہے تو اس پر ضمان آئے گا، جب وہ اتنی رقم ادا کردے گا تو وہ بری ہو جائے گا۔(۲)

= باطن وهوالذهب والفضة اموال التجارة فی مواضعها اماالظاهرفللامام ونوابه الخ ......والدليل على ان للامام ولاية الاخذ فی المواشی والاموال الظاهرة الكتاب والسنة و الاجماع واشارالكتاب ،اما الكتاب فقوله تعالى خذ من اموالهم صدقة الخ اماالمال الباطن الذی يكون فی المصرفقد قال عامة مشائخنا أن رسول الله ﷺ طالب بزكاته وابوبكرو عمر طالب وعثمان طالب زمانا ،ولما كثرت اموال الناس ورای ان تتبعها حرجا على الامة و تفتيشها ضررابأرباب الأموال ،فوض الاداء إلى اربابها الخ بدائع الصنائع ج:۲ ص:۳۵ كتاب الزكاة ايچ ايم سعيد)

(۱) جازالأخذ من الزكاة قدرحاجته ولم يحل له ان يأخذ أكثرمن حاجته وألحق به كل من هوغائب عن ماله وان كان فی بلده لان الحاجة هی المعتبرة ثم لايلزمه ان يتصدق بمافضل فی يده عند قدرته على ماله كالفقيراذا استغنى (كذا فی التبيين)فتاوى عالمگيری ج:۱ ص:۱۸۸ ،كتاب الزكاة)مكتبه ماجديه عيدگاه روڈ كوئٹه)

(۲) اذا كان عند رجل وديعة دراهم أودنانيرأوشيأ من المكيل أوالموزون ، وانفق شيأمنها فی حاجته حتى صارضامنا لما انفق الخ ،عالمگيری ج:۴ ص:۳۴۸)

انجمن

ایسی انجمن قائم کرنا جس پر زکوۃ کا مال مساکین وغیرہ پر صرف ہوتا ہو درست ہے۔(۱)

انجمنوں کو زکوۃ دینا

اگر انجمن والے زکوۃ کی رقم صرف مسلمان فقیر وغریب مستحق لوگوں میں صرف کرتے ہیں، غیر مستحق لوگوں کو نہیں دیتے، انجمن کے ملازمین کی تنخواہ نہیں دیتے، بل ادا نہیں کرتے تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

اگر یہ لوگ زکوۃ کی رقم مستحق اور غیر مستحق دونوں کو دیتے ہیں یا ملازمین کی تنخواہ اور بل وغیرہ ادا کرتے ہیں تو ایسی انجمن والوں کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہوگا۔(۳)

انجمنوں کے ملازمین کو زکوۃ سے تنخواہ دینا جائز نہیں

مختلف انجمنوں کی طرف سے جو لوگ زکوۃ وصول کرتے ہیں وہ عاملین کے حکم میں نہیں ہیں کیونکہ وہ لوگ اسلامی حکومت کی طرف سے زکوۃ وصول کرنے کے لئے مامور نہیں، اس لئے ان کو غریبوں کے لئے زکوۃ وصول کرنے کا ثواب تو ملے گا لیکن زکوۃ کی رقم سے تنخواہ دینا اور لینا جائز نہیں ہوگا۔

---

(۱)واما الذی یرجع الی المودی الیه فانواع.منها:ان یکون فقیرا ، بدائع الصنائع ج:۲ص:۴۳ کتاب الزکوۃ مکتبه ایچ ایم سعید، البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۰باب المصرف شامی ج:۲ص:۳۳۹،هندیه ج:۱ص:۱۸۷،ط:رشیدیه)

(۲) انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیها والمؤلفة قلوبهم الخ آیت :۶۰ پ:۱۰سورة التوبة

(۳) (هی) لغة الطهارة والنماء وشرعا (تملیک)جزء مال)عینه الشارع)(من مسلم فقیر فتاوی شامی ج:۲ص:۲۵۶،۲۵۷،۲۵۸ مکتبه ایچ ایم سعید،البحرج:۲ص:۲۰۱) و لایجوزدفع الزکاة الی الغنی قاضی خان ج:۱ص:۱۲۸)

زکوۃ سے تنخواہ دینے کی صورت میں زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۱)

اندازہ سے زکوۃ دینا

زکوۃ پورا حساب کر کے دینی چاہئے، اندازہ کر کے دینا مناسب نہیں ہے اگر اندازہ کر کے زکوۃ دی گئی اور اندازہ کم رہا تو زکوۃ ادا کرنے کی ذمہ داری مکمل طور پر ادا نہیں ہوگی اور آخرت میں پریشانی ہوگی۔

اگر کسی وجہ سے پورے طور پر حساب کرنا ممکن نہ ہو تو زیادہ سے زیادہ کا اندازہ لگانا چاہیے تا کہ زکوۃ کم ادا نہ ہو۔(۲)

انشورنس

انشورنس میں سود اور جوا دونوں شامل ہیں، اور اسلام میں سود اور جوا دونوں حرام ہیں اس لئے انشورنس کرنا کرانا جائز نہیں ہے۔(۳)

سود اس اعتبار سے کہ حادثہ کی صورت میں جمع شدہ رقم سے زائد رقم ملتی ہے اور

---

(۱) فهی تملیک المال من فقیرمسلم غیرهاشمی ولامولاه بشرط قطع المنفعة عن المملک من کل وجه لله تعالی .کذا فی التبیین، فتاوی عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۰ کتاب الزکاة المکتبة الرشیدیه ،ولودفعها المعلم لخلیفته ان کان بحیث یعمل له لولم یعطه صح والالا،(قوله والالا) أی لأن المدفوع یکون بمنزلة العوض ،شامی ج:۲ ص:۳۵۶ وتتارخانیه ج:۲ ص:۲۷۸،هندیه ج:۱ ص:۱۹۰.(ومنها العامل) وهومن نصبه الامام لاستیفاء الصدقات والعشور،عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۸ ،البحرالرائق ج:۲ ص:۲۴۱،باب المصرف ط: سعید بدائع ج:۲ ص:۴۳ ط:سعید شامی ج:۲ ص:۳۳۹،باب المصرف ط:سعید)

(۲) ومن کان له نصاب فاستفاد فی اثناء الحول مالامن جنسه ضمه الی ماله وزکاه سواء کان المستفاد من نمائه اولا وبای وجه استفاد ضمه الخ (فتاوی عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۷۵ کتاب الزکوة شامی ج:۲ ص:۲۸۸،باب زکاة الغنم ،البحرالرائق ج:۲ ص:۲۲۲ فصل زکاة الغنم بدائع ج:۲ ص:۱۳ ط:سعید)

(۳) واحل الله البیع وحرم الربوا، سورة البقرة آیت:۲۷۵،ایضا فی موضع آخرانما الخمر و المیسروالانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوه الخ سورة المائدة آیت؛۹۰)

زائد رقم سود ہے۔اور جو اس طرح ہے کہ بعض صورتوں میں اگر حادثہ وغیرہ نہیں ہوا تو جمع شدہ رقم واپس نہیں ملتی اور انشورنس کمپنی اس رقم کی مالک بن جاتی ہے تو یہ جوا ہے۔

باقی تفصیل کے لئے ''بیمہ زندگی'' مصنفہ مفتی شفیع صاحب مرحوم یا مفتی ولی حسن صاحب مرحوم کو مطالعہ کرلیا جائے۔

اگر کسی نے انشورنس کرایا ہے تو اس کو ختم کر لینا چاہیے ورنہ سودی کاروبار میں شامل رہنے کی وجہ سے گنہگار ہوگا، تاہم جب تک ختم نہ کرا سکے اصل رقم پر زکوۃ فرض ہوگی، اور زائد رقم لینا جائز نہیں ہے، تاہم اگر کسی نے زائد رقم لے لی تو وہ واپس کردے اگر واپس کرنا ممکن ہے ورنہ کسی فقیر کو ثواب کی نیت کے بغیر دیدے۔(۱)

انعام کے نام سے زکوۃ دینا

☆......مستحق زکوۃ آدمی کو ''انعام'' کے نام سے زکوۃ کی رقم، سامان، کتاب یا کپڑا وغیرہ دینا جائز ہے البتہ ''انعام'' کے نام سے دیتے وقت دل میں زکوۃ کی نیت کرلے، زکوۃ ادا ہوجائے گی۔(۲)

☆......امتحان میں پوزیشن لینے والے مستحق زکوۃ طلباء کو زکوۃ سے رقم، کتاب یا کپڑے وغیرہ کی شکل میں انعام دینا جائز ہے۔(۳)

☆......اسی طرح کسی بھی جائز کام میں مستحق لوگوں کو بلاعوض زکوۃ کی مد سے

---

(۱) بل یلزمه التصدق بجمیعه علی الفقراء لابنیة الثواب .(فتاوی الکاملیة فی الحوادث الطرابلسیة ص:۱۵ کتاب الزکوة مکتبة حقانیه بشاورهندیه ج:۵ص:۳۴۹ شامی ج:٦ص:۳۸۵ فصل فی البیع ط:سعید شامی ج:۲ص:۲۹۱ط:سعید)

(۲) ومن أعطی مسکینا دراهم وسماها هبة أوقرضا ونوی الزکوة فانها تجزیه وهوالأصح عالمگیری ج:۱ص:۱۷۱کتاب الزکاة قبیل " اماشروط وجوبها" شامی ج۱ص:۲٦۸ قوله نیة ، البحرالرائق ج۲ص:۲۱۲ط:سعید)

(۳) أیضا

انعام دینا جائز ہے، غیر مستحق کو نہیں۔(۱)

انفرادی ملکیت پر زکوۃ ہے

☆......اگر کسی گھر میں مثلاً تین بھائی اکٹھے رہتے ہیں اور کھانا پینا مشترک ہے لیکن کماتے الگ الگ ہیں، ہر ایک کی بیوی کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ سے کم سونا ہے اور ان کے پاس اور کوئی مال نہیں جس پر زکوۃ فرض ہو اور وہ نصاب کی حد تک پہنچتا ہو، لیکن تمام بیویوں کے سونے کو ملانے سے نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہوتا ہو تو اس صورت میں تینوں بھائی کی بیویوں پر زکوۃ فرض نہیں ہے۔ کیونکہ زکوۃ کے نصاب میں انفرادی ملکیت کا اعتبار ہے اجتماعی ملکیت کا اعتبار نہیں اور یہاں کسی کی بھی بیوی کی ملکیت میں انفرادی طور پر نصاب کے برابر سونا نہیں ہے۔(۲)

☆......اگر ہر ایک کی بیوی کے پاس نصاب سے کم کے ساتھ چاندی یا کیش رقم یا مال تجارت بھی موجود ہے اور سب کی قیمت کو ملانے سے چاندی کے نصاب کے برابر رقم بن جاتی ہے تو سال گذرنے کے بعد ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

☆......اگر ہر ایک کی بیوی کے پاس نصاب کے برابر سونا یا چاندی یا نقد رقم یا مال تجارت موجود ہے یا مختلف قسم کے نصابوں میں سے نامکمل چیزیں موجود ہیں

(۱) ولایجوز دفع الزکوۃ الی الغنی . قاضیخان ج: ۱ ص: ۱۲۸ کتاب الزکوۃ مکتبہ بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ شامی ج: ۲ ص: ۳۴۷ باب المصرف تتارخانیة ج: ۲ ص: ۲۷۳ ادارۃ القرآن) البحرالرائق ج: ۲ ص: ۲۴۴ باب المصرف

(۲)(ومنها الملک التام) وھوما اجتمع فیه الملک والید واما اذا وجد الملک دون الید کالصداق قبل القبض أووجد الید دون الملک کملک المکاتب والمدیون لاتجب فیه الزکاۃ فتاوی عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۷۲ کتاب الزکاۃ ط:رشیدیه بدائع ج: ۲ ص: ۹ سعید شامی ج: ۲ ص: ۲۶۳

(۳،۴) قوله وملک نصاب حولی فارغ عن الدین وحوائجه الاصلیة) والمراد بکونه حولیا ان یتم علیه الحول ،البحرالرائق ج: ۲ ص: ۲۰۲، ۲۰۳، کتاب الزکوۃ سعید ،شامی ج: ۲ ص: ۲۵۹، ۲۶۲، ھندیه ج ۱ ص: ۱۷۳، ۱۷۵ ط:رشیدیه)

(۴) لیکن مجموعہ کرنے سے نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ بن جاتا ہے تو سال گذرنے کے بعد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔

انکم ٹیکس

انکم ٹیکس ادا کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی بلکہ ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوۃ الگ ادا کرنا فرض ہے۔(۱)

اولاد کا نفقہ حوائج اصلیہ میں داخل ہے یا نہیں

اگر مذکر اولاد نابالغ ہے یا بالغ ہے لیکن معذور ہے یا کمائی کے قابل نہیں ہے یا مؤنث اولاد ہے تو اُن کا نفقہ اور ضروری خرچہ باپ کے ذمہ ہے لہذا یہ نفقہ اور ضروری خرچہ حوائج اصلیہ میں داخل ہے۔(۲)

اونٹ کی زکوۃ

ایک اونٹ سے چار اونٹوں تک زکوۃ معاف ہے، ان پر زکوۃ واجب نہیں، اسکے بعد کے حساب کے لئے دوسری کتابوں سے رجوع کرلیا جائے۔(۳)

(۱) اماتفسیرها فهی تملیک المال من فقیرمسلم غیرهاشمی ولامولاه بشرط قطع المنفعة عن المملک من کل وجه لله تعالی .عالمگیری ج:۱ص:۱۷۰ البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۱ ط:سعید شامی ج:۲ص:۲۵۷،۲۵۸)

(۲) وشرط فراغه عن الحاجة الاصلیة لان المال المشغول بها کالمعدوم وفسرها فی شرح المجمع لابن الملک بمایدفع الهلاك عن الانسان تحقیقا اوتقدیرا فالثانی کالدین والاول کالنفقة ودور السکنی الخ البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۶ کتاب الزکاة مکتبة ایچ ایم سعید ، شامی ج:۲ ص:۲۶۲، نفقة اولاد الصغارعلی الأب، لایشارکه فیها احد عالمگیری ج:۱ ص:۵۶۰،ونفقة الاناث واجبة مطلقا علی الآباء مالم یتزوجن اذا لم یکن لهن مال ولایجب علی الأب نفقة الذکورالکبارالاأن یکون الولد عاجزا عن الکسب لزمانه أومرض عالمگیری ج:۱ ص:۵۶۳) رشیدیه.

(۳) باب نصاب الابل (خمس ، فیوخذ من کل خمس) منها (الی خمس وعشرین بخت) الدرمع الردج:۲ص:۲۷۷باب نصاب الابل ط:سعید،هندیه ج:۱ ص:۱۷۷ البحر ج:۲ ص:۲۱۳)

ایصال ثواب کے لئے زکوۃ دینا

مردہ کے ایصال ثواب کے لئے زکوۃ کی رقم دینا جائز نہیں، بلکہ ایصال ثواب کے لئے زکوۃ اور صدقات واجبہ کے علاوہ دوسری حلال رقم دینا ضروری ہے ورنہ میت کو ثواب نہیں پہنچے گا۔(۱)

(ب)

باپ بیٹے نے ملکر پیسہ کمایا

☆......اگر باپ بیٹے نے ملکر پیسہ کمایا ہے، اور پیسہ والد کے قبضہ میں ہے، اور باپ ہی اس میں تصرف کرتا ہے اور وہ رقم نصاب کے برابر ہے تو سال گذرنے کے بعد باپ کے لئے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا بیٹے کو نہیں، کیونکہ ان پیسوں کا مالک باپ ہے۔(۲)

☆......اگر باپ بیٹے نے مل کر پیسہ کمایا اور ہر ایک نے اپنا اپنا پیسہ تقسیم کر کے اپنے پاس رکھ لیا اور ہر ایک کے پاس نصاب کے برابر رقم ہے تو ہر ایک آدمی کو سال گذرنے کے بعد اپنی اپنی رقم سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

(۱) ولایجوزان یبنی بالزکاۃ المسجد وکذا القناطیروالسقایات واصلاح الطرقات وکری الانھاروالحج والجھاد وکل مالاتملیک فیہ .(فتاوی عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۸ البحرج:۲ ص:۲۴۳،شامی ج:۲ ص:۳۴۴،تتارخانیہ ج:۲ ص:۲۷۲،بدائع ج:۲ ص:۳۹)

(۲) أب وإبن یکتسبان فی صنعة واحدة ولم یکن لهما مال فالکسب کله للأب إذا کان الإبن فی عیال الأب لکونه معینا له ، ألاتری أنه لوغرس شجرة تکون للأب.(عالمگیری ج:۲ ص: ۳۲۹، الباب الرابع فی شرکة الوجوه وشرکة الأعمال ،شامی ج:۴ص:۳۲۵،فصل فی الشرکة الفاسدة)

(۳) (ومنها الملک التام) وهومااجتمع فیه الملک والید) عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۲، کتاب الزکاة مکتبة رشیدیه .(ومنها حولان الحول علی المال)کتاب الزکاة عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۵، ط:رشیدیه. البحرج:۲ص:۲۰۳، وایضا فی الشامیة (عینه الشارع) وهوربع عشرنصاب حولی ج:۲ص:۲۵۷،کتاب الزکاة ط:رشیدیه. ط:سعید ،البحرج:۲ ص:۲۲۸باب زکاة المال)

باپ کو زکوۃ دینا

اپنے باپ کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔(۱)

بارش بند ہو جاتی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ کے بدلے میں پانچ عذاب ہیں! صحابہ کرام نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! پانچ کے بدلے میں پانچ عذاب کیا ہیں؟ اللہ کے رسول نے فرمایا:

☆...... جو قوم عہد شکنی اور وعدہ خلافی کرتی ہے اللہ تعالی ان کے دشمنوں کو ان پر مسلط کر دیتے ہیں۔

☆......اور جو قوم اللہ کے نازل کردہ حکم کے خلاف عدالت وغیرہ میں فیصلہ نافذ کرتی ہے ان میں غربت اور فقر وفاقہ عام ہوتا ہے۔

☆...... جو قوم بدکاری اور گندے کاموں میں مبتلا ہوتی ہے ان میں اموات زیادہ ہوتی ہیں۔

☆...... جو لوگ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں وہاں خشک سالی ہوتی ہے اور وہ قحط سالی میں گرفتار ہوتے ہیں۔

☆......اور جو لوگ زکوۃ (نکال کر مستحق لوگوں کو) نہیں دیتے وہاں سے بارش کو روک لیا جاتا ہے۔(مستدرک حاکم ج:۲،ص:۱۲۶،الکبائر ص:۵۹)۔(۲)

---

(۱) ولایدفع الی اصله وان علاوفرعه وان سفل کذا فی الکامل (شامی ج:۲ ص:۳۴۶، البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۱، ۲۴۳،بدائع الصنائع ج:۲ص:۴۹،ط:سعید،فتاوی عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۸، باب المصرف مکتبة رشیدیه)

(۲) وقال ﷺ:خمس بخمس ، قالوا :یارسول الله ،وماخمس بخمس؟ قال:مانقص قوم العهد إلا سلط الله علیهم عدوهم ، وماحکموا بغیرماانزل الله إلا فشافیهم الفقر، وماظهرت فیهم الفاحشة إلافشافیهم الموت ولاطففوا المکیال والمیزان الامنعوا النبات، واخذوا بالسنین، ولامنعوا الزکاة الاحبس عنهم القطر، الکبائرص:۵۹،ط:دارالخیر، دمشق، مجمع الزوائد و منبع الفوائد ج:۳ ص:۶۵،ط:دارالکتاب بیروت).

باغ

☆......اگرعشری زمین پر باغ لگایا ہے تو باغ کی پیداوار پر عشر لازم ہوگا۔(۱)

☆......اگر کسی نے اپنا باغ قابلِ نفع ہونے کے بعد فروخت کر دیا تو خریدنے والے پر عشر نہیں بلکہ باغ فروخت کرنے والے پر عشر ہے۔(۲)

باغ کی رقم پر زکوۃ

باغ بیچنے کے ایک ماہ بعد کسی نے اپنی سالانہ زکوۃ نکالی تو اس باغ کی رقم سے بھی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا جس باغ کا اس نے عشر ادا کیا ہے۔(۳)

بالغ طالب علم کو زکوۃ دینا

اگر طالب علم بالغ ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے، لیکن اس کے والدین مالدار صاحب نصاب ہیں تو ایسے طالب علم کو زکوۃ دینا جائز ہے۔

اور اگر طالب علم بالغ ہے اور نصاب کا مالک ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔(۴)

---

(۱) فی النوازل :ولوان رجلا له ارض عشرية فنبت فيها زرع وصار قصيلا فقصله فعليه العشر،التتارخانيه ج۲ ص: ۳۲۲، كتاب العشر ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية)

(۲) ولوباع الارض العشرية وفيها زرع قد ادرك مع زرعها اوباع الزرع خاصة فعشره على البائع دون المشترى .البدائع ج۲ص:۵۶،۵۷،ط:سعيد تتارخانية ج۲ص: ۳۳۱،كتاب العشرادارة القرآن ،هنديه ج: ۱ ص:۱۸۷،الباب السابع فى زكاة الزرع ط:رشديه)

(۳) ومن كان له نصاب ، فاستفاد فى اثناء الحول مالا من جنسه ضمه إلى ماله وزكاه ،سواء كان المستفاد من نمائه أولا وبأى وجه استفاد ضمه الخ.(عالمگيرى ج: ۱ ص:۱۷۵ شامى ج: ۲ ص:۲۸۸ بدائع ج:۲ ص:۱۳ ط:سعيدالبحرالرائق ج۲ص: ۲۲۲ ط:سعيد)

(۴) ولودفع الى ولد رجل غنى ان كان كبيرا جازوالافلا (فتاوى سراجيه ص:۲۸،باب مواضع الصدقات ط:سعيد،بدائع ج:۲ص:۴۷،تتارخانية ج۲ص:۲۷۳،فتاوى هنديه ج ۱ص: ۱۸۹)

باندی کو زکوۃ دینا

مولی اور مالک کے لئے اپنی باندی کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے،(۱) البتہ جو شرعی باندی نہیں، اور لوگوں کے گھروں میں خادمہ کے طور پر کام کرتی ہیں، اور وہ محتاج اور زکوۃ کی مستحق ہیں تو ان کو تنخواہ کے علاوہ مدد کے طور پر زکوۃ دینا جائز ہوگا، البتہ تنخواہ میں زکوۃ کی رقم دینا جائز نہیں ہوگا۔(۲)

باورچی کی تنخواہ زکوۃ سے دینا

جو باورچی صرف طلبہ کے لئے کھانا تیار کرتا ہو اس کی تنخواہ بھی زکوۃ، عشر، چرم قربانی اور صدقہ واجبہ کی مدّ سے دینا جائز نہیں، ہاں اگر مد زکوۃ وغیرہ کی رقم غریب طلبہ کے ذریعہ تملیک کرالی جائے پھر اس کے بعد اس رقم سے طلبہ کے لئے کھانا پکانے والے باورچی کو تنخواہ دینا جائز ہوگا، کیونکہ زکوۃ ادا ہونے کے لئے مستحقین کی تملیک ضروری ہے اس کے بغیر تنخواہ میں دینا جائز نہیں، اگر کسی نے تملیک کے بغیر باورچی کی تنخواہ میں زکوۃ دی تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۳)

---

(۱) قوله وعبده ومكاتبه ومدبره وام ولده ومعتق البعض)اى لايجوزالدفع الى هؤلاء،البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۴،كتاب الزكاة باب المصرف هنديه ج ا ص:۱۸۹،شامى ج:۲ ص:۳۴۸)

(۲) اماتفسيرها فهى تمليك المال من فقيرمسلم غيرهاشمى ولامولاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى .(فتاوى عالمگيرى ج ا ص:۱۷۰،كتاب الزكاة البحر الرائق ج۲ص:۲۰۱،شامى ج:۲ص:۲۵۷،۲۵۸،ولودفعها المعلم لخليفته ان كان بحيث يعمل له لم يعطه صح وإلالا.(شامى ج:۲ص:۳۵۶)هنديه ج:ا ص:۱۹۰،ط:رشيديه تتارخانية ج:۲ ص:۲۷۸ادارة القرآن)

(۳) وشرعا تمليك جزء مال عينه الشارع مع قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى،شامى ج:۲ص:۲۵۶،۲۵۷،۲۵۸،كتاب الزكاة ط:سعيد،البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۱، هنديه ج: ا ص:۱۷۰)

بٹائی کی زمین کا عشر

بٹائی کی زمین کے عشر نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر فریق اپنے حصے کی پیداوار کا عشر ادا کرے، کیونکہ اصول یہ ہے کہ زمین کی پیداوار جس کے گھر آئے گی عشر بھی اسی کے ذمہ ہوگا، پس بٹائی پر زمین کاشت کرنے والے مزارع کے حصہ میں جتنی پیداوار آئے اس کا عشر ادا کرنا مزارع کے ذمہ ہے اور مالک کے حصہ میں جتنی جائے اس کا عشر مالک پر لازم ہے.(۱)

بچت سے زیادہ قرض ہے

اگر کسی آدمی پر بچت سے زیادہ قرض ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے ہاں اگر بچت کی رقم سے قرض کو وضع کرنے کے بعد بقیہ رقم نصاب کے برابر ہو تو اس صورت میں سال گذرنے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی، اور اگر نصاب سے کم ہے تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

بچہ

☆......اگر بچہ صاحب نصاب ہے تو نابالغ ہونے کی وجہ سے اسکے مال وغیرہ پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، اور ولی کے لئے بھی نابالغ کے مال سے زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں ہوگا، جس طرح نماز روزہ اور حج وغیرہ دوسری عبادات اس پر فرض نہیں ہیں اسی طرح زکوۃ بھی فرض نہیں ہے۔(۳)

---

(۱) ولودفعها مزارعة ، فأما علی مذهبهما فالمزارعة جائزة ،والعشریجب فی الخارج ، و الخارج بینهما ،فیجب العشرعلیهماالخ بدائع الصنائع ج:۲ص:۵٦،هندیه ج:۱ ص: ۱۸۷ ،البحرالرائق ج:۲ ص:۲۳۷،باب العشر)

(۲) ومنها الفراغ عن الدین قال اصحابنا رحمهم الله تعالی کل دین له مطالب من جهة العباد یمنع وجوب الزکاة ....ومنها کون المال نصابا فلاتجب فی اقل منه .(عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۲ ،بدائع ج:۲ ص:٦ ،البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰٦ ،شامی ج:۲ ص:۲٦۲ ط: سعید)

(۳) وهوان الزکاة عبارة عندنا والصبی لیس من اهل وجوب العبادة فلا تجب علیه =

☆......اگر نابالغ بچے کا مال امانت کے طور پر سرپرستوں کے پاس ہے تو اس میں زکوۃ واجب نہیں۔(۱)

☆......حکومت کے لئے نابالغ بچے کے جمع شدہ مال سے زکوۃ کاٹنا جائز نہیں ہے اگر حکومت ایسا کرتی ہے تو وہ ظالم اور غاصب ہوگی۔(۲)

☆......جب بچہ بالغ ہو تو بلوغ کے وقت سے نصاب کے سال کی ابتداء ہوگی اس دن سے قمری (چاند کے) حساب سے ایک سال مکمل ہونے کے بعد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

زکوۃ بالغ پر واجب ہے، اور بلوغ کی علامت احتلام ہونا، ڈاڑھی، زیر ناف بال نکلنا یا انزال ہونا، یا حمل ٹھہرنا وغیرہ ہیں، اگر کوئی علامت نہیں تو چاند کے حساب سے پندرہ سال مکمل ہونے کے بعد بالغ شمار کیا جائے گا، اس دن سے ایک سال ہونے کے بعد صاحبِ نصاب ہونے کی صورت میں زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۴)

= كما لايجب عليه الصوم والصلاة ،بدائع ج:۲ص:۴،كتاب الزكاة ط: سعيد.شامی ج:۲ ص:۲۵۸ ،هنديه ج:۱ ص:۱۷۲ ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۲)

(۱) ومنها العقل والبلوغ فليس الزكاة على صبى ومجنون الخ عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۲،

(۲)ان الذين ياكلون أموال اليتمى ظلما انما ياكلون فى بطونهم ناراالخ (سورة النساء آیت : ۱۰ اجزء:۴)

(۳) وكذا الصبى اذا بلغ يعتبرابتداء الحول من وقت بلوغه .(عالمگیری ج:۱ص:۱۷۲، كتاب الزكاة)اى سبب افتراضها (ملک نصاب حولی)نسبة للحول (قوله نسبة للحول)اى الحول القمرى لاالشمسى ،فتاوى شامی ج:۲ص:۲۵۹،کتاب الزكاة ط:سعيد، البحر الرائق ج:۲ص:۲۰۳)ط:سعيد

(۴) (بلوغ الغلام بالاحتلام والإحبال والانزال) والاصل هوالإنزال اوالجارية بالإحتلام و الحيض والحبل) ولم يذكرالانزال صريحا لأنه قلما يعلم منها (فإن لم يوجد فيهما (شئ) حتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى .(درمختارشامی ج:۶ص:۱۵۳).

بچے زیادہ ہیں

☆……اگر کسی آدمی کے بچے زیادہ ہیں، اور وہ نصاب کا مالک نہیں ہے، اور اس کا روزگار یا تنخواہ یا آمدنی اس کے اخراجات اور مصارف کے لئے کافی نہیں ہے تو ایسے آدمی کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

☆……اگر کسی آدمی کو کثیر العیال اور قرضدار ہونے کی وجہ سے گھر چلانا مشکل ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

بدکردار شوہر کی بیوی کو زکوۃ دینا

اگر کسی عورت کا شوہر بدکردار ہے، اور اسکی زندگی عیاشیوں، شراب خوری یا جوا، سٹہ کی وجہ سے نہایت ہی تنگی میں ہو، اور وہ محتاج اور ضرورتمند ہے نصاب کی مالک نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا نہ صرف جائز بلکہ زیادہ ثواب ہے۔(۳)

برادری کا زکوۃ کی رقم سے مکان بنا کر تقسیم کرنا

☆……برادری کے لئے زکوۃ کی رقم سے مکانات بنا کر مستحق لوگوں میں تقسیم کرنے سے زکوۃ ادا ہوجائے گی، البتہ مستحق لوگوں کو مکمل طور پر مالک بنا کر دینا

---

(۱) ویجوزدفعها الی من یملک اقل من النصاب وان کان صحیحا مکتسبا .(فتاوی عالمگیری ج: ا ص: ۱۸۹ ،باب فی المصارف ،مکتبه ماجدیه ،البحرالرائق ج:۲ ص:۰ ۲۴ ،شامی ج: ۲ ص: ۳۹، بدائع الصنائع ج: ۲ ص: ۴۹)

(۲) وکذا لوکان له حوانیت اودارغلة تساوی ثلاثة آلاف درهم وغلتها لاتکفی لقوته وقوت عیاله یجوزصرف الزکاة الیه الخ .(فتاوی عالمگیری ج: ا ص: ۱۸۹ باب المصارف ،البحرالرائق ج: ۲ ص: ۲۴۴ ،ط:سعید بدائع ج: ۲ ص: ۴۹).

(۳) باب المصرف.....(وهوفقیروهومن له ادنی شئ) ای دون نصاب أوقدرنصاب غیرنام مستغرق فی الحاجة (ومسکین من لاشئ له)علی المذهب درمختارشامی ج: ۲ ص: ۳۳۹، البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۴۰ ،هندیه ج: ا ص: ۱۸۷ ،بدائع ج: ۲ ص: ۴۳، تتارخانیة ج: ۲ ص: ۲۶۷)

ضروری ہے، مکان کا قبضہ بھی دیدیں اور رجسٹر کرا کے کاغذات بھی دیدیں تاکہ وہ اپنے اختیار سے جس قسم کا جائز تصرف کرنا چاہے کر سکیں۔(۱)

☆......بعض برادری والے زکوۃ کی رقم سے مکانات اور فلیٹ بناتے ہیں اور مستحق لوگوں کو رہنے کیلئے دیدیتے ہیں لیکن کاغذات حوالہ نہیں کرتے، اور مستحق آدمی اس مکان کو بیچنا چاہے تو اس کی اجازت نہیں دیتے ایسی صورت میں زکوۃ دینے والے لوگوں کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ مستحق لوگوں کو مکمل طور پر مالک نہیں بنایا گیا۔(۲)

برادری کی جماعت کے لئے زکوۃ وصول کر کے سالہا سال رکھ دینا

بعض علاقوں میں بہت سے ادارے زکوۃ کی رقم وصول کر کے اسکو سالہا سال رکھ دیتے ہیں، غریبوں میں تقسیم نہیں کرتے، اور زکوۃ جمع کرنے والے سمجھتے ہیں کہ ان کی زکوۃ ادا ہوگئی، حالانکہ ان کی زکوۃ اس وقت ادا ہوگی جب ان کی رقم غریبوں کو مالک بنا کر دی جائے گی اس سے پہلے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۳)

واضح رہے کہ برادری کی جماعت کے ادارے یا انجمن وغیرہ کے ذمہ داران زکوۃ کی رقم جمع کرنے والوں کے وکیل ہیں فقراء مساکین مستحقِ زکوۃ لوگوں کے وکیل نہیں ہیں اس لئے زکوۃ کی رقم کو جبتک مستحق لوگوں پر خرچ نہیں کریں گے زکوۃ ادا

---

(۱) اذا دفع الزکاۃ الی الفقیر لایتم الدفع مالم یقبضها اویقبضها للفقیر من له ولایة علیه نحو الاب والوصی یقبضان للصبی والمجنون، کذا فی الخلاصة، فتاوی عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۹۰، کتاب الزکاۃ باب فی المصارف مکتبه ماجدیه، البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۰۱ ط: سعید تتارخانیة ج ۲ ص: ۲۷۴، من توضع الزکاۃ فیه ادارۃ القرآن)

(۲) أیضا

(۳) اماتفسیرها فهی تملیک المال من فقیر مسلم الخ. فتاوی عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۷۰، کتاب الزکاۃ، مکتبه ماجدیه، البحر: ۲ ص: ۲۰۱ ط: سعید، شامی ج: ۲ ص: ۲۵۷)

نہیں ہوگی۔(۱)

البتہ دینی مدارس کے ذمہ داران غریب طلباء کے وکیل ہیں زکوۃ جمع کرنے والوں کے وکیل نہیں ہیں اس لئے دینی مدارس میں زکوۃ کی رقم جمع کرتے ہی زکوۃ ادا ہوجائے گی البتہ ذمہ داروں پر ضروری ہوگا کہ زکوۃ کی رقم کو صرف مستحق طلباء میں صرف کریں ورنہ خیانت کی صورت میں وہ ذمہ دار ہوں گے اور قیامت کے دن گرفت ہوگی اس لئے بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔(۲)

برادری کی جماعت کے ملازمین کو زکوۃ سے تنخواہ دینا

برادری کی جماعت کے ملازمین کو زکوۃ کی رقم سے تنخواہ دینا اوران کے لئے جان بوجھ کر زکوۃ کی رقم سے تنخواہ لینا جائز نہیں ہے۔

بلکہ ایسے لوگوں کو زکوۃ اور صدقہ واجبہ کے علاوہ عطیات میں سے تنخواہ دیں ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۳)

برآمد کردہ مال

☆...... جو مال بیوپاریوں کو منافع لگا کر روانہ کیا جاتا ہے، اسکی جو قیمت منافع کے ساتھ مقرر ہوئی ہے، اس قیمت کی رقم وصول ہونے پر زکوۃ واجب ہوگی۔

یعنی جس قدر رقم وصول ہوگی اگر اس کی مقدار ساڑھے دس تولہ چاندی کی قیمت سے کم نہیں تو اس کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا ، اور جو رقم وصول نہیں ہوئی اس کی زکوۃ

---

(۱) انما الصدقات للفقراء والمساکین الخ (سورۃ التوبۃ جزء :۱۰، آیت :۶۰)

(۲) اذا دفع الزکاۃ إلی الفقیرلایتم الدفع مالم یقبضھا ،أویقبضھا للفقیرمن له ولایة علیه . (عالمگیری ج: ۱ ص:۱۹۰، تتارخانیة ج۲ص:۲۷۴، البحرج:۲ص: ۲۰۱، وقال تعالی : یاایھا الذین امنوا لاتخونوا اللہ والرسول وتخونوا امٰنٰتکم وانتم تعلمون.سورۃ الانفال آیت :۲۷)

(۳) (ھی) تملیک (جزء مال)عینه الشارع) (مع قطع المنفعة عن المملک من کل وجه). (فتاوی شامی ج: ۲ص:۲۵۸، کتاب الزکاۃ ھندیه ج: ۱ ص:۱۷۰، البحرج:۲ص: ۲۰۱)

ادا کرنا لازم نہیں ہوگا۔

☆......اگر اس قسم کی رقم وصول ہونے میں چند سال گذر گئے تو وصول ہونے کے بعد گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ ڈھائی فیصد کے حساب سے ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

☆......اگر ایسی رقم ڈوب گئی اور آخر تک وصول نہیں ہوئی تو زکوۃ ادا کرنا فرض نہیں ہوگا ۔(۲)

برتن

☆...... استعمالی برتن پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۳)

☆......البتہ تجارت کی نیت سے لئے گئے برتن پر زکوۃ واجب ہوگی، اگر نصاب کے برابر ہے۔(۴)

---

(۱) وما سائرالديون المقربها على ثلاث مراتب ....وقوى ومايجب بدلا عن سلع التجارة اذا قبض اربعين زكى لمامضى .(عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۷۵،شامي ج:۲ص: ۳۰۵، بدائع ج:۲ص: ۱۰،البحرج:۲ص:۲۰۷،ط:سعيد،تتارخانية ج:۲ص: ۲۹۹،زكاة الديون ، فتح القدير ج:۲ص: ۱۲۳،ط:رشيديه)

(۲) ((لازكوة فى مال الضمار)) وهومالايمكن الانتفاع به مع بقاء الملك وهوفى اللغه الغائب الذى لايرجى، (فتاوى شامى ج:۲ص: ۲۶۶،كتاب الزكاة ،ط:سعيد،عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۷۴،بدائع الصنائع ج:۲ص: ۹)

(۳) (ومنها فراغ المال)عن حاجته الاصلية فليس فى دورالسكنى وثياب البدن واثاث المنازل الخ .(فتاوى عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۷۳،ط:رشيديه ،بدائع ج:۲ص: ۱۱،ط:سعيد ، البحرالرائق ج:۲ص: ۲۰۶،شامى ج:۲ص: ۲۶۲)

(۴) الزكاة واجبة فى عروض التجارة كائنة ماكانت اذا بلغت قيمتها نصابا من الورق و الذهب،كذا فى الهداية)فتاوى عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۷۹، مكتبه بلوچستان بک ڈپو، البحرالرائق ج:۲ص: ۲۲۸،ط:سعيد ،بدائع ج:۲ص: ۲۰،وشامى ج:۲ص: ۲۹۸، و تتارخانية ج:۲ص: ۲۳۷)

بکریوں کی زکوۃ

☆...... جو بکریاں تجارت کی نیت سے خرید کر رکھی جاتی ہیں اگر ان کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سالانہ مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

☆...... جو بکریاں باہر چرتی ہیں اور تجارت کے لئے نہیں ہیں ان کی زکوۃ کا حساب یہ ہے کہ ۳۹ تک زکوۃ واجب نہیں ہے۔ ۴۰ سے ۱۲۰ بکریوں پر ایک بکری یا ایک بکرا واجب ہے۔ ۱۲۱ سے ۲۰۰ تک دو بکریاں۔ ۲۰۱ سے ۳۹۹ تک تین بکریاں۔ ۴۰۰ پر چار بکریاں پھر اسکے بعد ہر سینکڑے پر ایک بکری واجب ہے، مینڈھے، بھیڑوں کا بھی یہی حکم ہے۔(۲)

☆......بھیڑ اور بکریاں مخلوط ہوں تو بھی یہی نصاب ہے، البتہ زکوۃ کی ادائیگی میں یہ فرق ہے کہ بھیڑ اور بکری میں سے جو زیادہ ہوں زکوۃ میں وہی جانور دیئے جائیں اور اگر دونوں برابر ہیں تو اختیار ہے کہ اعلیٰ قسم سے ادنیٰ قیمت کا جانور دیدے یا ادنیٰ قسم سے اعلیٰ قیمت کا جانور دیدے۔(۳)

☆......بھیڑ اور مینڈھے کا حکم بھی یہی ہے۔(۴)

(۱) رجل له غنم للتجارة تساوی مائتی درهم فماتت قبل الحول فسلخها ودبغ جلدها حتی بلغ جلدها نصابا فتم الحول كان عليه الزكاة .(فتاوی خانيه علی هامش هنديه ج: ا ص: ۲۵۱، مكتبة ماجديه فصل فی مال التجارة)

(۴،۲) الغنم فی اربعين شاة وسط وفی مائة واحدی وعشرين شاتا وفی احدی ومائتين ثلاث شياه الی اربع مائة ففيها اربع شياه ثم بعد ذلک فی كل مائة شاة والمعزوالضان فی وجوب الزكوة سواء .(فتاوی سراجيه ص: ۲۵ كتاب الزكوة ط:سعيدالبحرج: ۲ ص: ۲۱۶، شامی ج: ۲ ص: ۲۸۱، هنديه ج: ا ص ۱۷۸)

(۳) (نصاب الغنم ضأنا اومعزا) فانهما سواء فی تكميل النصاب والاضحية والربالافی اداء الواجب والايمان (قوله لافی اداء الواجب)لان النصاب اذا كان ضأنا يؤخذ الواجب من الضأن لومعزا فمن المعزولومنهما فمن الغالب ولوسواء فمن ايهما شاء جوهرة :ای فيعطی ادنی الاعلی اواعلی الادنی كما قد مناه فی الباب السابق .(شامی ج: ۲ ص: ۲۸۱،باب الغنم ط: سعيد)

☆......اگر بکریوں کے صرف بچے ہیں تو ان پر زکوۃ نہیں، اور اگر ان کے ساتھ کوئی ایک سال کی یا اس سے بڑی عمر کی بکری بھی ہے تو اس کے ساتھ ملا کر نصاب میں بچوں کا اعتبار ہوگا اور مجموعہ چالیس پر ایک بڑی بکری فرض ہوگی۔(۱)

بلانیت زکوۃ دینا

جو رقم زکوۃ کی نیت کے بغیر خیرات کی گئی اور رقم جس کو دی اس نے خرچ کر لی اب اس رقم کو زکوۃ میں شمار کرنا درست نہیں ہوگا اور زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۲)

بنی ہاشم

بنی ہاشم کو زکوۃ دینا جائز نہیں، (۳) اگر بنی ہاشم غریب ہے تو تملیک کر کے دینا جائز ہوگا، (۴) مزید تفصیل کے لیے ''سید کو زکوۃ دینا'' کے عنوان کے تحت دیکھ لیں۔

---

(۱) (و) لافی (حمل) ولد الشاة...... وصورته ان یموت کل الکبارویتم الحول علی اولادها الصغار(الاتبعا لکبیر)قال فی النهروالخلاف ای المذکورانفا مقید بمااذا لم یکن فیها کبار فان کان کما اذا کان له مع تسع وثلاثین حملا مسن وکذلک فی الابل والبقرکانت الصغار تبعا للکبیرة ووجب اجماعا .(فتاوی شامی ج:۲ص:۲۸۲،۲۸۳،باب زکاة الغنم ط:سعید)
(۲) واذا دفع الی الفقیربلانیة ثم نواه عن الزکاة فان کان المال قائما فی ید الفقیراجزأه و الافلا،(فتاوی عالمگیری ج:۲ص:۱۷۱،کتاب الزکاة ،ط:رشیدیه ،البحرج:۲ ص:۲۱۰، شامی ج:۲ص:۲۶۸)
(۳) لایجوزصرفها الی بنی هاشم وموالیهم .(فتاوی قاضیخان ج:۱ص:۱۲۸،کتاب الزکوة مکبته بلوچستان بک ڈپو،تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۴،شامی ج:۲ ص: ۳۵۰، البحر الرائق ج:۲ص:۲۴۶،باب الصرف)
(۴) والحیلة فی الجوازفی هذه الاربعة ان یتصدق بمقدارزکاته علی فقیرثم یأمره بعد ذلک بالصرف الی هذه الوجوه فیکون لصاحب المال ثواب الزکاة وللفقیرثواب هذه القرب.(البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۳،باب المصرف ط:سعید،شامی ج:۲ص:۳۴۵،باب المصرف تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۲)

بونے سے پہلے عشر دیدیا

اگر اپنی زمین کا عشر بجائی (بونے) سے پہلے ادا کردیا تو جائز نہیں اور اگر بجائی کے بعد اگنے سے پہلے ادا کر دیا تب بھی درست نہیں۔(۱)

بھابھی

اگر بھابھی غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں ہے، یعنی ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کے برابر رقم یا تجارت کا مال نہیں تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

بھاوج

اگر بھاوج غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں ہے یعنی ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اسکی قیمت کے برابر رقم یا مال تجارت نہیں تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۳)

بھائی کو زکوۃ دینا

☆......اگر حقیقی، علاتی، اخیافی اور رضاعی بھائی غریب ہیں زکوۃ کے مستحق ہیں

---

(۱) فلوعجل عشرارضه قبل الزرع لایجوز،ولوعجل بعد الزراعة بعد النبات فانه یجوز، ولوعجل بعد الزراعة قبل النبات فالأظهرأنه لایجوز.(عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۶،الباب السادس فی زکاة الزرع والثمار)

(۲) لایجوزدفع الزکوة الی اولاده واولاد اولاده من قبل الذکوروالاناث وان سفلوا ولاالی والدیه وأجداده وجداته وان علوا من قبل الاباء والامهات ویجوزالی سائرقرابته نحوالاخوة والاخوات والاعمام والعمات والاحوال والخالات .(خلاصة الفتاوی لشیخ طاهربن عبد الرشید البخاری کتاب الزکوة ج:۱ ص:۲۴۲،ط:رشیدیه ،شامی ج:۲ص:۳۴۶، ط:سعید البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۱،۲۴۳،بدائع ج:۲ص:۵۰،تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۱)

(۳) أیضا

اور کھانا پینا الگ ہے، تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

☆...... مستحق ہونے سے مراد ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اسکی قیمت کے برابر رقم یا مال تجارت کا مالک نہ ہو تو وہ زکوۃ کا مستحق ہے، اور اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔

بھتیجا

اگر حقیقی، علاتی، اخیافی اور رضاعی بھتیجے غریب ہیں، نصاب کے مالک نہیں ہیں تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

بھتیجی

اگر حقیقی، علاتی، اخیافی اور رضاعی بھتیجی غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۳)

بہن کو زکوۃ دینا

حقیقی، علاتی، اخیافی اور رضاعی بہن اگر غریب اور زکوۃ کی مستحق ہے اور کھانا پینا الگ ہے، تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۴)

(۱) أیضا

(۲) ولاالی من بینهما ولاد (درمختار)......قید بالولاد لجوازه بقیة الاقارب کالاخوة و الاعمام والاخوال الفقراء بل هم اولی لانه صلة وصدقة ،(فتاوی شامی ج:۲ ص:۳۴۶، کتاب الزکوة باب المصرف تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۱،بدائع ج:۲ص:۲۴۳،بدائع ج:۲ ص:۴۹، فتح القدیر ج:۲ ص:۲۰۹،باب المصرف ط:رشیدیه)

(۳) ویجوزدفع الزکوة الی من سوی الوالدین والمولودین من الاقارب والاخوة والاخوات وغیرهم لانقطاع منافع الاملاک بینهم ،ولهذا تقبل شهادة البعض علی البعض والله اعلم .
(بدائع ج:۲ص:۵۰ کتاب الزکوة ط:سعید هندیه ج:۱ ص:۱۹۰، البحر ج:۲ ص:۲۴۳، فتح القدیر ج:۲ص:۲۰۹،ط:رشیدیه ،شامی ج:۲ص:۳۴۶باب المصرف)

(۴) أیضا

بہو کو زکوۃ دینا

اگر بہو غریب، نصاب کی مالک نہیں، تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

بہو کے زیور کا حکم

☆......واضح رہے کہ زکوۃ واجب ہونے میں ہر شخص کی انفرادی ملکیت کا اعتبار ہے، ایک شخص کی زکوۃ دوسرے پر واجب نہیں ہوتی۔

☆...... بہو کے پاس جو زیور ہے، اگر وہ اس کی مالک ہے اور وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے، اور اس پر سال گذر گیا ہے، تو اس کی زکوۃ نکالنا بہو کے ذمہ واجب ہے، ہاں اگر سسر یا شوہر وغیرہ اس کی اجازت سے اسکی زکوۃ ادا کر دیں تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۲)

☆......اگر سسر وغیرہ اسکی زکوۃ ادا نہیں کرتے تو بہو پر لازم ہوگا کہ خود اپنی ملکیت کے زیور کی زکوۃ ادا کردے (چاہے زیور سے ادا کرے یا نقد رقم سے) اگر زکوۃ ادا نہیں کی جائے گی تو قبر میں، میدان حشر میں بہو پر عذاب ہوگا، سسر اور شوہر پر نہیں۔(۳)

☆...... ہمارے معاشرہ میں چونکہ عورتیں عام طور پر کماتی نہیں بلکہ شوہر کے گھر

(۱) أیضا

(۲) ان الزکوۃ عبادۃ عندنا والعبادۃ لاتتأدی إلا باختیارمن علیه اما بمباشرته بنفسه اوبامره و انابته غیره فیقوم النائب مقامه فیصیرمودیا بیدالنائب .(بدائع کتاب الزکوۃ ج:۲ص:۵۳، ط:سعید)

(۳) وسببه ای سبب افتراضها ملک نصاب حولی ......(تام) (تنویرمع الدرکتاب الزکوۃ ، البحرج:۲ص:۲۰۲،ط:سعید، خلاصة الفتاوی ج:۱ص:۲۳۵ط:رشیدیه)

قال تعالی :والذین یکنزون الذهب والفضة ، ولاینفقونها فی سبیل الله فبشرهم بعذاب الیم. یوم یحمی علیها فی نارجهنم فتکوی بها جباههم وجنوبهم وظهورهم هذا ماکنزتم لانفسکم فذوقوا ماکنتم تکنزون .(توبة آیت:۳۴،۳۵)

کی دیکھ بھال اور اولاد کی تربیت میں مصروف ہوتی ہیں اسلئے شوہر ادا کر دیتا ہے، اس سے بیوی پر احسان ہوگا، اور شوہر کو ثواب ملے گا، اور محبت میں اضافہ ہوگا۔(۱)

☆......اگر بہو کی ملکیت میں زیور نصاب کے برابر نہیں بلکہ اس سے کم ہے، اور اسکی ملکیت میں نصاب سے کم سونے کے علاوہ اور کوئی چیز مثلاً روپیہ وغیرہ نہیں تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

☆......اگر زیور کی مقدار نصاب سے کم ہے لیکن دوسرے اموال زکوۃ کے ملانے کے بعد نصاب پورا ہوجاتا ہے تو سال گذرنے کے بعد ڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔(۳)

بھینس کی زکوۃ

''گائے'' عنوان کے تحت دیکھیں

بُھوسہ

بھوسہ پر عشر واجب نہیں ہے۔(۴)

---

(۱) وسببها ارادة الخير للواهب دنيوى كعوض ومحبة وحسن ثناء واخروى ......قال ﷺ ''تهادوا تحابوا''. (شامی ج:۵ ص:۶۸۷ کتاب الهبة)

(۲) ومنها كون المال نصابا فلاتجب فی اقل منه هكذا فی العينی شرح الكنز.هنديه كتاب الزكوة ج:۱ ص:۱۷۲،ط.کوئٹه ،بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۱ ط: ایچ ایم سعید)

(۳) وعلى هذا اذا كان مع عروض التجارة ذهب وفضة فانه يضمها الى العروض ويقومه جمله .(بدائع ج۲ ص:۲۱،ط:سعيد،البحر الرائق ج:۲ ص:۲۳،باب زكاة المال ،تتارخانية ج:۲ ص:۲۴۵،زكاة عروض التجارة ،شامی ج:۲ ص:۳۰۳،باب زكاة المال)

(۴) الا فيما لايقصد به استغلال الأرض (نحو حطب وقصب)فارس (وحشيش وتبن وسعف وصمغ وقطران........حتى لواشتغل ارضه بها يجب العشر،(باب العشر الدرالمختار ج۲ ص:۳۲۷،ط:سعيد،هدايه ج:۱ ص:۱۸۴ هنديه ج:۱ ص:۱۸۶ ،بدائع ج:۲ ص:۵۸، البحر ج:۲ ص:۲۳۷،باب العشر،احسن الفتاوى ج:۶ ص:۳۴۴)

بھیڑ کی زکوۃ

''بکریوں کی زکوۃ'' کے عنوان کے تحت دیکھیں۔

بیٹے کا نکاح حوائج اصلیہ میں داخل نہیں

(۱) بیٹے کا نکاح ضرورت اصلیہ میں داخل نہیں کیونکہ اگر بیٹا بالغ ہے تو اس کا نکاح باپ کے ذمہ فرض نہیں، بلکہ نکاح کی ذمہ داری شرعا بیٹے پر خود ہے، اگر بیٹا نابالغ ہے تو اس کا نکاح کرانا ضروری نہیں ہے۔(۱)

(۲) اگر بیٹا نابالغ ہے یا کمانے کے قابل نہیں ہوا تو اس کا ضروری خرچہ دینا باپ پر لازم ہوتا ہے، وہ بھی جب کہ خود نابالغ اولاد کی ملک میں اتنا مال نہ ہو جس سے اس کا ضروری خرچہ پورا ہوسکے، اگر نابالغ اولاد کی ملک میں اتنا مال ہے کہ اس سے اس کا ضروری خرچہ پورا ہوسکتا ہے تو باپ کے ذمہ اس کا خرچہ دینا لازم نہیں ہوگا بلکہ اس کے مال سے اس کا خرچہ دیا جائے گا، اگر باپ خرچہ دے گا تو اس کو ثواب ملے گا۔(۲)

بیج

☆......کھیت کی بجائی کے لئے جو بیج خرید کر رکھ لیا جاتا ہے اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۳)

☆......اگر بیج تجارت کی نیت سے خرید کر رکھ لیا ہے تو اس پر زکوۃ واجب ہے(۴)

(۱) ولایجب علی الاب نفقة الذکورالکبارالاان یکون الولد عاجزا عن الکسب لزمانة او مرض (هندیه کتاب النکاح الفصل الرابع فی نفقة الاولاد ج:۱ ص:۵۶۳ کوئٹه)

(۲) نفقة الاولاد الصغارعلی الأب لایشارکه فیها أحد.(عالمگیری ج:۱ ص۵۶۰ ونفقة الصبی بعد الفطام اذا کان له مال فی ماله .،عالمگیری ج:۱ ص:۵۶۲،(الفصل الرابع فی نفقة الاو لاد)

(۳،۴) لو اشتری بذرا للتجارة وزرعه فإنه لازکاة فیه ، وانمافیه العشرلأن بذره فی الأرض ابطل کونه للتجارة ،فکان ذلک کنیة الخدمة فی عبدالتجارة بل أولی ، ولولم یزرعه تجب اه فان مفاده سقوط الزکوة عن البذربالزراعة مطلقا .(شامی ج:۲ ص:۲۷۴)

اگر قیمت نصاب کے برابر ہے یا آدمی خود صاحب نصاب ہے۔

بے روزگار کو زکوۃ دینا

اگر بے روزگار آدمی غریب ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

بینک سے حکومت زکوۃ کاٹ لیتی ہے

حکومت بینکوں میں جمع شدہ رقم سے زکوۃ کاٹ لیتی ہے تو اس سے زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں؟ اس میں تین صورتیں ہیں۔

☆......اگر حکومت یا بینک والے کھاتے داروں سے ان کی اجازت سے اصل رقم سے زکوۃ کی رقم کاٹ کر مستحقین زکوۃ کو مالکانہ طور پر دیدیتے ہیں تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۲)

☆......اگر حکومت یا بینک والے کھاتے داروں کی اجازت کے بغیر اصل رقم سے زکوۃ ادا کرتے ہیں تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ایسی صورت میں کھاتہ داروں پر ضروری ہے اپنی زکوۃ خود ادا کریں۔(۳)

☆......اگر حکومت یا بینک والے زکوۃ کی رقم اصل رقم سے نہیں کاٹتے بلکہ نفع کے نام سے جمع ہونے والی سود کی رقم سے زکوۃ کاٹتے ہیں تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ

---

(۱) ویجوزدفعها (الزکوۃ)الی من یملک اقل من النصاب .(هندیه کتاب الزکوۃ الباب السابع فی المصارف ج:۱ ص:۱۸۹ ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۰ ،شامی ج:۲ص:۳۳۹)

(۲)ان الزکوۃ عبادۃ عندنا و العبادۃ لاتتأدی إلاباختیارمن علیه ، امابمباشرته بنفسه أوبأمره ، وانابته غیره ،فیقوم النائب مقامه ، فیصیرهوموديابیدا لنائب ،(بدائع الصنائع ج:۲ص:۵۳)

(۳) (وشرط صحة ادائها فیه مقارنة له) ای للاداء ولوکانت المقارنة حکما وفی الرد (قوله نیة) ان الساعی لواخذها منه کرها لایسقط الفرض عنه فی الاموال الباطنة .(شامی کتاب الزکوۃ ج:۲ص:۲۶۸ ،ط:سعید،هندیه ج۱ ص:۱۷۰ ،البحرج:۲ص:۲۱۰ ط:سعید)

حرام رقم سے زکوۃ ادا کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی ہے، ایسی صورت میں کھاتے داروں پر لازم ہوگا کہ اپنی زکوۃ خود ادا کریں۔(۱)

بینک کا سود

☆...... بینک کے سیونگ اکاؤنٹ میں جو سود جمع ہوتا ہے وہ لینا ناجائز اور حرام ہے، سود کی رقم کو اکاؤنٹ سے نکالنا ہی جائز نہیں ہے، کیونکہ سود نکالنے والا سود لینے والوں میں داخل ہے، اور ایسے آدمی پر لعنت ہے۔(۲)

☆......سود کی رقم پر زکوۃ واجب نہیں ہے، اگر کسی نے سود کی رقم لے لی ہے تو اس پر ضروری ہے کہ واپس کردے اگر واپس کرنا ممکن ہے ورنہ ثواب کی نیت کے بغیر سارا سود صدقہ کردے۔(۳)

بینک میں جمع شدہ رقم کی زکوۃ

☆......صحیح قول کے مطابق بینک میں جمع شدہ رقم اموال باطنہ میں سے ہے، اور اموال باطنہ سے زکوۃ وصول کرنے کا حق حکومت کو نہیں ہے لہذا بینک والے یا

---

(۱) ان علم ارباب الاموال وجب رده عليهم وإلافان علم عين الحرام لايحل له ويتصدق به بنية صاحبه ،وان كان مالا مختلطا مجتمعا من الحرام ولايعلم اربابه ولاشيئا منه بعينه حل له حكما .(مطلب فيمن ورث مالاحراما ج:۵ص:۹۹ط:سعيد،هنديه ج:۵ص:۳۴۹) نعم لواخرج زكاة المال الحلال من مال حرام ذكرفى الوهبانية أنه يجزى عند البعض ونقل القولين فى القنية الخ .(شامى ج:۲ص:۲۹۱،۲۹۲)

(۲) واخذهم الربا وقد نهوا عنه :سورة النساء آيت:۱۶۱ .وعن جابرقال لعن رسول الله ﷺ اكل الربوا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء رواه مسلم .(مشكوة باب الربوا ص:۲۴۴،ط:قديمى)

(۳) (قوله كما لوكان الكل خبيثا)فى القنية :لوكان الخبيث نصابا لايلزمه الزكاة لأن الكل واجب التصدق عليه ، فلايفيد ايجاب التصدق ببعضه .(شامى ج:۲ص:۲۹۱،وج:۶ ص: ۳۸۵ ط :قديمى)

حکومت بینک میں جمع شدہ رقم سے زبردستی زکوۃ کی کٹوتی نہیں کرسکتی۔(۱)

ہاں اگر رقم جمع کرنے والے نے بینک کو اجازت دی کہ سال مکمل ہونے کے بعد زکوۃ کاٹ لینا اور مستحقین پر صرف کرنا، اور بینک والے نے سرمایہ دار کی اجازت سے رقم کاٹ کر مستحقین پر صرف کردی ہے تو بینک والے سرمایہ دار کی طرف سے وکیل ہوکر اس کی طرف سے زکوۃ ادا کرنے کی وجہ سے زکوۃ ادا ہوجائے گی۔(۲)

☆...... بینک میں جو رقم جمع رکھی جاتی ہے اگر وہ نصاب کے برابر ہے یا اس سے زیادہ ہے یا رقم جمع رکھنے والا صاحب نصاب ہے، تو سال پورا ہونے کے بعد ڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔(۳)

☆...... بینک میں جو رقم جمع رکھی جاتی ہے وہ امانت ہوتی ہے، اور رقم جمع کرنے والا جب بھی چاہے وصول کرکے تصرف کرسکتا ہے لہذا حفاظت کے لئے رقم بینک میں ہو یا اپنے پاس دونوں کا حکم برابر ہے۔(۴)

بے نمازی کو زکوۃ دینا

بے نمازی محتاج اور غریب آدمی کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا ہوجاتی ہے البتہ دیندار نماز پڑھنے والے محتاج غریب آدمی کو زکوۃ دینے سے جتنا ثواب ملے گا بے

---

(۱) ولهذا قال اصحابنا ان الامام اذا علم من اهل البلدة انهم يتركون اداء الزكوة من الاموال الباطنة فانه يطالبهم بها لكن اذا اراد الامام ان يأخذها بنفسه من غيرتهمة الترك من اربابها ليس له ذلك لمافيه من مخالفة اجماع الصحابة رضى الله عنهم .(بدائع ج:۲ص:۷ كتاب الزكوة ط:سعيد).

(۲)ان الزكوة عبادة عندنا و العبادة لاتتأدى إلاباختيارمن عليه ، امابمباشرته بنفسه أو بأمره، وانابته غيره ،فيقوم النائب مقامه ، فيصيرهوموديابيد النائب ،(بدائع ج:۲ ص:۵۳)

(۳) الزكوه انما تجب اذا ملك نصابا تاما ناميا حولاكاملا (خلاصة الفتاوى ج:۱ ص:۲۳۵، تتارخانية ج:۲ص:۲۱۷،فتح القدير ج:۲ص:۱۱۲

(۴)أيضا

نمازی کو زکوۃ دینے سے اتنا ثواب نہیں ملے گا، اس لئے دیندار نمازی غریب آدمی کو زکوۃ دینے کی کوشش کرنی چاہیے۔(۱)

واضح رہے کہ نماز چھوڑنے سے آدمی کافر تو نہیں ہوتا لیکن کافر والا کام کرنے کی وجہ سے فاسق اور کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہوجاتا ہے(۲) اور قیامت کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم ہونے کا خطرہ ہے، اسلئے نماز کی پابندی ضروری ہے۔

بیوپاری کو مال حوالہ کرنا

جو مال بیوپاری کے حوالہ کردیا ہے، اور اب تک قیمت وصول نہیں ہوئی ہے تو ایسی صورت میں رقم وصول ہونے کے بعد زکوۃ ادا کرنا واجب ہوگا، اس سے پہلے نہیں البتہ سالانہ زکوۃ ادا کرنے کی صورت میں زکوۃ ادا ہوجائے گی، وصول ہونے کے بعد دوبارہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی اگر قیمت وصول ہونے میں چند سال گذر گئے تو سالانہ زکوۃ ادا نہ کرنے کی صورت میں گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ حساب کرکے ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

---

(۱) ویجوزدفعها الی من یملک اقل من النصاب (هندیه ج:۱ ص:۸۹،البحرج:۲ ص:۲۴۰) وکره نقلها إلاإلی قرابة ....أوأحوج أوأصلح أوأورع أوانفع للمسلمین ......أوإلی طالب علم وفی المعراج :التصدق علی العالم الفقیرافضل(أوإلی الزهاد) .

(درمختارشامی ج:۲ص:۳۵۳،۳۵۴،البحرالرائق ج:۲ص:۲۵۰،باب المصرف

(۲) (وتارکها عمدا مجانة)ای تکاسلا فاسق ،الدرالمختارشامی ج:۱ ص:۳۵۲)

(۳) واماسائرالدیون المقربها علی ثلاث مراتب.......وقوی :وهومایجب بدلاعن سلع التجارة اذا قبض اربعین زکی لمامضی.(عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۵ ،شامی ج:۲ص:۳۰۵، البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۷،تتارخانیة ج:۲ص:۲۹۹فتح القدیرج:۲ص:۱۲۳ ،بدائع الصنائع ج: ۲ ص:۱۰)

بیوہ برسر روزگار

☆......اگر بیوہ برسر روزگار ہے، مقروض نہیں ہے، اور معاشی تنگی بھی نہیں ہے تو ایسی بیوہ کو بلاوجہ زکوۃ نہیں لینی چاہیے، تاہم اگر وہ نصاب کی مالک نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۱)

☆......اور اگر بیوہ نصاب کی مالک ہے تو اس کو جان بوجھ کر زکوۃ دینا اور اس کے لئے زکوۃ لینا جائز نہیں ہوگا۔(۲)

بیوہ کے نابالغ بچوں کو زکوۃ دینا

اگر بیوہ صاحب نصاب ہے تو اس کو اور اس کے نابالغ بچوں کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔(۳)

بیوہ مفلوک الحال ہے

اگر بیوہ مفلوک الحال ہے، اور اس کے پاس نصاب کی مقدار سونا چاندی یا روپیہ پیسہ نہیں ہے تو وہ زکوۃ کی مستحق ہے اس کو زکوۃ دینا جائز ہے اگر اسکے بھائی بہن اس کے اخراجات برداشت نہیں کرتے، یا برداشت کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے تو نادار اور بے سہارا ہونے کی وجہ سے لوگوں کا اس کو زکوۃ اور صدقات دینا ضروری ہوگا تاکہ وہ زندہ رہے۔(۴)

---

(۱) وفی التجرید :ویحل للفقیر الکسوب اخذالصدقة ویکره له الطلب التاتارخانیه کتاب الزکوة الفصل الثامن فیمن توضع الزکوة ج:۲ص:۲۷۵ط:ادارة القرآن) ویجوزصرفها إلی من لایحل له السوال اذا لم یملک نصابا .(عالمگیری ج:۱ص:۱۸۹)

(۲) ولاالی غنی یملک قدرنصاب فارغ عن حاجته الاصلیة من ای مال کان البحرج:۲ ص:۲۴۴،تنویرمع الدرشامی باب المصرف ج:۲ص:۳۴۵ط:سعید)

(۳) ولایجوزدفعها (الزکوة)الی ولد الغنی الصغیرکذا فی التبیین (هندیه باب المصارف ج:۱ص:۱۸۹،ط:مکتبه ماجدیه کوئٹه ،تتارخانیه ج:۲ص:۲۷۳،بدائع ج:۲ص:۴۷)

(۴)ویجوزدفعها (الزکوة)الی من یملک اقل من النصاب (هندیه کتاب الزکوة =

بیوی صاحب نصاب ہے اور شوہر مقروض ہے

اگر بیوی صاحب نصاب ہے اور شوہر مقروض ہے تو اس صورت میں سال مکمل ہونے کے بعد بیوی کے لئے پورے نصاب سے ڈھائی فیصد زکوۃ نکال کر ادا کرنا لازم ہوگا، زکوۃ ادا کرتے وقت شوہر کے قرض کو وضع نہیں کیا جائے گا، البتہ اگر بیوی کے ذمہ قرض ہے تو اس کو وضع کیا جائے گا، کیونکہ ملکیت الگ الگ ہے، ایک کی ملکیت کے ساتھ دوسرے کا کوئی تعلق نہیں اور ایک کے قرض کا بھی دوسرے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔(۱)

بیوی صاحب نصاب ہے تو شوہر کا حکم

☆......اگر بیوی صاحب نصاب ہے تو اس کی وجہ سے غریب شوہر صاحب نصاب کے حکم میں نہیں ہوگا اور قربانی اور زکوۃ وغیرہ غریب شوہر پر واجب نہیں ہوگی۔(۲)

☆......اور ایسے غریب شوہر کو لوگوں کے لئے زکوۃ دینا جائز ہوگا۔(۳)

☆......اور بیوی کی زکوۃ خود بیوی پر ادا کرنا ضروری ہے شوہر پر نہیں۔(۴)

= الباب السابع فی المصارف ج:۱ص:۱۸۹،ط:کوئٹہ ،البحرج:۲ص:۲۴۰،باب المصرف شامی ج:۲ص:۳۳۹،ط:سعید)

(۱) (ومنھا الفراغ عن الدین).......وھذا کلہ إذا کان الدین فی ذمتہ قبل وجوب الزکاۃ. (عالمگیری ج:۱ص:۱۷۲،۱۷۳) البحرج:۲ص:۲۰۶،شامی ج:۲ص:۲۶۰)

(۲) (ومنھا الملک التام) وھوما اجتمع فیہ الملک والید .(عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۲، بدائع ج:۲ص:۹)

(۳) انما الصدقات للفقراء والمساکین الآیۃ .سورۃ التوبۃ آیت:۵۹جزء:۱۰)

(۴) الزکوۃ انماتجب اذا ملک نصابا تاما نامیا حولا کاملا .(خلاصۃ الفتاوی ج:۱ ص: ۲۳۵،ط:رشیدیہ ، فتح القدیرج:۲ص:۱۱۲،تتارخانیۃ :۲ص:۲۱۷)

بیوی کو زکوۃ دینا

شوہر کا بیوی کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔(۱)

بیوی کے پہلے شوہر کی اولاد کو زکوۃ دینا

اگر بیوی کے پہلے شوہر کی اولاد غریب ہیں، نصاب کی مالک نہیں، تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

بیوی کے زیورات اور سونا چاندی کا حکم

☆......اگر بیوی کے پاس سونا، چاندی یا زیورات نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ موجود ہیں اور وہ ان چیزوں کی مالک ہے، تو سال گذرنے کے بعد ڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا اس کے ذمہ لازم ہوگا، چاہے وہ خود ادا کردے یا اسکی طرف اس کا شوہر اجازت لے کر ادا کردے دونوں صورتوں میں زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۳)

☆......اگر زیور وغیرہ کی مقدار نصاب سے کم ہے لیکن دوسرے اموال زکوۃ

---

(۱) ولایعطی زوجته بلاخلاف بین اصحابنا لان منافع الاملاک مشترکة فلاینقطع حق المؤدی عن المؤدی (المحیط البرهانی ،کتاب الزکوة الفصل الثامن فی المسائل المتعلقة بمن یوضع فیه الزکوة ج:۳ص:۲۱۲ ط:ادارة القرآن)
ولایدفع إلی إمرأته للإشتراك فی المنافع عادة .(عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۹ ،شامی ج:۲ ص:۳۴۶)

(۲) ولاالی من بینهما ولاد) وقیدبالولاد لجوازه لبقیة الأقارب کالاخوة بالاعمام والأخوال الفقراء بل هم أولی ؛لأنه صلة وصدقة ،شامی،کتاب الزکوة باب المصرف ج:۲ ص: ۳۴۶، ط: سعید ، خلاصه ج: ۱ ص: ۲۴۲ ،البحرج: ۲ ص: ۲۴۳ ،بدائع ج: ۲ص: ۵۰)

(۳) الزکوة انما تجب اذا ملک نصابا تاما نامیا حولا کاملا .(خلاصة الفتاوی کتاب الزکاة ج: ۱ ص:۲۳۵ ،رشیدیه. فتح القدیرج:۲ص:۱۱۲ .تتارخانیة ج:۲ص:۲۱۷ .ان الزکوة عبادة عندنا والعبادة لاتتأدی إلاباختیارمن علیه،اما بمباشر ته بنفسه أو بأمره، وانابته غیره ،فیقوم النائب مقامه ، فیصیرمؤدیا بید النائب ، (بدائع ج:۲ ص:۵۳ ،سعید.

کے ساتھ ملانے سے نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہوجاتی ہے تو اس صورت میں بھی سال گذرنے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی۔(۱)

☆......اگر زیورات کی مقدار نصاب سے کم ہے اور دوسرے اموالِ زکوۃ بھی نہیں ہے تو سال گذرنے پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

☆...... بیوی کی زکوۃ ادا کرنا شوہر پر لازم نہیں، چونکہ عام طور پر عورتیں کمائی نہیں بلکہ شوہر کی خدمت، اولاد کی پرورش، اور گھر کی دیکھ بھال میں مصروف رہتی ہیں اس لئے شوہر ادا کردیتا ہے، البتہ شوہر جب بیوی کی زکوۃ ادا کرے تو شروع میں اجازت لے لے کہ میں آپ کی زکوۃ ادا کردونگا، اس طرح بیوی کی زکوۃ ادا ہوجائے گی اور وہ قبر، میدان حشر اور جہنم کے عذاب سے بچ جائے گی اور شوہر کو بیوی پر احسان کرنے کا ثواب ملے گا، اور اس سے محبت میں بھی اضافہ ہوگا۔(۳)

☆......اگر شوہر اتفاق سے بیوی کی زکوۃ ادا نہ کرے تو بیوی پر لازم ہوگا کہ اپنی زکوۃ خود ادا کردے، ورنہ عذاب بیوی پر ہوگا شوہر پر نہیں۔(۴)

بیوی کے زیور کی زکوۃ مرد پر نہیں

☆......زیور کی مالک بیوی ہے شوہر نہیں، اور وہ زیور نصاب کے برابر یا اس (۵)

---

(۱)قوله وتضم قيمة العروض الى الثمنين والذهب إلى الفضة قيمة.(البحر ج:۲ص: ۲۳۰، باب زكاة المال ،شامي ج:۲ص:۳۰۳،هنديه ج۱ص:۱۷۵ ،وبدائع ج:۲ص:۱۳)

(۲) فی بیان مقدارالواجب فی النصاب وفی بیان صفته اما الاول فکما النصاب شرط وجوب الزكوة فلاتجب الزكوة فيمادون النصاب .(بدائع كتاب الزكوة ج:۲ ص:۱۵، ط: سعيد،البحر الرائق ج:۲ص:۲۲۶ ،باب المصرف)

(۳،۵) ان الزكوة عبادة عندنا والعبادة لاتتأدى إلاباختيارمن عليه،اما بمباشر ته بنفسه أو بأمره، وانابته غيره ،فيقوم النائب مقامه ، فيصيرمؤديا بيد النائب ، (بدائع ج:۲ ص:۵۳)

(۴) نوع منه :الزكوة انما تجب اذا ملك نصابا تاما ناميا حولا كاملا.(خلاصة الفتاوى كتاب الزكاة ج: ۱ص:۲۳۵،رشيديه .فتح القدير ج:۲ص:۲۱۲،تتارخانية ج۲ص:۲۱۷،ادارة القرآن)

سے زیادہ ہے تو اسکی زکوۃ بیوی کے ذمہ ہے، شوہر کے ذمہ نہیں، اگر بیوی کے کہنے پر شوہر اس کی طرف سے زکوۃ ادا کردے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی، اور بیوی پر شوہر کا بڑا احسان ہوگا۔

اور اگر شوہر بیوی کی زکوۃ ادا نہیں کرتا ہے تو بیوی پر ضروری ہے کہ اپنی زکوۃ خود ادا کرے شوہر کے ذمہ نہ ڈالے ورنہ بیوی گنہگار رہوگی شوہر نہیں۔

☆...... برصغیر میں چونکہ عورتیں خود کماتی نہیں، شوہر کی خدمت، اولاد کی پرورش وتربیت اور گھر کی دیکھ بھال، اور مال وسامان کی حفاظت میں مصروف رہتی ہیں اسلئے عام طور پر شوہر ہی بیوی پر احسان کر کے زکوۃ ادا کر دیتا ہے ورنہ بیوی عذاب میں گرفتار رہے گی اور شوہر دیکھتا ہی رہے گا، یہ منظر واقعی خطرناک ہوگا اس لئے ایک دوسرے کو عذاب سے بچانے کی کوشش کرے تاکہ رفاقت ختم نہ ہو۔(۱)

☆......اگر شوہر غریب ہے تو زکوۃ کی ذمہ داری اس پر نہ ڈالے بلکہ بیوی اپنی زکوۃ خود ادا کردے۔(۲)

(پ)

پارسل کے کرایہ میں زکوۃ کی رقم خرچ کرنا

پارسل کے کرایہ میں زکوۃ کی رقم استعمال کرنا جائز نہیں، اگر پارسل کے کرایہ میں زکوۃ کی رقم خرچ کی گئی تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اتنی رقم دوبارہ زکوۃ کی نیت سے ادا کرنا لازم ہوگا، کیونکہ زکوۃ ادا ہونے کے لئے مستحق زکوۃ آدمی کو بلاعوض مالک بنانا ضروری ہے، اور یہاں مستحق زکوۃ آدمی کو مالک نہیں بنایا گیا۔(۳)

(۱) یا ایھا الذین آمنوا قوا أنفسکم واھلیکم نارا .(سورۃ التحریم آیت :۶)

(۲)

(۳) ولایخرج (المزکی)عن العھدۃ بالعزل بل بالأداء للفقراء .(ج:۲ص:۲۷۰،شامی کتاب الزکوۃ ،البحرج:۲ص:۲۱۱،ط:سعید ،فتح القدیرج:۲ص:۱۲۵)

پاگل

☆...... اگر پاگل نصاب کا مالک ہے تو اسکے مال پر زکوۃ واجب نہیں ہے، ولیوں کے لئے پاگل کے مال سے زکوۃ نکالنا لازم نہیں البتہ پاگل کے مال سے قرض ادا کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ بندوں کا حق ہے۔(۱)

☆...... پاگل کی زمین کی پیداوار کا دسواں حصہ بطور عشر ادا کرنا اور صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے۔(۲)

پراویڈنٹ فنڈ پر زکوۃ

ملازمت ختم ہونے کے بعد پراویڈنٹ فنڈ کے نام سے جو رقم ملتی ہے اس کی دو صورتیں ہیں۔

(الف) جبری ہے یعنی ملازم کے منع کرنے کے باوجود جبری طور پر ماہانہ تنخواہ میں سے کچھ رقم کاٹ کر رکھ لی جاتی ہے، تو اس صورت میں پراویڈنٹ فنڈ کے نام سے جتنی رقم ملے گی وہ سب ملازم کے لئے حلال ہے گویا کہ زائد رقم حکومت کی طرف سے انعام ہے۔

ایسی رقم وصول ہونے کے بعد گذشتہ سالوں کی زکوۃ ادا کرنا واجب نہیں ہوگی بلکہ رقم وصول ہونے کے بعد جب ایک سال پورا ہو جائے گا تو زکوۃ واجب ہوگی۔(۳)

---

(۱) (ومنها) العقل عندنا فلاتجب الزكوة فی مال المجنون جنونا اصليا (بدائع ج:۲ص:۵ ط:سعيد،شامی ج:۲ص:۲۵۸،البحرج:۲ص:۲۰۲ھنديه ج:۲ص:۱۷۲)

(۲) واماالعقل والبلوغ فليسا من شرائط الوجوب ،حتی يجب العشرفی ارض الصبی و المجنون ؛لأن فيه معنی المؤنة .(عالمگيری ج ا ص:۱۸۵،الباب السادس فی زكاة الزرع و الثمار، شامی ج:۲ ص:۳۲۶،باب العشر،ط:سعيد تتارخانية ج۲ص:۳۳۰،كتاب العشر، ادارة القرآن)

(۳) واماسائرالديون المقربها فهی علی ثلاث مراتب عند ابی حنيفة رحمه الله تعالی ، ضعيف : وهو كل دين ملكه بغيرفعله لابدلاعن شئ نحوالميراث اوبفعله لابدلاعن شئ كالوصية أو=

(ب) اختیاری ہے یعنی اگر ملازم منع کر دیتا ہے تو تنخواہ میں سے کٹوتی نہیں ہوتی تو اس صورت میں جتنی رقم کی کٹوتی ہوتی ہے اتنی رقم لینا حلال ہے اس سے زیادہ لینا سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے، اس صورت میں جتنی رقم جمع ہوئی ہے اگر وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے، یا یہ ملازم پہلے سے صاحب نصاب ہے تو سالانہ اس فنڈ میں جمع شدہ رقم کی بھی زکوۃ دینا لازم ہوگا۔(۱)

(ج) پراویڈنٹ فنڈ ''دین ضعیف'' میں داخل ہے، لہذا ملازمت چھوڑنے کے بعد جب اس فنڈ کا روپیہ وصول ہوگا اسی وقت سے اس روپے کے سال کی ابتداء ہوگی، اور گذشتہ سالوں کی زکوۃ فرض نہیں ہوگی۔(۲)

پرائز بانڈ

☆...... ''پرائز بانڈ'' سودی اسکیم ہے، لہذا پرائز بانڈ خریدنا اور اس سے قرعہ اندازی کے بعد نفع کے نام پر جو رقم ملتی ہے وہ سود ہونے کی وجہ سے لینا ناجائز اور حرام ہے۔

''پرائز بانڈ'' میں قرعہ اندازی میں نام نکلنے کے بعد انعام کے نام سے جو رقم ملتی ہے وہ رقم اور بینک کے سودی اکاؤنٹ سے منافع کے نام سے جو رقم ملتی ہے ان دونوں کے سود ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے البتہ اتنا فرق ہے کہ بینک والے قرعہ اندازی کے بغیر سب کو دیتے ہیں، اور پرائز بانڈ والے صرف اس کو دیتے ہیں جس کا قرعہ اندازی میں نام نکل آتا ہے، بینک اکاؤنٹ میں بھی اصل رقم ضائع نہیں ہوتی،

= بفعله بدلا عمالیس بمال کالمهر وبدل الخلع والصلح عن دم العمد والدية و بدل الكتابة لازكاة فيه عنده حتى يقبض نصابا ويحول عليه الحول .(عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۷۵،شامی ج: ۲ ص: ۳۰۵،البحر ج: ۲ ص: ۲۰۷،بدائع ج: ۲ ص: ۱۰،تتارخانية ج: ۲ ص: ۲۹۹)

(۱) الزکوة انماتجب اذا ملک نصابا تاما ناميا حولا كاملا .(خلاصة الفتاوى ج: ۱ ص: ۲۳۵، فتح القدير ج: ۲ ص: ۱۱۲ تتارخانية ج: ۲ ص: ۲۱۷).

(۱،۳) انظر الرقم :۳ فی الصفحة السابقة .

اور پرائز بانڈ میں بھی، لہذا جو لوگ بینک کے نفع کو سود ہونے کی وجہ سے ناجائز سمجھتے ہیں، ان کے لئے ''پرائز بانڈ'' کے نفع کو سود ہونے کی وجہ سے حرام سمجھنا کوئی مشکل نہیں ہے، اللہ تعالی سب کو صحیح سمجھ عطا فرمائیں۔

نیز یہ کہ ''پرائز بانڈ'' میں سود کے ساتھ ساتھ ''جوا'' بھی ہے، کیونکہ ''پرائز بانڈ'' خریدنے والے کے دل میں یہ بات ہوتی ہے کہ قرعہ اندازی میں ان کا نام نکل آئے گا تو بھاری رقم ملے گی، ورنہ نہیں، تو یہ جوا بھی ہے۔(۱)

☆......''پرائز بانڈ'' کی اصل قیمت یعنی قیمت خرید پر زکوۃ واجب ہے، قرعہ اندازی میں نام نکلنے کی صورت میں جو رقم زائد ملتی ہے وہ لینا جائز نہیں، اگر کسی نے وہ رقم لے لی تو اس پر زکوۃ واجب نہیں (۲) بلکہ اس رقم کو جہاں سے لیا ہے وہاں واپس کردینا ضروری ہے اگر واپس کرنا ممکن ہے، ورنہ منافع کی کل رقم کو ثواب کی نیت کے بغیر فقیروں میں صدقہ کردینا لازم ہوگا۔(۳)

پرچون کی زکوۃ

☆......پرچون کی دکان میں ہمہ قسم کا سامان ہوتا ہے، سال پورا ہونے پر تمام چیزوں کا وزن، پیکٹ، اور عدد کا حساب لگا کر زکوۃ ادا کرنی چاہیے تاکہ زکوۃ میں کمی نہ رہ جائے۔

---

(۱) واخذھم الربو وقد نھو عنه .(سورۃ النساء آیت: ۱۶۱) عن جابرؓ قال قال لعن رسول اللہ ﷺ اکل الربوا وموکله وکاتبه وشاھدیه وقال ھم سواء .رواہ مسلم مشکوۃ شریف ص:۲۴۴، باب الربوا .کل قرض جرنفعا حرام ای إذا کان مشروطا ،شامی کتاب البیوع فصل فی القرض ج:۵ص:۱۶۶) وحقیقة المیسر تملیک المال علی المخاطرۃ .احکام القرآن للجصاص ج:۲ص:۴۶۵) باب تحریم الخمر، ط:سھیل اکیدمی .

(۲) (قوله کما لوکان الکل خبیثا) فی القنیة :لوکان الخبیث نصابا لایلزمه الزکاۃ لأن الکل واجب التصدق علیه فلایفید ایجاب التصدق ببعضه ، ومثله فی البزازیة .(شامی ج:۲ص:۱ ۲۹)

(۳) والحاصل أنه ان علم أرباب الاموال وجب ردہ علیھم وإلا فإن علم عین الحرام لایحل له ویتصدق به بنیة صاحبه .(شامی ،باب البیع الفاسد مطلب فیمن ورث مالا حراما ج:۵ ص:۹۹ ردالمحتار ج:۶ ص:۳۸۵،ھندیه ج:۵ص:۳۴۹ط:رشیدیه)

اور زکوۃ نکالنے کے لئے چیزوں کی قیمت وہ لگائی جائے جس قیمت پر دکاندار لوگوں کو فروخت کرتے ہیں قیمت خرید یا لاگت سے نہیں۔(۱)

☆......اگر پرچون کی دکان میں بے شمار قسم کے سامان ہونے کی وجہ سے تمام سامانوں کو وزن کرنا یا گننا ممکن نہیں اسلئے اندازہ سے زکوۃ دینا چاہے تو اس صورت میں اندازہ سے جو قیمت لگائی جاتی ہے اس سے زیادہ قیمت لگانا ضروری ہوگا تاکہ زکوۃ میں کمی نہ رہ جائے ورنہ زکوۃ میں کمی ہونے کی صورت میں وہ زکوۃ ذمہ میں واجب رہے گی اور وہ آخرت میں ادا کرنا ممکن نہیں ہوگا، اس لئے پورا حساب لگا کر زکوۃ ادا کرے تاکہ آخرت کی گرفت کا خطرہ باقی نہ رہے۔(۲)

پردادا کو زکوۃ دینا

اپنے پردادا کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔(۳)

پرنٹنگ پریس

☆......پرنٹنگ پریس میں جو مشینیں وغیرہ فٹ ہیں، وہ مال تجارت نہیں بلکہ آمدنی کا ذریعہ ہیں، لہذا ان مشینوں کی قیمت پر زکوۃ فرض نہیں البتہ اگر آمدنی کی رقم نصاب کے

(۱) اذا کان له مائتاقفیز حنطة للتجارة تساوی مائتی درهم فتم الحول ثم زاد السعرأو انتقص فان أدی من عینها أدی خمسة اقفزة وإن أدی القیمة تعتبرقیمتها یوم الوجوب .... و عندهما یوم الأداء ،وکذا کل مکیل أوموزون أومعدود.......ویضم بعض العروض الی بعض وان اختلف اجناسها .(عالمگیری کتاب الزکوة ،الفصل الثانی فی العروض ج: ۱ ص: ۱۷۹ ،تتارخانیة ج: ۲ ص: ۲۴۲ ،زکاة عروض المال ،ادارة القرآن)

(۲) (قوله عینه)أی الجزء أوالمال ،وقول الشارح وهوربع عشرنصاب صالح لهما، فإن ربع العشرمعین والنصاب معین ایضا فافهم (قوله وهوربع عشرنصاب)أی أومایقوم مقامه من صدقات السوائم الخ ،شامی ج: ۲ ص: ۲۵۷، ۲۵۸)

(۳) ولاإلی من بینهما ولاد أی بینه وبین المدفوع إلیه لأن منافع الأملاک بینهم متصلة فلا یتحقق التملیک علی الکمال ،شامی کتاب الزکوة باب المصرف ط:سعید، ج: ۲ ص: ۳۴۶، وایضا فی الهندیه :ولایدفع الی اصله وان علاوفرعه وان سفل .ج: ۱ ص: ۱۸۸ ،کتاب الزکاة باب المصرف) فتح القدیرج: ج: ۲ ص: ۲۰۹ .البحرج: ۲ ص: ۲۰۱، ۲۴۳ . بدائع ج: ۲ ص: ۴۹ .

برابر یا زیادہ ہے اور سال پورا ہو جائے تو آمدنی کی رقم پر زکوۃ واجب ہوگی۔(۱)

☆......اگر پرنٹنگ پریس کی مشینوں کو تجارت کی نیت سے خریدا ہے تو ان پر زکوۃ فرض ہوگی کیونکہ یہ مال تجارت ہیں۔(۲)

پرندہ

☆......موجودہ زمانہ میں پرندے پالنے کا بہت زیادہ رواج ہے، اگر پرندے کے لئے کھانے پینے کا انتظام کیا جاتا ہے، اور ان کو تکلیف نہیں پہنچائی جاتی تو پرندے پالنے میں کوئی قباحت نہیں، اور اگر پرندوں کو بند کرنے کے بعد تکلیف پہنچائی جاتی ہے، کھانا پینا نہیں دیا جاتا ہے تو گناہ ہوگا بلکہ جہنم میں لے جانے کا سبب بنے گا(۳) جیسا کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت اس لئے جہنم میں گئی کہ اس نے ایک بلی کو بند کر کے کھانا پینا نہیں دیا اور وہ مرگئی، اسی طرح کوئی بھی انسان کسی جانور یا پرندہ یا انسان یا ملک پر اقتصادی پابندی لگا کر محصور کر کے رکھے گا تو وہ جہنم میں جائے گا۔(۴)

☆......آج کل مختلف نسلوں کے پرندے مثلاً آسٹریلین طوطے وغیرہ افزائش

(۱) ولیس فی دورالسکنی......زکوۃ لانها مشغولة بالحاجة الاصلية وليست بنامية ايضا و على هذا كتب المعلم لاهلها وآلات المحترفين لما قلنا.فتح القدير كتاب الزكاة ج:۲ ص: ۱۲۱ ط: رشيديه) وكذلك آلات المحترفين .شامي ج:۲ص:۲۶۵، البحرج:۲ص:۲۰۶ ط:سعيد، هنديه ج: ۱ ص:۱۷۳ ،فتح القدير ج:۲ ص: ۲۰۹،البحرج:۲ص: ۲۰۱ ،بدائع ج: ۲ص:۴۹)

(۲) (أونية التجارة)فی العروض اماصريحا ولابد من مقارنتها لعقدالتجارة كماسيجئ ،أودلالة بان يشترى عينا بعرض التجارة اويؤاجرداره التى للتجارة بعرض فتصيرللتجارة بلانية صريحا الدرالمختار.(شامی ج:۲ص:۲۶۷)

(۳) قال فی المجتبى رامزا :لابأس بحبس الطيوروالدجاج فی بيته ولكن يعلفوها وهو خير من إرسالها فی السكك .(شامی ج:۶ص:۴۰۱.كتاب الحظروالإباحة فصل فی البيع. عالمگیری ج:۵ص:۳۸۱)

(۴) عن ابن عمروابی هريرةؓ قالا قال رسول اللهﷺ عذبت امرأه فی هرة امسكتها حتى ماتت من الجوع فلم تكن تطعمها ولاترسلها فتأكل من خشاش الارض ،متفق عليه . (مشكوة ، باب فضل الصدقة ج: ۱ ص:۱۶۸)

نسل کے لئے پالتے ہیں تا کہ ان کو فروخت کر کے آمدنی حاصل کریں، بعض لوگ اس مقصد کے لئے فارم بھی بناتے ہیں، اور بعض لوگ گھر میں انتظام کرتے ہیں تو یہ پرندے مال تجارت میں داخل ہیں لہذا اگر ان پرندوں کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سالانہ مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

☆......اگر پرندہ فروخت کرنے کی نیت سے نہیں رکھا بلکہ شوقیہ پالنے کی نیت سے رکھا یا حلال جانور ہیں کھانے کی نیت سے رکھا تو ان پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

پڑدادی

اپنی پڑدادی کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔(۳)

پگڑی کی رقم پر زکوۃ

☆......موجودہ دور میں پگڑی کے طور پر جو رقم لی جاتی ہے وہ واپس کرایہ دار کو نہیں ملتی ہے بلکہ عرف و رواج کے اعتبار سے مکان اور دکان کا مالک اس رقم کا مالک ہو جاتا ہے، اور زکوۃ مالک پر واجب ہوتی ہے، لہذا پگڑی کی رقم کی زکوۃ پگڑی دینے والے پر نہیں بلکہ پگڑی لینے والے پر ہے۔(۴)

☆......پگڑی کا لین دین شرعاً درست نہیں ہے کیونکہ یہ مکمل بیع بھی نہیں اور مکمل

(۱،۲) الزكاة واجبة فی عروض التجارة كائنة ماكانت اذا بلغت قيمتها نصابا من الورق و الذهب ..(فتاوی عالمگیری ج:۱ص:۱۷۹،کتاب الزکاۃ ط:ماجدیه ، البحرج:۲ ص: ۲۲۸ ، ط:سعید ،تتارخانية ج:۲ص:۲۳۷،ادارۃ القرآن)

(۳) ولاإلی من بینهما ولاد بینه وبین المدفوع إليه ....أصله وإن علاكابويه وأجداده و جداته من قبلهما .(شامی،کتاب الزکاۃ باب المصرف ج۲ص:۳۴۶،ط:سعید البحرج:۲ ص:۲۴۳،فتح القدیرج:۲ص:۲۰۹،بدائع ج:۲ص:۴۹)

(۴)(ومنها الملک التام) وهوما اجتمع فيه الملك واليد.(فتاوی عالمگیری ج:۱ص: ۱۷۲،کتاب الزکاۃ ط:مکتبة رشیدیه بدائع ج:۲ص:۹،ط:سعید) کل قرض =

اجارہ بھی نہیں بلکہ دونوں کے درمیان خنثی مشکل کی مانند ایک صورت ہے، لہذا اس کو ختم کر کے صرف بیع یا صرف اجارہ والا معاملہ کرنا چاہیے۔(۱)

☆......پگڑی پر دکان یا مکان لینے والا جب دکان یا مکان فروخت کر کے اپنی رقم وصول کرے گا تو اس رقم پر زکوۃ واجب ہوگی، اور رقم وصول ہونے کے بعد گذشتہ سالوں کی زکوۃ دینا لازم نہیں ہوگا۔(۲)

☆......پگڑی کی بنیاد پر لی گئی دکان یا مکان فروخت یا حوالہ کرنے کے بعد اتنی رقم لینے کی اجازت ہوگی جتنی رقم پگڑی پر لیتے وقت جمع کرائی تھی، اس سے زیادہ لینا جائز نہیں ہوگا۔(۳)

☆......اگر پگڑی میں ادا شدہ رقم سے زیادہ لینے کا ارادہ ہے تو دکان اور مکان میں کوئی سامان رکھنا یا اس میں کچھ زائد کام کرنا ضروری ہوگا تا کہ زائد رقم زائد کام یا زائد سامان کے بدلے میں آئے۔(۴)

= جر نفعا فهوربا. شامي ج:۵ ص:۱۶۶. كتاب البيوع، فصل في القرض.

(۱) ويجب على كل واحد منهما فسخه قبل القبض اوبعده مادام المبيع بحاله في يد المشترى اعداما للفسادلانه معصية فيجب رفعها .(الدرالمختارج:۵ص:۹۰) وايضا في الحديث قال رسول الله ﷺ لايحل سلف وبيع ولاشرطان في بيع ولاربح مالم يضمن .مشكوة ص: ۲۴۸،باب المنهى عنها من البيوع ط:سعيد)

(۲) ويشترط ان يتمكن من الاستمناء بكون المال في يده اويد نائبه ،فان لم يتمكن من الاستمناء فلازكاة عليه ،وذلک مثل مال الضمار.(عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۴،کتاب الزكاة ،رشيديه ،البحرج:۲ ص:۲۰۶،ط:سعيد)

پلاٹ کی زکوۃ

☆......اگر پلاٹ یا زمین تجارت کی نیت سے خریدا ہے، یعنی خریدتے وقت فروخت کرنے کی نیت تھی، تو اس صورت میں اسکی قیمت پر ہر سال زکوۃ فرض ہوگی، اور ہر سال مارکیٹ میں جو فروخت کی قیمت ہوگی اس کا اعتبار ہوگا، اور اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔

مثلاً ایک پلاٹ ایک لاکھ میں خریدا تھا، سال مکمل ہونے پر اسکی قیمت دو لاکھ ہوگئی، تو زکوۃ دو لاکھ سے دینی ہوگی، اور اگر دوسرے سال پانچ لاکھ قیمت ہوگئی تو پانچ لاکھ کی زکوۃ دینا لازم ہوگا۔(۱)

☆......اگر پلاٹ یا زمین تجارت کی نیت سے نہیں لی بلکہ اپنی ذاتی ضرورت کے لئے یا ذاتی مکان بنانے کی نیت سے لی ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

☆......اور اگر پلاٹ یا زمین اس لئے لی ہے کہ رقم محفوظ ہوجائے تو اس صورت میں اس پر زکوۃ واجب ہوگی، یعنی ہر سال مارکیٹ میں جو قیمت فروخت ہوگی اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔(۳)

☆......اگر پلاٹ اس لئے خریدا ہے کہ فروخت کر کے بچوں کی شادی کرائے گا تو اُس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۴)

---

(۱) الزكاة واجبة فی عروض التجارة كائنة ماكانت اذا بلغت قيمتها نصابا من الورق او الذهب يقوم بالمضروبة ،تعتبرالقيمةعند حولان الحول بعد ان تكون قيمتها فی ابتداء الحول مائتی درهم الخ .(عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۹) شامی ج:۲ص:۲۹۸ .البحرج:۲ ص: ۲۲۸،۲۲۹ .تتارخانية ج:۲ص:۲۳۷ .ط:ادارة القرآن.

(۲) أما العقارالذی يسكنه صاحبه أويكون مقرا لعمله كمحل للتجارة ومكان للصناعة ، فلازكاة فيه .(الفقه الاسلامی وأدلته كتاب الزكاة معنی عروض التجارة. ج:۲ص:۷۸۷)

(۳) ومنها فراغ المال عن حاجته الأصلية .(عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۲، البحر ج:۲ ص: ۲۰۶ ط: سعيد شامی ج:۲ص:۲۶۲)

(۴) ایضا

☆ ......اگر پلاٹ خریدتے وقت فروخت کرنے کی نیت نہیں تھی، بعد میں فروخت کرنے کا ارادہ ہو گیا تو جب تک اس کو فروحت نہیں کیا جائے گا، اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

☆ ...... جو پلاٹ رہائشی مکان تعمیر کرنے کیلئے خریدا ہے، اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۲)

پوتی

اپنی پوتی کو زکوۃ دینا جائز نہیں، پڑپوتی کا بھی یہی حکم ہے۔(۳)

پوتے

اپنے پوتے کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے، پڑپوتے وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔(۴)

پھل دار درخت

پھل دار درخت کا عشر اس وقت لازم ہوگا جب اس میں پھل لگ جائیں اور ان کے خراب ہونے کا اندیشہ نہ رہے، یعنی وہ پھل ایسے ہو جائیں کہ ان کو کام میں لیا جاسکے، پھر ان پر جو عشر لازم ہوگا وہ کاٹنے کے وقت نکالا جائے۔(۵)

(۱) ومن اشترى جارية للتجارة ونواها للخدمة بطلت عنها الزكاة لاتصال النية بالعمل وهوترک التجارة وان نواها للتجارة بعد ذلک لم تکن للتجارة حتى يبيعها فيكون فى ثمنها زكوة .(الهداية ،کتاب الزكاة ج: ا ص:۱۸۷ ،شرکت علميه)

(۲) (ومنها فراغ المال)عن حاجته الأصلية فليس فى دورالسكنى ......زكاة .(عالمگيری ج: ا ص: ۱۷۲ ،البحرج: ۲ ص: ۲۰۶ ،شامی ج: ۲ ص: ۲۶۲)

(۳،۴) ولاإلى من بينهما ولاد ،أی بينه وبين المدفوع إليه........أی أصله وإن علا...... و فرعه وإن سفل.....كأولادالأولاد.(شامی کتاب الزكاة باب المصرف ج:۲ ص:۳۴۶،ط: سعيد. البحرج: ۲ ص:۲۴۳ ،بدائع ج: ۲ ص: ۵۰ ،خلاصه ج: ا ص: ۲۴۲ ،فتح القديرج: ۲ ص: ۲۰۹)

(۵) قال فى الجوهرة :واختلفوا فى وقت العشرفى الثمار والزرع فقال أبوحنيفة وزفريجب عند ظهورالثمروالامن عليها من الفساد ،وإن لم يستحق الحصاد إذا بلغت حدا ينتفع بها.شامی کتاب الزكاة، باب العشرج: ۲ ص: ۳۳۱ ،البحرج: ۲ ص: ۲۳۷ ،باب العشرتتار خانية ج: ۲ ص: ۳۳۳)

پھل دار درخت گھر میں

اگر کسی کے گھر میں پھل دار درخت ہے تو اس میں عشر واجب نہیں ہوگا کیونکہ وہ گھر کے تابع ہے۔(۱)

پھل ظاہر ہونے سے قبل عشر ادا کردیا

اگر پھلوں کا عشر پھلوں کے ظاہر ہونے سے پہلے ادا کردیا تو جائز نہیں اور اگر پھلوں کے ظاہر ہونے کے بعد دیا تو جائز ہے۔(۲)

پھوپھا

اگر پھوپھا غریب ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے، تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۳)

پھوپھی

اگر پھوپھی غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۴)

پھوپھی کی اولاد

اگر پھوپھی کی اولاد غریب ہے، زکوۃ کی مستحق ہے، تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۵)

---

(۱) ولو کان فی دار رجل شجرة مثمرة لاعشر فیها(عالمگیری ،کتاب الزکاة الباب السادس فی زکاة الزرع والثمار. ج: ۱ ص: ۱۸۶ ،تتارخانیة ج: ۲ ص: ۳۲۶، النصاب لوجوب العشر.

(۲) ولوعجل عشرالثماران کان بعد طلوعها یجوز،وان کان قبل طلوعها لایجوزفی ظاهر الروایة .(عالمگیری کتاب الزکاة الباب السادس فی زکاة الزرع والثمارج: ۱ ص: ۱۸۶ تتارخانیة ج: ۲ ص: ۲۵۴ ،تعجیل الزکاة ط:ادارة القرآن)

(۳،۴،۵) الافضل فی الزکاة ....الصرف اولا إلی الإخوة والاخوات ثم إلی اولادهم ثم إلی الأعمام والعمات ثم إلی اولادهم .(عالمگیری کتاب الزکاة الباب السابع فی المصارف ج: ۱ ص: ۱۹۰ ،البحرج: ۲ ص: ۲۴۳ ،فتح القدیر ج: ۲ ص: ۲۱۷)

پیداوار

☆...... عشری زمین کی پیداوار کا عشر ادا کرنا ضروری ہے۔(۱)

☆...... بسا اوقات پیداوار میں اس قدر غلہ بھی نہیں ہوتا جس کی قیمت خرچ شدہ رقم کے برابر ہو ایسی صورت میں بھی عشر ادا کرنا لازم ہے۔(۲)

پیداوار تلف ہوگئی

اگر مالک کے اپنے کسی عمل کے بغیر حاصل شدہ پیداوار از خود تلف ہو جائے تو اس کا عشر بھی ساقط ہو جائے گا۔(۳)

پیٹرول

☆......اگر کان سے پیٹرول نکلے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں البتہ فروخت کرنے کے بعد جو آمدنی ہوگی اس پر زکوۃ واجب ہوگی۔(۴)

☆...... اگر کوئی شخص پیٹرول کی تجارت کرتا ہے تو اس صورت میں جس دن سال مکمل ہوگا اس دن پیٹرول کی جو قیمت فروخت ہوگی اس پر زکوۃ واجب ہوگی اور

(۱،۲) ویجب العشرعند أبی حنیفة رحمه الله تعالی فی کل ماتخرجه الأرض........قل او کثر.(عالمگیری کتاب الزکاة ،الباب السادس فی زکاة الزرع والثمار ج:۱ ص: ۱۸۶، تتارخانیة ج:۲ص:۳۲۶،النصاب لوجوب العشر،البحرج:۲ص:۲۳۷)

(۳) ویسقط بهلاك الخارج من غیرصنعه .(عالمگیری ،کتاب الزکاة الباب السادس فی زکاة الزرع والثمارج: ۱ص:۱۸۶،تتارخانیة ج:۲ص:۳۲۶)

(۴) وأما المائع کالقیر والنفط والملح ومالیس بمنطبع ولامائع کالنورة والجص و الجواهر والیواقیت فلاشئ فیها .(عالمگیری ،کتاب الزکاة ،الباب الخامس فی المعادن و الرکاز، ج:۱ ص:۱۸۵،تتارخانیة ج:۲ص:۳۴۲)الزکاة واجبة فی عروض التجارة کائنة ماکانت إذا بلغت قیمتهانصابا من الورق والذهب ،عالمگیری ج:۱ ص؛۱۷۹.واما الیواقیت واللالی والجواهر فلازکوة فیها وإن کانت حلیاالا أن تکون للتجارة ،عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۰.بدائع ج:۲ص: ۲۰. البحرج:۲ص:۲۲۸.شامی ج:۲ص:۲۹۸.تتارخانیة ج:۲ص:۲۳۷.

مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد زکوۃ میں ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

پیٹرول پمپ

پیٹرول پمپ کی جگہ اور مشینری پر زکوۃ واجب نہیں، البتہ پیٹرول اور اس سے جو آمد کی ہوتی ہے اس پر زکوۃ واجب ہے اور ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا واجب ہے۔(۲)

پیشگی رقم دے کر زکوۃ کی نیت کرنا

اگر ملازم وغیرہ کو واپسی کی شرط پر پیشگی رقم دی، لیکن اس میں رقم واپس کرنے کی استطاعت نہیں، اس لئے مالک نے زکوۃ کی نیت کرلی تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ رقم دیتے وقت زکوۃ دینے کی نیت نہیں تھی اور زکوۃ ادا ہونے کے لئے رقم دیتے وقت زکوۃ کی نیت کرنی، یا زکوۃ کی نیت سے رقم کو الگ کر کے رکھنا ضروری ہے اور یہاں ان دونوں باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی نہیں تھی۔ ہاں یہ صورت ہوسکتی ہے کہ زکوۃ کی نیت سے اسکو اتنی رقم دیکر پھر اس سے قرض کی مد میں وصول کرلیں تو زکوۃ بھی ادا ہوجائیگی اور قرض بھی وصول ہوجائے گا۔(۳)

---

(۱) وجازدفع القيمة في زكاة.........وتعتبرالقيمة يوم الوجوب وقالا يوم الأداء وفي السوائم يوم الأداء اجماعا ،وهوالاصح ،شامي كتاب الزكاة باب زكاة الغنم ج:۲ص: ۲۸۶، ط: سعيد،البحرج:۲ص: ۲۲۱،فصل في الغنم تتارخانية ج:۲ص:۲۴۴،زكاة عروض التجارة)

(۲) وكذلك آلات المحترفين أي سواء كانت ممالاتستهلك عينه في الانتفاع كالقدوم والمبردأوتستهلك ، لكن هذا منه مالايبقى اثرعينه الخ .(شامي ،كتاب الزكوة ،ج۲ ص: ۲۶۵ ،) وأيضا:لاتجب الزكاة في أعيان العمائرالاستغلالية والمصانع ....بل تجب في صافي غلتها ،عند توافرشرط النصاب وحولان الحول .(الفقه الاسلامي وأدلته، كتاب الزكاة المبحث الخامس هل تجب الزكاة في العمارات والمصانع ،ج:۲ص: ۸۶۴، دار الفكر، بيروت.البحرج:۲ص:۲۰۶ .فتح القديرج:۲ص: ۱۲۱ .

(۳) وأدء الدين عن العين وعن دين سيقبض لايجوز:وحيلة الجوازأن يعطي مديونه الفقير زكاته ثم يأخذها عن دينه .(شامي ،كتاب الزكاة ،ج:۲ص:۲۷۰،۲۷۱،ط:سعيد، البحر ج:۲ص: ۲۱۱ ،بدائع ج:۲ص:۴۲)

پیشگی زکوۃ دینا

☆......اگر صاحب نصاب آدمی نصاب پر سال مکمل ہونے سے پہلے پیشگی زکوۃ ادا کرے گا تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۱)

☆......جس طرح ایک نصاب کی زکوۃ پیشگی دینا جائز ہے اسی طرح متعدد نصاب کی زکوۃ بھی پیشگی دینا جائز ہے۔(۲)

☆صاحب نصاب آدمی کیلئے چند سال کی زکوۃ پیشگی ادا کرنا جائز ہے۔(۳)

☆......اگر کسی نے دو ہزار کی زکوۃ دی اور اس کے پاس چالیس ہزار روپیہ موجود ہے، اور نیت یہ کی کہ اگر چالیس ہزار روپیہ اور میرے پاس آجائیں تو یہ اسکی پیشگی زکوۃ ہے ورنہ اسی ایک ہزار کی اگلے سال کی زکوۃ ہو جائے گی تو یہ نیت درست ہوگی۔(۴)

☆...... ایک شخص کے پاس ایک لاکھ کی رقم ہے مگر اس کو یہ خیال ہے کہ دو لاکھ ہیں، اور اس نے دو لاکھ کی زکوۃ دیدی، پھر اس کو پتہ چلا تو اس آدمی کے لئے گنجائش ہے کہ وہ زکوۃ کی زائد دی ہوئی رقم کو آئندہ سال کی زکوۃ میں شمار کرے۔(۵)

پیشہ ور فقیروں کو زکوۃ دینا

☆......ایسے پیشہ ور فقیر جو محنت و مزدوری کر کے گذارہ کر سکتے ہیں لیکن محنت و

(۱) ویجوزتعجیل الزکاۃ بعد ملک النصاب ولایجوزقبله کذا فی الخلاصة .(عالمگیری ج:کتاب الزکاۃ ج: ا ص: ۱۷۶ ،بدائع ج:۲ ص: ۵۱ ،تتارخانیة ج:۲ ص:۲۵۳)

(۲) وکما یجوزالتعجیل بعد ملک نصاب واحد عن نصاب واحد یجوزعن نصب کثیرۃ . (عالمگیری کتاب الزکاۃ ج: ا ص: ۱۷۶ ،تتارخانیة ج: ۲ ص: ۲۵۳ ،بدائع ج: ۲ ص: ۵۱)

(۳) ویجوزالتعجیل لاکثرمن سنة لوجود السبب کذا فی الهدایة .(عالمگیری کتاب الزکاۃ الباب الاول ،ج: ا ص: ۱۷۶ بدائع ج: ۲ ص: ۵۱ ،تتارخانیة ج: ۲ ص: ۲۵۳)

(۴) ولوعجل زکاۃ ألفین وله ألف فقال ان أصبتُ ألف أخری قبل الحول فهی عنهما و إلا فهی عن هذہ الألف فی السنة الثانیة أجزأہ (عالمگیری کتاب الزکاۃ ج: ا ص: ۱۷۶)

(۵) رجل له أربعمائة درهم فظن أن عندہ خمسمائة فادی زکاۃ خمسمائة ثم علم فله ان یحسب الزیادۃ للسنة الثانیة کذا فی محیط السرخسی .(عالمگیری کتاب الزکاۃ ج: ا ص: ۱۷۶ ،تتارخانیة ج: ۲ ص: ۲۵۴)

مزدوری نہیں کرتے بلکہ وہ غریب وفقیر کے انداز میں آتے ہیں، اور بظاہر محتاج معلوم ہوتے ہیں تو ان کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی اگر چہ وہ حقیقت میں زکوۃ کے مستحق نہ ہوں، دینے والے کو دینے کی وجہ سے ثواب بھی ملے گا اور زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی۔

ہاں اگر زکوۃ دینے والے کو پہلے سے معلوم ہے کہ وہ فقیر زکوۃ کا مستحق نہیں بلکہ نصاب کا مالک ہے ضرورت مند بھی نہیں لیکن عادت کی وجہ سے مجبور ہے تو ایسے لوگوں کو جان بوجھ کر زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ اور اگر اس کا حال معلوم نہیں مستحق سمجھ کر زکوۃ دی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۱)

☆......اگر کسی شخص نے فقیرانہ اور مفلسانہ صورت میں آکر یا فقیروں کے ساتھ آکر سوال کیا، اور اس پر زکوۃ دینے والے نے اس کو زکوۃ دی تو زکوۃ ادا ہوگئی اگر چہ زکوۃ دینے کے بعد یہ معلوم ہو کہ وہ مالدار تھا اور زکوۃ کے مستحقین میں سے نہ تھا، جب بھی زکوۃ ادا ہو جائے گی، کیونکہ زکوۃ دیتے وقت زکوۃ دینے والے نے اس کو مستحق سمجھ کر دیا ہے۔(۲)

☆......ایسے فقیر جن کا پیشہ مانگنے کا ہے، اور یہ معلوم ہے کہ یہ لوگ اکثر مالدار

---

(۱)دفع بتحرلمن یظنه مصرفا.........إن بان غناه..........لایعیدلأنه أتی بمافی وسعه (شامی ،کتاب الزکاة باب المصرف ج:۲ص:۳۵۳) إذا شک وتحری فوقع فی أکبررأیه أنه محل الصدقة ، فدفع إلیه ، اوسأل منه فدفع ، أورآه فی صف الفقراء فدفع فإن ظهرأنه محل الصدقة جازبالاجماع ،وکذا ان لم یظهرحاله عنده ،وأما اذا ظهرأنه غنی.........فانه یجوزوتسقط عنه الزکوة. (عالمگیری ج:۱ص:۱۹۰).وإذا دفعها ولم یخطربباله أنه مصرف ام لافهوعلی الجوازإلا اذا تبین أنه غیرمصرف.(عالمگیری ج:۱ص:۱۹۰، البحر ج:۲ص:۲۴۷،باب المصرف شامی ج:۲ ص:۳۵۳، باب المصرف)

(۲) وفیه :اعلم أن المدفوع إلیه لوکان جالسا فی صف الفقراء یصنع صنعهم أوکان علیه زیهم أوسأله فأعطاه کانت هذه الأسباب بمنزلة التحری کذا فی المبسوط حتی لوظهرغناه لم یعد ،شامی ،کتاب الزکوة ،باب المصرف ج:۲ص:۳۵۲،ط:ایچ ایم ،سعید)

صاحب نصاب ہیں، تو ان کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔(۱)

(ت)

تاریخ زکوۃ

مکی سورتوں میں زکوۃ کے احکام سے ثابت ہوتا ہے کہ زکوۃ کا فریضہ مسلمانوں پر مکہ مکرمہ ہی میں نماز کے ساتھ عائد ہو چکا تھا، البتہ زکوۃ کا نصاب، زکوۃ کی مقدار اور زکوۃ کے مصارف کا تعین اور اس کی وصول یابی کا سرکاری انتظام مدینہ منورہ میں پہنچنے کے بعد تدریجی طور پر ہوا ہے۔

۲ ھ میں صدقۃ الفطر واجب کیا گیا، اور اس کے بعد مدینہ کی اسلامی حکومت کی طرف سے سرکاری طور پر زکوۃ اور عشر وغیرہ وصول کرنے کے لئے عمّال اور نمائندے مقرر ہوئے، اس طرح صدقہ زکوۃ کے تمام اموال سرکاری خزانہ ''بیت المال'' میں جمع کر کے فقراء اور مساکین میں صرف کرنے کا اہتمام تھا۔(۲)

تاریخ یاد نہیں

اگر کسی آدمی کو صاحب نصاب بننے کی قمری تاریخ یاد نہ ہو تو غور وفکر کے بعد جس تاریخ کا گمان غالب ہو، وہ متعین ہوگی، اگر کسی تاریخ کے بارے میں گمان غالب نہ ہو تو خود کوئی قمری تاریخ متعین کر لے، اس تاریخ سے پورا سال مکمل ہونے کے بعد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

---

(۱) اذا دفعها ....أوغلب على ظنه أنه ليس بمصرف فهوعلى الفساد الاإذا تبين أنه مصرف هكذا فى التبيين.(عالمگیری کتاب الزکوة الباب السابع فى المصارف ج:۱ ص:۱۹۰،البحرج:۲ص:۲۴۸،باب المصرف شامی ج:۲ص:۳۵۳)

(۲)معارف القرآن ج:۴ص:۳۹۴، ط:ادارة المعارف .معارف الحديث ج:۴ص:۲۴) زکوۃ کا حکم اگلی شریعتوں میں ط:دارالاشاعت.

(۳) احسن الفتاوى ج۴ص:۲۶۵، كتاب الزكاة .ط:سعيد.

تانبا

☆......اگر کان سے تانبا نکلا ہے، تو پانچواں حصہ زکوۃ کے طور پر ادا کرنا واجب ہوگا باقی چار حصے اپنے استعمال میں لانا جائز ہوگا یعنی ۲۰ فیصد زکوۃ کے طور پر ادا کرنا لازم ہوگا اور باقی ۸۰ فیصد اپنے استعمال میں رکھنا جائز ہوگا۔

باقی ۸۰ فیصد کو فروخت کرنے کے بعد جو رقم ملے گی اس پر رقم کے حساب سے زکوۃ واجب ہوگی، یعنی سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

☆......اگر تانبا تجارت کے لئے خریدا ہے تو وہ مال تجارت ہو جائے گا، اور مال تجارت میں جس طرح زکوۃ واجب ہوتی ہے، تجارت کے تانبے پر اسی طرح زکوۃ واجب ہوگی۔(۲)

☆......کانسی کا بھی یہی حکم ہے۔(۳)

تبلیغ میں جانے والے کو زکوۃ دینا

☆......اگر تبلیغ میں جانے والے غریب اور محتاج ہیں، نصاب کے مالک نہیں ہیں، تو ان کو زکوۃ کے مستحق ہونے کی وجہ سے زکوۃ دینا جائز ہے، لیکن زکوۃ کے مصرف کو صرف تبلیغ میں جانے والوں کے ساتھ خاص کرنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ زکوۃ کا مصرف ان کے علاوہ دوسرے افراد بھی ہیں۔(۴)

---

(۱) مایخرج من المعادن ثلاثة ....أما المنطبع كالذهب ....والنحاس و الصفر ففيه الخمس ،كذافى التهذيب .(عالمگيرى كتاب الزكاة الباب الخامس فى المعادن والركاز ج: ۱ ص: ۱۸۴ ،تتارخانية ج: ۲ ص: ۳۳۹ كتاب المعادن ادارة القرآن ،البحر ج: ۲ ص: ۲۳۴، باب الركاز،شامى ج: ۲ ص: ۳۱۸، تتارخانية ج: ۲ ص: ۲۳۷)

(۲،۳) الزكاة واجبة فى عروض التجارة كائنة ماكانت اذابلغت قيمتها نصابا من الورق والذهب .(عالمگيرى كتاب الزكاة الفصل الثانى فى العروض،ج: ۱ ص: ۱۷۹، البحر ج: ۲ ص: ۲۲۸ ،شامى ج: ۲ ص: ۲۹۸ ،بدائع ج: ۲ ص: ۲۰ ،تتارخانية ج: ۲ ص: ۲۳۷.

(۴)انما الصدقات للفقراء والمساكين الخ (سورة التوبة، آيت: ۶۰)

☆......اور اگر تبلیغ میں جانے والا غریب نہیں بلکہ نصاب کا مالک ہے تو اس کو جان بوجھ کر زکوۃ کی رقم دینا اور اس کے لئے زکوۃ کی رقم لینا جائز نہیں ہوگا۔(۱)

تجارتی زمین میں کاشت کاری

اگر کسی نے تجارت کی نیت سے زمین خریدی اور اس میں کاشت کاری کی تو اسکی پیداوار پر عشر واجب ہوگا، زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

تجارت میں نفع وخرچ کی زکوۃ

اگر کسی تاجر نے ایک لاکھ روپے سے تجارت شروع کی، اور سال پورا ہونے کے بعد جب حساب کیا تو اسکے پاس ڈیڑھ لاکھ روپے کا مال موجود تھا، اور سال بھر اس نے پچاس ہزار خرچ کیا، تو اب زکوۃ ڈیڑھ لاکھ روپے پر دینی ہے دو لاکھ روپے پر نہیں، یعنی جو رقم خرچ ہوگئی ہے اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے البتہ جو رقم موجود ہے اس پر زکوۃ واجب ہے، اور اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

تجارتی پلاٹ پر زکوۃ ہے

اگر پلاٹوں کی خرید وفروخت کا کاروبار کیا جائے، اور فروخت کرنے کی نیت سے پلاٹ خریدا جائے، تو پلاٹوں کی حیثیت تجارتی مال کی ہوگی اور ہر سال ان کی مالیت پر زکوۃ واجب ہوگی، اور ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۴)

---

(۱) ولایجوزدفع الزکاۃ إلی من یملک نصابا أی مال کان (دنانیر أودراھم أوسوائم أو عروضا للتجارۃ أولغیر التجارۃ فاضلاعن حاجتہ فی جمیع السنۃ الخ .(عالمگیری کتاب الزکاۃ الباب السابع فی المصارف ج: ۱ ص: ۱۸۹ ،شامی ج: ۲ ص: ۳۴۷،البحرج: ۲ ص: ۲۴۴)

(۲) ولواشتری أرضا عشریۃ وزرعھا ، وجب فی الزرع الناتج العشر، دون الزکاۃ .(الفقہ الاسلامی وأدلتہ ،کتاب الزکاۃ نیۃ التجارۃ حال الشراء ج: ۲ ص: ۷۸۹)ط:دار الفکر .

(۳) فتاوی رحیمیہ ،کتاب الزکاۃ ج:۷ ص:۱۵۸ ط:دار الاشاعت .

(۴) واثاث المنزل ودور السکنی ونحوھا وکذا الکتب وان لم تکن لاھلھا اذا لم تنو للتجارۃ =

تجارتی قرض

اگر تھوک یا ریٹیل میں مال فروخت کیا، اور اسکی رقم وصول ہونے کی امید ہے لیکن دیر میں وصول ہوئی ہے تو ایسے قرض کی رقم وصول ہونے پر گزشتہ سالوں کی زکوۃ بھی ادا کرنا لازم ہے، جیسا کہ موجودہ زمانہ میں تجارت اور کاروبار میں یہی طریقہ رائج ہے۔(۱)

تجارتی مواشی کی زکوۃ

تجارتی مواشی کا حکم اموال تجارت کا حکم ہے لہذا ایسے مواشیوں کی بازاری قیمت لگا کر سالانہ اس کا چالیسواں حصہ یعنی ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

تجارت کا مال سالہا سال پڑا رہا

☆......اگر کسی کے پاس تجارت کا مال سالہا سال پڑا رہا، اور زکوۃ ادا نہیں کی، پھر اسکے بعد فروخت کیا تو گزشتہ تمام سالوں کی زکوۃ حساب کر کے دینا لازم ہوگا، صرف ایک سال کی زکوۃ ادا کرنے سے ذمہ داری ادا نہیں ہوگی۔(۳)

= (شامی ،کتاب الزکاۃ ج:۲ ص:۲۶۵ ،البحرج:۲ ص:۲۰۶ ،هندیه ج:۱ ص:۱۷۳)

(۱) واعلم ان الدیون عند الإمام ثلاثة :قوی ومتوسط ، وضعیف ،فتجب زکاتها إذا تم نصابا وحال الحول لکن لافورا بل عند قبض أربعین درهما من الدین القوی کقرض وبدل مال تجارة الخ .(شامی کتاب الزکاة باب زکاة الغنم ج:۲ص:۳۰۵، البحرج:۲ ص: ۲۰۷ ، بدائع ج:۲ ص:۱۰ ،فتح القدیرج:۲ ص:۱۲۳)

(۲) وما اشتراه لها ای للتجارة کان لها لمقارنة النیة لعقد التجارة .(شامی ،کتاب الزکاة ج:۲ ص:۲۷۲،ولو اسیمت للتجارة ففیها زکاة التجارة دون السائمة .(عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۶ ،بدائع ج:۲ ص:۳۰)

(۳) ومقتضی ماذکرنا لزوم الإعادة حیث لم یغلب علی ظنه دفع قدرمعین لأنه ثابت فی ذمته بیقین فلایخرج عن العهدة بالشک .قلت :وحاصله انه یتحری فی مقدارالمودی :کما لوشک فی عددالرکعات، فماغلب علی ظنه انه اداه سقط عنه وادی الباقی ،وان لم یغلب علی ظنه شئ ادی الکل شزمی.ج:۲ ص:۲۹۵ ،قبیل باب زکوة المال .

☆......اگر ہر سال کی زکوۃ ادا کرتا رہا تو گذشتہ سالوں کی زکوۃ ادا ہوگئی دوبارہ گذشتہ سالوں کی زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں ہوگا بلکہ صرف ایک سال کی زکوۃ ادا کرنا کافی ہوگا۔(۱)

تجارتی مال کی زکوۃ کی شروط

☆......تجارت کے مال پر زکوۃ واجب ہونے کی چند شرائط ہیں۔

(الف) تجارتی مال کی قیمت کم سے کم چاندی کے حساب سے نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہو یا دوسرے اموال زکوۃ کے ساتھ ملکر نصاب کے برابر ہو، تو سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ واجب ہوگی اور مال کی وہ قیمت لگائی جائے گی جو اس شہر میں رائج ہو، اگر تجارت کا مال کسی غیر آباد جگہ پر ہے، اور وہاں قیمت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تو اس علاقے کے قریب جو شہر ہو وہاں کی قیمت کے لحاظ سے اسکی مالیت لگا کر ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

(ب) دوسری شرط یہ ہے کہ اس مال پر ایک سال گذر جائے، اور اس بارے میں سال کی ابتداء اور انتہاء دونوں سروں کو دیکھا جائے گا درمیانی حصہ کو نہیں دیکھا جائے گا لہذا اگر کوئی تاجر سال کی ابتداء میں نصاب کا مالک ہو، اور سال کے درمیان میں وہ مال نصاب سے کم رہ جائے، لیکن سال کے اختتام پر پھر نصاب پورا ہو جائے تو زکوۃ واجب ہوگی، البتہ اگر سال کی ابتداء اور انتہاء میں نصاب کم رہا تو زکوۃ نہیں ہوگی۔(۳)

---

(۱) أیضا

(۲) وتعتبر القیمة یوم الوجوب ....ویقوم فی البلد الذی المال فیه ولوفی مفازة ففی أقرب الأمصار الیه ،فتح شامی، کتاب الزکاة باب زکاة الغنم ج:۲ص:۲۸۶،ط:سعید، البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۲۱ ،تتارخانیة ج:۲ص:۲۴۴)

(۳) ومنها حولان الحول علی المال .....وإذا کان النصاب کاملا فی طرفی الحول فنقصانه =

(ج) تیسری شرط یہ ہے کہ اس مال سے تجارت کی نیت ہو، اور اگر شروع میں تجارت کی نیت نہیں تھی بعد میں تجارت کی نیت کی تو نیت کے ساتھ عملی طور پر تجارتی کاروبار شروع بھی کر دیا ہو، لہذا اگر کسی نے استعمال کی نیت سے گاڑی خریدی پھر ارادہ کیا کہ اسکی تجارت کی جائے تو وہ صرف نیت کی وجہ سے تجارت کے مال کے حکم میں نہیں ہوگی جب تک کہ اس کو فروخت نہ کرے۔(۱)

اگر کسی شخص کو نقدی کے علاوہ کچھ تجارت کا مال عطیہ کے طور پر ملا، یا کسی نے اس کے حق میں وصیت کی، اور عطیہ اور وصیت کا مال لیتے وقت لینے والے نے تجارت کی نیت کی تو اس نیت کا اس وقت تک اعتبار نہیں جب تک کہ اس مال سے کاروبار شروع نہ کیا جائے۔(۲)

اگر کسی نے تجارتی مال کو کسی اور کے مال سے تبادلہ کیا، تو تبادلہ کا مال بھی تجارت کا مال سمجھا جائے گا، اور شروع میں جو نیت کی گئی تھی وہ کافی ہوگی۔(۳)

ہاں اگر تبادلہ کے وقت تجارت کی نیت نہ رہی تو اب وہ تجارت کا مال نہیں ہوگا۔

= فیما بین ذلک لایسقط الزکاۃ کذا فی الھدایۃ .(عالمگیری کتاب الزکاۃ الباب الاول ج: ۱ ص: ۱۷۵، البحر ج: ۲ ص: ۲۲۹، شامی ج: ۲ ص: ۳۰۲، بدائع ج: ۲ ص: ۱۵)

(۱) لأن الشرط فی التجارۃ مقارنتھا لعقدھا ،شامی ج: ۲ ص: ۲۷۲. وفی الدر المختار: (لایبقی للتجارۃ ما)ای عبد مثلا (اشتراہ لھا فنوی)بعد ذلک (خدمتہ ثم)مانواہ للخدمۃ (لایصیر للتجارۃ) وان نواہ لھا مالم یبعہ بجنس مافیہ الزکاۃ، والفرق ان التجارۃ عمل فلاتتم بمجرد النیۃ .(الدرالمختارشامی ج: ۲ ص: ۲۷۲)

(۲) ومامملکہ بعقد لیس فیہ مبادلۃ أصلا کالھبۃ والوصیۃ والصدقۃ ....فانہ لایصح فیہ نیۃ التجارۃ وھوالاصح کذا فی البحرالرائق .(عالمگیری کتاب الزکاۃ الباب الاول ج: ۱ ص: ۱۷۴، شامی ج: ۲ ص: ۲۷۳، البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۰۹)

(۳) ثم نیۃ التجارۃ قد تکون صریحا وقد تکون دلالۃ........وأما الدلالۃ فھی أن یشتری عینا من الاعیان بعروض التجارۃ......فتصیرللتجارۃ وإن لم ینوالتجارۃ صریحا. (عالمگیری کتاب الزکاۃ الباب الاول ج: ۱ ص: ۱۷۴، شامی ج: ۲ ص: ۲۶۷، شامی ج: ۲ ص: ۲۸۴)

(د) چوتھی شرط یہ ہے کہ اس مال میں تجارت کرنے کی نیت درست ہونے کی صلاحیت ہو لہذا اگر کسی نے عشری زمین خریدی، اور اس میں کاشت کی، یا کھڑی کھیتی اور اسکی پیداوار کو خرید لیا، تو اس عشری زمین سے جو پیداوار ہوگی اس پر عشر واجب ہوگا، زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

تجارتی مال کی قیمت کا تعین

☆......تجارتی مال سے زکوۃ نکالنے وقت قیمت فروخت کا اعتبار ہوتا ہے، قیمت خرید کا نہیں لہذا سال مکمل ہونے پر جب تاجر زکوۃ نکالے گا تو قیمت فروخت سے نکالے گا قیمت خرید سے نہیں۔

مثلاً کسی نے تجارت کی نیت سے ایک چیز دس ہزار میں خریدی ہے اور اسکی قیمت فروخت بارہ ہزار ہے تو بارہ ہزار سے ڈھائی فیصد زکوۃ نکالی جائے گی۔

اور اگر قیمت کم ہو کر قیمت فروخت آٹھ ہزار ہوگی تو آٹھ ہزار سے زکوۃ نکالی جائے گی۔(۲)

☆......اور تجارتی مال کی وہ قیمت فروخت لگائی جائے گی جو اس شہر میں چل رہی ہے مثلاً ایک مال ہے اسکی قیمت کراچی میں دس ہزار ہے اور لاہور میں پندرہ ہزار ہے اور مال کراچی میں ہے تو دس ہزار سے زکوۃ ادا کرے گا اور اگر لاہور میں ہے تو پندرہ ہزار کے حساب سے زکوۃ ادا کرے گا۔(۳)

اور اگر مال کسی غیر آباد علاقے میں ہے تو اس علاقہ کے قریب جو شہر ہو وہاں کی

---

(۱)كما لواشترى ارض خراج أوعشرللتجارة لم يكن عليه زكاة التجارة انما عليه حق الارض من العشرأوالخراج ،شامي ج:۲ص:۲٦۸ ،تتارخانية ج:۲ص:۲۴۴)

(۲،۳) وجازدفع القيمة فى زكاة وعشر......وتعتبرالقيمة يوم الوجوب وقالايوم الأداء وفى السوائم يوم الاداء اجماعاوهوالاصح ويقوم فى البلد الذى المال فيه ،شامى كتاب الزكاة باب زكاة الغنم ج:۲ص:۲۸٦ ،ط:سعيد،البحرج:۲ص:۲۲۱ ،فصل فى الغنم تتارخانيه ج:۲ص:۲۴۴ ،باب زكاة عروض التجارة)

قیمت فروخت کے لحاظ سے اسکی مالیت مقرر کر کے زکوۃ نکالی جائے گی۔(۱)

تجہیز و تکفین زکوۃ سے کرنا

☆......زکوۃ کی رقم سے کسی بھی میت کی تجہیز و تکفین کرنا جائز نہیں، اگر کسی نے زکوۃ کی رقم سے کسی میت کی تجہیز و تکفین کی ہے تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اتنی رقم زکوۃ کی نیت سے دوبارہ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

☆......اگر میت بھی غریب ہے، اور میت کا ولی بھی غریب ہے تو اس صورت میں میت کے ولی کو زکوۃ کا مستحق ہونے کی وجہ سے زکوۃ کی رقم دی جاسکتی ہے تا کہ وہ اپنی مرضی سے تجہیز و تکفین میں خرچ کرے، لیکن اس کو یہ حکم نہ دے کہ وہ تجہیز و تکفین میں خرچ کرے تا کہ وہ رقم دینے والے کی طرف سے وکیل نہ بنے ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۳)

☆......میت کے کفن دفن میں جو کچھ خرچ ہوتا ہے اس کو زکوۃ میں سے ادا کرنا درست نہیں کیونکہ زکوۃ کا مستحق ہونے کے لئے فقیر اور محتاج آدمی کا زندہ ہونا ضروری ہے، مردہ کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۴)

---

(۱) فان کان العبد فی المفازة یعتبر قیمته فی اقرب الامصار الی ذلک الموضع .(خانیه علی هامش الهندیه ،کتاب الزکاة فصل فی مال التجارة ج: ۱ ص: ۲۵۲ ط:رشیدیه ،الهندیه ج: ۱ ص ۱۸۰ ،تتارخانیة ج: ۲ ص: ۲۳۸ ،البحر ج: ۲ ص: ۲۲۹)

(۲) (فیدفع الی کلهم اوالی صنف لاالی ذمی وصح غیرها وبناء مسجد وتکفین میت وقضاء دینه شراء قن یعتق)بالجربالعطف علی ذمی والضمیرفی دینه للمیت وعدم الجوازلانعدام التملیک الذی هوالرکن فی الاربعة لان الکفن علی ملک المتبرع . البحرالرائق ج:۲ ص:۲۴۳ ،باب المصرف شامی ج:۲ص:۳۴۴ ،تتارخانیة ج:۲ ص: ۲۷۲ ، بدائع ج:۲ ص: ۳۹، ولایجوزان یکفن بهامیت (عالمگیری ج: ۱ ص:۱۸۸)

(۳) والحیلة فی الجوازفی هذه الاربعة ان یتصدق بمقدار زکاته علی فقیرثم یامره بعد ذلک بالصرف الی هذه الوجوه فیکون لصاحب المال ثواب الزکاة وللفقیرثواب هذه القرب کذا فی المحیط (البحر ج:۲ ص:۲۴۳ ،باب المصرف ،شامی ج:۲ ص:۳۴۵، تتارخانیة ج: ۲ ص: ۲۷۲)

(۴)حواله نمبر:۲

☆......اگر مستحق آدمی نے کسی سے زکوۃ لے کر میت کی تجہیز و تکفین کی تو مالدار اور مستحق آدمی کو برابر کا ثواب ملے گا۔(۱)

تخمیناً قیمت لگانا

سامان کم ہو یا زیادہ ہو تخمیناً قیمت لگا کر زکوۃ ادا کرنا کافی نہیں بلکہ زکوۃ نکالتے وقت سامان وغیرہ کی وہ قیمت لگائی جائے گی جو اس وقت بازار میں اس کی قیمت ہے اسی قیمت سے ڈھائی فیصد زکوۃ دی جائے گی۔(۲)

ترکہ ملنے پر زکوۃ کا حکم

☆...... ترکہ کی رقم تقسیم کرنے کے بعد، ہر وارث کے حصہ میں جو رقم آئی ہے، اگر وہ نصاب کے برابر ہے، اور وہ بالغ ہے تو زکوۃ واجب ہوگی، اور اگر وارث نابالغ ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

☆......اگر وارث پہلے سے صاحب نصاب ہے تو سابقہ نصاب پر سال مکمل ہونے پر ترکہ والی رقم سے بھی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا اگر چہ ترکہ ملنے کے بعد ترکہ کی رقم پر سال نہ گذرا ہو اور اگر وارث پہلے سے صاحب نصاب نہیں ہے اور ترکہ کی رقم ملنے کے بعد نصاب کا مالک ہوا ہے تو ترکہ سے ملنے والی رقم پر ایک سال پورا ہونے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی اس سے پہلے نہیں۔(۴)

---

(۱) گزشتہ صفحہ کا حوالہ نمبر:۳

(۲) وقد انكرالحنفية الخرص لانه رجم بالغيب وظن وتخمين لايلزم به حكم.(الفقه الاسلامی وادلته ج:۲ص:۸۲۸) ط:دارالفکر.

(۳) (ومنها العقل والبلوغ)فليس الزكاة على صبى ومجنون اذا وجد منه الجنون فى السنة كلها هكذا فى الجوهرة النيرة ،عالمگيرى كتاب الزكاة ،الباب الاول ج:۱ ص:۱۷۳، ط: رشيديه ،شامى ج:۲ص:۲۵۸ ،بدائع ج:۲ص:۴،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۲)

(۴) ومن كان له نصاب فاستفاد فى اثناء الحول مالامن جنسه ضمه الى ماله وذكاه سواء كان المستفاد من نمائه اولا،وباى وجه استفاد ضمه سواء كان بميراث اوهبة اوغير=

☆......اگر میت کا انتقال مثلاً تین سال پہلے ہوا اور ترکہ کی رقم تین سال بعد ملی تو سابقہ تین سالوں کی زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں ہے کیونکہ یہ راجح قول کے مطابق دین ضعیف ہے، اور دین ضعیف پر گذشتہ زمانے کی زکوۃ لازم نہیں ہے اس لئے وراثت کی تقسیم میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے ورنہ تقسیم نہ کرنے والا گنہگار ہوگا۔(۱)

☆......اگر تمام ورثاء خوشی سے مشترکہ طور پر رہ رہے ہیں اور ہر ایک کے حصہ میں نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ رقم آتی ہے تو اس صورت میں سالانہ اجتماعی یا انفرادی طور پر زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

تمام مصارف میں زکوۃ کی تقسیم

زکوۃ کی رقم تمام مصارف میں تقسیم کرنا ضروری نہیں ہے، حالت اور ضرورت کی بنا پر کسی ایک مصرف میں زکوۃ خرچ کرنے سے زکوۃ ادا ہو جاتی ہے۔(۳)

= ذلک و لو کان من غیرجنسه من کل وجه کالغنم مع الابل فانه لایضم هکذا فی الجوهرة النیرة ، (عالمگیری کتاب الزکاة الباب الاول ج: ۱ ص: ۱۷۵ ،رشیدیه،بدائع ج: ۲ ص: ۱۳ ط:سعید، شامی ج:۲ ص: ۲۸۸ ،البحرالرائق ج: ۲ ص: ۲۲۲) ولوصرف الی واحد من هولاء الاصناف یجوزعند اصحابنا .(بدائع ج: ۲ ص: ۴۶، فصل اماالذی یرجع الی المودی إلیه)

(۱) ولوان رجلا ورث عن ابیه الف درهم فاخذها بعد سنین فلازکوة علیه لمامضی فی قول أبی حنیفةؒ الاخروفی قولهما علیه الزکاة لما مضی ففی هذه الروایة جعل الموروث بمنزلة الدین الضعیف مثل الصداق (المبسوط للسرخسی ج:۳ص: ۱۴۱ کتاب الزکاة دارالکتب العلمیه، بیروت)

(۲) وکذا لواجتمع اخوة یعملون فی ترکة أبیهم ونماالمال فهوبینهم سویة ، ولواختلفوا فی العمل والرای .(شامی ج:۴ص: ۳۲۵،فصل فی الشرکة الفاسدة . (وسببه) ای سبب افتراضها (ملک نصاب حولی)الدرالمختارج: ۲ص: ۲۵۹ .البحرج: ۲ص: ۲۰۳ .هندیه ج: ۱ ص: ۱۷۳

(۳) ومذهب الجمهور(الحنفیة والمالکیة والحنابلة)جوازصرف الزکاة الی صنف واحد (الفقه الاسلامی وأدلته ،المبحث السادس مصارف الزکاة ، المطلب الاول ج: ۲ص: ۸۶۸ ، ط: دارالفکر،بیروت)

البتہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک زکوۃ تمام مصارف میں تقسیم کرنا ضروری ہے۔(۱)

تمباکو

اگرکسی نے عشری زمین میں تمباکو بویا ہے تو اس کی پیداوار میں بھی عشر لازم ہوگا۔ (۲)

تملیک کے بغیر مطبخ سے زکوۃ کا کھانا دینا

تملیک کے بغیر زکوۃ کی رقم سے کھانا پکا کر غریب طلبہ کو مطبخ میں بٹھا کر کھانا کھلانے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی، کیونکہ اس میں تملیک نہیں ہوتی اور زکوۃ میں تملیک ضروری ہے۔

ہاں اگر کھانا طلبہ کو دیدیا جائے اور وہ مطبخ سے لے جا کر کمرہ میں جا کر یا کہیں بھی لے جا کر کھا سکتے ہیں تو کھانے کے مالک ہونے کی وجہ سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔

اگر کھانا مطبخ میں کھلانا چاہتا ہے تو اسکی صورت یہ ہے کہ زکوۃ کی رقم یا زکوۃ کی چیزیں طلبہ کو مالک بنا کر دی جائیں پھر کھانے کی مد میں جمع کرائی جائیں اور اس سے کھانا تیار کریں تو اس صورت میں مطبخ میں بھی بٹھا کر کھانا کھلانے کی اجازت ہوگی۔(۳)

---

(۱) قال الشافعية يجب صرف جميع الصدقات الواجبة سواء الفطرة وزكاة الاموال الى ثمانية اصناف (الفقه الاسلامی وادلته المبحث السادس،مصارف الزكاة ج:۲ص:۸۶۷، دارالفكر)

(۲) ويجب العشرعند ابی حنيفة رحمه الله تعالى فی كل ماتخرجه الارض من الحنطة و الشعيروالدخن الارزواصناف الحبوب والبقول والرياحين والاورادوالرطاب وقصب السكر، والذريرة والبطيخ والقثاء والخيار والباذنجان والعصفروأشباه ذلک (عالمگيری كتاب الزكاة الباب السادس فی زكاة الزرع والثمارج:۱ص:۱۸۶ ط:رشيديه ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۳۷،تتارخانية ج:۲ص:۳۲۶)

(۳) ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لااباحة (الدرالمختارشامی باب المصرف ج:۲ ص: ۳۴۴،البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۳) "تمليكا" لايكفی فيه الاطعام الابطريق التمليک و لوأطعمه عنده ناويا الزكاة لاتكفی ،شامی ج:۲ص:۳۴۴.البحرج:۲ص:۲۰۱.بدائع ج:۲ ص:۳۹.

تنخواہ

☆......تنخواہ کی رقم جب تک وصول نہیں ہوگی، اس پر زکوۃ بھی واجب نہیں ہوگی۔(۱)

☆......اگر تنخواہ کی رقم سے اخراجات کے بعد بچت کی رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سال پورا ہونے کے بعد اس پر زکوۃ واجب ہوگی۔(۲)

☆......اگر تنخواہ دار آدمی پہلے سے صاحب نصاب ہے تو جب اپنے سابقہ نصاب پر سال پورا ہوگا، تو تنخواہ کی بچت رقم سے بھی زکوۃ ادا کرے گا اور اگر پہلے سے صاحب نصاب نہیں ہے تو نصاب کے برابر بچت پر سال گذرنے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی۔(۲)

☆......اگر تنخواہ کی رقم ماہانہ خرچ ہو جاتی ہے، کچھ بچتا نہیں یا کچھ بچتا ہے لیکن نصاب کے برابر نہیں یا وہ صاحب نصاب نہیں تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

تنخواہ کے اضافے کے مطالبے پر زکوۃ دینا

اگر ملازم نے مالک سے تنخواہ میں اضافہ کرنے کا مطالبہ کیا اور مالک نے زکوۃ

---

(۱) (دین ضعیف وهو) بدل غیر مال کمهر ودیة وبدل کتابة وخلع ، إلا إذا کان عنده مایضم إلى الدین الضعیف .الدرالمختار شامی ج:۲ ص:۳۰۶.(تنبیه) ماذکرناه عن المحیط صریح فی ان اجرة عبدالتجارة أودارالتجارة على الروایة الاولى من الدین الضعیف الخ .شامی ج:۵ ص:۳۰۷،البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۷ ،بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۰)

(۲) والحاصل أنه إذا قبض منه شیئا وعنده نصاب یضم المقبوض إلى النصاب ویزکیه بحوله ، ولایشترط له حول بعد القبض .شامی ج:۵ ص:۳۰۶، وشرط وجوب ادائها حولان الحول على النصاب الاصلی واما المستفاد فی اثناء الحول فیضم الى مجانسه ویزکی بتمام الحول الاصلی سواء استفید بتجارة اومیراث اوغیره .(مراقی الفلاح على صدرالطحطاوی ص:۳۸۹کتاب الزکاة ط:قدیمی ،الدرالمختار ج:۲ ص:۲۸۸باب زکاة الغنم ،البحرالرائق ج:۲ ص:۲۲۲ ،بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۳)

(۳) ومنها کون المال نصابا فلا تجب فی اقل منه هکذا فی العینی شرح الکنز(عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۲)

کی نیت سے اضافہ کردیا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، کیونکہ تنخواہ بڑھانے کے نام سے جو اضافہ کیا ہے وہ بھی کام کا معاوضہ ہے، اور معاوضہ میں زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔(۱)

البتہ جو تنخواہ طے ہو وہ ادا کرنے کے بعد ملازم کو ضرورت مند اور محتاج سمجھ کر زکوہ دیدی جائے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۲)

تنخواہ لاکر والدہ کو دیدی

☆......اگر بیٹے تنخواہ لاکر والدہ کو مالک بنا کر دیتے ہیں اور ان کے پاس کچھ باقی نہیں رہتا تو بیٹوں پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

اگر والدہ کے پاس گھر کا خرچ چلانے کے بعد نصاب کے برابر رقم باقی رہتی ہے یا نصاب کے برابر رقم تو باقی نہیں رہتی مگر دوسرے زکوۃ کے مالوں سے مل کر نصاب کے برابر ہو جاتی ہے تو سال گذرنے کے بعد ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۴)

☆......اگر بیٹے تنخواہ کی رقم والد یا والدہ کو دیدیتے ہیں اس کے باوجود ان کے پاس کچھ زیور یا کچھ رقم یا مال تجارت باقی ہے اور وہ نصاب کے برابر ہے تو سال

---

(۱) ولو دفعها المعلم لخليفته ان كان بحيث يعمل له لولم يعطه صح وإلا لا،(قوله وإلالا) اى لأن المدفوع يكون بمنزلة العوض .شامي ج:۲ص:۳۵۶،هنديه ج:۱ص:۱۹۰ .تتارخانية ج:۲ص:۲۷۸. اماتفسيرها فهى تمليك المال من فقيرمسلم ....بشرط قطع المنفعة عن المملک من كل وجه لله تعالى .عالمگيرى ج:۱ص:۱۷۰،البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۱شامی ج:۲ص:۲۵۷،۲۵۸)

(۲)انما الصدقات للفقراء والمساكين والعاملين عليها ....الخ (سورة التوبة آيت :۶۰)

(۳) ومنها كون المال نصابا)فلا تجب فى اقل منه هكذا فى العينى شرح الكنز(عالمگيرى ، كتاب الزكاة الباب الاول فى تفسيرها ،ج:۱ص:۱۷۳،ط:رشيديه كوئٹه)

(۴) رجل له مال دون النصاب فاتى عليه مااتى فوجد مستفادا فانه يبتدى الحول من ذلک اذا اكمل النصاب من ذلک المستفاد، النتف فى الفتاوى ،كتاب الزكاة ،المال بحذاء النصاب ،ج:۱ص:۱۰۹،ط:سعيد ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۲،

گذرنے کے بعد ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

☆......اور اگر بیٹے تنخواہ کی رقم والد یا والدہ کو مالک بنا کر نہیں دیتے بلکہ امانت یا قرض کہہ کر دیتے ہیں تو اس صورت میں والد یا والدہ اس رقم کے مالک نہیں ہوں گے۔

اگر وہ رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سال گذرنے کے بعد زکوۃ ادا کرنا بیٹے پر لازم ہوگا۔(۲)

تنظیموں کو زکوۃ دینا

اگر تنظیم والے زکوۃ کی رقم صرف مستحقین زکوۃ میں صرف کرتے، ہیں ملازمین، اراکین کی تنخواہ یا تنظیم کے مختلف اخراجات میں زکوۃ کی رقم خرچ نہیں کرتے تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہوگا۔

اور اگر تنظیم والے زکوۃ کی رقم سے ملازمین اور اراکین کی تنخواہ دیتے ہیں، یا بل ادا کرتے ہیں، یا مختلف اخراجات میں خرچ کرتے ہیں تو ایسی تنظیم والوں کو جان بوجھ کر زکوۃ دینا جائز نہیں ہوگا، اگر کسی نے جان بوجھ کر ایسی تنظیم والوں کو زکوۃ دی ہے تو وہ زکوۃ دوبارہ دینی ہوگی۔(۳)

تھوڑی تھوڑی بچت والی رقم

تھوڑی تھوڑی بچت والی رقم جب تک ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر نہیں ہوگی اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۴)

---

(۱)(ومنها كون المال نصابا)عالمگیری ج: ا ص:۱۷۳)

(۲)(ومنهاالملک التام)وهوماجتمع فيه الملک واليد .(عالمگیری ج: ا ص:۱۷۳) بدائع ج: ۲ ص: ۹.

(۳) ان الزكوة عبادة عندنا ،والعبادة لاتتادى إلاباختيارمن عليه امابمباشرته بنفسه أوبأمره وانابته غيره فيقوم النائب مقامه ،فيصيرمودیا بید النائب (بدائع الصنائع ج:۲ ص:۵۳ .

(۴) (ومنها كون المال نصابا)فلاتجب فی اقل منه هكذا فی العینی شرح الکنز(عالمگیری ج: ا ص:۱۷۳ کتاب الزكاة الباب الاول ،ط:رشیدیه)

جب بچت والی رقم ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو جائے گی اور قرض سے بھی فارغ ہوگی تو وہ آدمی اس تاریخ سے ''صاحب نصاب'' بن جائے گا ،اس تاریخ سے چاند کے حساب سے جب ایک سال مکمل ہوگا تو زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا،سال کے دوران اگر وہ رقم کم وبیش ہوتی رہی اس کا اعتبار نہیں بس سال کے اول وآخر میں نصاب کا ہونا شرط ہے۔(۱)

ہاں اگر سال کے درمیان میں نصاب بالکل ختم ہوگیا تھا تو اس کے بعد جب دوبارہ نصاب کے برابر رقم جمع ہوگی تو وہ شخص دوبارہ صاحب نصاب ہوگا اوراس دن سے دوبارہ ایک سال گذرنے کے بعد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

(ٹ)

ٹکٹ

☆......اگر ہوائی جہاز، گاڑی اور ریل کا ٹکٹ ذاتی استعمال کے لئے خریدا ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی،اوراگر تجارت کیلئے خریدا ہے تو وہ مال تجارت ہے اگر ٹکٹ کی قیمت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سالانہ قیمت فروخت میں سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

---

(۱)واذا کان النصاب کاملا فی طرفی الحول فنقصانه فیما بین ذلک لایسقط الزکاة کذا فی الهدایة .(عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۵،کتاب الزکاة ،الباب الاول ،البحر ج:۲ ص:۲۲۹، شامی ج:۲ص:۳۰۲،باب زکاة المال)

(۲) وهلاک کل النصاب فی خلال الحول یبطل حکم الحول ،(خانیه علی هامش الهندیه فصل فی مال التجارة ج:۱ص:۲۵۱ط:رشیدیه .بدائع ج:۲ص:۱۵ .

(۳) الزکاة واجبة فی عروض التجارة کائنة ماکانت اذا بلغت قیمتها نصابا من الورق و الذهب،کذا فی الهدایه .(عالمگیری ج:۱ص:۱۷۹ کتاب الزکاة الفصل الثانی فی العروض ط:رشیدیه ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۸،شامی ج:۲ص:۲۹۸،بدائع ج:۲ص: ۲۰)

☆......ٹریول ایجنسی کے پاس فروخت کرنے کیلئے جو ٹکٹ ہوتے ہیں وہ مال تجارت ہے سالانہ قیمت فروخت میں سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

☆......اگر کوئی شخص کسی غریب آدمی کو زکوۃ کی رقم سے ٹکٹ دینا چاہے تو دے سکتا ہے، زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۲)

ٹکٹ خرید کر دینا زکوۃ سے

اگر کوئی شخص کسی مستحق زکوۃ آدمی کو رقم کے بجائے گاڑی، ریل یا ہوائی جہاز وغیرہ کا ٹکٹ خرید کر دیتا ہے تو مستحق آدمی کے قبضے میں آنے کے بعد زکوۃ ادا ہو جائے گی چاہے اس کے بعد ٹکٹ گم ہو جائے، یا کوئی اور عذر آجائے تب بھی زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۳)

تھوڑی تھوڑی کر کے زکوۃ دینا

☆......اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ سال کے آخر میں زکوۃ ادا کرنے کے بجائے ہر ماہ کچھ رقم زکوۃ کی نیت سے نکالتا رہے، (یعنی ہر مہینے تھوڑی تھوڑی زکوۃ نکالتے رہنا) جائز ہے۔(۴)

☆......اگر کوئی شخص نصاب کے مالک ہونے کے بعد تھوڑی تھوڑی زکوۃ پیشگی ادا کرتا ہے تو یہ بھی جائز ہے۔(۵)

---

(۱) (الا ان تکون للتجارة والاصل ان ماعدالحجرين والسوائم انمایزکی بنية التجارة بشرط عدم المانع المودى الى الثنى. (الدرالمختار، کتاب الزکاة ج:۲ص:۲۷۳، ط:سعيد)

(۲) اماتفسيرها (الزكاة) فهى تمليك المال من فقيرمسلم الخ. (عالمگيرى ج:۱ص:۱۷۰. البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۱. شامی ج:۲ص:۲۵۷،۲۵۸.

(۳) ايضا.

(۴) ففى أى وقت ادى يكون موديا للواجب. (شامی ج:۲ص:۲۷۱)

(۵) يجوزتعجيل الزكاة بعد ملك النصاب ولايجوزقبله كذا فى الخلاصة (عالمگيرى كتاب الزكاه الباب الاول ج:۱ص:۱۷۶، ط:رشيديه، تتارخانية ج:۲ص:۲۵۳ ادارة القرآن)

ٹھیکہ دار پر عشر ہے

اگر کسی نے اپنی زمین کو نقد رقم کی عوض کرایہ ٹھیکہ پر دے دیا تو اس کا عشر ٹھیکہ دار کے ذمہ ہے (جو زمین کاشت کر کے پیداوار حاصل کرتا ہے۔(۱)

ٹیکس

☆......ٹیکس ادا کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اور زکوۃ کی رقم ٹیکس کے طور پر ادا کرنا درست نہیں کیونکہ زکوۃ ایک عبادت ہے اس میں نیت اور ارادہ ضروری ہے اور خالص اللہ کی رضا کے لئے دینا ضروری ہے، اور اس کے مصارف اور مستحق متعین ہیں، انہی پر زکوۃ کو خرچ کرنا لازم ہے، غیر مسلم غیر مستحق اور عام رفاہی کاموں میں زکوۃ کا استعمال جائز نہیں ہے، اور یہ سب احکام اللہ اور اسکے رسول کے حکم سے ثابت ہیں۔(۲)

☆......ٹیکس عبادت نہیں بلکہ سراسر ظلم ہے، اس میں نیت اور ارادہ کا کوئی دخل نہیں ہے، اسکے مصارف بھی متعین نہیں ہے، ہاں اگر حکومت کی اعانت یا اس سے

---

(۱) والعشرعلی المؤجر کخراج مؤظف وقالا علی المستاجر کمستعیرمسلم وفی الحاوی وبقولھماناأخذ.(الدرالمختارج:۲ ص:۳۳۴باب العشرط:سعید،ھندیہ ج:۱ ص:۱۸۷، البحر الرائق ج:۲ ص:۲۳۷)

(۲) لاتجزی أصلاالضریبة عن الزکاة لان الزکاة عبادة مفروضة علی المسلم شکرا للہ تعالی وتقربا الیه والضریبة التزام مالی محض خال عن کل معنی للعبادة والقربة ولذا شرطت النیة فی الزکاة ولم تشترط فی الضریبة ولان الزکاة حق مقدرشرعا بخلاف الضریبة فانھا تخضع لتقدیرالسلطة ولان الزکاة حق ثابت دائم والضریبة مؤقتة حسب الحاجة و لامصارف الزکاة ھی الاصناف الثمانیة الفقراء والمساکین المسلمون الخ والضریبة تصرف لتغطیة النفقات العامة للدولة وللزکاة اھداف روحیة وخلقیة واجتماعیة انسانیة، اما الضریبة فلایقصد بھا تحقیق شئ من تلک الاھداف .(الفقه الاسلامی وادلته ج:۲ ص: ۸۹۴،،سابعا ،ھل تجزی الضریبة المدفوعة للدولة عن الزکاة ؟ط:دارالفکر،بیروت)

پہنچنے والے فائدہ کا معاوضہ ہے، یا حکومت سخت مجبور ہے ٹیکس کے بغیر چلنا ممکن نہیں تو اس صورت میں ضرورت کے مطابق گنجائش ہوتی ہے، ابن حزم نے المحلی ج: ۶ ص: ۱۵۶) میں تفصیل لکھی ہے۔(۱)

☆ ......اگر کسی نے ٹیکس ادا کر کے یہ سمجھا کہ زکوۃ ادا ہوگئی تو یہ سمجھنا غلط ہوگا اور اس آدمی کو اپنے مال کا حساب لگا کر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

ٹیکس ادا کرنے سے عشر ادا نہیں ہوگا

زمین کا عشر زکوۃ کی طرح ایک مالی عبادت ہے، اس کے مستحق بھی وہی لوگ ہیں جو زکوۃ کے مستحق ہیں، اگر کوئی بھی حکومت خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم اگر زمینداروں یا کاشتکاروں سے کوئی سرکاری ٹیکس وصول کرتی ہے تو اس ٹیکس کی ادائیگی سے عشر ادا نہیں ہوگا بلک مسلم مالکان پر واجب ہوگا کہ از خود عشر نکالیں اور اسکے مصرف میں خرچ کریں اور یہ بعینہ ایسا ہے جیسے حکومتوں کو انکم ٹیکس ادا کرنے سے تجارت کے مال اور نقد رقم کی زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔(۳)

---

(۱) اسلام کا سیاسی نظام مؤلفه مولانا اسحاق سندهلوی ص:۳۴۸،باب نهم بیت المال :ناشر مجلس دعوت وتحقیق اسلامی علامه یوسف بنوری ٹاؤن ط:۱۴۰۱)

(۲) وفرض على الاغنياء من اهل كل بلد ان يقوموا بفقرائهم ويجبرهم السلطان على ذلك ان لم تقم الزكوات بهم ولافي سائر اموال المسلمين بهم فيقام لهم بمايا كلون من القوت الذى لابد منه ومن اللباس للشتاء والصيف بمثل ذلك وبمسكن يسكنهم من المطرو الصيف والشمس وعيون المارة .(المحلى للامام ابن حزم ج:٦ ص:١٥٦ ،مسألة رقم : ٥ ٧٢، بيان حديث تؤخذ من اغنيائهم وتردعلى فقرائهم ط:دارالفكر بيروت)

(۳) اخذ البغاة والسلاطين الجائرة زكاة الاموال الظاهرة كالسوائم والعشروالخراج لااعادة على اربابها ان صرف الماخوذ فى محله الاتى ذكره وإلايصرف فيه فعليهم فيما بينهم وبين الله اعادة غيرالخراج لانهم مصارفه .(الدرالمختارباب زكاة الغنم ج:٢ ص: ٢٨٨،٢٨٩، بدائع الصنائع ج:٢ ص:٣٦)

تیل

☆......اگر تیل تجارت کی نیت سے خریدا ہے، اور اسکی قیمت فروخت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سالانہ قیمت فروخت کے حساب سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا فرض ہوگا۔(۱)

☆......اگر تیل استعمال کیلئے تجارت کیلئے نہیں تو اس پر زکوۃ واجب نہیں۔(۲)

(ج)

جانور

☆......اگر جانور سائمہ ہے تو نصاب مکمل ہونے کی صورت میں سالانہ زکوۃ واجب ہوگی۔(۳)

☆......اگر جانور محض تجارت کی نیت سے خریدا ہے، اور تجارتی مقصد سے جنگل میں چھوڑ دیا ہے تو ان پر تجارت کے حساب سے زکوۃ واجب ہوگی یعنی ان جانوروں کی مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۴)

(۱)الزکاۃ واجبة فی عروض التجارۃ کائنة ماکانت اذا بلغت قیمتها نصابا من الورق و الذھب کذا فی الھدایة .(عالمگیری الفصل الثانی فی العروض ج:۱ ص:۱۶۸ ابدائع الصنائع ج:۲ ص: ۲۰ ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۸ ،تتارخانیة ج:۲ص:۲۳۷)

(۲) ومنها فراغ المال عن حاجته الاصلیة .(عالمگیری الباب الاول فی تفسیرھا وصفتها و شرائطها ج:۱ص:۱۶۱ ،ط:مصر.البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۶ ،شامی ج:۲ص:۲۶۲ ،بدائع ج:۲ص:۱۱)

(۳) تجب الزکاۃ فی ذکورھا واناثها ومختلطهما.(عالمگیری ،کتاب الزکاۃ الباب الثانی فی صدقة السوائم الفصل الاول فی المقدار ج:۱ص:۱۷۶) تجب الزکاۃ عند کمال النصاب من کل جنس من السوائم .(بدائع ج:۲ص:۳۰، فصل صفة نصاب السائمة)

(۴) لواسامها للحم فلازکوۃ فیها کمالواسامها للحمل والرکوب ،ولوللتجارۃ ففیها زکاۃ التجارۃ .الدرالمختارباب السائمة کتاب الزکاہ ج:۲ص:۲۷۶، وحاصله انه ان اسامها للحمل اوللرکوب فلازکوۃ اصلا اوللتجارۃ ففیهازکوۃ التجارۃ (البحرالرائق باب صدقة =

☆ ......اگر جانور ذبح کر کے فروخت کرنے کی نیت سے رکھا ہے تو اسکی قیمت پر زکوۃ واجب ہوگی کیونکہ یہ مال تجارت ہے اور مال تجارت سے ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوۃ نکالنا لازم ہے۔(۱)

☆ ......جو جانور ذاتی استعمال کے لئے یا خود ذبح کر کے گوشت کھانے یا قربانی کرنے کی نیت رکھا ہے ان پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۲)

☆ ......اگر جانور تجارت کی نیت سے لئے ہیں اور انہیں چھ ماہ یا کچھ زیادہ دن جنگل میں چرایا تو وہ سائمہ نہیں ہوں گے تاوقتیکہ مالک انہیں خود سائمہ بنانے کی نیت نہ کرلے۔(۳)

☆ ......اگر جانور تجارت کی غرض سے خریدے پھر انہیں سائمہ بنادیا تو نصاب کا سال اس وقت سے شمار ہوگا جب سے انہیں سائمہ بنایا ہے۔(۴)

جانور جنگل میں چریں اور گھر میں بھی

اگر جانور جنگل میں بھی چرتے ہیں اور گھر میں بھی چارہ دیا جاتا ہے، اور نصاب بھی مکمل ہے تو ان پر زکوۃ واجب ہونے میں غالب خوراک کا اعتبار ہے، اگر جنگل میں

= السوائم ج:۲ص:۲۱۳،ط:سعیدھندیه ج:۱ص:۱۷۶،بدائع ج:۲ص:۳۰ط: سعید)

(۱) ولوأسمیت للبیع والتجارة ففیها زکاة مال التجارة لازکاة السائمة .بدائع کتاب الزکاة فصل واماصفة السائمه ج:۲ص:۳۰ط:ایچ ایم سعید هندیه ج:۱ص:۱۷۷،البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۳، شامی ج:۲ص:۲۷۷)

(۲) حتی لوأسمیت للحمل والرکوب لاللدروالنسل فلازکوة فیها کذا فی محیط السرخسی وکذا لوأسمیت للحم .(فتاوی عالمگیری ،الفصل الاول فی المقدمة)

(۳) وان کانت للتجارة فرعاها ستة اشهراواکثرلم تکن سائمة الاان ینوی ان یجعلها سائمة .(شامی ج:۲ص:۲۷۷،عالمگیری ج:۱ص:۱۷۷،البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۳)

(۴) ولواشتراها للتجارة ثم جعلها سائمة یعتبر الحول من وقت الجعل کذا فی محیط السرخسی .(عالمگیری ج:۱ص:۱۷۷)شامی ج:۲ص:۲۷۷.

چرنے کی خوراک غالب ہے تو زکوۃ فرض ہوگی اور اگر گھر کا چارہ غالب ہے یا دونوں برابر ہیں تو زکوۃ فرض نہیں ہوگی، (۱) البتہ تجارت کے لئے ہوں تو مال تجارت کے حساب سے زکوۃ فرض ہوگی یعنی مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

جانور سال کے درمیان حاصل ہوا

اگر کسی کی ملکیت میں جانوروں کا نصاب ہے، اور سال کے اندر خریدنے سے یا بچے دینے سے یا وراثت سے یا ہبہ وغیرہ سے مزید جانور حاصل ہوئے تو اس کو اپنے ہم جنس نصاب کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور اس نصاب کے ساتھ درمیان میں حاصل ہونے والے جانوروں کی زکوۃ بھی دی جائے گی۔(۳)

ہاں اگر ان جانوروں کو اپنے ہم جنس کے ساتھ ملا دینے سے ایک ہی سال میں دو مرتبہ زکوۃ دینا پڑے تو پھر نہیں ملائے جائیں گے۔(۴)

اسی طرح اگر کوئی شخص جانوروں کی زکوۃ دے چکا ہو پھر زکوۃ دینے والا ان

---

(۱) فان كانت تسام فى بعض السنة وتعلف فى البعض فان اسميت فى اكثرها فهى سائمة وإلا فلاكذا فى محيط السرخسى ،حتى لوعلفها نصف الحول لاتكون سائمة ولاتجب فيها الزكاة كذا فى التبيين ،(عالمگيرى ج: ١ ص: ١٧٦ . شامى ج: ٢ ص: ٢٧٧ . البحرج: ٢ ص: ٢١٣ .

(٢) ولواسميت للبيع والتجارة ففيهازكوة مال التجارة ولازكوة السائمة (بدائع الصنائع ج: ٢ ص: ٣٠،اماصفة نصاب السائمة، ط:سعيد.شامى ج: ٢ ص: ٢٧٧،البحرالرائق ج: ٢ ص: ٢١٣)

(٣) ومن كان له نصاب فاستفاد فى اثناء الحول مالامن جنسه ضمه الى ماله وزكاه سواء كان المستفاد من نمائه أولاوباى وجه استفاد ضمه سواء كان بميراثه اوهبة اوغيرذلك . (عالمگيرى ج: ١ ص: ١٧٥ ،الباب الاول فى تفسيرها وصفتها وشرائطها كتاب الزكاة ط:رشيديه ،البدائع ج: ٢ ص: ١٣ ،شامى ج: ٢ ص: ٢٨٨ ،البحرج: ٢ ص: ٢٢٢)

(٤) قال ابوحنيفةؒ لوادى زكاة الدراهم ثم اشترى بها سائمة وعنده من جنسها سائمة لم يضمها اليها لانها بدل مال اديت الزكاة عنه .(عالمگيرى حواله بالا)

جانوروں کو فروخت کردے تو ان کی قیمت کا روپیہ اس سال روپے کے نصاب کے ساتھ نہ ملایا جائے گا۔(۱)

جانور کے بچے

☆......بکری، اونٹ اور گائے کے بچے پر زکوۃ واجب نہیں ہے، ہاں اگر ان بچوں میں سے ایک بھی نصاب کی عمر کو پہنچ جائے تو باقی بچے اس کے تابع ہو کر نصاب میں شمار ہوں گے، البتہ وہ زکوۃ میں نہیں لئے جائیں گے یعنی زکوۃ میں وہی پوری بکری یا اسکی قیمت لی جائے گی۔(۲)

☆......اگر کسی کی ملکیت میں بکری کے انتالیس بچے ہیں اور ایک بڑی بکری ہے، سب کو ملانے سے چالیس کی تعداد پوری ہو جاتی ہے تو اس میں ایک اوسط درجہ کی بکری زکوۃ میں دینی ہوگی۔(۳)

☆......اگر سال پورا ہونے کے بعد وہ بڑا جانور مرجائے تو زکوۃ ساقط ہو جائے گی۔(۴)

---

(۱) ولو كان معه نصاب من السائمة وحال عليه الحول فزكاها ثم باعها بدراهم ومعه نصاب من الدراهم قد مضى عليه نصف الحول فعند ابى حنيفة رحمه الله تعالى لايضم اليه ثمن السائمة بل يستأنف حولا جديدا .(عالمگیری کتاب الزكاة الباب الاول ج: ا ص:۷۵ا ط:رشیدیه بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۴ البحرالرائق ج:۲ ص:۲۲۲)

(۲) ولافى (حمل)ولد الشاة (وفصيل ولد الناقة (وعجول) ولدالبقرة ....(الاتبعا لكبير) ولوواحدا.(تنويرالابصارمع الدرج:۲ ص:۲۸۲،۲۸۳،باب زكوة الغنم ،فتح القدير ج: ا ص: ۵۰۹ ط:مصر)

(۳) ولوواحدا ويجب ذلک الواحد ولوناقصا فلوجيدا يلزم الوسط وهلاكه يسقطها .(الدرالمختارج:۲ ص:۲۸۳،باب زكاة الغنم ط:سعيد،بدائع ج:۲ ص:۱۵)

(۴) (قوله وهلاكه يسقطها)اى لوهلک الكبيربعد الحول بطل الواجب عندهما (الرد المحتار ج:۲ص:۲۸۳. باب زكوة الغنم . إذا كانت له سوائم كباروهى نصاب ،فمضت ستة اشهرمثلا فولدت أولادا، ثم ماتت وتم الحول على الصغار،لاتجب الزكاة فيها عندهما ...... الصحيح قولهما، شامى ج:۲ ص:۲۸۲.

جڑاؤ زیورات

بعض زیورات میں نگ وغیرہ جڑے ہوئے ہوتے ہیں، اگر ان کو نکال دئے جائیں تو زیور خراب ہو جاتا ہے، اگر اندازہ کرایا جائے تو پوری طرح پتہ نہیں چل سکتا ہے تو ان صورتوں میں سونا اور چاندی کے زیور کا صحیح اندازہ کر کے زکوۃ دینی چاہیے، اور اندازہ کرتے وقت جہاں تک ممکن ہو احتیاط کو مدنظر رکھنا چاہیے، مثلاً زیادہ سے زیادہ جس قدر سونا اور چاندی ہونا معلوم ہو اس کو لیا جائے۔(۱)

جسے چاہو دے دو

☆......اگر زکوۃ کی رقم دینے والے نے وکیل سے کہا کہ ''یہ رقم جسے چاہو دے دو'' تو وکیل کے لئے وہ رقم کسی مستحق زکوۃ آدمی کو دیدینا لازم ہوگا، وکیل کے لئے وہ رقم اپنی ذات پر خرچ کرنا جائز نہیں ہوگا۔(۲)

☆......ایسی صورت میں اگر وکیل نے ایسی رقم کو اپنی ذات پر خرچ کیا ہے تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اور وکیل کے ذمہ ضمان واجب ہوگا۔(۳)

☆......جسے چاہو دے دو، یہ جملہ توکیل ہے تملیک نہیں ہے لہذا کسی اور آدمی کو دینا لازم ہوگا خود اپنی ذات پر خرچ نہیں کر سکے گا ورنہ وکالت کی ذمہ داری ادا نہیں ہوگی۔(۴)

---

(۱) فتاوی دارالعلوم دیوبند ج:۶ ص:۲۸۲،(اللازم) (فی مضروب کل)منهما (ومعموله ولوتبراأوحلیامطلقا)مباح الاستعمال أولاولوللتجمل والنفقة لأنهما خلقا اثمانا فیزکیهما کیف کانا.(الدرالمختارشامی ج:۲ص:۲۹۸باب زکاة المال)

(۲،۳) وللوکیل بدفع الزکاة ان یدفعها إلی ولد نفسه کبیرا کان أوصغیرا وإلی امرأته إذا کانو امحاویج ولایجوزأن یمسک لنفسه شیئا إلا إذا قال :ضعها حیث شت فله ان یمسکها لنفسه .(البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱،الفقه الاسلامی وادلته ج:۲ص:۱۹۸،بیروت) شامی ج:۲ص:۲۶۹.

(۴) وهنا الوکیل انمایستفید التصرف من الموکل ،وقد امره بالدفع إلی فلان فلایملک =

جنگلی جانور

جنگلی اور وحشی جانوروں پر سائمہ ہونے کی حیثیت سے زکوۃ واجب نہیں ہوتی، اس لئے ایسے مخلوط النسل جانور پر جس کی ماں جنگلی اور وحشی ہو، زکوۃ واجب نہیں ہوگی، ہاں اگر تجارت کی نیت سے رکھے جائیں تو ان پر تجارت کی زکوۃ فرض ہوگی۔(۱)

جواہرات

☆......اگر جواہرات تجارت کے لئے نہیں ہے تو ان پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۲)

☆......اگر جواہرات تجارت کیلئے ہیں اور قیمت نصاب کے برابر ہے یا جواہرات کا مالک صاحب نصاب ہے تو ان صورتوں میں جواہرات کی قیمت فروخت میں سے سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

(۳) اگر کسی نے جواہرات شوقیہ جمع کر رکھے ہیں تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۴)

☆......اگر کسی نے صرف زکوۃ سے بچنے کیلئے یہ حیلہ کیا ہے کہ ہیرے جواہرات جمع کر رکھے ہیں تو اصول کے مطابق زکوۃ واجب تو نہیں ہوگی لیکن اس قسم کے حیلہ کی وجہ سے آخرت میں مواخذہ کا ڈر ہے اس لئے زکوۃ دیدینا چاہئے، تاکہ آخرت میں

= الدفع إلى غيره .(شامي ج:۲ ص:۲۶۹)

(۱) والمتولد بين الغنم والظبأ يعتبرفيه الام فان كانت غنما وجبت فيه الزكاة ويكمل به النصاب والافلاوكذا المتولد بين البقرالاهلى والوحشى كذا فى محيط السرخسى. (عالمگیری، كتاب الزكاة الباب الثانى صدقة السوائم، الفصل الرابع فى زكاة الغنم ج:۱ ص:۱۷۸، ط:رشيديه تتارخانية ج:۲ ص:۲۲۳. البحرالرائق ج:۲ ص:۲۱۶.

(۲،۳،۴) لازكوة فى اللألى والجواهروان ساوت الفا اتفاقا الا ان تكون للتجارة تنوير الابصار شامى كتاب الزكاة ج:۲ ص:۲۷۳، ط:سعيد، تتارخانية ج:۲ ص:۳۳۹، هنديه ج:۱ ص:۱۸۰) واما اليواقيت واللألى والجواهرفلازكاة فيها وان كانت حليا الاان تكون للتجارة، كذا فى الجوهرة النيرة (فتاوى عالمگیری ج۱ ص:۱۸۰، ط:رشيديه، شامى ج:۲ ص:۲۷۳، تتارخانية ج۲ ص:۳۳۹)

پریشانی نہ ہو، اگر وہاں مسئلہ خراب ہو گیا تو ٹھیک کرنا بہت ہی زیادہ مشکل ہوگا۔(۱)

☆......اگر کسی نے جواہرات اس نیت سے لئے ہیں کہ رقم بینک میں جمع کر کے رکھے گا تو ایسے پڑی رہے گی لہذا جواہرات لے کر رکھ دیئے تو ایسے جواہرات کی قیمت پر سال گذرنے کے بعد ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا اگر قیمت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے یا دوسری چیزوں کے ساتھ مل کر نصاب تک پہنچ جاتی ہے۔(۲)

جواہرات جڑے ہوں

اگر سونا اور چاندی کے زیورات میں جواہرات جڑے ہوئے ہوں، تو جواہرات یا اسکی مالیت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، البتہ صرف سونا اور چاندی کی مالیت پر واجب ہوگی۔(۳)

جواہرات کے زیورات

خالص جواہرات مثلاً ہیرا، زمرد، لعل، یاقوت، مرجان، زبرجد، الماس اور موتی وغیرہ کے بنائے ہوئے زیورات پر زکوۃ واجب نہیں ہے، اگر اس میں سونا اور چاندی نہیں ہے۔

(۱) فنقول مذهب علمائنا رحمهم الله تعالى ان كل حيلةيحتال بها الرجل لابطال حق الغيراولادخال شبهة فيه اولتمويه باطل فهى مكروهة .عالمگیری کتاب الحيل،الفصل الاول فى بيان جوازالحيل وعدم جوازها .ج:٦ ص:٣٩٠،ط:رشيديه)

(۲) وهومخالف لمافى المعراج والبدائع ان الزكاة تجب فى النقد كيف مامسكه للنفقة اوللنماء (حاشية طحطاوى على مراقى الفلاح ص:٣٨٩،كتاب الزكاة ط:قديمى)

(۳) تجب الزكاة في الذهب والفضة مضروبا أوتبرا أوحليا مصوغا أوحلية سيف اومنطقة أولجام أوسرج اوالكواكب فى المصاحف والأوانى وغيرها إذا كانت تخلص عن الاذابة سواء كان يمسكها للتجارة أوللنفقة أوللتجمل أولم ينوشيئا .(البحرالرائق ج:٢ ص:٢٢٦، شامى ج:٢ص:٢٩٨ ،هنديه ج:١ ص:١٧٨،تتارخانية ج:٢ص:٢٣٠)

ہاں اگر خالص جواہرات کے زیورات تجارت کیلئے ہیں تو ان پر زکوۃ فرض ہے۔(۱)

جہاں چاہو خرچ کرو

اگر زکوۃ کی رقم دینے والے کسی آدمی کو زکوۃ کی رقم دے کر یہ کہا کہ ''جہاں چاہو خرچ کرو'' تو یہ جملہ تملیک ہے، اس صورت میں اگر یہ آدمی زکوۃ کا مستحق ہے تو وہ اس رقم کو اپنے نفس پر بھی خرچ کر سکتا ہے زکوۃ ادا ہو جائے گی، ضمان نہیں آئے گا۔(۲)

جہنم میں سب سے پہلے داخل ہونے والے تین آدمی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : اول ثلاثة يدخلون النار: أمير مسلط وذوثروة من مال لايؤدى حق الله تعالى من ماله ، وفقير فخور. (مسند احمد ص:۴۲۵و۴۷۹، ج:۲، ابن حبان (۴۶۵۶) كتاب الكبائر ص:۵۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے جہنم میں داخل ہونے والے تین آدمی (۱) زبردستی اقتدار پر قابض رہنے والا امیر وصدر، (۲) اور وہ مالدار جو اپنے مال سے اللہ تعالی کا حق یعنی زکوۃ ادا نہیں کرتا، (۳) فخر کرنے والا فقیر۔

جہیز کا سامان یا زیور

☆......اگر ماں یا باپ نے لڑکی کو جہیز دینے کے لئے سونا چاندی خرید کر رکھا ہے لیکن لڑکی کو مالک نہیں بنایا اور وہ نصاب کے برابر ہے، تو سالانہ خرید کر رکھنے

---

(۱) لازكاة فى اللالى والجواهرالاان تكون للتجارة .(تنويرالابصارشامى ج:۲ص:۲۷۳، كتاب الزكاة هنديه ج:۱ص:۱۸۰،ط:رشيديه ،تتارخانية ج:۲ص:۳۳۹)

(۲) وللوكيل بدفع الزكاة ان يدفعها إلى ولد نفسه كبيرا كان أوصغيرا وإلى امرأته إذا كانوا محاويج ولايجوزان يمسك لنفسه شيئا إلا إذا قال :ضعها حيث شئت فله أن يمسك لنفسه.البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱،الفقه الاسلامى وادلته ج:۲ص:۱۸۹۱،ط:دارالفكر، بيروت، شامى ج:۲ ص:۲۶۹)

والے کے ذمہ زکوۃ واجب ہوگی لڑکی کے جہیز میں دیا جائے گا اس لئے زکوۃ سے مستثنی نہیں ہوگا۔

اور اگر لڑکی کو جہیز کے زیور کا مالک بنا دیا گیا تو لڑکی مالک ہوجائے گی، جب تک وہ بالغ نہیں ہوگی زکوۃ واجب نہیں ہوگی، بالغ ہونے کے بعد جب سال گذر جائے گا اور زیور بھی نصاب کے برابر ہے تو لڑکی کے ذمہ زکوۃ واجب ہوگی۔(۱)

☆ ......لڑکی کو زیورات کا مالک بنانے کے بعد اسکی اجازت کے بغیر ان زیورات کو ماں یا کسی اور کے لئے پہننا جائز نہیں ہوگا۔(۲)

☆ ......جہیز کے سامان پر زکوۃ نہیں ہے، کیونکہ وہ مال تجارت نہیں ہے۔(۳)



چارے

مویشیوں کے چارے کے لئے کاشت کی گئی فصل پر بھی حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک عشر واجب ہے۔(۴)

---

(۱) قال محمد رحمه الله تعالى :كل شئ وهبه لإبنه الصغير، واشهدعليه وذلك الشئ معلوم فى نفسه فهوجائز،والقصد ان يعلم ماوهبه له ، والاشهادليس بشرط لازم لأن الهبة تتم بالاعلام .(شامى ج:۵ص:۶۹۴،وتتم الهبة بالقبض الكامل ،شامى ج:۵ص:۶۹۰)

(وشرط افتراضها عقل وبلوغ واسلام (حرية.........(وسببه)أى سبب افتراضها (ملك نصاب حولى)........تام (فارغ عن دين له ،مطالب من جهة العباد) .(تنويرالابصارمع الرد ج:۲ص:۲۵۸،البحرج:۲ص:۲۰۲،هنديه ج:۱ص:۱۷۳)

(۲) وعن ابى حرة الرقاشى عن عمه قال قال رسول الله ﷺ الالاتظلموا الا لايحل مال امرئ الابطيب نفس منه (مشكوة شريف ج:۱ص:۲۵۵باب الغصب والعارية).

(۳) وليس فى دورالسكنى وثياب البدن واثاث المنزل ....لأنها مشغولة بالحاجة الاصلية وليست بنامية ايضا .(هدايه ج:۱ص:۲۰۲،كتاب الزكاة ،البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۶،شامى ج:۲ص:۲۶۲،هنديه ج:۱ص:۱۷۳)

(۴) ويجب العشرعند ابى حنيفة رحمه الله تعالى فى كل ماتخرجه الأرض الحنطة .... وأشباه ذلك مماله ثمرة باقية أوغيرباقية قل أوكثر.(فتاوى عالمگيرى ج:۱ص:۱۸۶، =

چاندی خالص نہیں ہے

اگر چاندی خالص نہیں بلکہ اس میں کچھ کھوٹ ملا ہوا ہے تو غالب جزء کا اعتبار ہوگا، اگر چاندی غالب ہے تو وہ چاندی سمجھی جائے گی اور نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہونے کی صورت میں زکوۃ فرض ہوگی، اور اگر کھوٹ زیادہ ہے تو چاندی نہیں سمجھی جائے گی اور اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔

ہاں اگر تجارت کے مال کے طور پر رکھا ہے تو مال تجارت کے حساب سے زکوۃ فرض ہوگی۔(۱)

چاندی کا نصاب

☆...... چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ چاندی ہے، موجودہ وزن کے اعتبار سے چھ سو بارہ گرام پینتیس ملی گرام چاندی ہے، اگر چاندی کے نصاب پر ایک سال گذر جائے تو ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

☆......اگر کسی کے پاس صرف چاندی ہے اور وہ ساڑھے باون تولہ سے کم ہے اسکے ساتھ سونا یا نقد رقم، مال تجارت اور دیگر قابل زکوۃ چیزیں نہ ہوں تو ساڑھے باون

= الباب السادس فی زکاۃ الزرع والثمار،تتارخانیة ج:۲ص:۳۲۷،ادارة القرآن. البحر الرائق ج:۲ص:۲۳۷)

(۱) وغالب الفضة والذهب فضة وذهب ، وماغلب غشه منهما (يقوم) كالعروض ويشترط فيه النية إلا إذا كان يخلص منه مايبلغ نصابا أواقل ، وعنده مايتم به أوكانت اثمارا رائجة وبلغت نصابا من ادنى فقد تجب زكاته فتجب والافلا .(شامی ج:۲ص:۳۰۰،عالمگیری ج:۱ص:۱۷۹،البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۸،تتارخانیة ج:۲ص:۲۳۳)

تولہ سے کم چاندی پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

☆......اور اگر چاندی نصاب سے کم ہے، لیکن اسکے ساتھ کچھ سونا یا نقد رقم یا زیورات وغیرہ ہیں اور سب کی قیمت فروخت کو جمع کیا جائے تو ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو جاتی ہے تو نصاب پورا ہو جائے گا اور سال گذرنے کے بعد کل قیمت سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

☆......اگر کسی آدمی کے پاس نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ چاندی ہے تو سال گذرنے کے بعد زکوۃ ادا کرنا لازم ہے، چاہے وہ چاندی کو تجارت اور کاروبار میں لگا کر بڑھائے یا نہ بڑھائے دونوں صورتوں میں زکوۃ واجب ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے چاندی کو ''ثمن'' یعنی روپیہ اور سکہ کے طور پر پیدا کیا ہے تا کہ اس سے تجارت کر کے مال کو بڑھانا ممکن ہو، اب اگر کوئی شخص اس سے تجارت نہیں کرتا یا زیور بنا کے رکھ دیتا ہے اور مال میں اضافہ ہونے نہیں دیتا تو اس کی ذمہ دار شریعت نہیں بلکہ وہ آدمی خود اس کا ذمہ دار ہے۔(۳)

(۱) فان كان له فضة مفردة فلا زكاة فيها حتى تبلغ مائتى درهم وزنا وزن سبعة ....وروى عنه ﷺ انه قال لمعاذ لما بعثه الى اليمن ليس فيمادون مائتين من الورق شيئ وفى مائتين خمسة .(بدائع ج:۲ص:۱٦ كتاب الزكاة. البحرج:۲ص:۲۲۵،تتارخانية ج:۲ ص:۲۳۰، شامى ج:۲ص:۲۹۵)

(۲) قال القدورى فى كتابه :ويضم الذهب والفضة إلى عروض التجارة وفى الينابيع:يريد إذا كان له عروض التجارة قليلا كان أوكثيرا وعنده من الذهب والفضة حليا أوغيرحلى لتجارة أوالنفقة فانه يقوم العروض بأوفر القيمتين الخ ،فاذا بلغت قيمتها نصابامع ماعنده من الذهب تجب فيها الزكاة والا فلا.(بدائع ج:۲ص:۱۹،۲۱،شامى ج:۲ص۳۰۳. تتارخانية ج:۲ص:۲۳۲،۲۴۵.البحرج:۲ص:۲۳۰.

(۳) لأنهماخلقا ليتوصل بهما ....وهذا معنى الأستنماء فقد خلقا للإستنماء ..... فالنماء التقديرى حاصل وهوالمعتبرللاجماع .(فتح القديرج:۲ص:۱٦۴،كتاب الزكاة بدائع ج:۲ ص:۱۷،البحرج:۲ص:۲۲٦)

چاندی کا نصاب معیار ہے

☆......اگر کسی آدمی کے پاس کوئی ایک نصاب مکمل نہیں بلکہ کچھ سونا، کچھ چاندی، یا کچھ نقد کیش یا مال تجارت ہے تو اس صورت میں چاندی کے نصاب کی قیمت کے حساب سے حساب لگایا جائے گا اگر چاندی کے حساب سے نصاب پورا ہو جاتا ہے تو زکوۃ واجب ہوگی ورنہ نہیں۔

اور اسکی دو وجہیں ہیں:

☆......ایک یہ کہ زکوۃ فقراء کے نفع کے لئے ہے اور اس میں فقراء کا نفع زیادہ ہے اور چاندی کے نصاب سے حساب کرنے کی صورت میں فقراء کو زکوۃ زیادہ ملتی ہے سونے کے نصاب کے حساب سے کم ملتی ہے کیونکہ سونے کے نصاب کے حساب سے کم آدمیوں پر زکوۃ واجب ہوتی ہے، اور زکوۃ کے معاملہ میں فقراء کا زیادہ خیال کیا گیا ہے تاکہ معاشرہ سے غربت ختم ہو جائے۔

☆......دوسرا یہ ہے کہ اس میں احتیاط بھی زیادہ ہے کہ جبکہ کیش وغیرہ چاندی کے نصاب کے ساتھ پورا ہو جاتا ہے اور سونے کے ساتھ نصاب پورا نہیں ہوتا تو احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ جس نصاب کے ساتھ نصاب پورا ہو جاتا ہے اسی کا اعتبار کیا جاتا ہے۔(۱)

---

(۱) وكذا يضم بعض أموال التجارة إلى البعض ....ثم ماذا تقوم ذكرالقدورى فى شرحه مختصرالكرخى انه يقوم بأوفى القيمتين من الدرهم والدنانير........وكذا روى عن ابى حنيفةؒ فى الامالى انه يقومها بأنفع النقدين للفقراء ....وجه قول ابى حنيفة ان الدراهم والدنانيروان كانا فى الثمنية والتقويم بهما سوآء لكنا رجحنا أحدهما بمرجح وهو النظر للفقرآء والأخذ بالاحتياط .(بدائع ج:۲ص:۲۱،كتاب الزكاة ،البحرالرائق ج:۲ص: ۲۰۳، تتارخانية ج:۲ص:۲۴۵)

چاندی کے تار

عورتوں کے قیمتی کپڑے جس میں چاندی کے تار ہوتے ہیں، ایسے کپڑوں کی زکوۃ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ چاندی کے تاروں کا اندازہ کرلیا جائے، اگر وہ نصاب کے برابر ہے تو زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، اور اگر نصاب سے کم ہے تو زکوۃ لازم نہیں ہوگی۔

اندازہ لگانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس قسم کے کپڑے میں چاندی کے تار لگائے ہوئے ہیں اس قسم کے خالی کپڑے کو وزن کرلیا جائے پھر تار لگائے ہوئے کپڑے کو وزن کرلیا جائے تو وزن کا اندازہ ہوجائے گا۔(۱)

چچا

اگر چچا غریب ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے، تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

چچازاد بھائی

اگر چچازاد بھائی غریب ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے، تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۳)

---

(۱) وفی تبرالذهب والفضة وحليهما وأوانيهما الزكوة ....سواء كان مباحا أولا. (فتح القديرج:۲ص:۱۶۳ ،فصل فی الذهب ط:المكتبة الرشيدية،تتارخانية ج:۲ ص: ۲۳۰، شامی ج:۲ص:۲۹۸ ،فتاوی دارالعلوم دیوبندج:۶ص:۱۲۱ .دارالاشاعت ،البحر الرائق ج:۲ص:۲۲۶) وحاصله ؛أن مايخلص منه نصاب أوكان ثمنا رائجا تجب زكاته سواء نوى التجارة أولا.(شامی ج:۲ص:۳۰۰)

(۲،۳) والأفضل فی الزكاة والفطروالنذرالصرف أولاإلى الاخوة......ثم إلى الأعمام والعمات ثم إلى أولادهم الخ .(عالمگیری ج:۱ص:۱۹۰،الباب السابع فی المصارف ،البحرج:۲ص:۲۴۳ ،فتح القديرج:۲ص:۲۱۷ ،بدائع ج:۲ص:۵۰)

چچازاد بہن

اگر چچازاد بہن غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں ہے، تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

چچی

اگر چچی غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں ہے، تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

چندہ کی رقم پر زکوۃ

☆...... مسجد اور مدرسہ کا چندہ جو نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ جمع ہو جاتا ہے اور اس پر سال گذر جاتا ہے، اس میں زکوۃ نہیں ہے۔(۳)

☆...... مدرسہ کے مہتمم کے پاس مدرسہ کی جو رقم جمع رہتی ہے اس میں زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۴)

☆...... جو رقم چندہ یا عطیہ کے طور پر کسی کار خیر میں دی جاتی ہے وہ چندہ یا عطیہ دینے والوں کی ملکیت سے خارج ہو جاتا ہے، اور اسکی حیثیت وقف کے مال کی طرح ہو جاتی ہے اس لئے اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۵)

چور کو زکوۃ دینا

چور کو لاعلمی کی وجہ سے زکوۃ وصدقات دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی اور دینے

(۲،۱) حوالہ مذکورہ

(۴،۳) (وسببه أی سبب افتراضها (ملک نصاب حولی)........(تام)(الدرالمختارمع الشامی ج:۲ ص: ۲۵۹، کتاب الزکاة، البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۰۲، هندیه ج: ا ص: ۱۷۳ ـ ۱۷۵)

(۵) الثانی :أن یکون مملوکا لمالک معین بالشخص ، فلازکاة فی الموقوف (الفقه علی المذاهب الأربعة ص: ۵۹۲،زکاة الزرع الخ)

والے کو نیت کی وجہ سے ثواب ملے گا۔

اور اگر زکوۃ دینے والے کو پہلے سے معلوم ہے کہ وہ چور ہے تو اس کو زکوۃ و صدقات نہ دیا کرے ورنہ مواخذہ کا خطرہ ہے، ہاں اگر اس نے چوری سے توبہ کر لی ہے اور فقیر ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

(ح)

حاجی کو زکوۃ دینا

اگر مسافر حاجی کے پاس راستہ کا خرچ ختم ہو گیا ہے یا پیسے چوری ہو گئے ہیں اور اس کے گھر میں مال و دولت اور پیسے ہیں لیکن فوری طور پر لانے کی کوئی صورت نہیں، تو ایسے حاجی کو بھی زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

حج کی رقم

☆...... پاکستان میں عازمین حج کے لئے تقریباً چار پانچ ماہ پہلے حج کے لئے رقم جمع کرانا ضروری ہے اور اسکی تقریباً دو صورتیں ہوتی ہیں۔

☆......حکومت کی اسکیم ہے۔

☆...... پرائیوٹ اسکیم ہے۔

---

(۱) ای مصرف الزکاۃ ....(وھوفقیر.......(ومسکین .شامی ج:۲ص:۳۳۹،باب المصرف.البحرج:۲ص:۲۴۰،تتارخانیة ج:۲ص:۲۶۷،ھندیه ج:۱ص:۱۸۷، انما الاعمال بالنیات بخاری ج:۱ص:۱قدیمی)

(۲) وأما قوله تعالى (وفى سبيل الله) عبارة عن جميع القرب فيدخل فيه كل من سعى فى طاعة الله وسبيل الخيرات إذا كان محتاجا.........وقال محمد:المراد منه الحاج المنقطع لما روى (أن رجلا جعل بعيرا له فى سبيل الله فأمره النبیﷺ أن يحمل عليه الحاج .(بدائع الصنائع ج:۲ص:۴۵،تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۰،البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۲،شامی ج:۲ ص:۳۴۳)

۱۔حکومت کی اسکیم میں جو رقم جمع کرائی جاتی ہے اس میں سے کچھ رقم روانگی سے پہلے پاسپورٹ اور ٹکٹ کے ساتھ واپس ملتی ہے۔

۲۔ پرائیوٹ اسکیم میں جو رقم جمع کرائی جاتی ہے وہ سب رکھ دیتے ہیں روانگی سے پہلے کچھ بھی واپس نہیں کرتے بلکہ بعض اوقات مزید رقم کا مطالبہ کرتے ہیں، بلکہ کھانا اور قربانی کی رقم بھی جیب سے دینی پڑتی ہے ایسی صورتوں میں زکوۃ کا حکم حسب ذیل ہے۔

حکومت کی اسکیم میں رقم جمع کرانے کے بعد اگر روانگی سے پہلے سال مکمل ہو گیا ہے تو اس صورت میں روانگی سے پہلے جو رقم واپس ملے گی اس کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا اور جو رقم پاسپورٹ ٹکٹ رہائش اور معلم کی فیس اور منیٰ مزدلفہ اور عرفات کے خیمے اور آمدورفت کے بابت کٹ گئی ہے اس کی زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں ہوگا اور پرائیوٹ اسکیم میں چونکہ کوئی رقم واپس نہیں کرتے تو جمع شدہ رقم پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۱)

حج کے لئے جمع کرائی ہوئی رقم پر زکوۃ

بعض ممالک میں حج کے لئے چار پانچ مہینے پہلے پیشگی رقم جمع کرانا لازم ہوتا ہے اور روانگی چار پانچ ماہ بعد ہوتی ہے اگر روانگی سے پہلے صاحب نصاب آدمی کا سال مکمل ہو جاتا ہے تو اس صورت میں زکوۃ کا حکم یہ ہے کہ آمدورفت کے ٹکٹ، معلم کی فیس، اور رہائش کی رقم، اور منیٰ، عرفات کے خیمے کے کرائے کے لئے جو رقم دی گئی ہے اس پر زکوۃ نہیں، اس سے زائد رقم جو کرنسی کی صورت میں واپس ملے گی اس پر زکوۃ واجب ہے۔

(۱) إذا أمسكه لينفق منه كل مايحتاجه فحال الحول وقد بقى معه منه نصاب فإنه يزكى ذلك الباقى وإن كان قصده الإنفاق منه أيضا فى المستقبل لعدم استحقاق صرفه الى حوائجه الاصلية .وقت حولان الحول.(شامى ج:۲ ص:۲۶۲،كتاب الزكاة .الحرج:۲ ص:۲۰۶ .كتاب الزكاة ،ط:سعيد.

خلاصہ یہ کہ خرچہ کے مد میں جو رقم کٹ گئی اس پر زکوۃ نہیں اور جو رقم واپس ملنے والی ہے اس پر زکوۃ واجب ہے۔(۱)

حج کے لئے جو رقم رکھی ہے

اگر کسی آدمی نے مثلاً پانچ سال سے حج کرنے کے لئے پیسہ الگ کر کے رکھ دیا ہے اور اس سال حج کے لئے جا رہا ہے، تو اس رقم پر زکوۃ واجب ہے اور گذشتہ پانچ سال کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہے، جب تک وہ روپیہ خرچ نہ ہو جائے اس وقت تک گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہے۔(۲)

حج کے لئے زکوۃ لینا

اگر کوئی شخص حج کو جا رہا ہے، اور اس کے پاس پیسے کم پڑ جائیں تو اس کو حج کے لئے زکوۃ کا پیسہ لینا جائز نہیں ہے، لیکن اگر پیسہ پورا تھا اور حج کے لئے چلا گیا، مگر راستہ میں کوئی حادثہ پیش آ گیا اور روپیہ ضائع ہو گیا، اور گھر سے پیسہ منگوانے کی کوئی صورت نہیں تو اس کو وہاں بقدر ضرورت زکوۃ کا پیسہ لینا درست ہے۔(۳)

حرام مال حلال مال میں مل گیا

اگر حرام مال اپنے حلال مال کے ساتھ مل گیا، تو وہ ملک میں داخل ہو گیا، اگر چہ ملک خبیث ہی ہے، اور زکوۃ واجب ہونے کے لئے ملک ہونا شرط ہے، طیب اور پاک ہونا شرط نہیں، طیب اور پاک ہونا مقبولیت کی شرط ہے لہذا ایسے مال پر زکوۃ

(۱) حوالہ مذکورہ

(۲) اذا کان لرجل مائتادرھم فلم یؤد زکاته سنتین یزکی السنة الاولی ......وکذا ھذا فی مال التجارة بدائع ج:۲ ص:۷، فصل فی شرائط الفرضیة ، البحر ج:۲ ص:۲۰۴، شامی ج:۲ ص:۲۶۰)

(۳) فتاوی محمودیه ج:۱۳ ص:۹۴)

واجب ہوگی اگر چہ قبول نہیں ہوگی۔

اور زکوۃ دینے کا فائدہ یہ ہے کہ زکوۃ نہ دینے سے جو عذاب ہوگا اس سے محفوظ رہے گا اور قبول نہ ہونے سے عذاب نہیں ہوتا البتہ ثواب سے محروم رہتا ہے، اور عذاب نہ ہونا اور ثواب سے محروم ہونا دونوں ایک بات نہیں، البتہ حرام کمائی کا جو عذاب ہے وہ الگ ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ زکوۃ نہ دینے کی صورت میں دو عذابوں کا مستحق ہوگا ایک حرام کمائی کا دوسرا زکوۃ نہ دینے کا، اور زکوۃ دینے کی صورت میں صرف ایک ہی ہوگا۔ (اصلاح انقلاب ص:۱۵۲، ج:۱)۔(۱)

حرام مال کی زکوۃ

☆......اگر مال خالص حرام ہے تو اس میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی، کیونکہ مال حرام کا حکم یہ ہے کہ اگر مالک معلوم ہے تو اس کو واپس کر دیا جائے اور اگر مالک معلوم نہیں تو ثواب کی نیت بغیر سارا مال صدقہ کر دیا جائے اپنے پاس نہ رکھا جائے۔(۲)

☆......اگر حرام مال، حلال مال کے ساتھ مخلوط ہے تو اس صورت میں حرام مال کی مقدار کو نکالنے کے بعد اگر حلال مال نصاب کے برابر ہے یا اس سے زیادہ ہے تو اسپر زکوۃ واجب ہوگی، اور اگر نصاب کے برابر نہیں بلکہ اس سے کم ہے تو اس صورت

(۱) الزکوة واجبة علی الحرالعاقل البالغ المسلم اذا ملک نصابا ملکا تاما وحال علیه الحول ،کتاب الزکوة ،فتح القدیرج:۲ص:۱۱۲ ،تتارخانیة ج:۲ص:۲۱۷) ولوخلط السلطان المال المغصوب بماله ملکه فتجب الزکاة فیه .(تنویرالابصارشامی ج:۲ ص:۲۹۰، کتاب الزکاة)

(۲) لوکان الخبیث نصابا لایلزمه الزکاة ؛لأن الکل واجب التصدق علیه ، فلایفید ایجاب التصدق ببعضه ، شامی ج:۲ص:۲۹۱ ،والحاصل أنه ان علم ارباب الاموال وجب رده علیهم ،وإلافان علم عین الحرام لایحل له ، ویتصدق به بنیة صاحبه .(شامی ج:۵ص:۹۹، و ج:۶ص:۳۸۵،ج:۲ص:۲۹۱. هندیه ج:۴ص:۳۴۹)

میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی ، البتہ اگر حرام مال مالک کو واپس کرنا ممکن ہے تو واپس کردے ورنہ صدقہ کردے۔(۱)

☆......حرام مال میں زکوۃ واجب ہونے یا نہ ہونے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس کے پاس دوسرا حلال مال نصاب کے برابر ہے، اور اس میں حرام مال کو ملا دیا ہے تو امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس پر زکوۃ لازم ہے، اور اگر دوسرا حلال مال نصاب کے برابر نہیں تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ، بلکہ وہ کل مال صدقہ کرنا واجب ہے یعنی اگر حرام مال کا مالک یا اس کا وارث معلوم ہے تو اس کو واپس کردے ورنہ ثواب کی نیت کے بغیر صدقہ کردے۔(۲)

(دارالعلوم ص:۸۶، ردص:۳۳، محمودیہ ص:۸۴، ج:۳، اصلاح انقلاب ج:۱: ص:۱۵۲)

حساب کے بغیر زکوۃ دینا

حساب کے بغیر زکوۃ دینے سے ذمہ داری ادا نہیں ہوگی اس لئے سالانہ کتنی زکوۃ دینی ہے اس کا حساب کر لینا ضروری ہے ورنہ زکوۃ کم ادا ہونے کی صورت میں آخرت میں پکڑ ہوگی اور سزا بھگتنا پڑے گی۔(۳)

---

(۱) (قوله منفصل عنه)الذی فی النهرعن الحواشی :محل ماذکروه ماإذا کان له مال غیر استهلکه بالخلط یفصل عنه فلایحیط الدین بماله اه أی یفضل عنه بمایبلغ نصابا.(شامی ج:۲ص: ۲۹۱)

(۲) من ملک اموالاغیر طیبة أوغصب اموالا وخلطها ، ملکها بالخلط ،ویصیر ضامنا،وان لم یکن له سواها نصاب فلازکوة علیه فیها وان بلغت نصابا؛لأنه مدیون ومال المدیون لاینعقد سببا لوجوب الزکاة عندنا اه .فأفاد بقوله وان لم یکن سواها نصاب الخ ان وجوب الزکاة مقید بمااذا کان له نصاب سواها.(شامی ج:۲ص: ۲۹۱ ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۷)

(۳) (وفی کل خمس) (بحسابه) ففی کل أربعین درهما درهم وفی کل أربعة مثاقیل قیراطان الخ (فتاوی شامی ج۲ص: ۲۹۹ ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۵، تتارخانیه ج:۲ ص:۲۳۰)

البتہ یہ اجازت ہے پورے سال میں زکوۃ کی نیت سے تھوڑی تھوڑی زکوۃ دیتا رہے اور سال کے آخر میں حساب کرلے، اگر پوری زکوۃ ادا ہوگئی بہتر ورنہ باقی زکوۃ ادا کردے۔

حفاظت کی رقم پر زکوۃ

زید نے اپنے بھائی عمر کو ایک لاکھ روپے حفاظت کی غرض سے دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ چاہے تم اس رقم کو کاروبار میں لگا کر نفع یا نقصان اٹھاؤ، یا ویسے ہی رکھے رکھو، مثلاً پانچ سال کے بعد اس رقم کی واپسی ہوئی تو گذشتہ پانچ سال کی زکوۃ ادا کرنا زید پر لازم ہوگا۔(۱)

حکومت زکوۃ وصول کرے

☆......اگر حاکم وقت واقعی مسلمان اور عادل ہے تو اس کو لوگوں کے اموال ظاہرہ سے زکوۃ وصول کرکے غریب مستحقین میں صرف کرنے کا حق ہوگا۔(۲)

۲۔اگر حاکم وقت ظالم ہے یا مسلمان نہیں بلکہ کافر ہے تو اس کو لوگوں سے زکوۃ وصول کرنے کا حق نہیں ہے۔

اگر وہ لوگوں سے زکوۃ وصول کرکے صرف مستحقین پر صرف کرتا ہے تو زکوۃ ادا ہوجائے گی اور اگر زکوۃ کی رقم مستحقین پر صرف نہیں کرتا ہے بلکہ غیر مستحقین پر صرف کرتا ہے تو اس صورت میں لوگوں پر ضروری ہوگا کہ اپنے مال کی زکوۃ دوبارہ ادا کریں۔

---

(۱) (ولوكان الدين على مقرملئ أو.........(فوصل إلى ملكه لزم زكاة مامضى) . (تنوير الابصارمع الدرشامي ج:۲ص:۲۶۶ كتاب الزكاة ،البحرج:۲ص:۲۰۷،بدائع ج:۲ص: ۹)

(۲) اما الظاهرفللامام ونوابه وهم المصدقون من السعاة والعشارولاية الأخذ الخ .بدائع الصنائع ج:۲ص:۳۵،البحرالرائق ج:۲ص: ۲۳۱)

حکومت نے زکوۃ مصرف پر خرچ نہیں کی

اگر حکومت نے مسلمانوں سے زکوۃ کی رقم لے کر صحیح مصرف پر خرچ نہیں کی بلکہ غیر مسلم کو دی یا غیر مصرف میں خرچ کی تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی، زکوۃ کی رقم دینے والوں پر لازم ہے کہ اپنی زکوۃ دوبارہ صحیح مصرف میں ادا کریں۔(۱)

حولان حول

☆......حولان حول یعنی مال پر پورا سال گذر جانے کی شرط کھیتی اور پھلوں کے علاوہ دوسری اشیاء کیلئے ہے، کھیتی اور پھلوں کیلئے سال گذر جانے کی شرط نہیں ہے۔(۲)

☆......زکوۃ میں حولان حول شرط ہے۔(۳)

☆......حولان حول سے مراد سال پورا ہونا ہے۔(۴)

☆......اور حولان حول وہاں کا معتبر ہے جہاں مال موجود ہے، زکوۃ دینے والے کا اعتبار حولان حول میں نہیں مثلاً ایک آدمی کراچی میں رہے تو پورا سال کراچی میں رہنا ضروری نہیں مال جہاں بھی ہے وہاں جب سال پورا ہو جائے گا تو زکوۃ واجب ہو جائے گی۔(۵)

---

(۱) (أخذ البغاة) والسلاطين الجائرة (زكاة)الأموال الظاهرة كالسوائم والعشروالخراج لااعادة على اربابها ان صرف الماخوذ فى محله الآتى ذكره وإلا يصرف فيه فعليهم فيما بينهم وبين الله اعادة غيرالخراج (الدرمع الرد ج: ۲ص: ۲۸۸،، ۲۸۹) بدائع ج: ۲ص: ۳۶.

(۲،۳،۴) وهذا شرط فى غيرزكاة الزرع والثمارإذ لايشترط فيها نصاب ولاحولان حول .
(شامى ج: ۲ص: ۲۵۹، كتاب الزكاة ، ج: ۲ص: ۳۲۶،باب العشر،البحر ج: ۲ ص:۲۳۷)

(۵) ويقومها المالك فى البلد الذى فيه المال ،حتى لوبعث عبدا للتجارة إلى بلد آخر فحال الحول تعتبرقيمته فى ذلك البلد الخ .(عالمگيرى ج: ۱ ص: ۱۸۰،الفصل الثانى فى العروض تتارخانية ج: ۲ص: ۲۳۸،البحرالرائق ج: ۲ص: ۲۲۹)
ثم المعتبرفى الزكاة مكان المال حتى لوكان هوفى بلد وماله فى بلدآخريفرق فى موضع المال الخ . (عالمگيرى ج: ۱ ص: ۱۹۰،تتارخانية ج: ۲ص: ۲۳۸،البحرالرائق ج: ۲ص: ۲۲۹)

حیلہ تملیک

☆......اگر مدرسہ کا مہتمم زکوۃ کی رقم وصول کر کے حیلہ تملیک کر لے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی پھر اسکے بعد مدرسہ کی ضرورت کیلئے استعمال کرے تو درست ہے۔(۱)

☆......بعض حضرات زکوۃ کی رقم تبلیغ وغیرہ کے لئے دیتے ہیں اور یہ کہد ے ہیں کہ حیلہ کر لیا جائے جبکہ تملیک میں لینے والا اور دینے والا دونوں اچھی طرح جانتے ہیں کہ تملیک مقصود نہیں ہے تب بھی حیلہ کرنے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔لیکن یہ مناسب نہیں۔(۲)

حیلہ کرنا

☆......غریب اور پسماندہ علاقے کے مدارس میں عطیات اور چندہ کی رقم بہت کم ہوتی ہے زکوۃ ،صدقہ فطر، کفارہ اور چرم قربانی کی رقم زیادہ ہوتی ہے، اور عطیات اور چندہ کی رقم سے مدرسین کی تنخواہ پوری نہیں ہوتی،اس لئے مدرسے والوں کیلئے اس طرح حیلہ کرنا کہ زکوۃ کی رقم کسی غریب کو مالک بنا کر دیدیں اور اس سے یہ کہدیں کہ تم اپنی طرف سے خوشی سے مدرسہ میں دیدو،اور وہ خوشی سے دیدیتا ہے اس رقم سے مدرسین کی تنخواہ دینا جائز ہوگا۔(۳)

(۱،۲) ویشترط أن یکون الصرف (تملیکا)لا اباحة .(شامی ج:۲ ص:۳۴۴، البحر ج:۲ ص:۲۴۳،تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۲ .بدائع ج:۲ص:۳۹. وحیلة التکفین بها التصدق علی فقیرثم هویکفن فیکون الثواب لهما.(شامی ج:۲ص:۲۷۱،البحر ج:۲ص:۲۴۳،باب المصرف ط:سعید تتارخا نیه ج: ۲ص:۲۷۲ط:ادارة القرآن) شامی ج:۲ص:۳۴۵.

(۳) أن الحیلة أن یتصدق علی الفقیرثم یأمره بفعل هذه الأشیاء ،وهل له أن یخالف امره ؟ لم اره والظاهرنعم.(قوله ثم یامره)......فی التعبیربثم إشارة إلی أنه لوأمره أولا لایجزئ لانه یکون وکیلا عنه فی ذلک ، وفیه نظرلأن المعتبرنیة الدافع الخ .(فتاوی شامی ج:۲ ص:۲۷۱، ۳۴۵، تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۲ ،باب المصرف ط:سعید

☆ ......حیلہ جائز ہونے کے لئے خاص مقدار کی رقم کی تخصیص نہیں جتنی بھی رقم میں حیلہ کی ضرورت ہے کر سکتے ہیں۔(۱)

☆ ......ضرورت اور دین کی بقاء کے لئے ایسا حیلہ کرنے والے اور حیلہ کرانے والے گنہگار نہیں ہوں گے بلکہ نیت صالح ہونے پر ثواب کی امید ہے۔(۲)

حیلہ میں تملیک شرط ہے

زکوۃ ادا ہونے کے لئے فقراء وغیرہ کی تملیک شرط ہے، اور یہ قرآن مجید کی آیت ''انما الصدقات للفقر آء '' سے مستفاد ہے، ''صدقہ'' کا لفظ ہی فقیر کی تملیک کو چاہتا ہے، اور ''للفقر آء'' کی شروع میں لام تملیک اس کی صریح اور واضح دلیل ہے، اور ''لام'' نفع کے لئے ہونا بھی تملیک کے منافی نہیں ہے کیونکہ نفع مالک کو ملتا ہے، غیر مالک کو نہیں، اس لئے نفع ملنے کے لئے مالک ہونا ضروری ہے اور ''تؤخذ من أغنیائھم وترد الی فقرائھم'' بھی اسکی واضح دلیل ہے کیونکہ ''تؤخذ'' سے زکوۃ کی رقم مالداروں کی ملک سے خارج ہونا ثابت ہوتا ہے اور ''الی فقر آئھم'' سے فقراء کی ملک میں داخل ہونا واضح ہے۔

بہر حال زکوۃ میں فقراء کی تملیک ضروری ہے، اور صدقہ کا لفظ خود اس کو چاہتا ہے کہ زکوۃ کی رقم کسی عوض میں نہ دی جائے، ورنہ صدقہ نہ رہے گا۔

---

(۱)ویشترط أن یکون الصرف (تملیکا)لاإباحة.(شامی ج:۲ص:۲۴۳،البحرج:۲ص:۳۴۳. فتح القدیرج:۲ص:۲۰۷.تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۲.

(۲) وکل حیلة یحتال بھا الرجل لیتخلص بھا عن حرام اولیتوصل بھا إلی حلال فھی حسنة .
(عالمگیری ج:۶ص:۳۹۰،کتاب الحیل)

حیلہ میں شرط لگانا

زکوۃ کی رقم کسی غریب کو اس شرط پر دینا کہ اس کو قبول کر کے فلاں مدرسہ میں دیدے، اس صورت میں زکوۃ ادا ہونے میں شبہ ہے لہذا شرط رکھ کر حیلہ نہ کرے بلکہ کسی غریب آدمی کو کسی قسم کی شرط کے بغیر زکوۃ کی رقم مالک بنا کر دیدیں پھر اس کو مدرسہ وغیرہ میں دینے کی ترغیب دیدیں، اگر وہ خوش دلی سے مدرسہ کے لئے دیدے تو زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی اور اس کو وہ رقم مدرسہ وغیرہ کے لئے دینے کی وجہ سے ثواب بھی ملے گا۔

اور اگر وہ خوشی سے دینے پر راضی نہ ہو تو اس کو مجبور کرنا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ وہ مالک ہے، اس کو اپنی ملکیت کی رقم پر مکمل اختیار ہے۔(۱)

حیوانات کے متعدد نصاب

اگر کسی کے پاس مختلف حیوانات کے متعدد نصاب ہیں، اور اس نے ان میں سے کسی ایک نصاب کی زکوۃ پیشگی دیدی، اتفاق سے جن جانوروں کی زکوۃ دی تھی وہ جانور ہلاک یا ختم ہو گئے، تو اب دی ہوئی زکوۃ ان جانوروں کی جانب سے شمار نہیں کر سکتے جو اس کے پاس اب موجود ہیں۔(۲)

(خ)

خادم کو زکوۃ دینا

اگر خادم یا خادمہ غریب اور محتاج ہونے کی وجہ سے زکوۃ کے مستحق ہیں تو ان کو(۳)

---

(۱) أيضا

(۲) ولوملک نصابا من حيوانات مختلفة فعجل زكاة البعض ،فهلک المودى عنه لايقع عن الباقى .(عالمگیری ج: ا ص: ۱۷۶)

(۳،۴) الباب السابع فى المصارف منها الفقير.(عالمگیری ج: ا ص:۱۸۷،البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۴۰،باب المصرف ط:سعيد ،شامى ج:۲ ص: ۳۳۹، تتارخانية ج:۲ ص:۲۶۷)

مدد کے طور پر زکوۃ دینا جائز ہے البتہ زکوۃ کی رقم تنخواہ میں دینا جائز نہیں ہے، لہذا زکوۃ کی رقم تنخواہ کے علاوہ الگ دیں۔

خادمہ کو زکوۃ سے زیور دینا

اگر خادمہ مسلمان ہے زکوۃ کی مستحق ہے تو اس کو تنخواہ کے علاوہ ضرورت مند محتاج سمجھ کر زکوۃ کی رقم سے زیور خرید کر دینا جائز ہے، البتہ خدمت کے معاوضہ کے طور پر زکوۃ سے زیور خرید کر دینا جائز نہیں ہے۔(۱)

خاص آدمی کو زکوۃ دینے کے لئے وکیل بنانا

☆ کسی خاص مستحق زکوۃ آدمی کو زکوۃ دینے کیلئے کسی کو وکیل بنانا جائز ہے۔(۲)

☆ ...... اگر زکوۃ دینے والے نے زید کو اس شرط پر زکوۃ کا وکیل بنایا کہ وہ کسی خاص مستحق خالد کو زکوۃ دے گا مگر زید نے زکوۃ کی رقم خالد کو نہ دی بلکہ بکر کو دے دی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں، اس میں دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ زکوۃ ادا ہو جائے گی، دوسرا قول یہ ہے کہ زکوۃ ادا نہیں ہوگی اور وکیل ضامن ہوگا، اسلئے احتیاط یہ ہے کہ کسی دوسرے کو زکوۃ نہ دے بلکہ اسی کو دے جس کو موکل (زکوۃ کی رقم دینے والے) نے متعین کیا ہے۔(۳)

خاص ضرورت کے لئے رقم جمع کی

اگر کسی نے اپنے کسی خاص ضرورت کے لئے رقم جمع کی اور وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ یا دوسری چیزوں کے ساتھ مل کر نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہوتی

---

(۱) أیضا

(۲،۳) وهذا حيث لم يأمره بالدفع إلى معين إذ لو خالف ففيه قولان.........وهنا الوكيل إنما يستفيد التصرف من الموكل وقد أخره بالدفع إلى فلان فلايملك الدفع إلى غيره كما لو اوصى لزيد بكذا ليس للوصى الدفع إلى غيره .(شامی ج:۲ ص:۲۶۹)

ہے تو سال گذرنے کے بعد اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔

ہاں اگر سال کے اندر اندر ختم ہو جائے یا ختم تو نہیں ہوئی لیکن نصاب سے کم ہے تو ان صورتوں میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

خالو

اگر خالو غریب ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

خالو کی اولاد

اگر خالو کی اولاد یعنی خالہ زاد بھائی بہن غریب ہیں، نصاب کے مالک نہیں تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۳)

خالہ

اگر خالہ غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۴)

خاندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے مراد یہ ہیں

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد (۲) حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی اولاد

---

(۱) الزكوة واجبة على الحرالعاقل البالغ المسلم إذاملك نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول . (فتح القديرج:۲ص:۲۱۲،ط:رشيديه .تتارخانية ج:۲ص:۲۱۷.ومنها كون المال نصابا .(عالمگیری ج : ۱ص:۱۷۲.بدائع الصنائع ج:۲ص:۹)

(۲،۳) والأفضل فی الزكاة ....أولا إلى الإخوة ....ثم إلى الأخوال والخالات ثم إلى أولادهم الخ .(فتاوی عالمگیری ج : ۱ص:۱۹۰،الباب السابع البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۴۳، باب المصرف ط:سعيد ،بدائع الصنائع ج:۲ص:۵۰،فتح القدير ج: ۲ ص: ۲۱۷،شامی ج:۲ص:۳۴۶)

(۴) أيضا

(۳) حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد (۴) حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی اولاد
(۵) حضرت حارث بن عبد المطلب کی اولاد۔

جو شخص ان پانچ بزرگوں میں سے کسی ایک بزرگ کی نسل سے ہو اسکو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے، اگر وہ غریب ہے اور ضرورتمند ہے تو زکوۃ کے علاوہ دوسرے فنڈ سے ان کی خدمت کرنی چاہیے۔(۱)

خانقاہ کی تعمیر زکوۃ سے کرنا

خانقاہ کی تعمیر میں زکوۃ لگانا جائز نہیں، کیونکہ یہ زکوۃ کے مصارف میں سے نہیں ہے۔(۲)

خچر

خچر پر زکوۃ واجب نہیں ہے، ہاں اگر تجارت کی نیت سے رکھا ہے تو مال تجارت کے اعتبار سے سالانہ زکوۃ واجب ہوگی یعنی اگر قیمت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو مجموعی قیمت سے سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

---

(۱) ولایدفع إلی بنی ھاشم وھم آل علی وآل عباس وآل جعفر وآل عقیل وآل الحرث بن عبدالمطلب.(عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۹،شامی ج:۲ص:۳۵۰،فتح القدیر ج:۲ ص: ۲۱۳، تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۴. البحر ج:۲ص:۲۴۶.بدائع ج:۲ص:۴۹.

(۲) ولایجوز ان یبنی بالزکاۃ المسجد وکذا القناطر والسقایات واصلاح الطرقات وکری الانهار والحج والجهاد وکل مالاتملیک فیه (هندیه ج:۱ص:۱۸۸. البحرالرائق ج۲ص:۲۴۳، تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۲، فتح القدیر ج:۲ص:۲۰۷. شامی ج:۲ص: ۳۴۴. بدائع الصنائع ج:۲ ص: ۳۹.

(۳) والحمیر والبغال والفهد والکلب المعلم انماتجب فیها الزکاۃ اذا کانت للتجارۃ .(عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۸،شامی ج:۲ص:۲۸۲،البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۷،فصل فی الغنم ،ط:سعید)

خراج

☆......اسلامی حکومت کی طرف سے زمینوں پر عائد ٹیکس کو خراج کہتے ہیں۔(۱)

☆......اگر زمین زراعت کے قابل ہے چاہے زراعت کی گئی ہو یا نہیں خراج لازم ہوگا۔(۲)

☆......اگر زمین کاشت کے قابل نہیں، یا بنجر زمین ہے تو اسپر خراج واجب نہیں۔(۳)

خوردونوش کا سامان دینا

اگر زکوۃ کی رقم سے خوردونوش کا سامان لیکر کسی مستحق آدمی کو مالک بنا کر دیدیا جائے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۴)

خون دینا زکوۃ کی مد سے

زکوۃ کی مد سے خون خرید کر مریضوں کو دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ خون مال نہیں ہے۔(۵)

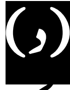
(۱) واستفيد ان الخراج قسمان :خراج مقاسمة ، وهوماوضعه الامام على أرض فتحها ومن على أهلها بها من نصف الخارج أوثلثه أوربعه الخ .(شامي ج:۲ص:۳۲۵،باب العشر)

(۲) لكن صرحوا بان ارض الخراج لوعطلها صاحبها عليه الخراج. (الدرالمختارشامي ج: ۲ ص: ۳۳۱ ،باب العشرط:سعيد)

(۳) اذ ليس على الخراب خراج .(بدائع ج:٦ص:۱۹۳ ،كتاب الاراضى .ط:سعيد.

(۴) تمليک جزء مال عينه الشارع .(البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۱ط:سعيد. شامي ج:۲ص:۲۵٦ .هنديه ج: ۱ص: ۱۷۰ .

(۵) تنويرالابصارشامي ج:۲ص:۲۵٦،ط: سعيد ،المحيط البرهاني ج:۳ص:۱۵۵)



دادا کو زکوۃ دینا

اپنے حقیقی دادا کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔(۱)

دادی کو زکوۃ دینا

اپنی دادی کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔(۲)

داماد کو زکوۃ دینا جائز ہے

اگر اپنا داماد غریب ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۳)

درزی کی مشین

☆...... درزی کی کپڑے سینے کی مشین مال تجارت نہیں بلکہ ذریعہ آمدنی ہے (۴) لہذا اس پر زکوۃ نہیں ہے، (۵) البتہ اگر مشین فروخت کرنے کی نیت سے خریدی ہے تو وہ مال تجارت ہے، اس صورت میں آدمی صاحب نصاب ہے، یا مشین کی قیمت فروخت نصاب کے برابر ہے تو سال پورا ہونے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی۔

☆...... درزی کو کپڑے سینے سے جو آمدنی ہوتی ہے، اگر وہ نصاب کے برابر یا (۶)

(۱،۲) ولا إلى من بينهما ولاد اى اصله وان علا كابويه واجداده وجداته من قبلهما وفرعه وان سفل ردالمحتار ج:۲ ص:۳۴۶، ط:ایچ ایم سعید، عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۸، بدائع الصنائع ج:۲ ص:۴۹، البحر الرائق ج:۲ ص:۲۴۳)

(۳) انما الصدقات للفقراء والمساكين الخ .(سورة التوبه آيت:۶۰، خلاصة الفتاوى ج:۱ ص:۲۴۲، رشيديه .شامی ج:۲ ص:۳۴۶، البحر ج:۲ ص:۲۴۰، تتارخانية ج:۲ ص:۲۶۷، فتح القدير ج:۲ ص:۲۰۰، ط:رشيديه.

(۴) ومنها فراغ المال عن حاجته الاصلية.......وكذاكتب العلم ان كان من اهله وآلات المحترفين كذا فى السراج الوهاج.(هنديه كتاب الزكاة ج:۱ ص:۱۷۲، ط:رشيديه، البحر ج:۲ ص:۲۰۶، كتاب الزكاة، شامی ج:۲ ص:۲۶۲، فتح القدير ج:۲ ص:۱۱۹ ط:رشيديه.

(۵،۶) الزكاة واجبة فى عروض التجارة كائنة ما كانت اذا بلغت قيمتها نصابا من الورق =

اس سے زیادہ ہے تو سال گذرنے کے بعد اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا فرض ہوگا۔

دعوت

اگر کوئی شخص کسی کو دعوت دے، اور مختلف قسم کے کھانوں کا دستر خوان اس کے سامنے بچھا دے تو یہ اباحت اور ضیافت کہلائے گی، تملیک نہیں کہلائے گی، اس لئے کہ دعوت اور ضیافت میں صرف اس بات کی اجازت ہوتی ہیں کہ جتنا چاہیں تناول فرمائیں، مہمان کو اس میں تصرف کا اختیار نہیں ہوتا کہ جس کو چاہے دستر خوان سے کھانا اٹھا کر کسی کو ھبہ کر دے، یا خود اٹھا کر لے جائیں اس لئے یہ اباحت ہے تملیک نہیں، اور اباحت سے بالا جماع زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔

ہاں اگر کھانا پکا کر کسی مستحق زکوۃ آدمی کو دیدیا جائے اور اسکو اختیار ہو کہ وہ اس کھانے کو گھر لے جائے، اور جس کو چاہے کھلائے تو یہ تملیک ہے اس سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۱)

دعوت دیکر کھلانا

زکوۃ کی رقم سے کھانا پکا کر غریبوں کو دعوت کے طریقے پر کھلانے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ دعوت میں ملکیت نہیں ہوتی، اور زکوۃ ادا ہونے کے لئے تملیک شرط ہے۔(۲)

دفینہ مل گیا

اگر کسی شخص کو دار الاسلام میں کسی ایسی جگہ سے دفینہ ملے، جو جگہ کسی کی ملکیت

= والذهب كذا في الهداية .(عالمگيرى الفصل الثانى فى العروض ج:١ ص:١٧٩، ط: رشيديه .تتارخانية ج:٢ص:٢٣٧،البحرالرائق ج:٢ص:٢٢٨،باب زكاة المال ط:سعيد. شامى ج:٢ص:٢٩٨)

(١) فلواطعم مسكيناناوياالزكاة لايجزيه إلااذا دفع اليه المطعوم .(شامى ج:٢ ص: ٢٥٧،كتاب الزكاة ط:سعيد ،البحرج:٢ص: ٢٠١ كتاب الزكاة ط:سعيد)

(٢) أيضا

میں نہیں جیسے صحرائی علاقہ ،تو اگر مدفون چیزوں پر اسلامی سلطنت کی کوئی علامت موجود ہے، مثلاً کلمہ یا اللہ ورسول یا اسلامی نام وغیرہ تو وہ لقطہ کے حکم میں ہے، اگر ایک سال تک اعلان کرنے کے بعد مالک مل جائے تو مالک کو دیدے ورنہ صدقہ کردے، اگر خود بھی زکوۃ کا مستحق ہے تو بھی استعمال میں لاسکتا ہے۔

اوراگر مدفون چیزوں پر جاہلیت کے زمانہ کی علامت موجود ہے مثلاً بت کا نقش وغیرہ تو اس صورت میں پانچواں حصہ زکوۃ میں نکال دے اور باقی چار حصے پانے والے کی ملکیت ہوں گے۔(۱)

دکان ختم کرنے کی صورت میں زکوۃ

اگر دکاندار دکان ختم کرنے کی غرض سے مال فروخت کرتا ہے تو اس صورت میں مال مناسب قیمت پر فروخت نہیں ہوتا بلکہ اکثر وبیشتر کم قیمت میں فروخت ہوتا ہے، ایسی صورت میں زکوۃ نکالتے وقت کون سی قیمت کا اعتبار ہوگا، اس کے بارے میں جواب یہ ہے کہ دکان ختم کرنے کی حالت میں جو کم قیمت پر مال فروخت ہوا ہے اس کا اعتبار نہیں ہوگا بلکہ اس قیمت کا اعتبار ہوگا جو بازار میں عام طور پر رائج ہے اس قیمت کے حساب سے ڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔(۲)

---

(۱) (وماعلیه سمة الاسلام من الکنوز) نقدا أوغیره (فلقطة) سیجئ حکمها وماعلیه سمة الکفرخمس وباقیه للماک .(الدرالمختار ج: ۲ ص: ۳۳۲)

(۲) وتعتبرالقیمة عند حولان الحول .عالمگیری ج: ا ص: ۱۷۹ .....وان أدی القیمة تعتبر قیمتها یوم الوجوب لان الواجب أحدهما ولهذا یجبرالمصدق علی قبوله عندهما یوم الاداء ، وکذا کل مکیل أوموزون أومعدود، وان کانت الزیادة فی الذات بان ذهبت رطوبته تعتبر القیمة یوم الوجوب اجماعا؛ لأن المستفاد بعد الحول لایضم، وإن کان النقصان ذاتابان ابتلت یعتبریوم الاداء عندهم.(عالمگری ج: ا ص: ۱۸۰،الفصل الثانی فی العروض تتارخانیة ج: ۲ ص: ۲۴۲،شامی ج: ۲ ص: ۲۸۶)

دکان کا حساب اب تک نہ ہوا

☆...... جب سے دکان قائم ہوئی ہے کبھی ایسا حساب نہیں ہوا جس سے اسکی مالیت کا صحیح اندازہ ہو سکے تو اس صورت میں بھی حساب کر کے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، اور حساب کر کے گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ ادا کرنا بھی لازم ہوگا۔(۱)

☆......اگر ہر سال کا الگ الگ حساب لگانا مشکل ہے تو موجودہ مالیت سے جتنے سال کی زکوۃ باقی رہ گئی ہے اتنے سال کی نکال دیں۔(۲)

مثلاً دس سال کی زکوۃ باقی ہے تو موجودہ مالیت سے ڈھائی فیصد زکوۃ نکالدیں پھر اسکے بعد بقیہ میں سے ڈھائی فیصد نکالدیں پھر بقیہ میں سے ڈھائی فیصد نکالدیں اس طرح دس دفعہ نکالیں اور مجموعی رقم مستحقین کو دیدیں۔(۳)

دکان کی زکوۃ

☆......جس دکان پر بیٹھ کر کاروبار کرتے ہیں، اس دکان کی مالیت پر زکوۃ واجب نہیں۔

☆......دکان میں جتنی مالیت کا سامان ہے، اسکی قیمت لگا کر اگر دکاندار کے ذمہ قرض ہے تو اس کو منہا کردیں، باقی جتنی رقم بچے اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا

---

(۱) (او) فی عرض تجارة قیمته نصاب..........من ذهب أوورق .....(ربع عشر) (تنویر الابصارشامی ج:۲ص:۲۹۸ایچ ایم سعید ،تتارخانیة ج۲ص:۲۳۷،هندیه ج:۱ ص:۱۷۹، البحرج:۲ص:۲۲۸ط:سعید) ولوکان الدین علی مقرملئ ....فوصل الی ملکه لزم زکاة مامضی .(تنویرالابصار،شامی ج۲:ص:۲۶۶،البحرج:۲ص:۲۰۷)

(۲) اذا کان لرجل مائتادرهم أوعشرون مثقال ذهب، فلم یود زکاته سنتین یزکی السنة الأولی ولیس علیه للسنة الثانیه شئ عند اصحابنا الثلاثة ،وعند زفریودی زکاة سنتین وکذا هذا فی مال التجارة الخ .بدائع الصنائع ج:۲ص:۷۰.شامی ج:۲ص:۲۶۰، البحر ج:۲ ص: ۲۰۴)

(۳) ایضا

کردیں۔(۱)

☆......دکان کی عمارت، الماری فرنیچر وغیرہ پر زکوۃ نہیں صرف قابل فروخت مال پر زکوۃ واجب ہے۔(۲)

☆......اگر دکان فروخت کرنے کی نیت سے خریدی گئی ہے تو اسکی بازاری قیمت سے سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہے۔(۳)

☆......اگر دکان فروخت کرنے کی نیت سے بنائی گئی ہے تو اس کی بازاری قیمت سے سالانہ زکوۃ ادا کرنا فرض ہوگا۔(۴)

☆......اگر دکان کرایہ پر دی گئی ہے تو کرایہ کی رقم پر زکوۃ واجب ہوگی دکان کی مالیت پر نہیں۔(۵)

☆......اگر دکان بیچنے کی نیت سے لی ہے ابھی تک فروخت نہیں ہوئی بلکہ خالی ہے تو اس سے بھی بازاری قیمت کے اعتبار سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۶)

☆......اگر دکان خود دکانداری کرنے کے لئے لی ہے مگر ابھی تک شروع نہ کرسکا بلکہ خالی ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۷)

---

(۱) ومنها الفراغ عن الدين قال اصحابنا رحمهم الله تعالى كل دين له مطالب من جهة العباد يمنع وجوب الزكاة الخ (عالمگيرى ج:۱ ص:۱۷۲ البحر ج:۲ ص: ۲۰۶، فتح القدير ج:۲ ص:۱۱۷، ۱۱۸، شامی ج:۲ ص:۲۶۰)

(۲) الزكاة واجبة فى عروض التجارة الخ.(هنديه ج:۱ ص:۱۷۹، مكتبه ماجديه. البحر ج:۲ ص:۲۲۸. شامى ج:۲ ص:۲۹۸، تتارخانية (ج:۲ ص:۲۳۷، بدائع ج:۲ ص: ۲۰

(۳) أيضا

(۴) أيضا.

(۵) ولو آجرعبده أوداره بنصاب إن لم يكونا للتجارة لاتجب مالم يحل الحول بعدالقبض . (البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۸)

(۶) اوفى عروض تجارة قيمته نصاب الخ، شامى ج:۲ ص:۲۹۸، هنديه ج:۱ ص: ۱۷۹، تتارخانية ج۲ ص:۲۳۷. البحر ج:۲ ص:۲۲۸.

(۷) قوله وملك نصاب حولى فارغ عن الدين وحوائجه الأصلية نام ولوتقديرا لأنه عليه الصلوة والسلام قدرالسبب به، وقد جعله المصنف شرطا للوجوب مع قولهم ان سببها =

دلالی کی اجرت

☆ ......اگر دلالی کی اجرت کی رقم نصاب کے برابر ہے تو سال گذرنے پر زکوۃ واجب ہوگی۔(۱)

☆ ......دلالی میں جھوٹ بولنا بہت بڑا گناہ ہے لہذا جھوٹ بولنے سے پرہیز کرنا چاہیے ورنہ آخرت میں سخت عذاب ہوگا، باقی زکوۃ ہر حال میں لازم ہوگی۔(۲)

دلہن کو سسرال والوں نے جو زیور دیا

☆ ......دولہا کا باپ دلہن کو شادی کے وقت جو زیور دیتا ہے اس کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ:

(الف) اگر دولہا کے باپ نے دلہن کو زیور دیتے وقت یہ کہہ دیا یا لکھ دیا کہ یہ گفٹ اور ہدیہ کے طور پر ہے، یا دلہن اسکی مالک ہے، یا یہ مہر کا حصہ ہے، تو ان صورتوں میں ان زیورات کی مالک دلہن ہے، اگر یہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سال گذرنے کے بعد دلہن کے ذمہ زکوۃ فرض ہوجائے گی، چاہے وہ خود ادا کرے یا اس کی طرف سے اسکی اجازت سے شوہر ادا کرے دونوں صورتوں میں زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۳)

= ملک مال معد مرصد للنماء والزیادة فاضل عن الحاجة .(البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۲، شامی ج:۲ص:۲۵۹،۲۶۰ .هندیه ج:۱ص:۱۷۳ .

(۱) ان الزکاة تجب فی النقد کیفما امسکه للنماء أو للنفقة وکذا فی البدائع فی بحث النماء التقدیری .شامی ج:۲ص:۲۶۲ .(وسببه)ای سبب افتراضها ملک نصاب حولی ....تام .(الدرالمختارشامی ج:۲ص:۲۵۹،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۶،ط:سعید)

(۲) وقال النبی ﷺ :اربع من کن فیه کان منافقا خالصا ،ومن کانت فیه خصلة منهم کانت فیه خصلة من النفاق حتی یدعها اذا حدث کذب الخ کتاب الکبائرص:۲۴۹،الکبیرة رقم :۴۵)

(۳) وسببه ای سبب افتراضها ملک نصاب حولی نسبة للحول لحولانه علیه (الدر المختار علی صدررد المختارج:۲ص:۲۵۹،کتاب الزکاة ومثله فی البحرج:۲ص:۲۰۲، هندیه ج:۱ص:۱۷۳)

(ب) اگر دولہا کے باپ نے دلہن کو زیور دیتے وقت تحریری یا زبانی طور پر کہہ دیا تھا کہ یہ صرف استعمال کے لئے دے رہا ہوں، تو اس صورت میں ان زیورات کی مالک دلہن نہیں ہوگی بلکہ دولہا کا باپ ہوگا، اور زکوۃ ادا کرنے کی ذمہ داری دولہا کے باپ پر ہوگی دولہن پر نہیں۔

(ج) اگر دولہا کے باپ نے دلہن کو زیور دیتے وقت تحریری یا زبانی طور پر کچھ نہیں کہا تو اس صورت میں عرف کا اعتبار ہوگا، اگر دولہا کی برادری کے عرف میں دلہن مالک ہوتی ہے تو اسکی زکوۃ دلہن کے ذمہ فرض ہوگی، اور اگر دولہا کی برادری کے عرف میں دلہن مالک نہیں ہوتی بلکہ دینے والا سسر مالک رہتا ہے تو اسکی زکوۃ سسر کے ذمہ واجب ہوگی دلہن پر نہیں۔(۱)

غرض کہ زکوۃ نکالنا اس پر لازم ہے جو مالک ہے، لہذا اگر مالک متعین نہیں تو مالک متعین کرلیا جائے تا کہ زکوۃ کی ادائیگی میں کوتاہی نہ ہوجائے اور آخرت میں سزا بھگتنا نہ پڑے۔

دواخانہ کی زکوۃ

☆......سال مکمل ہونے کے بعد دواخانہ کے مالک پر ضروری ہے کہ دواخانہ میں موجود تمام دوائیوں کی الگ الگ وزن کر کے قیمت لگائے اور مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرے۔(۲)

☆......اگر تمام ادویہ کا الگ الگ وزن کرنا اور قیمت لگانا دشوار ہے تو ایسا کیا

(۱) أیضا

(۲) الزکاة واجبة فی عروض التجارة کائنة ماکانت اذا بلغت قیمتها نصابا من الورق و الذهب والفضة (هندیه الباب الثالث فی زکاة الذهب والفضة والعروض ج:۱ ص:۱۷۹ کوئٹه) البحرالرائق ج:۲ ص:۲۲۸،فتح القدیر ج:۲ ص:۱۶۷،تتارخانیة ج:۲ ص:۲۳۷، بدائع الصنائع ج:۲ ص:۲۰)

جائے کہ سالانہ موجود میں سے جس قدر فروختگی کی میزان ہو اس کو وضع کیا جائے اور باقی ادویہ کی بازاری قیمت سے زکوۃ ادا کر دی جائے۔(۱)

☆...... اگر دوائی پیکٹ یا گولی کی حساب سے فروخت کی جاتی ہے تو اس صورت میں مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرے۔(۲)

دوا دینا غریبوں کو

اگر ہسپتالوں میں یا کوئی ڈاکٹر مستحق زکوۃ غریبوں کو مالکانہ حیثیت سے زکوۃ کی مد سے دوا دیتے ہیں تو زکوۃ ادا ہو جائے گی، اور دوا کی قیمت کو زکوۃ میں سے حساب کرنا درست ہوگا۔(۳)

دوائی کی زکوۃ

☆...... سال پورا ہونے کے بعد دکان میں موجود تمام ادویہ کا حساب لگا کر قیمت فروخت کے حساب سے قیمت لگا کر اگر قرض ہے تو اس کو وضع کرنے کے بعد باقی رقم اور آمدنی کی رقم کے مجموعہ سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا فرض ہوگا۔(۴)

☆...... اگر ہر دوائی کا الگ الگ حساب کرنا دشوار ہے تو حساب و کتاب کی کاپی میں دیکھ لیں پورے سال میں کتنی ادویہ آئی ہیں اور پورے سال میں کتنی ادویہ فروخت ہوئی ہیں، فروختگی کی میزان کو خرید کے میزان سے وضع کر دیں تو باقی میں سے زکوۃ

(۱، ۲) أيضا

(۳) ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لااباحة (الدرالمختارشامی باب المصرف ج:۲ ص: ۳۴۴، ایچ ایم سعید، البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۴۳، باب المصرف ط:سعید، فتح القدير ج:۲ ص:۲۰۷، تتارخانية ج:۲ ص: ۲۷۲. بدائع ج:۲ ص: ۳۹، فصل امارکن الزکوۃ، ط:سعید.

(۴) لايخرج (المزكى)عن العهدة بالعزل بل بالأداء للفقراء ،البحرج:۲ ص: ۲۱۱، ط: سعيد،الدرالمختارشامی. كتاب الزكاة ج:۲ص: ۲۷۰، ط:سعید. قوله وملك نصاب حولى فارغ عن الدين الخ البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۰۲، شامی ج:۲ص: ۲۵۹، ۲۶۰، هنديه ج: ۱ ص: ۱۷۳.

ادا کر دیں۔

آج کل کمپیوٹر کا دور ہے حساب و کتاب آسان ہو گیا ہے لہذا دکان میں کتنی ادویہ موجود ہیں اور کتنی فروخت ہو گئی ہیں اس کا اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں ہے۔

دودھ پینے کے لیے جانور رکھا ہے

دودھ پینے کے لئے جو جانور رکھے جاتے ہیں اگر وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہیں اور وہ سائمہ ہیں تو زکوۃ واجب ہوگی اور اگر سائمہ نہیں ہیں تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

دودھ والے جانور

☆......دودھ کے مقصد سے جو جانور رکھتے ہیں وہ جنگل میں نہیں چرتے بلکہ ان کو خود گھر میں یا فارم میں کھلایا جاتا ہے اس لئے ان پر زکوۃ فرض نہیں البتہ اگر ان جانوروں کو خریدتے وقت اس کا دودھ بیچنے کے ساتھ ساتھ خود ان جانوروں کو بھی بیچنے کی نیت تھی تو ایسے جانوروں کی قیمت پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوۃ فرض ہوگی۔(۲)

☆......اور اگر ایسے جانور خریدتے وقت فروخت کرنے کی نیت نہیں تھی صرف دودھ فروخت کرنے کی نیت تھی تو اس صورت میں ایسے جانوروں پر زکوۃ فرض نہیں ہوگی البتہ دودھ کی آمدنی اگر نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اس سے سالانہ

---

(۱) باب السائمة (هی)الراعية وشرعا (المكتفية بالرعی)المباح ذكره الشمنی (فی اكثرالعام لقصد الدروالنسل)........(فلو علفها نصفه لاتكون سائمة)فلازكوة فيها للشك فی الموجب .(الدرالمختارللحصكفی شامی ،باب السائمة ،ج:۲ص:۲۷۵،۲۷۶، ط: سعيد، البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۲،هنديه ج:۱ص:۱۷۶،)

(۲) ولوللتجارة ففيها زكاة التجارة الخ الدرالمختارشامی ج:۲ص:۲۷۶،لان القدرفی مال التجارة ربع العشر .شامی ج:۲ص:۲۷۶)

ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

دوران سال جو مال حاصل ہو

☆...... جو آدمی ایک بار نصاب کا مالک ہو جائے، تو جب اس نصاب پر ایک سال گذرے گا تو سال کے دوران حاصل ہونے والے کل سرمایہ پر زکوۃ واجب ہوگی، ہر رقم پر الگ الگ سال گذرنا شرط نہیں، اس لئے سال کے ختم ہونے پر کل رقم پر زکوۃ واجب ہوگی۔

مثلاً کسی صاحب نصاب آدمی کی ملکیت میں سال کی شروع میں ایک لاکھ کی رقم تھی لیکن دوران سال مزید ایک لاکھ کی آمدنی ہوئی یا ہدیہ گفٹ وراثت وغیرہ کی صورت میں رقم ملی تو ان صورتوں میں سال کے اختتام پر صرف ایک لاکھ کی زکوۃ ادا کرنے سے ذمہ داری ادا نہیں ہوگی بلکہ کل دو لاکھ کی رقم سے ڈھائی فیصد یعنی پانچ ہزار کی رقم زکوۃ میں ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

☆...... ہر چیز کا نفع جو سال کے اندر حاصل ہوتا ہے اس کو اصل کے ساتھ ملایا جائے گا اور اخیر سال میں جب اسکی اصل کی زکوۃ ادا کی جائے گی تو نفع کی زکوۃ بھی ادا کی جائے گی اگرچہ نفع پر پورا سال نہ گذرا ہو، جب اصل نصاب پر سال گذر گیا گویا کہ اس کے نفع پر بھی سال گذر گیا۔(۳)

---

(۱) الزكاة واجبة فى عروض التجارة كائنة ماكانت إذا بلغت قيمتها نصابا من الورق و الذهب والفضة .(عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۹،البحرج:۲ ص:۲۲۸،شامی ج:۲ ص:۲۹۸، تتارخانية ج:۲ ص:۲۳۷،بدائع ج:۲ ص:۲۰. فتح القديرج:۲ ص:۱۶۷)

(۲،۳) من كان له نصاب فاستفاد فى اثناء الحول مالا من جنسه ضمه الى ماله وزكاه سواء كان المستفاد من نمائه اولا وبای وجه استفاد ضمه الخ .(عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۵،كتاب الزكاة ط:رشيديه ،شامی ج۲ ص:۲۸۸،البحرالرائق ج:۲ ص:۲۲۲،بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۳، فتح القديرج:۲ ص:۱۴۷،۱۴۸.

دوسرے شہر میں زکوۃ بھیجنا

☆...... جب دوسرے شہر کے لوگ غریب، محتاج ہوں یا رشتہ دار ہوں اور وہ ضرورت مند ہوں، یا اس شہر کے لوگ دینی تعلیم میں مشغول ہوں، تو ایسے لوگوں کو زکوۃ کے پیسے بھیجنے میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ بعض مواقع میں ثواب زیادہ ملے گا۔(۱)

☆...... دینی مدارس کے غریب طلباء کے لئے زکوۃ کی رقم بھیجنا نہ صرف جائز بلکہ صدقہ جاریہ بھی ہے۔(۲)

☆...... زکوۃ کے مصارف میں سب سے زیادہ غریب سب سے زیادہ مستحق ہے، کیونکہ زکوۃ کا مقصد غریبوں کی حاجت کو پورا کرنا بھی ہے۔(۳)

دوسرے کو اپنی زکوۃ ادا کرنے کا حکم دینا

اگر کسی نے کسی کو پیسے نہیں دیئے اور اتنا کہدیا کہ آپ میری طرف سے زکوۃ ادا کر دیں، اور اس نے اسکی طرف سے زکوۃ ادا کردی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی اور اس نے جتنی رقم زکوۃ کی مد میں ادا کی ہے اتنی رقم حکم دینے والے سے لے لے۔(۴)

(۱،۲) وکره (نقلها إلا الى قرابة) بل فى الظهيرية لاتقبل صدقة الرجل وقرابته محاويج حتى يبدأ بهم فيسد حاجتهم (اواحوج) اواصلح اواورع أوانفع للمسلمين . (الدر المختار شامى ،باب المصرف ج:۲ص:۳۵۴،۲۵۳،ط:سعيد،البحرالرائق ج:۲ ص:۲۵۰، هنديه ج: ا ص:۱۹۰،

(۳) فمن كان أحوج كان أولى .البحرالرائق ج:۲ص:۲۵۰،هنديه ج: ا ص:۱۹۰،شامى ج:۲ص:۳۵۳)

(۴) ولذا لوأمرغيره بالدفع عنه جاز.شامى ج:۲ص:۲۷۰،لوأمرانسانا بالدفع عنه اجزأه.البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۲،هنديه ج: ا ص: ۱۷۱،ولوتصدق عنه بأمره جاز،ويرجع بمادفع عند أبى يوسف وعند محمد لايرجع الابشرط الرجوع .شامى ج:۲ص:۲۶۹، البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۰)

دہشت گرد

دہشت گرد یا دہشت گرد تنظیموں کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے، اس لئے جو لوگ مسلمانوں کے خلاف دہشت گردی میں ملوث ہیں ان کو زکوۃ نہ دی جائے ورنہ دہشت گردی میں مدد کرنے کی وجہ سے گناہ ہوگا۔(۱)

دین ضعیف

نہ نقد روپیہ قرض دیا، نہ سونا چاندی دی، اور نہ کوئی چیز فروخت کی بلکہ کسی اور سبب سے یہ قرض دوسرے کے ذمہ ہوگیا مثلاً عورت کا مہر شوہر کے ذمہ ہو، یا شوہر کا بدلِ خلع عورت کے ذمہ ہو، یا دیت کسی کے ذمہ ہو یا ملازم کی تنخواہ ادا کرنا باقی ہے ایسے قرضوں کو دین ضعیف کہتے ہیں، اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا حساب وصول ہونے کے دن سے ہوگا اس پر پچھلے سالوں کی زکوۃ فرض نہیں ہوگی، وصول ہونے کے بعد ایک سال مکمل ہونے پر زکوۃ فرض ہوگی۔(۲)

---

(۱) ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان الآیة ، سورة المائدة آیت: ۲، الجزء: ٦.

(۲) (و) أعلم ان الدیون عند الامام ثلاثة قوی ومتوسط وضعیف ، (فتجب زکاتها إذا تم نصابا وحال الحول، لکن لا فورا بل (عند قبض اربعین درهما من الدین)القوی کقرض (وبدل مال تجارة)فکلما قبض اربعین درهما یلزمه درهم (و) عند قبض (مائتین منه لغیرها) أی من بدل مال لغیرتجارة وهوالمتوسط کثمن سائمة وعبید خدمة ونحوهماما هومشغول بحوائجه الاصلیة کطعام وشراب وأملاک ویعتبرما مضی من الحول قبل القبض فی الاصح ومثله مالوورث دینا علی رجل (و)عند قبض (مائتین مع حولان الحول بعده)أی بعدالقبض (من)دین ضعیف وهو(بدل غیرمال)کمهرودیة وبدل کتابة وخلع الااذا کان عنده مایضم الی الدین ضعیف کمامر،ولوابرأ رب الدین المدیون بعد الحول فلازکوة سواء کان الدین قویااولا،خانیة وقیده فی المحیط بالمعسرأماالموسرفهواستهلاک فلیحفظ (الدرالمختار شامی،کتاب الزکاة باب زکاة المال ۳۰۵، ۳۰٦، ۳۰۷، البحر ج:۲ص: ۲۰۷،ط:سعید. هندیه ج: ا ص: ۱۷۵ ،بدائع ج:۲ص: ۱۰ ،ط:سعید.فتح القدیر ج: ۲ص:۱۲۳ .ط:رشیدیه .

دین قوی

نقد روپیہ یا سونا چاندی کسی کو قرض دیا، یا تجارت کا مال کسی کو فروخت کیا تھا اور اسکی قیمت اسکے ذمہ باقی ہے، پھر یہ مال ایک سال یا دو تین سال کے بعد وصول ہوا ایسے قرض کو ''دین قوی'' کہا جاتا ہے۔

ایسا قرض اگر چاندی کے نصاب کے برابر یا اس سے زائد ہے تو وصول ہونے پر پچھلے تمام سالوں کی زکوۃ حساب کر کے دینا فرض ہے، لیکن اگر قرض یکمشت وصول نہ ہو، بلکہ تھوڑا تھوڑا وصول ہو، تو جب چاندی کے نصاب کا بیس فیصد وصول ہو جائے تو صرف اس بیس فیصد کی زکوۃ ادا کرنا فرض ہوگا، پھر جب مزید بیس فیصد وصول ہو جائے گا تو اسکی زکوۃ فرض ہوگی، اسی طرح ہر بیس فیصد وصول ہونے پر زکوۃ فرض ہوتی رہے گی، اور زکوۃ پچھلے پورے سالوں کی نکالی جائے گی۔

اور اگر قرض کی رقم چاندی کے نصاب کے برابر نہیں بلکہ اس سے کم ہے تو اس پر زکوۃ فرض نہیں ہوگی، البتہ اگر اس آدمی کی ملکیت میں کچھ اور مال یا رقم ہے، اور دونوں کو ملانے سے چاندی کے نصاب کے برابر یا اس سے زائد ہو جاتے ہیں تو زکوۃ فرض ہوگی۔(۱)

دین متوسط

☆......اگر قرض نقد روپے اور سونا چاندی کی صورت میں نہیں دیا، اور تجارت کا مال بھی فروخت نہیں کیا، بلکہ کوئی اور چیز فروخت کی تھی جو تجارت کی نہیں تھی مثلاً پہننے کے کپڑے یا گھر کا سامان یا کوئی زمین فروخت کی تھی، اور اسکی قیمت باقی ہے، تو ایسے قرض کو ''دین متوسط'' کہتے ہیں، تو اگر یہ قیمت چاندی کے نصاب کے برابر یا اس

(۱) أیضا

سے زائد ہے اور چند سال کے بعد وصول ہوئی تو وصول ہونے پر گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ اس پر فرض ہوگی، اور اگر یکمشت وصول نہ ہو تو جب تک یہ قرض چاندی کے نصاب کے برابر یا اس سے زائد وصول نہیں ہوگا تب تک زکوۃ ادا کرنا فرض نہیں ہوگا، البتہ وصول ہونے کے بعد پچھلے تمام سالوں کی زکوۃ دینا فرض ہے۔(۱)

☆...... اگر یہ آدمی مالدار صاحب نصاب ہے تو ''دین متوسط'' سے جو بھی تھوڑی رقم ملے اس کو موجود نصاب کے ساتھ ملا کر زکوۃ دیدے۔

دینی کتابیں بطور زکوۃ تقسیم کرنا

زکوۃ کی رقم سے دینی کتابیں خرید کر غریب طلباء اور غریب علماء میں بطور ملکیت تقسیم کرنا نہ صرف جائز بلکہ دینی کتابوں کی اشاعت کا بہترین ذریعہ ہے، اور صدقہ جاریہ ہے، جب تک لوگ ایسی کتابوں کو پڑھیں گے ثواب ملتا رہے گا اور ڈبل ثواب ملے گا۔(۲)

☆...... ہاں اگر زکوۃ کی رقم سے دینی کتابیں خرید کر مدرسہ میں وقف کر دیں گے یا طلبہ کو عاریۃً مطالعہ کے لئے دیں گے تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۳)

☆......زکوۃ کے روپے سے غریب طلبہ کو کتابیں دلا دینا درست ہے۔

---

(۱) أیضا

(۲) وجاز دفع القیمة فی زکاة وعشروخراج وفطرة الخ .تنویرالابصارشامی ، ج:۲ ص: ۲۸۵ . عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ اذا مات الانسان انقطع عنه عمله إلا من ثلاثة :إلا من صدقة جارية أوعلم ينتفع به أوولد صالح يدعوله رواه مسلم .مشكوة ص:۳۲، كتاب العلم الفصل الاول ،ط:قديمی .

(۳) ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لاباحة .(الدرالمختارشامی ،باب المصرف ج:۳ص: ۳۴۴،ط:سعید ،البحرج:۲ ص:۲۴۳ ،باب المصرف ،تتارخانية ج:۲ص: ۲۷۲، فتح القدير ج:۲ ص:۲۰۷، ۲۰۸ .ط:رشيديه.

☆......زکوۃ کی رقم سے دینی کتابیں چھپوا کرتا جرانہ ریٹ پر زکوۃ کے مستحق اہل علم کو دے دی جائے تو دہرا ثواب ملے گا۔(۱)

دینی مصلحت کے لئے حیلہ کرنا

اگر کسی دینی کام کے لئے رقم کی ضرورت ہے اور زکوۃ کے علاوہ اور کوئی رقم نہیں اور وہ کام کرنا ضروری ہے تو ایسی صورت میں کسی ایسے شخص کو زکوۃ کی رقم کا مالک بنا دیا جائے جو زکوۃ کا مستحق ہے نصاب کا مالک نہیں ہے، پھر وہ اپنی طرف سے وہ رقم مذکورہ دینی ضرورت کے لئے دیدے تو اس صورت میں زکوۃ دینے والوں کی زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی اور دینی کام بھی ہو جائے گا۔(۲)

واضح رہے کہ شدید ضرورت کے بغیر حیلہ نہیں کرانا چاہیے ورنہ شدید ضرورت کے بغیر حیلہ کرنے کی صورت میں شریعت کے ایک حکم کو بے معنی بنا دینا اور اپنی خواہشات کے تکمیل لازم آئے گی، اور یہ ناجائز ہوگا اور قیامت کے دن باز پرس ہوگی۔(۳)

دیوالیہ ہوگیا

☆......کسی صاحب نصاب آدمی کے مال پر پورا سال گذر گیا اور زکوۃ واجب ہوگئی، اور ابھی تک اس نے زکوۃ ادا نہیں کی سارا مال چوری ہو گیا، یا ڈاکہ پڑ گیا، یا جل گیا، یا اور کسی طرح سے سارا مال ختم ہو گیا اور وہ دیوالیہ ہو گیا تو زکوۃ معاف ہوگئی،

---

(۱) تنویر الابصار شامی، ج:۲ ص:۲۸۵، مشکوۃ ص:۳۲، ط:قدیمی .

(۲) وکل حیلة یحتال بها الرجل لیتخلص بها عن الحرام أولیتوصل بها الی حلال فهی حسنة .(هندیه، کتاب الحیل ج:٦ ص:۳۹۰، ط:رشیدیه)

(۳) وفی الفتاوی العتابیة لایحل الحیلة لاسقاط الزکوة بعد الوجوب .(فتاوی تاتارخانیة، کتاب الزکوة، الفصل الحادی عشرفی الاسباب المسقطة للزکوة ج:۲ ص:۲۹۷، ط: ادارة القرآن، کراچی، خلاصة الفتاوی الفصل التاسع فی الحظروالاباحة ج:۱ ص: ۲۴۴، ط: نو لکشور)

دوبارہ مالدار ہونے کے بعد گذشتہ زمانے کی زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں ہوگا۔(۱)

☆......اگر کسی صاحب نصاب آدمی نے مال پر پورا سال ہونے کے بعد زکوۃ ادا کرنے سے پہلے اپنا سارا مال خود کسی کو دیدیا یا اپنے اختیار سے مال کو ہلاک اور برباد کردیا تو ان صورتوں میں زکوۃ معاف نہیں ہوگی، جتنی زکوۃ واجب ہوئی تھی وہ ادا کرنا لازم ہوگا کیونکہ اپنے مال کو اپنے اختیار سے خود ضائع کیا ہے اس لئے وہ خود ذمہ دار ہے شریعت ذمہ دار نہیں ہے۔(۲)

☆......اگر کسی نے مال پر سال پورا ہونے کے بعد زکوۃ ادا کرنے سے پہلے اپنا سارا مال خیرات کردیا تو خیرات کے ساتھ ساتھ زکوۃ بھی ادا ہوجائے گی۔(۳)

☆......کسی کے پاس مثلاً دو لاکھ کی رقم تھی، اور اس پر سال گذر گیا تو زکوۃ واجب ہوگی، لیکن زکوۃ ادا کرنے سے پہلے ایک لاکھ کی رقم چوری ہوگئی، ڈاکہ پڑ گیا، یا اس نے خیرات کردی تو ان صورتوں میں باقی ماندہ ایک لاکھ سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، دو لاکھ پر نہیں۔(۴)

---

(۱) ويشترط أن يتمكن من الاستنماء يكون المال فى يده أويد نائبه فان لم يتمكن من الاستنماء فلازكوة عليه .(هنديه ج: ا ص: ۱۷۴، كتاب الزكوة ،بدائع ج:۲ص: ۱۱) وان هلك المال بعد وجوب الزكوة سقطت الزكوة وفى هلاك البعض يسقط بقدره هكذا فى الهداية (هنديه ج: ا ص ۱۸۰ ،مسائل شتى كتاب الزكوة ط:كوئٹه ،فتاوى تاتارخانية ج:۲ ص: ۲۹۳، ط:ادارة القرآن .فتح القدير ج:۲ ص: ۱۵۳، ۱۵۴ .شامى ج:۲ص: ۲۸۳.

(۲) ولواستهلك النصاب لايسقط هكذا فى السراجيه هنديه ج: ا ص: ۱۸۰ .فتح القدير ج:۲ص: ۱۵۲، ط:رشيديه. شامى ج:۲ص: ۲۸۴، ط:سعيد.

(۳) ولوتصدق بجميع ماله على فقيرولم ينوالزكوة أجزأه عن الزكاة استحسانا. بدائع الصنائع كتاب الزكوة فصل اما شرائط الركن ج:۲ص:۴۰،ط:ايچ ايم سعيد كراچى)
.........لان الظاهران من عليه الزكوة لايتصدق بجميع ماله ويفضل عن نية الزكوة فكانت النية موجودة دلالة .هكذا فى الهنديه ج: ا ص: ۱۷۱، ط:رشيديه.

(۴) وفى هلاك البعض يسقط بقدره ،هنديه ج:ا ص:۱۸۰ .كتاب الزكاة مسائل شتى. فتح القدير ج:۲ص:۱۵۴، ط:رشيديه.تتارخانية ج:۲ص:۲۹۳ .شامى ج:۲ص:۲۸۳،ادارة القرآن.

دینی مدارس کوزکوۃ دینا

جن دینی مدارس میں غریب اور مسافر طلباء ہیں، ان کا وظیفہ، کھانا پینا، علاج یا لباس وغیرہ مدرسہ کی طرف سے دیا جاتا ہے، ان دینی مدارس میں زکوۃ دینا نہ صرف جائز بلکہ بہتر ہے کیونکہ اس میں غریب طلباء کی اعانت و مدد کے ساتھ ساتھ دینی علوم کی سرپرستی بھی اور صدقہ جاریہ بھی ہے جب تک تعلیم کا مسئلہ جاری رہے گا ثواب ملتا رہے گا۔(۱)



ڈاکٹری فیس

☆...... اگر مریض غریب ہے، زکوۃ کا مستحق ہے، تو ڈاکٹری فیس زکوۃ سے ادا کرنے کی دوصورتیں ہیں۔

☆...... ڈاکٹری فیس وغیرہ مستحق زکوۃ مریض کے ہاتھ میں دیدی جائے تاکہ قبضہ ہوجائے، پھر اس سے لے کر ڈاکٹر کو فیس کی بابت دیدیں، یا مریض کے گھر والوں کوزکوۃ کی نیت سے دیدیں تاکہ وہ فیس جمع کرادیں۔(۲)

---

(۱) عن أبی هريرة قال قال رسول الله ﷺ اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الامن ثلاثة إلا من صدقة جارية اوعلم ينتفع به ، أوولد صالح يدعوله ، (رواه مسلم مشكوة ص: ۳۲ كتاب العلم. حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ سب سے بہترین نیکی اور بھلائی شریعت کی ترویج اور اشاعت کے لئے کوشش کرنا ہے۔اور شریعت کے احکام میں سے کسی ایک حکم کو زندہ کرنا اللہ کے راستہ میں کروڑوں روپے خرچ کرنے سے زیادہ ثواب (رکھتا) ہے۔مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر: ۴۸ حصہ اول، دفتر دوم ص: ۲۱، ایچ ایم سعید۔

(۲) يشترط ان يكون الصرف تمليكا لااباحة .(الدرالمختارشامی باب المصرف ج:۳ ص: ۳۴۴، ط: كراچی ،البحرالرائق ج: ۲ ص: ۲۴۳، تتارخانية ج: ۲ ص: ۲۷۲ .فتح القدير ج: ۲ ص: ۲۰۷ .

☆...... یا ہسپتال والے زبانی یا تحریری طور پر مریض کے وکیل بن جائیں پھر جتنی رقم کی ضرورت پڑے ہسپتال والے زکوۃ کی مد سے وکیل کے طور پر خرچ کریں، دونوں صورتوں میں زکوۃ ادا ہوجائے گی۔(۱)

ڈاکو نے زکوۃ کی رقم چھین لی

☆...... کسی مدرسہ کے ذمہ دار کو زکوۃ کی رقم دی اور راستہ میں ڈاکو نے اس سے زکوۃ کی رقم چھین لی تو زکوۃ دینے والے کی زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں؟ اس میں کچھ تفصیل ہے۔

اگر مدرسہ کے ذمہ دار نے رقم کی حفاظت کرنے میں کوتاہی نہیں کی اس کے باوجود ڈاکو نے رقم چھین لی تو زکوۃ ادا ہوجائے گی اور ضمان بھی نہیں آئے گا، زکوۃ اس لئے ادا ہوجائے گی کیونکہ یہ مستحق طلبہ کا نمائندہ ہے، اگر چہ وہ رقم مستحق طلباء کو نہیں پہنچی جیسا کہ بیت المال کے نمائندہ کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا ہوجاتی ہے چاہے وہ رقم بیت المال تک نہ بھی پہنچی ہو، اللہ نے فرمایا: "خذ من أموالهم صدقة تطهرهم" بیت المال والے کی وصولیابی پر زکوۃ کی رقم لیتے ہیں تطہیر ہوگئی یعنی زکوۃ ادا ہوگئی، اور ضمان اس لئے نہیں آئے گا کیونکہ اس نے حفاظت میں کمی اور کوتاہی نہیں کی۔(۲)

---

(۱) وهوان يوكل المديون خادم الدائن فبقبض الزكاة ثم بقضاء دينه ، فبقبض الوكيل صارملكا للموكل الخ .شامي ج:۲ ص: ۲۷۱ . ولوقضى دين الفقيربزكاة ماله إن كان بأمره يجوز، وان كان بغيرامره لايجوزوسقط الدين .عالمگيرى ج:۱ ص:۱۹۰ .ولوقضى دين حى فقير،إن قضى بغيرامره لم يجز:لأنه لم يوجد التمليك من الفقيرلعدم قبضه ،وإن كان بأمره يجوزعن الزكاة لوجود التمليك من الفقير:لأنه لماأمره به صاروكيلا عنه فى القبض،فصاركان الفقيرقبض الصدقة بنفسه الخ بدائع الصنائع ج:۲ ص: ۳۹ فصل وامارکن الزكاة)

(۲) وبه يعلم حكم من يجمع للفقراء ،ومحله ما إذا لم يوكلوه ، فان كان وكيلا من جانب الفقراء ايضا فلاضمان عليه .بخلاف ما إذا ضاعت فى يد الساعى لأن يده كيد الفقراء . (البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۱۱ .شامي ج:۲ ص: ۲۶۹) التوكيل صحيح.......كانت وكيلى فى كل شئ عم الكل الخ (الدرالمختارشامي ج:۲ ص: ۵۰۹،)

ہاں اگر حفاظت میں کمی اور کوتاہی کی ہے مثلاً رات کو رقم لیکر آرہا ہے، یا پرخطر علاقے سے جارہا ہے، یا راستہ میں ناآشنا لوگوں کے ساتھ وقت گذارا ہے، یا رقم کو اسطرح رکھا ہے کہ باہر کے لوگوں کو نظر آتا ہے، یا نکلنے سے پہلے رقم کے بارے میں کسی سے تذکرہ کیا ہے وغیرہ وغیرہ تو ان صورتوں میں ضمان آئے گا۔(۱)

☆......اور اگر برادری اور جماعت کے نمائندے سے زکوۃ کی رقم چھین لی گئی زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ برادری اور جماعت کے نمائندے مستحق لوگوں کے نمائندے نہیں بلکہ زکوۃ دینے والوں کے نمائندے ہیں، اس لئے زکوۃ کی رقم جب تک مستحق لوگوں کے ہاتھ میں نہیں جائے گی زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔

ایسی صورت میں اگر برادری اور جماعت کے نمائندے نے رقم کی حفاظت میں کمی کوتاہی کی ہے تو ضمان دینا لازم ہوگا، اور اگر حفاظت میں کمی کوتاہی نہیں کی تو ضمان دینا لازم نہیں ہوگا البتہ زکوۃ کی رقم دینے والوں کے لئے زکوۃ کی رقم دوبارہ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

ڈائمنڈ

☆......اگر ڈائمنڈ تجارت کیلئے نہیں ہیں تو ان پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۳)

☆......اگر ڈائمنڈ تجارت کے لئے ہیں تو سالانہ قیمت فروخت سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہے۔(۴)

---

(۱) لیس علی المستودع غیر المغل ضمان .(الدر المختار شامی ج:۵ ص:۶۶۴، ط:سعید.

(۲) واشار المصنف إلی أنه لایخرج بعزل ماوجب عن العهدة بل لابد من الاداء إلی الفقیر. (البحر الرائق ج:۲ ص:۲۱۱، شامی ج:۲ ص:۲۷۵، فتح القدیر ج:۲ ص:۱۲۵)

(۳،۴) لازکوة فی اللالی والجواهر الاان تکون للتجارة .تنویر الابصار شامی ج:۲ ص:۲۷۳، کتاب الزکاة ،هندیه ج:۱ ص:۱۸۰، ط:رشیدیه .تتارخانیة :ج:۲ ص:۳۴۱، ط: ادارة القرآن.

ڈرافٹ سے زکوۃ بھیجنا

☆......زکوۃ کی رقم ڈرافٹ کے ذریعہ بھیجنا جائز ہے، کیونکہ یہ مجبوری ہے، اور اس صورت میں رقم کی تبدیلی کی وجہ سے زکوۃ کی ادائیگی میں کوئی اثر نہیں پڑے گا البتہ ڈرافٹ کی فیس زکوۃ سے ادا کرنا جائز نہیں ہے۔
وہ فیس زکوۃ اور صدقات واجبہ کے علاوہ دوسرے مدات سے ادا کرے۔(۱)

☆......اگر خود زکوۃ دینے والا زکوۃ کی رقم ڈرافٹ کے ذریعہ کسی اور جگہ بھیج رہا ہے تو ڈرافٹ کی فیس اپنے پاس سے الگ دے۔(۲)

☆......اگر زکوۃ کی رقم ڈرافٹ کے ذریعہ کسی مدرسہ میں بھیجی جارہی ہے تو یہ لکھدے کہ یہ زکوۃ کی رقم ہے، تاکہ مدرسہ والے اس رقم کو زکوۃ کے مصرف میں استعمال کریں۔(۳) اگر کسی ضرورت مند مستحق کو بھیجے تو ''زکوۃ'' کا لفظ نہ لکھے کیونکہ ''زکوۃ'' کے لفظ سے مستحق کو شرمندگی ہوگی، صرف نیت کر لینا کافی ہے۔(۴)

☆......اگر ڈرافٹ کے ذریعہ زکوۃ بھیجنے کی صورت میں زکوۃ کی رقم نہیں پہنچی تو ڈرافٹ بھیجنے والے کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی، کیونکہ ڈرافٹ والے زکوۃ بھیجنے والے کے وکیل ہیں مستحق لوگوں کے وکیل نہیں ہیں۔(۵)

---

(۱) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا (الدرالمختاشامی ،رباب المصرف ج:۳ ص:۳۴۴ ط:سعید.البحرج:۲ص:۲۴۳.تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۲.فتح القدیرج:۲ص:۲۰۸.ط: رشیدیه و لایخرج (المزکی)عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء .الدرالمختارشامي ج:۲ ص:۲۷۰. البحرج:۲ص:۲۱۱.فتح القدیرج:۲ص:۱۲۵.ط:رشیدیه. اور یہ مسلم ہے کہ فیس فقراء کو نہیں ملتی اس لئے وہ زکوۃ میں شمار نہیں ہوگی۔

(۲) ایضا

(۳) وفی فتح القدیر:والأفضل فی الزکاة الاعلان .البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۲،عالمگیری ج:۱ ص: ۱۷۱.ط:رشیدیه.

(۴) ولم یشترط المصنف رحمه الله علم الآخذ بمایاخذه أنه زکاة.........ان من اعطی مسکینا دراهم سماها هبة أوقرضا ونوی الزکاة فانها تجزیه البحرج:۲ص:۲۱۲،هندیه، ج:۱ص: ۱۷۱)

(۵) ولایخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء (الدرالمختار) فلوضاعت =

اور اگر دینی مدرسہ کے سفیر کو زکوۃ دینے کے بعد سفیر نے ڈرافٹ کیا تو اس صورت میں زکوۃ دینے والوں کی زکوۃ ادا ہوجائے گی کیونکہ سفیر مستحق طلباء کا وکیل ہے، زکوۃ دینے والوں کا وکیل نہیں۔(۱)

ڈرافٹ کا خرچہ زکوۃ سے کرنا

اگر بینک کے ذریعہ ڈرافٹ کر کے ایک جگہ کی زکوۃ دوسری جگہ میں، یا ایک ملک کی زکوۃ دوسرے ملک میں بھیجی جائے تو ڈرافٹ بھیجنے کا جو خرچہ ہوگا وہ زکوۃ سے ادا کرنا جائز نہیں ہوگا، اور اگر ڈرافٹ کے لئے زکوۃ کی رقم خرچ کی گئی تو اس قدر زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ زکوۃ ادا ہونے کے لئے مستحق زکوۃ آدمی کو بلاعوض مالک بنانا ضروری ہے اور یہاں کسی مستحق کو بلاعوض مالک نہیں بنایا گیا۔(۲)

ڈرائی کلین

ڈرائی کلینگ کی دکان میں کپڑے کی دھلائی کے لئے جو مشینیں لگی ہوئی ہیں ان پر زکوۃ واجب نہیں ہے، البتہ آمدنی کی رقم اگر نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سال گذرنے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی۔(۳)

= لاتسقط عهنا الزكاة ولومات كانت ميراثا عنه بخلاف ما إذا ضاعت فى يدالساعى لأن يده كيد الفقراء . شامي ج:۲ص:۲۷۰،البحرج:۲ص:۲۱۱)

(۱) أيضا

(۲) يشترط ان يكون الصرف تمليكا لاباحة الدرمع الرد،باب المصرف ج:۲ ص: ۳۴۴، ط:سعيد ،البحرج:۲ص:۲۴۳،تتارخانية ج:۲ص:۲۷۲.فتح القدير ج:۲ ص: ۲۰۸، ط: رشيديه.ولايخرج (المزكى)عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء. الدرالمختارشامى ج:۲ ص:۲۷۰،البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱،فتح القديرج:۲ص:۱۲۵)

(۳) فلازكوة ......وكذلک آلات للمحترفين الامايبقى اثرعينه .الدرمع الرد،كتاب الزكوة ج:۲ص:۲۶۵،ط:سعيد،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۶،فتح القديرج:۲ص:۱۲۱، آلات الصناع الذين يعملون بها وظروف الامتعة لاتجب فيها الزكوة (الفتاوى التاتارخانية كتاب الزكوة الفصل الثانى فى بيان زكوة عروض التجارة والمسائل المتعلقة بها ج:۲ =

ڈگری کے ذریعہ جو مال ملے

☆......جس وقت سے مال ملنے کی ڈگری ہوئی اس وقت سے زکوۃ ذمہ میں لازم ہوگی البتہ زکوۃ ادا کرنا پیسہ وصول ہونے کے بعد لازم ہوگا۔(۱)

☆...... پیسہ ملنے کے بعد مقدمہ کے خرچ کو وضع نہیں کیا جائے گا بلکہ کل رقم پر زکوۃ واجب ہوگی۔(۲)

ڈیری فارم

اگر بھینس یا گائے کا فارم اس لئے بنایا ہے کہ حاصل ہونے والا دودھ فروخت کرے گا تو اس صورت میں بھینس اور گائے کی مالیت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی کیونکہ یہ سائمہ جانور نہیں ہیں (۳) البتہ دودھ فروخت کرنے کے بعد جو آمدنی حاصل ہوگی اگر وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ واجب ہوگی۔(۴)

= ص: ۲۴۱،ط:ادارۃ القرآن کراچی ، بدائع الصنائع ج:۲ص:۱۳)

(۱) (ومغصوب لابینة علیه) فلوله بینة تجب لما مضی .الدرالمختار.(قوله فلوله بینة تجب لمامضی) أی تجب الزکاة بعد قبضه من الغاصب لمامضی من السنین ،قال وینبغی ان یجری هنا مایأتی مصححا عن محمد من أنه لازکاة فیه ؛لأن البینة قد لاتقبل فیه قال: والظاهرعلی القول بالوجوب ان حکمه حکم الدین القوی ،أی فتجب عند قبض اربعین درهما.(شامی ج:۲ص:۲۶۶)

(۲) فتاوی دارالعلوم دیوبند ج:۶ص:۱۵۷،مکتبه امدادیه ملتان .

(۳) (قوله ولافی العلوفة والعوامل)للحدیث لیس فی الحوامل والعوامل والعلوفة صدقة ولأن السبب وهوالمال النامی ودلیله الاسامة أوالاعداد للتجارة ، ولم یوجدا،ولأن العلوفة تتراکم المؤنة فینعدم النماء معنی.البحرج:۲ص:۲۱۸،شامی ج:۲ص:۲۸۲، تتارخانیة ج:۲ص:۲۲۴)

(۴) (وسببه)أی سبب افتراضها (ملک نصاب حولی)الخ البحرج:۲ ص:۲۰۲، الدر المختار شامی ،ج:۲ص:۲۵۹)

ڈیزل

اگر ڈیزل کا کاروبار ہے تو جس دن سال مکمل ہوگا اس دن ڈیزل کی جو قیمت ہوگی اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

ڈیکوریشن پر زکوۃ

دکان میں جو الماریاں اور شوکیس وغیرہ سامان رکھنے کے لئے رکھی ہوں یا استعمال کے لئے فرنیچر وغیرہ رکھا ہو تو ان پر زکوۃ فرض نہیں ہے کیونکہ یہ تجارت کا مال نہیں ہے، البتہ اگر دکاندار فرنیچر ہی کی تجارت کرتا ہے، اور تجارت کی نیت سے فرنیچر دکان میں رکھا ہوا ہے تو اس پر زکوۃ فرض ہے کیونکہ یہ تجارت کا مال ہے اور تجارت کے مال پر زکوۃ واجب ہوتی ہے۔(۲)

(ذ)

ذاتی استعمال

ذاتی استعمال کی چیزوں پر زکوۃ فرض نہیں ہے، مثلاً کار، سوزوکی، موٹر اور ہوائی جہاز ذاتی اور شخصی استعمال کے لئے ہیں تو ان چیزوں کی مالیت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

---

(۱) وصرحوا ایضا بان العروض اذا کانت للتجارة یجب فیها زکاة التجارة ، وقالوا ان العرض خلاف النقد،البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۳ ،بدائع ج:۲ص:۲۰ ،هندیه ج:۲ص:۱۷۹ ، تتارخانیة ج:۲ص:۲۳۷ ،شامی ج:۲ص:۲۹۸)

(۲) الزکاة واجبة فی عروض التجارة کائنة ماکانت اذا بلغت قیمتها نصابا من الورق و الذهب کذا فی الهدایة.عالمگیری ج:۱ص:۱۷۹ ،کتاب الزکاة ،الفصل الثانی فی العروض ط:رشیدیه، البحرج:۲ص:۲۲۸ ،بدائع ج:۲ص:۲۰ ،تتارخانیة ج:۲ ص: ۲۳۷،ط:ادارة القرآن. شامی ج:۲ص:۲۹۸ ،ط:رشیدیه.

(۳) ان سببها ملک مال معدمرصد للنماء والزیادة فاضل عن الحاجة .البحرالرائق ج:۲ =

البتہ ذاتی استعمال کے زیورات پر زکوۃ لازم ہوگی، اگر نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے۔(۱)

ذاتی مکان

ذاتی مکان ہونے کے باوجود اگر وہ شخص نادار اور ضرورت مند ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا صحیح ہے۔(۲)



راستہ کی تعمیر میں زکوۃ دینا

راستہ چاہے عام ہو یا خاص دونوں کی تعمیر میں زکوۃ لگانا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے راستہ کی تعمیر میں زکوۃ دی ہے تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی، اتنی زکوۃ دوبارہ ادا کرنا لازم ہے۔(۳)

= ص: ۲۰۲، بدائع ج: ۲ص: ۱۱)

(۱) واللازم ...(فی مضروب کل)منهما (ومعموله ولوتبرا أوحليا مطلقا)مباح الاستعمال أولاولوللتجمل والنفقة لانهما خلقا اثمانا فيزكيهما كيف كانا. الدرالمختارشامی ج: ۲ ص: ۲۹۸، عالمگیری ج: ا ص: ۱۷۸، البحرالرائق ج: ۲ص: ۲۲۶، بدائع الصنائع ج: ۲ص: ۱۸، تتارخانية ج: ۲ص: ۲۳۰)

(۲) ويجوزدفعها الى من يملک اقل من نصاب وان كان صحيحا مكتسبا .(هنديه الباب السابع فی المصارف، البحرج: ۲ص: ۲۴۰. وكذا لوكان له حوانيت اودارغلة تساوی ثلاثة آلاف درهم وغلتها لاتكفی لقوته وقوت عياله يجوزصرف الزكاة إليه فی قول محمد رحمه الله. رجل له دار يسكنها يحل له الصدقة وان لم يسكن الكل وهوالصحيح .عالمگیری ج: ا ص: ۱۸۹) البحرالرائق ج: ۲ص: ۲۴۶، بدائع الصنائع ج: ۲ص: ۴۸)

(۳) لايصرف الى بناء نحوالمسجد وفی حاشيته :قوله نحوالمسجدكبناء القناطير، و السقايات، واصلاح الطرقات وكری الانهاروالحج والجهاد وكل مالاتمليک فيه . (شامی باب المصرف ج: ۲ص: ۳۴۴، ط: ايچ ايم سعيد، بدائع ج: ۲ ص: ۳۹، البحرالرائق ج: ۲ ص: ۲۴۳، تتارخانية ج: ۲ص: ۲۷۲، فتح القديرج: ۲ص: ۲۰۷، ۲۰۸، ط: رشيديه.

ردی چیز زکوۃ میں دینا

بعض لوگوں کی عادت ہے کہ وہ زکوۃ میں ردی اور ناکارہ چیز دینا چاہتے ہیں مثلاً بعض کتب خانہ والے زکوۃ میں ایسی کتابیں دیتے ہیں جو فروخت نہیں ہو پاتیں، اسی طرح کپڑے بیچنے والے پرانے تھان یا کپڑے کے جو چھوٹے چھوٹے پیس اور ٹکڑے ہوتے ہیں اس سے زکوۃ نکالتے ہیں، اسی طرح اناج بیچنے والے پرانا، نہ بکنے والا اناج زکوۃ میں دیتے ہیں۔

اسی طرح جو تاجر ردی اور خراب چیزوں سے زکوۃ ادا کرتے ہیں یہ عادت اخلاص کے سراسر خلاف ہے، کل قیامت کے دن جب ثواب کم ملے گا پھر افسوس کرتا رہے گا لیکن تلافی کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔(۱)

اوران چیزوں سے زکوۃ کی ادائیگی کے بارے میں حکم یہ ہے کہ زکوۃ دینے والے یا تاجر نے ردی اور خراب چیزوں کی جو قیمت لگائی ہے اگر مارکیٹ میں اتنی قیمت پر وہ چیز فروخت ہوگی تو اس قیمت کے حساب سے زکوۃ ادا ہو جائے گی اور اگر مارکیٹ میں اس قیمت پر فروخت نہیں ہوگی تو اس قیمت کے حساب سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی، بلکہ مارکیٹ کے قیمت کے اعتبار سے جو قیمت ہوگی اتنی مقدار کی زکوۃ ادا ہوگی باقی جو زائد قیمت لگائی ہے وہ ذمہ میں رہ جائے گی وہ ادا کرنا لازم ہوگا، اس لئے زکوۃ میں پرانی اور ردی چیز نہ دیا کریں۔(۲)

رسالہ جاری کرانا زکوۃ کی رقم سے

زکوۃ کا روپیہ کوئی شخص کسی رسالہ کے ادارے میں دیدے اس خیال سے کہ

(۱) لن تنالوا البرحتی تنفقوا مماتحبون. آیت:۹۲،آل عمران الجزء:۴.

(۲) فان ادی القیمة وقعت عن القدرالمستحق البحرج:۲ص:۲۲۶.تعتبرالقیمة یوم الوجوب ،شامی ج:۲ص:۲۸۶،باب زکاة الغنم ، هندیه ج:۱ص:۱۸۰.

رسالہ کسی نادار مفلس کو یا غریب طالبعلم کو سال بھر بھیجا جائے اور ادارہ والے اتنی قم کا رسالہ غریب مفلس یا غریب طالب علموں تک پہنچا دیتے ہیں تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان والوں کو زکوۃ دینا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان والوں کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے، اگر کوئی شخص جان بوجھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان والوں کو زکوۃ دے گا تو اس کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے مراد: (۱) آل علیؓ (۲) آل عقیلؓ (۳) آل جعفرؓ (۴) آل عباسؓ (۵) آل حارث بن عبدالمطلبؓ۔

جو شخص ان پانچ بزرگوں کی نسل سے ہو، اسکو جان بوجھ کر زکوۃ دینا جائز نہیں ہے،(۲) اگر وہ غریب ہے اور ضرورتمند ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اہل بیت کی محبت کی بنا پر زکوۃ کے علاوہ دوسرے فنڈ سے ان کی خدمت کرنی چاہیے۔(۳)

رشتہ دار مسکین کو زکوۃ دینا

اگر رشتہ دار، نادار، مفلس یا مریض ہیں، اوران کی آمدنی ان کے اخراجات کے لئے کافی نہیں ہے تو ان کو زکوۃ دینا نہ صرف جائز بلکہ زیادہ ثواب ہے، البتہ یکمشت

---

(۱) اما تفسیرها :فهی تملیک المال من فقیرمسلم .فتاوی عالمگیری ج: ا ص: ۱۷۰۔ شامی ج:۲ص:۲۵۷، ۲۵۸،البحرج:۲ص: ۲۰۱..اذا دفع الزكاة إلى الفقيرلايتم الدفع مالم يقبضها الخ عالمگیری ج: ا ص: ۱۹۰)

(۲) ولایدفع الی بنی هاشم وهم آل علی ، وآل عباس وآل جعفروآل عقیل ، وآل الحرث بن عبدالمطلب .فتاوی عالمگیری کتاب الزكاة باب المصرف ج: ا ص: ۱۸۹،رشیدیه ،فتح القدیرج:۲ص:۲۱۳ .شامی ج:۲ص: ۳۵۰.تتارخانية ج:۲ص:۲۷۴.البحرج:۲ص:۲۴۶.

(۳) (وجازت التطوعات من الصدقات) قوله وجازت التطوعات) قيد بها ليخرج بقية الواجبات كالنذروالعشروالكفارات وجزاء الصيد إلاخمس الركازفانه يجوزصرفهم اليهم ......نقل فی البحرعن عدة كتب ان النفل جائز لهم اجماعا وذكرأنه المذهب وانه لافرق بين التطوع والوقف ،شامی ج:۲ص: ۲۵۱)

اتنی رقم نہ دیں کہ وہ نصاب کا مالک ہوجائے، کچھ رقم دیں جب وہ خرچ ہوجائے تو مزید دیدیں، البتہ اگر وہ بال بچے والا ہے تو بیک وقت اتنی رقم دے سکتے ہیں کہ کل افراد پر تقسیم کی جائے تو کسی کے پاس بھی نصاب پورا نہ ہو، ہاں اگر قرض یا ضرورت یا علاج کیلئے نصاب سے بھی زیادہ رقم کی ضرورت ہے تو زیادہ دینا بھی جائز ہے۔(۱)

نوٹ:۔ جولوگ سفید پوش ہیں اور وہ زکوۃ کے مستحق ہیں شرم کے مارے مانگتے نہیں ایسے لوگوں کو زکوۃ دینے کی زیادہ کوشش کرنی چاہیے۔

رشوت کے مال پر زکوۃ

☆......رشوت لینا اور دینا دونوں حرام ہیں، نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''دونوں جہنم میں جائیں گے'' اور جہنم کا عذاب برداشت کرنا ممکن نہیں ہوگا۔(۲)

☆......رشوت کے مال یا پیسے پر زکوۃ واجب نہیں ہے، اگر یہ معلوم ہے کہ رشوت کی رقم کس سے لی ہے تو اس کو یا اسکے وارثوں کو واپس کردے، اور اگر معلوم نہیں تو ثواب کی نیت کے بغیر سارا مال صدقہ کردے، ورنہ گنہگار رہوگا اور آخرت میں سخت عذاب ہوگا۔(۳)

---

(۱) قید بالولاء لجوازه لبقية الاقارب كالاخوة والاعمام والاخوال الفقراء بل هم اولى لانه صلة وصدقة وفى الظهيرية يبدأ فى الصدقات بالاقارب الخ ردالمحتار ج:۲ ص:۳۴۶ ط:سعيد البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۳،فتح القديرج:۲ص:۲۱۷،بدائع الصنائع ج:۲ ص: ۵۰، تتارخانية :۲ص: ۲۷۱)

(۲) وعن أبى هريرة رضى الله عنه قال :قال رسول الله ﷺ :لعن الله الراشى والمرتشى فى الحكم أخرجه احمد ج:۲ص:۳۸۷،۳۸۸،والترمذى (۱۳۳۶)

وعن عبد الله بن عمرو:ولعن رسول الله ﷺ الراشى والمرتشى .أخرجه ابوداود (۳۵۸۰) والترمذى (۱۳۳۷) وابن ماجة (۲۳۱۳) جامع الترمذ ج: ا ص:۲۴۸) كتاب الاحكام ، ايچ ايم سعيد كراچى)

(۳) لوكان الخبيث نصابا لايلزمه الزكاة لان الكل واجب التصدق عليه فلايفيد ايجاب التصدق ببعضه .ردالمحتار: ۲ص: ۲۹۱،ج:۵ص: ۹۹ ط:ايچ ايم سعيد)

رضاعی اولاد کو زکوۃ دینا

اگر رضاعی اولاد غریب محتاج ہے، زکوۃ کی مستحق ہے، تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے کیونکہ رضاعی اولاد کا رشتہ حقیقی اولاد کے رشتہ میں شمار نہیں ہوتا اس لئے وراثت میں بھی حصہ نہیں ملتا، البتہ نکاح حرام اور پردہ ساقط ہوتا ہے۔(۱)

رضاعی رشتہ دار

رضاعی رشتہ دار بھائی بہن وغیرہ کو مستحق ہونے کی صورت میں زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

رضاعی والدین کو زکوۃ دینا

رضاعی والدین کا رشتہ حقیقی والدین کے رشتہ میں شمار نہیں ہوتا اس لئے رضاعی والدین غریب اور زکوۃ کے مستحق ہونے کی صورت میں ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۳)

رقم پیشگی (ایڈوانس) کی زکوۃ

☆......مکان یا دکان وغیرہ کرایہ پر دیتے وقت جو رقم پیشگی کرایہ دار سے واپسی کی شرط لی جاتی ہے اس کی زکوۃ کرایہ دار پر ہے، مکان یا دکان کے مالک پر نہیں، کیونکہ یہ رقم مکان اور دکان کے مالک کے پاس زر امانت کے طور پر رہتی ہے، جب بھی کرایہ دار دکان یا مکان خالی کرے گا مالک کیلئے زر ضمانت کو واپس کرنا لازم ہوگا اور کرایہ دار

(۱،۲،۳) ولاالی من بینهما ولاد اوزوجیة (تنویر)قال الشامی ؒ وقید بالولاد لجوازه لبقیة الاقارب کالاخوة والاعمام والاخوال الفقراء ردالمحتارعلی الدرالمختار ج:۲ص:۳۴۶، البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۳، بدائع الصنائع ج:۲ص:۵۰، تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۱، فتح القدیر ج:۲ص:۲۱۷ط:ایچ ایم سعید) وشمل الولاد بالنکاح والسفاح فلایدفع إلی ولده من الزنا و لاإلی من نفاه .(شامی ج:۲ص:۳۴۶، عالمگیری ج:۱ص:۱۸۸) تتارخانیة ج:۲ ص: ۲۷۱) ادارة القرآن.

اس رقم کا مالک ہوتا ہے، اور زکوۃ مالک پر آتی ہے، امانت رکھنے والے پر نہیں۔(۱)

☆......امانت کی رقم کو ذاتی استعمال میں لانے کے لئے اجازت ضروری ہے، لہذا ایسی رقم کو ذاتی استعمال میں لانے سے پہلے اجازت لے لی جائے تاکہ آخرت میں پریشانی نہ ہو۔(۲)

رقم ورثاء کے لئے جمع کی

اگر کسی نے اپنی جائیداد اپنی زندگی میں فروخت کردی اور وہ رقم اپنے ورثاء کے لئے رکھی ہے، اور اب تک تقسیم نہیں کی تو وہ آدمی اس رقم کا مالک ہے، اس آدمی پر سالانہ اس رقم کی زکوۃ ادا کرنا واجب ہے۔(۳)

رمضان میں زکوۃ ادا کرنا

☆...... ہر مہینے اور ہر روز زکوۃ ادا کرنا جائز ہے، زکوۃ ادا کرنے کے لئے کوئی شرط کوئی دن یا کوئی مہینہ مقرر اور متعین نہیں ہے، رمضان شریف کی کوئی تخصیص نہیں ہے، بلکہ جس وقت بھی نصاب پر سال پورا ہوا اسی وقت زکوۃ ادا کردینا بہتر ہے، موت کا کچھ پتہ نہیں ہے کسی وقت بھی آسکتی ہے، ایسا نہ ہو کہ زکوۃ ادا کئے بغیر موت آجائے اور قبر سے لے کر میدان حشر تک دردناک عذاب میں پڑا رہے۔(۴)

---

(۱) الزکاۃ واجبۃ علی الحرالعاقل البالغ المسلم اذا ملک نصابا ملکا تاما وحال علیه الحول .(فتح القدیر ج:۲ص:۱۱۲ ط:کوئٹہ تتارخانیة ج:۲ص:۲۱۷)

(۲) کتاب الایداع (هو) تسلیط الغیرعلی حفظ ماله صریحا أودلالة .(تنویر الابصارشامی ج: ۵ ص:۶۶۲،ط:سعید.

(۳) الزکاۃ واجبۃ علی الحرالعاقل البالغ المسلم اذا ملک نصابا ملکا تاما وحال علیه الحول .(فتح القدیر ج:۲ص:۱۱۲ ط:رشیدیه. تتارخانیة ج:۲ص:۲۱۷،ط:ادرۃ القرآن.

(۴) وتجب علی الفورعند تمام الحول حتی یأثم بتاخیره من غیرعذر، وفی روایة الرازی علی التراخی حتی یأثم عند الموت والأول أصح .(عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۷۰،بدائع ج:۲ص:۲ ، شامی ج:۲ص:۲۷۲، وفی شرح شرعة الاسلام ......یعین صاحب المال لزکوته شهرا =

☆ ......زکوۃ ادا کرنا فرض ہے اور رمضان المبارک میں ایک فرض کا ثواب ستر گنا زیادہ ملتا ہے، لہذا رمضان المبارک میں زکوۃ ادا کرنے سے ستر گنا زیادہ ثواب ملے گا۔(۱)

☆ ......اگر یکم رمضان سے یکم رمضان تک سال پورا ہوتا ہے، پھر تو رمضان میں ادا کرنے میں کوئی بات نہیں بلکہ ستر گنا زیادہ ثواب ہے۔(۲)

☆ ...... اگر کسی آدمی کا سال یکم رجب کو پورا ہوتا ہے تو وہ یکم رجب کو زکوۃ ادا کرنے کی کوشش کرے پھر اسکے بعد مزید ایک مہینہ کی زکوۃ نکالدے پھر رمضان سے رمضان کا حساب کرے۔(۳)

روپیہ تجارت میں لگا ہوا ہے

☆ ...... جو روپیہ تجارت میں لگا ہوا ہے اس پر بھی زکوۃ واجب ہے، اگر وہ روپیہ نصاب کے برابر ہے یا اس سے زیادہ ہے اور سال بھی گذر چکا ہے۔(۴)

☆ ......جو روپیہ تجارت میں لگا ہوا ہے اور اس سے تجارت کا سامان خریدا گیا ہے اور اس سامان کی قیمت فروخت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سال پورا ہونے کے بعد اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۵)

= لایجاوزہ لمافیہ من التاخیرومن اخرالزکوۃ بعد وجوبھا علیہ من غیرعذریأثم .فصل فی سنن الزکوۃ والصدقۃ ص:۱۵۶،۱۷۵،ط:مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ)

(۱،۲) عن سلمان رضی اللہ عنہ خطبنا رسول اللہ ﷺ فی آخریوم من شعبان قال یاایھا الناس قد اظلکم شھرعظیم مبارک .....ومن ادی فریضۃ فیہ کان کمن ادی سبعین فریضۃ فیماسواہ اھ (الترغیب فی صیام رمضان احتسابا وقیام لیلۃ القدروماجاء فی فضلہ .الترغیب والترھیب ج:۲ص:۲۱۳ط:دارالکتب الملکیہ مصر)

(۳) صفحۂ گذشتہ کاحوالہ نمبر:۴

(۴) وثمنیۃ المال کالدراھم والدنانیرلتعینھما للتجارۃ باصل الخلقۃ وتلزم الزکاۃ کیفما امسکھماولولنفقۃ (البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۶،الدرالمختارج:۲ص:۲۶۷،ایچ ایم سعید)

(۵) ایضا

☆......اور جو روپیہ زمین اور مکان کی خریداری پر صرف کیا ہے، اور وہ زمین اور مکان تجارت کی نیت سے خریدا ہے تو اس صورت میں اس زمین اور مکان کی مارکیٹ قیمت کے اعتبار سے قیمت متعین کر کے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

☆اگر زمین اور مکان رہنے کی نیت سے لئے ہیں تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

☆......اگر زمین اور مکان کرایہ پر دینے کے لئے خریدا ہے تو اس صورت میں اگر کرایہ کی آمدنی کی رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہوگی تو سال گذرنے کے بعد ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

روپے کی زکوۃ

☆......اگر روپے ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہیں اور ایک سال گذر گیا ہے تو زکوۃ واجب ہوگی، اور ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۴)

☆......اگر کچھ روپیہ کچھ سونا یا کچھ چاندی ہے، سب کی قیمت ملانے کے بعد ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو سال گذرنے کے بعد ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۵)

---

(۱) قال العلامة الحصكفي وفي عرض تجارة قيمة نصاب.....من ذهب ..... اوورق .... مقوما باحدهما ......ولوبلغ باحدهما نصابا وخمسا وبالآخراقل قومه انفع للفقير.شامي، باب زكاة المال ج:۲ص:۲۹۸،البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۸،هنديه ج:۱ ص: ۱۷۹،تتارخانية ج:۲ص:۲۳۷،فتح القديرج:۲ص:۱۶۵.ط:رشيديه .

(۲،۳) فلازكوة على مكاتب الخ واثاث المنزل ودورالسكنى ونحوها قال العلامة الشامیؒ تحت قوله ونحوها اى كثياب البدن الغيرالمحتاج اليها وكالحوانيت والعقارات الرد المحتارج:۲ص:۲۶۳ـ ۲۶۵،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۶،ط:سعيد ،هنديه ج:۱ ص: ۱۷۳، فتح القديرج:۲ص: ۱۱۹،ط:رشيديه.

(۴،۵) ومنها كون المال نصابا.(عالمگیری ج: اص: ۱۷۲،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۲، شامي ج:۲ص: ۲۵۹،ط:سعيد.

☆......جس روپے کی زکوۃ ایک سال ادا کردی گئی ہے، تو اگر وہ روپے زکوۃ ادا کرنے کے بعد نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے، اور وہ روپے آئندہ سال تک محفوظ رہے تو آئندہ سال بھی زکوۃ ادا کرنی ہوگی، ہاں اگر زکوۃ ادا کرنے کے بعد نصاب سے کم ہوجائیں اور سونا چاندی مال تجارت اور شیئرز وغیرہ نہیں ہے تو آئندہ سال تک یہ روپے رہنے سے زکوۃ واجب نہیں ہوگی کیونکہ وہ نصاب سے کم ہے۔(۱)

☆......اگر جمع شدہ روپے نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہیں، تجارت وغیرہ میں نہیں ان پر بھی زکوۃ واجب ہوگی کیونکہ روپیہ اصل میں جمع کر کے رکھنے کیلئے نہیں بلکہ تجارت وغیرہ میں لگا کر بڑھانے کے لئے ہے لہذا جو شخص جمع شدہ رقم کو تجارت میں نہ لگا کر ایسے محفوظ کر کے رکھتا ہے وہ اصل کے خلاف کرتا ہے تو وہ خود ذمہ دار ہے شریعت نہیں، اسلئے زکوۃ ساقط نہیں ہوگی اور سالانہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

☆...... جو روپیہ تجارت میں لگا ہوا ہے، اور تجارت کا سامان اس سے خریدا گیا ہے، تو اس تمام سامان پر زکوۃ واجب ہے، اگر اس سامان کی قیمت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے اور سال بھی گذر گیا ہے۔(۳)

روزمرہ کی آمدنی پر زکوۃ

اگر کوئی شخص روزمرہ کی آمدنی میں سے کچھ رقم جمع کرتا رہتا ہے تو اسکی زکوۃ نکالنے کی صورت یہ ہے کہ اگر یہ شخص پہلے سے صاحب نصاب نہیں ہے تو جس دن سے جمع شدہ رقم نصاب کے برابر ہوگئی ہے اس دن سے قمری حساب سے ایک سال

(۱) أیضا

(۲) أیضا

(۳) الزکاة واجبة فی عروض التجارة کائنة ماکانت اذا بلغت قیمتها نصابا من الورق و الذهب کذا فی الهدایة .(عالمگیری الفصل الثانی فی العروض ،کتاب الزکاة ج:۱ ص: ۱۷۹ ،ط:المکتبة الرشیدیة ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۸،شامی ج:۲ص:۲۹۸،فتح القدیر ج:۲ص:۱۶۵ ،تتارخانیة ج:۲ص:۲۳۷،بدائع الصنائع ج: ۲ ص: ۲۰)

مکمل ہونے کے بعد جتنی رقم موجود ہوگی اگر وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔

اور اگر یہ شخص پہلے سے صاحب نصاب ہے تو نصاب پر سال مکمل ہونے پر روزمرہ کی آمدنی جتنی رقم جمع ہوئی ہے اس سے بھی زکوۃ ادا کردے۔(۱)

رہائشی پلاٹ کو باغ بنادیا

اگر کسی نے رہائشی پلاٹ کو مستقل باغ میں تبدیل کردیا، تو اس صورت میں اگر عشری زمین اس سے زیادہ قریب ہے تو اس پر عشر ہوگا، اور اگر خراجی زمین زیادہ قریب ہے تو اس پر خراج ہوگا، اور اگر عشری اور خراجی دونوں قسم کی اراضی قرب میں برابر ہیں تو عشر واجب ہوگا۔(۲)

رہن کی رقم

اگر کسی نے اپنی کوئی چیز رہن رکھ کر قرض لیا ہے تو یہ مقروض ہے اگر اسکے پاس قرض کی رقم کے علاوہ نصاب کے برابر رقم ہے تو زکوۃ واجب ہوگی ورنہ قرض کی رقم پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، البتہ قرض دینے والا قرض کی رقم وصول ہونے کے بعد زکوۃ ادا کردے، اگر وصول ہونے سے پہلے زکوۃ ادا کردینا چاہے وہ بھی جائز ہے زکوۃ ادا ہوجائے گی۔(۳)

---

(۱) ومنها كون المال نصابا عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۷۲، البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۰۲، شامی ج: ۲ ص: ۲۵۹)

(۲) فتحصل أن الماء يعتبرفيما لوأحيامسلم أرضا أوجعل داره بستانا، بخلاف المنصوص على أنه عشرى أوخراجى، وقدمنا على الدرالمنتقى ان المفتى به قول ابى يوسف أنه يعتبر القرب الخ. شامی ج: ۴ ص: ۱۸۵، باب العشروالخراج والجزية، قبل مطلب فى خراج المقاسمة)

(۳) وعلى الراهن إذا كان الرهن فى يد المرتهن. عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۷۳، ومنها الفراغ عن الدين، قال اصحابنا رحمهم الله تعالى: كل دين له مطالب من جهة العباد يمنع وجوب الزكاة سواء كان الدين للعباد كالقرض الخ، عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۷۲. البحر ج: ۲ ص: ۲۰۴



زانیہ کو زکوۃ دینا

اگر کسی نے لاعلمی میں کسی زانیہ کو زکوۃ کا مستحق سمجھ کر زکوۃ دیدی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی اور ثواب بھی ملے گا، البتہ علم ہونے کی صورت میں ایسی عورت کو زکوۃ صدقات نہ دے ورنہ اس پر مواخذہ کا خطرہ ہے، ہاں اگر اس نے توبہ کر لی ہے اور فقیر ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

زائد دی گئی رقم کو آئندہ سال کی زکوۃ میں شمار کرنا

اگر زائد رقم دیتے وقت آئندہ سال کی پیشگی زکوۃ دینے کی نیت تھی تو آئندہ سال کی زکوۃ میں شمار کرنا جائز ہوگا ورنہ نہیں۔

زبرجد

زبرجد یا اسکے بنے ہوئے زیورات پر زکوۃ نہیں ہے، ہاں اگر تجارت کے لئے ہے تو زکوۃ واجب ہے۔(۲)

زبردستی زکوۃ وصول کرنا

زبردستی زکوۃ وصول کرنا جائز نہیں ہے۔(۳)

---

(۱) اذا شک وتحری فوقع فی اکبررأیه أنه محل الصدقة فدفع إلیه أوسال منه ، فدفع ، أو رآه فی صف الفقراء فدفع ،فإن ظهرأنه محل الصدقة جازبالاجماع ،وکذا ان لم یظهرحاله عنده الخ .(عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۰ ،وقوله تعالی " ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان " بدائع ج:۲ ص:۵۰،البحر الرائق ج:۲ ص:۲۴۷،شامی ج:۲ ص:۳۵۲)

(۲) لازکاة فی اللآلی والجواهر.وان ساوت الفا اتفاقا إلا ان تکون للتجارة ، (تنویر الابصار مع الدرالمختار ج:۲ ص:۲۷۳،کتاب الزکاة .هندیه ج:۱ ص:۱۸۰،تتارخانیة ج:۲ ص:۳۴۱، البحرالرائق ج:۲ ص:۲۳۶)

(۳) ولهذا قلنا:أنه لیس للامام أن یأخذ الزکاة من صاحب المال من غیرإذنه جبرا، =

زبردستی صاحب نصاب سے زکوۃ وصول کرنا

☆......اگر کسی ملک میں اسلامی حکومت قائم ہے تو حکومت کو یہ حق حاصل ہے کہ صاحب نصاب لوگوں کے اموال ظاہرہ سے زبردستی زکوۃ وصول کرے، باقی اموال باطنہ سے زبردستی زکوۃ وصول کرنے کا حق حکومت کو نہیں ہے۔(۱)

☆......حکومت کے علاوہ عوام کو یہ حق حاصل نہیں کہ کسی صاحب نصاب آدمی سے اسکی اجازت کے بغیر زبردستی زکوۃ وصول کریں۔(۲)

☆......بعض برادریوں میں یہ قانون ہے کہ برادری کے تمام افراد اپنی زکوۃ برادری کی جماعت کے دفتر میں جمع کریں ورنہ زبردستی وصول کی جائے گی یا ان کے خلاف کاروائی کی جائے گی، اس قسم کا قانون یا دستور بنانا اور زبردستی زکوۃ وصول کرنا شرعاً جائز نہیں، ایسے قانون یا دستور بنانے والے گنہگار ہوں گے، ہاں برادری کے غریب لوگوں میں زکوۃ تقسیم کرنے کے لئے ترغیب دے سکتے ہیں، اس میں کوئی قباحت نہیں تاکہ برادری خوشی سے زکوۃ دینے کی نیت سے زکوۃ ادا کرے۔(۳)

زراعت کے لئے رکھے ہوئے جانور

زراعت کے لئے جو جانور پالے جاتے ہیں اگرچہ سائمہ ہوں، ان میں زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۴)

=ولوأخذ لاتسقط عنه الزكاة .(بدائع الصنائع ج:۲ص:۵۳،البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱)

(۱)ان السلطان له ولاية الجبرفى الاموال الظاهرة لافى الاموال الباطنة .اعلاء السنن ج:۹ ص:۳۹.

(۲) صحفۂ گزشتہ کاحوالہ نمبر:۳

(۳) أيضا. أنه لواخرالزكاة ليس للفقيران يطالبه ، ولاأن يأخذ ماله بغيرعلمه ، وان أخذ كان لصاحب المال أن يسترده ان كان قائما ، ويضمنه ان كان هالكاالخ البحرالرائق ج:۲ ص:۲۱۱،الفتاوى التاتارخانية ج:۲ص:۲۸۶)

(۴) وحاصله :إن أسامها للحمل اوالركوب فلازكاة اصلا.البحرالرائق ج:۲ ص:۳۱۳=

زر ضمانت کا حکم

اگر زر ضمانت کے طور پر جمع کی گئی رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے یا دوسرے اموال زکوۃ کے ساتھ مل کر نصاب کے برابر ہو جاتا ہے تو سالانہ زکوۃ واجب ہوگی، اگر سالانہ زکوۃ ادا نہیں کی تو واپس ملنے کے بعد گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

زکوۃ اتنی دینا کہ صاحب نصاب بن جائے

☆......کسی غریب کو ضرورت کے بغیر اتنی رقم دینا کہ صاحب نصاب بن جائے مکروہ ہے البتہ زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۲)

☆......اور اگر کسی مستحق کو ضرورت کی وجہ سے نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ رقم دی جائے تو مکروہ نہیں ہوگا، اور بلا کراہت زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۳)

مثلاً ایک آدمی غریب ہے رہائش کا گھر نہیں ہے اور زکوۃ کی رقم سے گھر دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں چاہے اسکی قیمت کتنی ہی زیادہ ہو۔

☆......اگر مستحق زکوۃ غریب آدمی بال بچے والا ہے تو اسکو بلا کراہت یک مشت اتنی رقم مد زکوۃ سے دی جاسکتی ہے کہ اسکے بال بچوں پر تقسیم کریں تو ان میں سے

= شامی ج:۲ص:۲۷۶،تتارخانیة ج:۲ص:۲۱۹،بدائع الصنائع ج:۲ص:۳۰)

(۱) (ومنها كون المال نصابا)عالمگیری ج:۱ص:۱۷۲.البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۲، شامی ج:۲ص:۲۵۹) ولو كان الدين على مقرملئ.......فوصل إلى ملكه لزم زكاة مامضى .(تنویرالابصارشامی ج:۲ص:۲۶۶،بدائع ج:۲ص:۹،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۷،فتح القدیرج:۲ص:۱۲۳.ط:رشیدیه.

(۲،۳) (وكره إعطاء فقيرنصابا)أواكثر(إلااذا كان)ا لمدفوع إليه (مديونا او)كان (صاحب عيال).الدرالمختارشامی ج:۲ص:۳۵۳.باب المصرف كتاب الزكاة عالمگیری ج:۱ ص: ۱۸۸،باب المصرف،بدائع الصنائع ج:۲ص:۴۸،ط:رشیدیه.

کوئی بھی صاحب نصاب نہ بنے۔(۱)

☆......کسی مستحق آدمی کو یکمشت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ زکوۃ کی رقم دینے سے زکوۃ ادا ہو جاتی ہے، مگر بلا ضرورت یکمشت اتنی زکوۃ دینا مکروہ ہے اور اگر ضرورت ہے تو مکروہ نہیں ہے۔(۲)

مثلاً ایک غریب آدمی کو فریج کی ضرورت ہے اور اسکی قیمت مثلاً بیس ہزار ہے، تو بیس ہزار زکوۃ دینا بلا کراہت جائز ہے۔

زکوۃ ادا کرنے کی ایک صورت

اگر زکوۃ کے پیسے گھر میں رکھے ہیں، اور گھر کے باہر کوئی مستحق زکوۃ ضرورتمند مل جائے اور جیب کے پیسوں سے کچھ دیدیں اور گھر آ کر زکوۃ کے پیسوں میں سے لے لیں تو بھی زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۳)

زکوۃ ادا کرنے میں دیر کرنا

ہر سال کی زکوۃ اگلے سال آنے سے پہلے دے دینا چاہیے، اور یہ احتیاط ہے عذر کے بغیر زکوۃ ادا کرنے میں تاخیر کرنا مناسب نہیں بلکہ مکروہ ہے۔(۴)

(محمودیہ ج:۳ص:۳۳)

(۱،۲) وکرہ اعطاء فقیر نصابا........(إلا إذا کان المدفوع الیه (مدیوناأو) کان (صاحب عیال) بحیث (لوفرقه علیهم لایخص کلا)اولایفضل بعددینه (نصاب)فلایکرہ .... الدرالمختارشامی ج:۲ص:۳۵۳،باب المصرف کتاب الزکاة ،عالمگیری ج:۱ ص: ۱۸۸ ، باب المصرف ،بدائع ج:۲ ص:۴۸)

(۳) ولایخرج (المزکی)عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء .شامی ج:۲ص:۲۷۰، البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱ ،فتح القدیرج:۲ص:۱۲۵)

(۴) وتجب علی الفورعند تمام الحول حتی یأثم بتاخیره من غیرعذروفی روایة الرازی علی التراخی حتی یأثم عند الموت والأول أصح .عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۰ ،بدائع ج:۲ص:۲) فتکون الزکاة فریضة وفوریتها واجبة ،فیلزم بتاخیره من غیرضرورة الاثم کماصرح به =

زکوۃ ادا کئے بغیر مرگیا

☆......اگر صاحب نصاب آدمی پر سال گذرنے کے بعد زکوۃ واجب ہوگئی، لیکن وہ زکوۃ ادا کئے بغیر مرگیا اور اسکے ورثاء زندہ ہیں، تو اسکی چند صورتیں ہوسکتی ہیں۔

(الف) اگر اس نے موت سے پہلے زکوۃ دینے کی وصیت کی ہے تو ایک تہائی ترکہ سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

(ب) اور اگر اس نے زکوۃ دینے کی وصیت نہیں کی تو وارثوں کے لئے زکوۃ دینا لازم نہیں ہوگا (۲) البتہ اگر ورثاء بالغ ہیں اور سب خوشی سے اجتماعی یا انفرادی طور پر زکوۃ ادا کردیں گے تو میت پر بہت بڑا احسان ہوگا، اور وہ عذاب سے بچ جائے گا ورنہ عذاب میں گرفتار رہے گا اس لئے سالانہ زکوۃ خود ادا کرے یا کم سے کم وصیت لکھ کے جائے۔(۳)

(ج) اور اگر ورثاء میں کچھ نابالغ ہیں تو اس صورت میں مشترکہ ترکہ سے زکوۃ

= الکرخی والحاکم الشهید فی المنتقی ،وهوعین ماذکره الامام ابوجعفرعن ابی حنیفة انه یکره .شامی ج:۲ص:۲۷۲)

(۱) وفی الخانیة :لوأوصی بأداء الزکاة یجب تنفیذ الوصیة من ثلث ماله ،التاتارخانیة الفصل الحادی عشرفی الاسباب المسقطة للزکاة........ج۲ص:۲۹۶،ادارة القرآن والعلوم الاسلامیه،،الفقه الاسلامی وادلته کتاب الزکاة ج:۲ص:۸۹۵)فتاوی سراجیه ص:۲۵، ط:سعید.

(۲) ......لومات من علیه الزکاة لاتؤخذ من ترکته لفقد شرط صحتها وهوالنیة إلا إذا اوصی بها فتعتبرمن الثلث کسائرالتبرعات .البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱، اذا مات من علیه زکاة سقطت الزکاة عنه بموته .الفتاوی التاتارخانیة ج:۲ص:۲۹۶،ادارة القرآن ،بدائع ج:۲ص:۵۳)

(۳) (قوله یطعم عنه)أی من الثلث لزوما إن أوصی وإلاجوازاً وکذا یقال فیمابعده ،وفی القهستانی أن الزکاة والحج والکفارة من الوارث تجزیه بلاخلاف أی ولوبدون وصیته کماهوالمتبادرمن کلامه ،اماالزکاة فقد نقلناه قبله عن السراج .شامی ج:۲ص:۴۲۶فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم .بدائع ج:۲ص:۵۳،ط:سعید.

ادا کرنا جائز نہیں ہوگا بلکہ مال کو شریعت کے مطابق تقسیم کرنے کے بعد بالغ حضرات اپنے اپنے حصے سے دے سکیں گے اور نابالغ افراد کے حصوں کو امانت کے طور پر محفوظ رکھنا یا ضرورت کے مطابق ان پر خرچ کرنا لازم ہوگا۔(۱)

زکوۃ انشورنس ہے

زکوۃ معذور، اپاہج، بیمار، یتیم، فقیر، غریب اور بیواؤں کی پرورش کا ذریعہ ہے. اور زکوۃ کا نظام مسلمانوں کو کل کی فکر سے بالکل بے نیاز کر دیتا ہے اور یہ تربیت دیتا ہے کہ آج تم پر اللہ کا فضل ہے تم مالدار ہو تو دوسروں کی مدد کرو، خدانخواستہ اگر کل تم نادار اور فقیر ہو گئے تو دوسرے لوگ تمہاری مدد کریں گے تم کو یہ فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی کہ ہم مفلس اور فقیر ہو گئے تو کیا بنے گا، مر گئے تو بیوی بچوں کا کیا حشر ہوگا؟ کوئی ناگہانی مصیبت آجائے، بیمار ہو گئے صاحب فراش ہو گئے، گھر میں آگ لگ گئی، ڈاکہ پڑ گیا، کاروبار تباہ ہو گیا، دکان جل گئی، سیلاب آ گیا، تو ان مصیبتوں سے نکلنے کی کیا صورت ہوگی؟ سفر میں پیسہ ختم ہو گیا، گھر سے فوری طور پر منگوانے یا دوست واحباب سے ادھار لینے کی کوئی صورت نہیں تو گذر بسر کیسے ہوگا وغیرہ وغیرہ تو ان تمام فکروں سے صرف زکوۃ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بے فکر کر دیتی ہے۔

آج مالدار ہونے کی صورت میں سالانہ کم سے کم ڈھائی فیصد زکوۃ نکالے تو کل غریب ہونے کی صورت میں اللہ تعالی اس سے زیادہ کا انتظام فرمائیں گے، کیونکہ بندہ اللہ سے جیسا معاملہ کرتا ہے اللہ تعالی بھی اس سے ویسا ہی معاملہ کرتا ہے۔(۲)

---

(۱) (ولومات فأداها وارثه جاز) في الجوهرة :إذا مات من عليه زكاة أوفطرة او كفارة أونذر لم توخذ من تركته عندنا إلا ان يتبرع ورثته بذلك وهو من أهل التبرع ولم يجبروا عليه وان أوصى تنفذ من الثلث شامي ج:۲ص:۳۸۹،باب صدقة الفطر.بدائع ج:۲ ص: ۵۳، تتارخانية ج:۲ص:۲۹۶)

(۲) التفاوت بين الناس في الارزاق والمواهب وتحصيل المكاسب أمرواقع طاري يحتاج =

زکوۃ ٹیکس نہیں

زکوۃ ٹیکس نہیں بلکہ ایک اعلیٰ ترین عبادت ہے، لہذا زکوۃ کو ٹیکس سمجھنا یا زکوۃ کو ٹیکس سے تعبیر کرنا صحیح نہیں ہے۔(۱)

زکوۃ جس کو دی گئی اس کا ہدیہ قبول کرنا

اگر کسی مالدار نے کسی مستحق زکوۃ آدمی کو زکوۃ دی، یا زکوۃ دیتا رہتا ہے، اور زکوۃ لینے والا مستحق آدمی کوئی چیز ہدیہ کے طور پر اس زکوۃ دینے والے کو دیتا ہے تو زکوۃ دینے والے مالدار آدمی کے لئے وہ ہدیہ لینا درست ہے۔(۲)

زکوۃ دوسرے عنوان سے دینا

مستحق آدمی کو زکوۃ دیتے وقت زکوۃ کو زکوۃ کہہ کر دینا ضروری نہیں بلکہ ہدیہ، گفٹ، تحفہ عطیہ، عیدی، انعام یا قرض کے نام سے دینا جائز ہے، بشرطیکہ دل میں زکوۃ دینے کی نیت ہو۔(۳)

= فی شرع الله إلی علاج (والله فضل بعضکم علی بعض فی الرزق) أی أن الله تعالی فضل بعضنا علی بعض فی الرزق، واجب علی الغنی ان یعطی الفقیرحقا واجبا مفروضا لاتطوعا ولامنة (وفی أموالهم حق معلوم للسائل والمحروم ،وفریضة الزکاة اولی الوسائل لعلاج ذلک التفاوت ،وتحقیق التکافل أوالضمان الاجتماعی فی الاسلام .الفقه الاسلامی وادلته کتاب الزکاة ج:۲ص: ۷۳۱، ۷۳۲،ط:دارالفکر.

(۱) وهوان الزکاة عبادة عندنا ،(بدائع الصنائع ج:۲ص:۴و۵۳،فتح القدیرج:۲ص: ۱۱۶،ط:رشیدیه.

(۲) (وطاب لسیده وإن لم یکن مصرفا) للصدقة (ماادی إلیه من الصدقات فعجز)لتبدل الملک ، وأصله حدیث بریرة "هی لک صدقة ولنا هدیة " (کما فی وارث)شخص (فقیرمات عن صدقة اخذها وارثه الغنی و)کما فی (ابن سبیل اخذها ثم وصل إلی ماله وهی فی یده)أی الزکاة وکفقیراستغنی وهی فی یده فانها تطیب له الخ .شامی ج:٦ ص:۱۱٦، باب موت المکاتب وعجزه وموت المولی)

(۳) ومن اعطی مسکینا دراهم ،وسماها هبة أوقرضاونوی الزکاة فإنها تجزیه وهوالاصح .عالمگیری ج: ۱ص: ۱۷۱،شامی ج: ۲ص: ۲٦۸،البحرج: ۲ص: ۲۱۲)

زکوۃ دیتے وقت کیا کہے

☆ ...... مستحق آدمی کو زکوۃ دیتے وقت کچھ کہنا ضروری نہیں ہے بلکہ دل میں زکوۃ کی ادائیگی کی نیت کرنا ضروری ہے یا پہلے سے اس رقم کو زکوۃ کی نیت سے الگ کرلیا جائے۔(۱)

☆ ...... یا یہ کہے کہ اس رقم سے میری طرف سے بچوں کے کپڑے بنوا دینا، اور دل میں زکوۃ کی نیت کرنا۔

☆ ...... یا کہے یہ ہدیہ اور گفٹ ہے۔(۲)

☆ ...... یا یہ کہے کہ یہ قرض ہے لیکن بعد میں رقم واپس کرے تو واپس نہ لیں بلکہ یہ کہے کہ معاف کردیا۔(۳)

زکوۃ دے کر احسان جتلانا

بعض افراد مستحق لوگوں کو زکوۃ دینے کے بعد احسان بھی جتلاتے ہیں کہ میں نے آپ کو زکوۃ کی اتنی رقم دی اور آپ میرا فلاں کام نہیں کر رہے ہیں، اسطرح احسان جتلانا صحیح نہیں، ایسی صورت میں زکوۃ اللہ کے دربار میں قبول نہیں ہوگی اور اجر سے محروم رہے گا۔(۴)

زکوۃ دینا جائز ہے

زکوۃ ہر اس مسلمان شخص کو دینا جائز ہے، جس کی ملکیت میں نصاب کے برابر

(۱،۲،۳) أیضا

(۴) قال ابن جزی المالکی :ممنوعات الزکاۃ ثلاثۃ .۱:ان تبطل بالمن والأذی ؛لأن المن بالصدقۃ یحبطھا ای منع ثوابھا لأیۃ :یاأیھا الذین امنوا لاتبطلوا صدقاتکم بالمن والأذی کذلک لایستعظم مقدارھا ؛،لأن ذلک محبط للاعمال الفقہ الاسلامی وادلتہ ج:۲ ص:۸۹۶،دارالفکر بیروت.

مال یا رقم یا سونا چاندی نہ ہو اور وہ سید نہ ہو۔(۱)

زکوۃ دینے کے لئے شوہر کی اجازت

☆...... بیوی کی ذاتی ملکیت کی چیزوں سے زکوۃ دینے کیلئے شوہر سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں، بیوی اپنی مرضی سے جس فقیر کو چاہے زکوۃ دے سکتی ہے۔(۲)

☆...... اگر زیور شوہر کا دیا ہوا ہے، اور اس نے بیوی کو مالک بنا کر دیدیا ہے یا گفٹ کے طور پر دیا ہے، یا مہر میں دیا ہے تو ان صورتوں میں زیور کی مالک بیوی ہے شوہر نہیں، اور بیوی کے لئے اپنی ملکیت کے زیور وغیرہ کی زکوۃ دینے کے لئے شوہر کی اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہوگی۔(۳)

☆......والدین نے جو زیورات جہیز میں دئے اسکی مالک لڑکی ہے(۴) اس کا شوہر نہیں اسی طرح جہیز کی تمام چیزوں کی مالک بیوی ہے شوہر نہیں، عام طور پر شوہر سمجھتے ہیں کہ جہیز ان کا حق ہے یہ بالکل غلط ہے، لہذا جہیز میں دیئے گئے زیورات کی زکوۃ دینا بیوی پر لازم ہے شوہر پر نہیں، اور بیوی کے لئے زکوۃ ادا کرنے کے لئے شوہر سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔(۵)

---

(۱) ویجوزدفعها الی من یملک اقل من النصاب وان کان صحیحا مکتسبا کذا فی الزاهدی (عالمگیری بیروت ،باب المصرف کتاب الزکاة ج:۱ص:۱۷۷، ج:۱ ص:۱۸۹، ط:ومکتبه ماجدیه

(۲،۳،۵) الزکاة واجبة علی الحرالعاقل البالغ المسلم إذا بلغ نصابا ملکا تاما وحال علیه الحول .(الفتاوی التاتارخانیة ج:۲ص:۲۱۷،کتاب الزکاة .ادارة القرآن .فتح القدیرج:۲ ص:۱۱۲، ان الزکوة عبادة عندنا ،والعبادة لاتتأدی إلاباختیارمن علیه اما بمباشرته بنفسه أوبأمره وانابته غیره فیقوم النائب مقامه ،فیصیرمودیا بید النائب .(بدائع الصنائع ج:۲ ص:۵۳،کتاب الزکوة

(۴) قلت:وسالت عن المرأة هل تصیرغنیة بالجهازالذی تزف به إلی بیت زوجها؟والذی یظهر ممامران ماکان من اثاث المنزل وثیاب البدن وأوانی الاستعمال ممالابد لأمثالها منه فهومن الحاجة الأصلیة ،ومازاد علی ذلک من الحلی والأوانی والأمتعة التی یقصد بها الزینة إذا بلغ نصابا تصیربه غنیة الخ .شامی ج:۲ص۳۴۸،مطلب فی جهازالمرأة هل تصیربه غنیة .

☆......اگر شوہر نے بیوی کو زیور بنا کر دیا لیکن مالک بنا کر نہیں دیا بلکہ استعمال کے لئے کہہ کر دیا ہے یا شوہر کی برادری کا عرف ہے کہ بیوی کو جو زیور دیا جاتا ہے وہ مالک بنا کر نہیں دیا جاتا بلکہ صرف استعمال کے لئے دیا جاتا ہے تو ان صورتوں میں زیورات کا مالک شوہر ہے بیوی نہیں ہے ایسی حالت میں ان زیورات کی زکوۃ ادا کرنے کی ذمہ داری شوہر پر ہے، بیوی پر نہیں، اگر شوہر اسکی زکوۃ ادا نہیں کرے گا تو وہ گنہگار ہوگا بیوی گنہگار نہیں ہوگی کیونکہ وہ مالک نہیں ہے، اگر بیوی ایسے زیورات کی زکوۃ دینا چاہتی ہے تو شوہر سے اجازت لے کر زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا ورنہ اجازت کے بغیر زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۱)

زکوۃ دی یا نہیں شک ہو جائے

اگر کسی شخص کو زکوۃ کی ادائیگی میں شبہ ہو، اور یہ معلوم نہ ہو کہ زکوۃ دی یا نہیں تو احتیاطاً دوبارہ زکوۃ دیدینا چاہئے۔(۲)

زکوۃ زیادہ ادا کرنا

جتنی زکوۃ واجب ہے اس سے زیادہ دینا جائز ہے، زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی اور ثواب بھی زیادہ ملے گا۔(۳)

(۱) لوأدی زکاة غیره بغیرامره فبلغه فأجازلم یجز؛لأنها وجدت نفاذا علی المتصدق لانها ملکه ولم یصرنائبا عن غیره فنفذت علیه ،شامی ج:۲ص۲۶۹،البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۱۰،ولوتصدق عن غیره بغیرأمره ، فإن تصدق بمال نفسه ، جازت الصدقة عن نفسه ولاتجوزعن غیره وان أجازه ورضی به الخ .بدائع الصنائع ج:۲ص:۴۱)

(۲) ولوشک رجل فی الزکاة فلم یدرأزکی أولم یزك فانه یعیدها ،کذا فی المحیط والسراجیه ،والبحرالرائق .ناقلا عن الواقعات ،(فتاوی عالمگیری بیروت ،مسائل شتی ج:۱ص:۱۶۹، ج:۱ص:۱۸۰،ومکتبه ماجدیه.البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۲،ط:سعید.

(۳) فتاوی دارالعلوم دیوبندج:۶ص:۱۷،فلوعجل شاة من أربعین وحال الحول وعنده تسعة وثلاثون ،فإن کان دفعها للفقیروقعت نفلا،الخ شامی ج:۲ص:۲۹۳)

زکوۃ سے بچنے کے لئے مال کا ہبہ کرنا

☆......اگر کوئی شخص زکوۃ ساقط کرنے کی نیت سے یہ حیلہ کرے کہ زکوۃ کا سال جب ختم ہونے کے قریب آئے تو وہ مال کسی کو ہبہ کر دے اور سال ختم ہونے کے بعد پھر ہبہ کیا ہوا مال واپس لے لے تو اس صورت میں زکوۃ ساقط ہو جائے گی مگر ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے، کیونکہ اس میں فقیروں کا نقصان ہے اور زکوۃ کا دروازہ بند کرنا اور اللہ کی نعمت کی ناشکری لازم آتی ہے۔(۱)

اس قسم کے حیلہ پر کارل مارکس نے بھی اعتراض کیا ہے۔

☆......اگر کسی نے مثلاً زکوۃ والا مال دس مہینے تک اپنے پاس رکھ کر کسی کو ہبہ کر دیا، پھر چند روز کے بعد اس سے واپس لے لیا تو اب دو مہینے گذرنے کے بعد زکوۃ واجب نہیں ہوگی بلکہ واپس لینے کے بعد از سر نو پورا سال گذر جانے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی اس سے پہلے نہیں۔(۲)

زکوۃ سے تنخواہ دینا

☆......زکوۃ کی رقم کسی مستحق آدمی کو بلا عوض مالک بنا کر دینا ضروری ہے ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوتی، اس لئے زکوۃ کی رقم سے تنخواہ دینا جائز نہیں کیونکہ تنخواہ خدمت کے عوض میں دی جاتی ہے، اور عوض میں زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔(۳)

---

(۱) یحرم التاویل لاسقاط الزکاۃ کان یھب المال المزکی لفقیرثم یشتریه منه ، اویھبه لقریب قبل حولان الحول ثم یسترده منه فیھا بعد. الفقه الاسلامی وادلته .ج:۲ ص: ۸۹۳، دار الفکر بیروت.

(۲) أیضا

(۳) کتاب الزکاۃ .ھی تملیک جزء مال عینه الشارع من مسلم فقیرغیرھاشمی ولامولاہ مع قطع المنفعة عن المملک من کل وجه ،،تنویرالابصارشامی ج:۲ ص:۲۵۶، ۲۵۸، البحر ج:۲ص:۲۰۱ ،ھندیه ج:۱ ص:۱۷۰ .ولونوی الزکاۃ بمایدفع المعلم الی الخلیفة ولم یستأجره إن کان الخلیفة بحال لولم یدفعه یعلم الصبیان ایضا اجزاہ وإلافلا،عالمگیری ج:۲ص:۱۹۰ ،شامی ج:۲ ص:۳۵۶،تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۸،ط:ادارۃ القرآن.

☆......مسجد، مدارس، اور فلاحی ادارے اور برادری کی جماعت والوں کے لئے ملازمین کو زکوۃ کی رقم سے تنخواہ دینا جائز نہیں ہے۔(۱)

زکوۃ سے روزینہ مقرر کرنا

کسی مستحق آدمی کو روزانہ یا ماہانہ یا سالانہ کے حساب سے زکوۃ کی چیزیں دینا جائز ہے اس سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۲)

زکوۃ سے کسی کا قرض ادا کرنا

☆......اگر کوئی شخص کسی مستحق آدمی کا قرض زکوۃ کی رقم سے ادا کرنا چاہے تو اس کی صورت یہ ہے کہ قرض کی رقم مستحق آدمی کو دیدے پھر اس سے کہے کہ قرض ادا کردے، یا اس سے لے کر قرض ادا کردے اس طرح زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی اور قرض بھی ادا ہو جائے گا۔(۳)

☆......اگر کوئی شخص مستحق آدمی کو زکوۃ کی رقم دیئے بغیر یا مستحق آدمی کے بغیر اپنی طرف سے زکوۃ کی رقم سے مستحق آدمی کا قرض ادا کرے گا تو قرض ادا ہو جائے گا زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۴)

---

(۱) أیضا

(۲) (اومقارنة بعزل ماوجب) کله اوبعضه ،الدر المختار شامی ج:۲ص:۲۷۰،کتاب الزکاة ولایخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء .البحر الرائق ج:۲ص:۲۱۱،فتح القدیر ج:۲ص:۱۲۵)

(۳،۴) ولوقضی دین حی فقیرإن قضی بغیرأمره لم یجزلانه لم یوجد التملیک من الفقیرلعدم قبضه وان کان بامره یجوزعن الزکاة لوجود التملیک من الفقیرلانه مما امره به صارو کیلاعنه فی القبض فصار کان الفقیرقبض الصدقة بنفسه (بدائع الصنائع کتاب الزکاة فصل وامارکن الزکاة ج:۲ص:۳۹)کذا فی المحیط البرهانی کتاب الزکاة الفصل السابع عشر ج:۳ص:۲۶۸،مسئله نمبر:۲۹۱۴.

زکوۃ کا عملی ثبوت

☆ ......زکوۃ دینا اس بات کا عملی ثبوت ہے کہ بندہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اپنا نہیں سمجھتا بلکہ سب کچھ اللہ ہی کا سمجھتا ہے اور اسپر پختہ یقین رکھتا ہے، اور اسکی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے وہ مال کو قربان کرتا ہے۔

☆ ...... بندہ زکوۃ دے کر اللہ تعالی سے اپنی بندگی کا تعلق ظاہر کرتا ہے۔

☆ ......زکوۃ کے ذریعے پریشان حال بندوں کی خدمت اور مدد ہوتی ہے۔

☆ ...... مال کی محبت اور دولت پرستی جو ایمان کُش اور انتہائی مہلک اور خطرناک روحانی بیماری ہے، زکوۃ اس کا علاج ہے، اور اسکے گندے اور زہریلے اثرات سے نفس کو پاک کرنے کا ذریعہ ہے۔(۱)

زکوۃ فرض ہونے کے بعد مقروض ہوگیا

اگر صاحب نصاب آدمی پر زکوۃ فرض ہونے کے بعد قرض ہوگیا تو اس سے زکوۃ ساقط نہیں ہوگی، اور اس آدمی پر سابقہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

زکوۃ کا ثبوت

زکوۃ ۲ھ میں فرض ہوئی، اللہ تعالی نے قرآن مجید میں فرمایا" واتوا الزکوۃ" یعنی زکوۃ ادا کرو۔(۳)

اور حدیث میں ایک نہیں بہت ساری احادیث ہیں ان میں سے ایک حدیث یہ

(۱) معارف الحدیث ج:۴ص:۲۰

(۲) قوله فارغ عن دين ....وهذا إذا كان الدين فى ذمته قبل وجوب الزكاة ، فلولحقه بعده لم تسقط الزكاة ؛لأنها ثبتت فى ذمته فلايسقطها ما لحق من الدين بعد ثبوتها .شامی ج:۲ص:۲۶۰،كتاب الزكاة .

(۳)كتاب الزكاة ...... وفرضت فى السنة الثانية قبل فرض رمضان ،الدرالمختار،شامی ج: ۲ ص:۲۵۶ .ط:سعيد.الفقه الاسلامى وادلته ج: ۱ ص:۵۹۰ .

ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے ان میں سے ایک زکوۃ ہے۔(۱)

اور تمام امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ زکوۃ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے۔(۲)

زکوۃ کا حکم قرآن مجید میں نماز کے ساتھ بتیس ۳۲ جگہ پر آیا ہے۔(۳)

زکوۃ کا حساب

زکوۃ کے لئے روزانہ کا حساب رکھنا ضروری نہیں ہے، صرف سالانہ حساب کرنا ضروری ہے سال میں چاند کی ایک تاریخ مقرر کر لی جائے مثلاً یکم رمضان المبارک کو مقرر کرلیا جائے اس دن پوری دکان کے قابل فروخت سامان کا جائزہ لے کر اس کی مالیت کا تعین کرلیا جائے، اور اس کے مطابق زکوۃ ادا کر دی جائے، یا جس تاریخ کو دکان، کاروبار، کارخانہ وغیرہ شروع کیا تھا، ہر سال اسی تاریخ کو زکوۃ نکالنے کے لئے حساب کرلیا جائے۔(۴)

---

(۱) عن عبداللہ بن عمررضی اللہ عنهما قال :قال رسول اللہ ﷺ بنی الاسلام علی خمس شهادة ان لااله الا اللہ وأن محمدا عبده ورسوله واقام الصلوة وایتاء الزکاة ،وصوم رمضان وحج البیت.بخاری ج:١ ص:١٣ باب اداء الخمس من الإیمان ،قدیمی،مسلم ج:١ ص: ٣٢.باب بیان ارکان الاسلام .

(۲) الزکاة من ارکان الاسلام الخمس وفرض عین علی من توفرت فیه الشروط الآتیة وقد فرضت فی السنة الثانیة من الهجرة وفرضیتها معلومة من الدین بالضرورة بدلیل الکتاب و السنة و الاجماع .الفقه علی المذاهب الاربعة ج١ص:٥٩٠ . فالدلیل علی فرضیتها الکتاب و السنة والاجماع والمعقول .بدائع الصنائع ج:٢ص:٢ کتاب الزکوة .

(۳) قال فی الدرالمختار:رقرنه بالصلوة فی اثنین وثمانین موضعا فی التنزیل.ج٢ص:٢٥٦، کتاب الزکوة ایچ ایم سعید ، کذا فی البحرالرائق کتاب الزکاة ج:٢ ص: ٢٠١ ط: سعید)

(۴) (وسببه) سبب افتراضها (ملک نصاب حولی).(الدرالمختارشامی ج:٢ص:٢٥٩، البحر الرائق ج:٢ص:٢٠٢،هندیه ج:١ص:١٧٣)

زکوۃ کا حکم

زکوۃ کا حکم مکہ مکرمہ میں نازل ہوا البتہ نصاب اور مقدار زکوۃ کا بیان ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں ہوا، اور زکوۃ کی وصول یابی کا نظام فتح مکہ کے بعد عمل میں آیا۔(۱)

زکوۃ کا علم

☆...... جب کوئی عاقل بالغ مرد یا عورت زکوۃ کے نصاب کا مالک ہوتا ہے تو اس کے لئے زکوۃ کے مسائل اور احکام کا جاننا فرض ہوجاتا ہے اگر اس میں کوتاہی کرے گا تو بہت بڑا گنہگار ہوگا۔(۲)

☆......اور اگر کوئی شخص نصاب کا مالک نہیں ہے تو اس آدمی کے لئے زکوۃ کے مسائل کا علم حاصل کرنا فرض تو نہیں ہوگا البتہ زکوۃ فرض ہے اس کا عقیدہ رکھنا اور اس پر ایمان لانا لازم ہوگا۔(۳)

زکوۃ کا مستحق کون ہے

جس مسلمان آدمی کے پاس اسکی ضرورت اصلیہ سے زائد نصاب کے برابر سونا، چاندی، مال اور پیسہ نہ ہو، اس کو زکوۃ دینا اور اس کے لئے ضرورت کے مطابق زکوۃ لینا جائز ہے۔

---

(۱) وقيل ان الزكاة فرضت بمكة من غيرتعين الانصباء والذى فرض بالمدينة تعيين الانصباء .روح المعانى سورة مزمل آيت:۲۹ .ج:۲۹، ص:۱۱۴، ط:احياء التراث العربى .

(۲) وفرض على كل مكلف ومكلفة بعد تعليمه علم الدين والهداية تعلم علم الوضوء و الغسل والصلاة والصوم ،وعلم الزكاة لمن له نصاب الخ .(الفتاوى الشامية ج:۱ ص:۴۲،ايچ ايم سعيد ،كراچى)

(۳) (قوله هوتصديق الخ) معنى التصديق قبول القلب ، واذعانه لما علم بالضرورة أنه من دين محمد ﷺ بحيث تعلمه العامة من غيرافتقارإلى نظرواستدلال كالوحدانية والنبوة و البعث والجزاء ،ووجوب الصلاة والزكاه الخ ،شامى ج:۴ص: ۲۲۱،باب المرتد،ط:ايچ ايم سعيد ،كراچى)

اور ضرورت اصلیہ میں رہنے کا مکان ، استعمال کے برتن ، کپڑے، فریج، واشنگ مشین، سلائی مشین، فرنیچر ٹیلیفون اور موبائل وغیرہ سب داخل ہیں۔(۱)

نصاب یعنی سونا ساڑھے سات تولہ (۸۷گرام ۴۷۹ ملی گرام) یا چاندی ساڑھے باون تولہ (۶۱۲ گرام، ۳۵ ملی گرام) یا اسکی قیمت جس کے پاس ہو، اور وہ قرض دار بھی نہ ہو، نہ اسکو زکوۃ لینا جائز ہے نہ لوگوں کے لئے جان بوجھ کر ایسے آدمی کو زکوۃ دینا جائز ہے

اسی طرح وہ شخص جس کے پاس کچھ چاندی یا کچھ پیسے نقد ہیں یا چاندی یا نقد کے ساتھ تھوڑا سا سونا ہے، اور سب کی قیمت یکجا کرنے سے ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو جاتا ہے تو وہ بھی صاحب نصاب ہے، اسکو زکوۃ دینا اور لینا جائز نہیں ہے۔(۲)

زکوۃ کا معنی

زکوۃ کا معنی لغت میں بڑھنا اور پاک ہونا ہے، امام راغب اصفہانی نے فرمایا: کہ زکوۃ اس معنوی زیادتی کو کہتے ہیں جو اللہ کی جانب سے برکت کے طور پر ہوتی ہے اور اصطلاح میں زکوۃ مال کے اس حصہ کو کہا جاتا ہے، جس کا اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

(۱) ویجوزدفعها الی من یملک اقل من النصاب وان کان صحیحا مکتسبا کذا فی الزاهدی.(فتاوی عالمگیری باب المصرف کتاب الزکاة ج: ا ص: ۱۸۹، ط:ماجدیه کوئٹه. البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۰، شامی ج:۲ ص: ۳۳۹، بدائع ج:۲ ص:۴۸، تتارخانیة ج:۲ ص: ۲۷۵. والشرط أن یکون فاضلا عن حاجته الاصلیة وهی مسکنة واثاث مسکنه وثیابه و خادمه ومرکبه وسلاحه ....فتاوی عالمگیری ج: ا ص:۱۷۳، الفصل الاول، ط: رشیدیه.البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۶ شامی ج:۲ ص: ۲۶۲ ،فتح القدیر ج:۲ ص: ۱۱۹)

(۲) ولایجوزدفع الزکاة الی من یملک نصابا ای مال کان دنانیراودراهم اوسوائم اوعرضا للتجارة اولغیرالتجارة فاضلا عن حاجته فی جمیع السنة کذا فی الزاهدی .(هندیه الباب السابع فی المصارف ج: ا ص: ۱۸۹ .المحیط البرهانی الفصل الثامن المتعلقة بمن یوضع فیه الزکاة ج:۳ص: ۲۰۹، ادارة القرآن ،تتارخانیة ج:۲ ص:۲۷۵،ادارة القرآن)

انسان پر فرض کیا گیا ہے۔یعنی اپنے مال میں سے شریعت کی جانب سے مقرر کردہ ایک خاص مقدار کا کسی مسلمان فقیر وغریب غیر سید کو خالص اللہ کی رضا کیلئے بلاعوض مالک بنا کردینا۔(۱)

زکوۃ کا مقصد

مال ودولت صرف ایک آدمی کے پاس منجمد نہ رہے بلکہ سب کے پاس گردش کرتا رہے اور یہ مال قوم کے تمام افراد میں پھیلے اور تقسیم ہو جیسے وراثت کے قانون سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ایک آدمی کے انتقال کے بعد اس کا مال بہت سارے وارثوں میں پھیل جاتا ہے اور تقسیم ہوجاتا ہے۔

زکوۃ کا مکان ان شرائط کے ساتھ دینا

☆......زکوۃ کی رقم سے تعمیر کیئے گئے فلیٹ حسب ذیل شرائط پر مستحق لوگوں کو دینا۔

(الف) یہ فلیٹ کم ازکم پانچ سال تک مستحق آدمی کسی کو فروخت نہیں کرسکتا۔

(ب) متعلقہ فلیٹ مستحق آدمی کو استعمال کے لئے دیا جارہا ہے اس میں مستحق آدمی کرایہ دار نہیں رکھے گا، پگڑی پر نہیں دے گا دوسرے آدمی کو استعمال کے لئے بھی نہیں دے گا۔

(ج) اگر مستحق آدمی نے یہ فلیٹ کسی کو پگڑی پر یا کرایہ پر دیا تو اسکی اطلاع جماعت اور برادری کو ملنے پر فلیٹ کا حق منسوخ کردیا جائے گا۔

(د) فلیٹ کی رقم جو جماعت مقرر کرے وہ ہرماہ ادا کرکے اسکی رسید حاصل کرنی ہوگی۔

---

(۱) کتاب الزکاۃ (ھی) لغة الطهارة والنماء وشرعا تمليک جزء مال عينه الشارع من مسلم فقيرغيرهاشمي ولامولاه مع قطع المنفعة عن المملک من کل وجه لله تعالى. الدر المختارشامي ج:۲ص:۲۵۶،۲۵۸ .البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۱ . هنديه ج:۱ ص:۱۷۰)

(ہ) اس فلیٹ کو دوسرے فلیٹ سے بدلنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

(و) یہ عمارت جماعت کے قبضہ میں رہے گی۔

(ز) فلیٹ کو بیچنے کے لئے جماعت سے اجازت لینی ہوگی۔

(ح) ان شرائط کے علاوہ جماعت کی جانب سے عمل میں آنے والے نئے احکامات اور شرائط کو مان کر ان پر بھی عمل کرنا ہوگا۔

(جواب) ان شرائط کے ساتھ اگر کسی مستحق آدمی کو زکوۃ کی رقم سے فلیٹ یا مکان بنا کر دیا گیا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔

زکوۃ ادا ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ جن لوگوں کو یہ فلیٹ دیئے جائیں ان کو مالک بنا کر دیا جائے، اور ملکیت کے کاغذات کے ساتھ ان کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں کہ یہ لوگ ان فلیٹوں میں جیسے چاہیں جائز طور پر مالکانہ تصرف کریں اور جماعت کی طرف سے ان پر کوئی پابندی نہ ہو، اگر ان کو مالکانہ حقوق نہیں دیئے جائیں گے تو زکوۃ دینے والوں کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اور ایسے لوگوں پر ضروری ہوگا کہ اپنی زکوۃ دوبارہ ادا کریں۔(۱)

زکوۃ کس قسم کے مال پر فرض ہے

زکوۃ صرف اس مال پر فرض ہے جو عادۃً بڑھتا رہتا ہے، جیسے مال تجارت یا مویشی یا سونا چاندی، کیونکہ سونے چاندی کو اسلام نے تجارت ہی کا ذریعہ قرار دیا ہے خواہ کوئی اسکو زیور بنا کر رکھے، یا سونا چاندی کے ٹکڑے بنا کر رکھے، ہر حال میں وہ

(۱) اما تفسیرھا فھی تملیک المال من فقیر مسلم غیر ھاشمی ولا مولاہ بشرط قطع المنفعة عن المملک من کل وجه لله تعالی .(عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۷۰ ،شامی ج: ۲ ص: ۲۵۶ ـ ۲۵۸ ،البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۰۱ ،ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة .الدر المختار شامی ج: ۲ ص: ۳۴۴ ،باب المصرف البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۴۳ ،تتارخانیة ج: ۲ ص: ۲۷۲)

تجارت کا مال ہے، اسی لئے سونے چاندی پر خواہ وہ کسی صورت میں ہو زکوۃ فرض ہوتی ہے اگر نصاب کے برابر یا زیادہ ہے۔

ان تین قسموں کے اموال کے علاوہ ذاتی مکان دکان، برتن، فرنیچر اور دوسرے گھریلو سامان، ملوں اور کارخانوں کی مشینری، جواہرات خواہ کتنی قیمت کے ہوں اگر تجارت کے لئے نہیں تو ان پر زکوۃ فرض نہیں، ہاں اگر ان میں سے کوئی ایک چیز بھی فروخت کی نیت سے خریدی ہے اور اسکی قیمت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اس پر زکوۃ فرض ہوگی۔(۱)

زکوۃ کس کو دے

امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''احیاء العلوم'' میں لکھا ہے کہ زکوۃ وغیرہ دینے کے لئے ایسے دیندار لوگوں کو تلاش کرے جو دنیا کی طمع وطلب کو چھوڑ کر آخرت کی تجارت میں مشغول ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ارشاد ہے کہ'' تم پاک غذاء کھاؤ اور پاک لوگوں کو کھلاؤ، نیز یہ بھی آپ کا ارشاد ہے کہ نیک کام کرنے

---

(۱) وملک نصاب حولی فارغ عن الدین وحوائج الاصلیة نام ولوتقدیرا .(البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۲ کتاب الزکوۃ شامی ج:۲ص:۲۵۹،۲۶۲،ھندیه ج:۱ ص:۱۷۳)

(ومنها کون المال نامیا لان معنی الزکاة هوالنماء لایحصل الامن المال النامی ولسنا نعنی به حقیقة النماء لان ذلک غیرمعتبروانمانعنی به کون المال معدا للاستمناء بالتجارة ....والتجارة سبب لحصول الربح فیقام مقام المسبب.......والتجارة فی اموال التجاة الأن الاعداد للتجارة المطلقة من الذهب والفضة ثابت باصل الخلقة لانها لاتصلح للانتفاع باعیانها فی دفع الحوائج الاصلیة فلاحاجة الی الاعداد من العبد للتجارة بالنیة اذا النیة للتعین وهی متعینة للتجارة باصل الخلقة فلاحاجة الی التعیین بالنیة فتجب الزکاة فیها نوی التجارة اولم ینوأصلا أونوی النفقة .(بدائع الصنائع ج:۲ص:۱۱،فصل اما شرائط التی ترجع الی المال ،ایچ ایم سعید کراچی) ولیس فی دورالسکنی وثیاب البدن واثاث المنازل ودواب الرکوب وعبید الخدمة وسلاح الاستعمال زکاة لأنها مشغولة بحاجته الأصلیة و لیست بنامیة ایضا.شامی ج۲ ص:۲۶۲، البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۶،ھندیه ج:۱ ص:۱۷۳)

والے ہی کو اپنا کھانا کھلاؤ، کیونکہ وہ لوگ اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہیں، جب وہ لوگ تنگدست ہوتے ہیں تو ان کی توجہ ہٹ جاتی ہے، لہذا جن لوگوں کی توجہ دینا کی طرف ہے ایسے ہزاروں افراد کو زکوۃ دینے سے ایسے ایک آدمی کو زکوۃ دینا بہتر ہے جس کی توجہ اللہ تعالی کی طرف ہو اور پرہیز گاروں میں سے بھی ایسے اہل علم کو خاص کر دیں جو اپنے علم سے صرف اللہ کی رضا کے لئے لوگوں کو نفع پہنچا رہے ہیں، اور مذہب اسلام کی پختگی اور دینی علوم کی اشاعت اور تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں، کیونکہ علم پڑھنا پڑھانا تمام عبادتوں سے افضل عبادت ہے۔(۱)

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ ہمیشہ اپنی زکوۃ وخیرات اہل علم پر ہی خرچ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ "میں نبوت کے درجہ کے بعد علماء کے درجہ سے افضل کسی کا مرتبہ نہیں دیکھتا ہوں، کیونکہ اگر اہل علم تنگدست ہوں گے تو دین کی خدمت نہیں ہو سکے گی جس کی وجہ سے دینی کام میں نقص آجائے گا، لہذا علمی خدمت کے لئے ان کو فارغ اور بے فکر کر دینا چاہیے، یہ سب سے افضل اور بہتر ہے۔(۲)

---

(۱) الاولى ان يطلب الاتقياء المعرضين عن الدنيا المتجردين لتجارة الأخرة قال ﷺ لاتأكل الا طعام تقى ولاياكل طعامك الاتقى وهذا لان التقى يستعين به على التقوى فتكون شريكا له فى طاعته بإعانتك اياه وقال ﷺ اطعموا طعامكم الاتقياء واولومعروفكم المؤمنين .(احياء العلوم كتاب اسرارالزكاة الفصل الثانى الوظيفة الثامنه ج:١ص:١٥٢، ط:نول كشور.ج:١ص:٢٨٩،دارالخيردمشق)

(۲) الصفة الثانية ان يكون من اهل العلم خاصة فان ذلك اعانة لهم على العلم والعلم اشرف العبادات مهما صحت فيه النية وكان ابن المبارك يخصص بمعروفه اهل العلم، فقيل له لوعممت فقال:انى لاعرف بعد مقام النبوة أفضل من مقام العلماء فاذا اشتغل قلب أحدهم بحاجته لم يتفرغ للعلم ولم يقبل على التعلم فتفريغهم للعلم أفضل .(احياء العلوم ج:١ص:١٥٢،نولكشوروج:١ص:٢٩٠،دارالخيردمشق)

زکوۃ کو رمضان تک روکنا

☆......مثلاً اگر کسی آدمی کا سال رمضان سے چار ماہ پہلے پورا ہو گیا ہے اور وہ شخص رمضان المبارک میں زکوۃ ادا کرنا چاہے تو اسکی صورت یہ ہے کہ ایک سال کی زکوۃ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ مزید چار ماہ کی زکوۃ بھی حساب کر کے ادا کرے تو آئندہ کے لئے رمضان سے رمضان تک حساب رکھنا درست ہوگا۔

اور اگر درمیان کے چار مہینے کی زکوۃ ادا نہیں کی گئی اور رمضان سے رمضان تک حساب جاری رکھا تو یہ غلط ہوگا اور زکوۃ اس آدمی کے ذمے میں رہ جائے گی موت کے بعد عذاب کا سبب بنے گا۔

☆......کبھی ایسا ہوتا ہے کہ رمضان سے مثلاً چار ماہ کے بعد سال ختم ہوتا ہے، لیکن یہ شخص چار ماہ پہلے رمضان المبارک میں زکوۃ ادا کر کے اپنے آپ کو سبکدوش اور بری الذمہ سمجھ لیتا ہے تو یہ ہر حالت میں درست نہیں بعض صورتوں میں درست اور بعض صورتوں میں درست نہیں بلکہ غلط ہے۔

درست صورت یہ ہے کہ رمضان المبارک میں جتنی مقدار مال سے زکوۃ نکالی ہے، اگر چار ماہ گذرنے کے بعد سال کے اختتام پر اتنی ہی مقدار مال رہا ہے اس میں بالکل اضافہ نہ ہوا تو جو زکوۃ نکالی گئی وہ صحیح ہے۔

اور اگر رمضان المبارک میں زکوۃ نکالنے کے بعد چار ماہ کے بعد سال کے اختتام پر نصاب میں اصافہ ہوا ہے تو اضافی مقدار سے بھی حساب کر کے زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔

مثلاً ایک آدمی کا سال ذی الحجہ میں ختم ہوتا ہے، اور اس نے سال مکمل ہونے سے تین ماہ پہلے رمضان المبارک میں زکوۃ ادا کر دی، اور رمضان المبارک میں اسکے

پاس ایک لاکھ کی رقم تھی اورزکوۃ کی مقدار ڈھائی ہزار تھی اوراس نے ادا کردی، پھر تین مہینے گذرنے کے بعد ذی الحجہ کے اختتام پر دولاکھ کی رقم تھی تو اس صورت میں پانچ ہزار زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا اوراس نے ڈھائی ہزار ادا کی تو اس کو مزید ڈھائی ہزار ادا کرنا لازم ہوگا۔

اس لئے سال پورا ہونے پر نصاب کوضرور دیکھا جائے ، اور سال پورا ہونے سے پہلے رمضان المبارک میں جوزکوۃ ادا کی گئی اس کو نوٹ کر کے رکھے پھر سال پورا ہونے پر اگر رقم کا اضافہ ہوا ہے تو زائد رقم کی زکوۃ ادا کردے۔

اوراگر سال رمضان سے پہلے رجب میں پورا ہوگیا اورزکوۃ رمضان میں دینا چاہے تو دوصورتیں ہیں، اگر رجب اور رمضان المبارک میں مال کی مقدار برابر ہے توزکوۃ کی مقدار ایک ہوگی، مثلا رجب میں بھی ایک لاکھ اور رمضان میں بھی بدستور ایک لاکھ کی رقم رہی تو زکوۃ ڈھائی ہزار لازم ہوگی۔

اوراگر رجب میں ایک لاکھ تھا اور رمضان میں دولاکھ ہوگئے تو ایک لاکھ کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا دولاکھ کی نہیں۔

اوراگر رجب میں دولاکھ تھے اور رمضان میں ایک لاکھ ہوگیا اور رمضان میں ایک لاکھ کی زکوۃ ادا کی تو سبکدوش نہیں ہوگا بلکہ رجب کے اعتبار سے دولاکھ کی زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔(۱)

---

(۱) ویجوزتعجیل الزکوۃ بعد ملک النصاب ولایجوزقبلہ وانمایجوزالتعجیل بثلاثۃ شروط احدھا ان یکون الحول منعقدا علیہ وقت التعجیل.والثانی ان یکون النصاب الذی ادی عنہ کاملا فی آخرالحول. والثالث ان لایفوت اصلہ فیما بین ذلک فاذا کان لہ النصاب من الذھب والفضۃ اوأموال التجارۃ اقل من المأتین فعجل الزکاۃ ثم کمل النصاب اوکانت لہ مائتا درھم اوعروض للتجارۃ قیمتھا مائتا درھم فتصدق بالخمسۃ عن الزکاۃ وانتقص النصاب حتی حال علیہ الحول والنصاب ناقص اوکان النصاب کاملا وقت التعجیل ثم ھلک جمیع المال صارماعجل بہ تطوعا .(فتاوی عالمگیری کتاب الزکاۃ الباب الاول =

زکوۃ کو زکوۃ کہہ کر دینا

مستحق زکوۃ آدمی کو زکوۃ دیتے وقت زکوۃ کو زکوۃ کہہ کر دینا ضروری نہیں، صرف دل میں زکوۃ دینے کی نیت کرنا یا اس رقم کو پہلے سے زکوۃ کی نیت سے الگ کرنا ضروری ہے، باقی زکوۃ دیتے وقت یہ کہہ سکتا ہے کہ ہدیہ، گفٹ، انعام، عیدی یا عطیہ ہے یا قرض دیتا ہوں وغیرہ۔(۱)

زکوۃ کی ادیگی میں تاخیر کرنا

☆...... جب صاحب نصاب آدمی کے مال وغیرہ پر پورا سال گذر جائے تو فوراً زکوۃ ادا کر دے تاخیر یا سستی بالکل نہ کرے، نیک کام میں دیر لگانا بالکل مناسب نہیں، شاید اچانک موت آجائے، اور یہ ذمہ داری اپنی گردن پر رہ جائے، اور اسکی سزا بھگتنا پڑے۔(۲)

☆...... اگر سال گذرنے پر زکوۃ ادا نہیں کی، یہاں تک کہ دوسرا سال بھی گذر گیا تو ایک قول کے مطابق گناہ ہوا، اللہ کے حکم کی خلاف ورزی ہوئی، لہذا ایسی صورت میں زکوۃ کی ادائیگی میں تاخیر ہونے کی وجہ سے اللہ سے توبہ استغفار کرے اور دونوں سالوں کی زکوۃ حساب کر کے دیدے۔

غرض کہ اپنی زندگی میں ہی گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ جو ادا نہیں کی تھی وہ ضرور

= ج: ا ص: ۱۷۶، بدائع ج: ۲ ص: ۵۰ تتارخانية ج: ۲ ص: ۲۵۳، فتح القدیر ج: ۲ ص: ۱۵۷ ط: رشیدیه. انظر امداد مسائل زکوة ص: ۳۴، ۳۶.

(۱) من اعطى مسكينا دراهم وسماها هبة اوقرضا ونوى الزكوة فانها تجزئه .شامی ج: ۲ ص: ۲۶۸، هندیه کتاب الزکاة ج: ۱ ص: ۱۷۰، ط: مکتبه حقانیه، بشاور. البحر ج: ۲ ص: ۲۱۲)

(۲) وتجب على الفورعند تمام الحول حتى يأثم بتأخيره من غيرعذروفى رواية الرازى على التراخى حتى يأثم عند الموت والاول اصح .(فتاوى عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۷۰، کتاب الزکاة بدائع الصنائع ج: ۲ ص: ۲. شامی ج: ۲ ص: ۲۷۲)

ادا کردے، ورنہ جس آدمی نے اپنی زکوۃ اپنی زندگی میں خود ادا نہیں کی وہ اپنی اولاد سے باپ کی زکوۃ ادا کرنے کی امید نہ رکھے۔(۱)

زکوۃ کیا کہہ کر دے

زکوۃ کو زکوۃ کہہ کر دینا شرط نہیں، اگر گمان غالب کے مطابق وہ مستحق ہے تو تحفہ ہدیہ کہہ کر دینا یا قرض کہہ کر دینا جائز ہے البتہ دیتے وقت دل میں زکوۃ کی نیت کرے کافی ہے۔(۲)

زکوۃ کی تشہیر کرنا

☆......زکوۃ کی تشہیر اس نیت سے کرنا کہ زکوۃ دینے والوں کو ترغیب ہو درست ہے۔(۳)

☆......ریاکاری، اور نمود و نمائش کی غرض سے زکوۃ کی تشہیر کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اس سے ثواب باطل ہو جائے گا۔(۴)

☆......فقہاء کرام نے فرمایا: کہ ترغیب کے لئے زکوۃ علی الاعلان ادا کرنا افضل ہے اور نفلی صدقات و خیرات کو پوشیدہ طور پر ادا کرنا بہتر ہے۔(۵)

(۱) أیضا

(۲) ومن أعطی مسکینا دراهم سماها هبة أوقرضا ،ونوی الزکوة فانها تجزیه وهوالاصح عالمگیری ج: ۱ص: ۱۷۱ ،شامی ج: ۲ص: ۲۶۸ ،البحرالرائق ج: ۲ص: ۲۱۲).

(۳) اذا اراد الرجل اداء الزکاة الواجبة قالوا الافضل الاعلان والاظهاروفی التطوعات الفضل هوالاخفاء والاسرار.عالمگیری کتاب الزکاة الباب الاول ج:۱ص: ۱۷۱، ط:رشیدیه.البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۱۲،ط:سعید.

(۴) عن جندب قال قال رسول الله ﷺ :من سمع سمع الله به ومن یرائی یرائی الله به ،متفق علیه ،مشکوة باب الریاء والسمعة ص:۴۵۴،ط:قدیمی .

(۵) إذا أراد الرجل أداء الزکوة والواجبیة ،قالوا:الأفضل الإعلان والاظهاروفی التطوعات الأفضل هوالإخفاء والاسرار. کذا فی فتاوی قاضیخان .عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۷۱، البحر الرائق ج: ۲ص: ۲۱۲)

زکوۃ کی تعریف

☆......صاحب نصاب آدمی کا اپنے مال کی خاص مقدار کا (جو شریعت کی طرف سے مقرر ہے) کسی نادار غریب اور فقیر آدمی کو بلا عوض مفت میں مالک بنا کر دینا۔(۱)

☆......سید کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔

☆......تنخواہ میں زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔

☆......غیر انسان کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔

☆......غیر مسلم کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔

زکوۃ کی رقم الگ کر کے فوت ہو گیا

زکوۃ کی نیت سے زکوۃ کی رقم الگ کرلی، یا وکیل کو دیدی، ابھی تک زکوۃ ادا نہیں کی، اور اس آدمی کا انتقال ہو گیا تو اس رقم کا حکم یہ ہے کہ اگر اس نے وصیت بھی کی ہے تو یہ رقم زکوۃ میں دیدی جائے گی، بشرطیکہ کل ترکہ کی ایک تہائی سے زائد نہ ہو، ورنہ زائد رقم میں وارثوں کی رضامندی کی ضرورت ہوگی۔(۲)

اور اگر میت نے وصیت نہیں کی تو اس رقم کو ترکہ میں شامل کر کے وارثوں میں تقسیم کیا جائے گا، کیونکہ وکیل فقیر کے قائم مقام نہیں اور موکل کی موت کی وجہ سے

---

(۱) اما تفسیرھا فھی تملیک المال من فقیر مسلم غیر ھاشمی ولا مولاہ بشرط قطع المنفعة عن المملک من کل وجہ للہ تعالی ھذا فی الشرع .عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۷۰ ،شامی ج: ۲ ص: ۲۵۷، ۲۵۸ ،البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۰۱)

(۲) ولا یخرج عن العھدة بالعزل بل بالأداء للفقراء .الدر المختار ،البحر ج: ۲ ص: ۲۱۱، (قولہ ولا یخرج عن العھدة بالعزل)فلو ضاعت لاتسقط عنہ الزکاة ،ولو مات کانت میراثا عنہ بخلاف ما إذا ضاعت فی یدی الساعی ؛لأن یدہ کید الفقراء .شامی ج: ۲ ص: ۲۷۰، البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۱۱) ولو مات من علیہ الزکاة لاتوخذ من ترکتہ لفقد شرط صحتھا: وھو النیة إلا اذا اوصی بھا فتعتبر من الثلث کسائر التبرعات ،البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۱۱)

وکیل کی وکالت ختم ہوگئی، اس لئے وکیل کو موکل کی وفات کے بعد وہ رقم زکوۃ میں صرف کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔(۱)

ہاں اگر تمام ورثاء بالغ ہیں، اور سب خوشی سے زکوۃ ادا کردیں گے تو میت پر بہت بڑا عظیم احسان ہوگا۔(۲)

زکوۃ کی رقم پر زکوۃ

کسی نے اپنے مال کی زکوۃ نکالی لیکن اسے کسی مستحق کو مالک بنا کر نہیں دیا اس دوران ایک سال گذر گیا اور وہ رقم اپنے پاس رہی تو اس پر دوبارہ ڈھائی فیصد زکوۃ واجب ہوگی، اس رقم کو بھی زکوۃ میں ادا کرے مزید ڈھائی فیصد بھی۔(۳)

زکوۃ کی رقم تملیک کے بغیر فقراء کے فائدہ کیلئے خرچ کرنا

اگر زکوۃ کی رقم مستحق زکوۃ لوگوں کے قبضے میں دیکر مالک بنانے کے بغیر ان لوگوں کے فائدے کیلئے خرچ کردی گئی تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ زکوۃ ادا ہونے کے لئے زکوۃ کی رقم مستحق زکوۃ آدمی کو دے کر مالک بنانا ضروری ہے ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔(۴)

---

(۱) أيضا

(۲) (ولومات فاداها وارثه جاز) فی الجوهرة :إذا مات من عليه زكاة أوفطرة او كفارة أونذر لم تؤخذ من تركته عندنا الا ان يتبرع ورثته بذلك وهم من أهل التبرع ولم يجبروا عليه ، وإن أوصى تنفذ من الثلث.شامی ج:۲ص:۳۸۹،باب صدقة الفطر،بدائع الصنائع ج:۲ ص:۵۳،ط:سعید. تتارخانية ج:۲ص:۲۹۶،ط:ادارة القرآن.

(۳) ولايخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء .الدرالمختارشامی ج:۲ص:۲۷۰. البحرج:۲ص:۲۱۱.هنديه ج:۱ص:۱۷۰.اذا كان لرجل مائتادرهم أوعشرون مثقال ذهب فلم يود زكاته سنتين يزكی السنة الأولى ،وليس عليه للسنة الثانية شئ عند أصحابنا الثلاثة الخ .البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۴،بدائع الصنائع ج:۲ص:۷،شامی ج:۲ص:۲۶۰)

(۴) ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لااباحة كما مرولايصرف الى بناء نحومسجد ولاالى كفن ميت وقضاء دين . وفی الشامية (قوله نحومسجد) كبناء القناطروالسقايات واصلاح =

زکوۃ کی رقم چوری ہوگئی

☆......اگر صاحب نصاب آدمی نے زکوۃ کی رقم ادا کرنے کے لئے الگ جگہ پر یا الگ بٹوے میں رکھی ہے، ادا کرنے سے پہلے وہ رقم چوری ہوگئی یا ضائع ہوگئی تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی، دوبارہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہے۔(۱)

☆...... زکوۃ کی نیت سے رکھی رقم گم ہوجائے، کھوجائے، چوری ہوجائے تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی دوبارہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہے ورنہ ذمہ داری ساقط نہیں ہوگی۔(۲)

☆......زکوۃ کی رقم نکالنے کے بعد کچھ فقیروں میں تقسیم کردی، اور کچھ باقی ہے اور نیت ہے کہ وقتاً فوقتاً دیتا رہے گا، اس دوران وہ رقم چوری ہوگئی یا کھوگئی یا رکھ کر بھول گیا تو ان صورتوں میں جتنی رقم فقیروں کو نہیں دی گئی اتنی رقم دوبارہ فقیروں کو زکوۃ کی نیت سے دیدے(۳)

زکوۃ کی رقم دوسری جگہ بھیجنے کا خرچہ

☆......زکوۃ ادا ہونے کے لئے ضروری ہے کہ مقدار واجب مستحقین کے پاس پہنچ جائے اور اس پہنچانے میں جو کچھ خرچہ ہوگا وہ زکوۃ دینے والے کو برداشت کرنا پڑے گا زکوۃ کی رقم سے اس خرچہ کا وضع کرنا درست نہیں ہے، ورنہ جتنی مقدار زکوۃ واجب ہے اتنی مقدار ادا نہیں ہوگی، اور خرچہ کی بابت جتنی رقم وضع کی گئی ہے اتنی رقم زکوۃ کی نیت سے مزید ادا کرنا لازم ہوگا۔(۴)

= الطرقات وکری الانهاروالحج والجهاد کل مالاتملیک فیه (ردالمحتارشامی باب المصرف ج: ۲ ص: ۳۴۴،ط:سعید، بدائع ج:۲ ص:۳۹،البحرج:۲ ص:۲۴۳، تتارخانیة ج:۲ ص: ۲۷۲

(۱،۲،۳) ولایخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء .(قوله ولایخرج عن العهدة بالعزل) فلوضاعت لاتسقط عنه الزكاة الخ .شامی ج:۲ص:۲۷۰،هندیه ج: ۱ ص:۱۷۰، البحر ج:۲ص: ۲۱۱،ط:سعید)

(۴) ولایخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء .الدرالمختارشامی ج:۲ص:۲۷۰، البحر الرائق ج:۲ص:۲۱۰،هندیه ج:۱ص:۱۷۰)

☆......اگر ڈالر وغیرہ کی قیمت کے حساب سے زکوۃ بھیجدی جائے گی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی کیونکہ اس میں کمی نہیں ہوتی ہے۔(۱)

زکوۃ کی رقم دینے میں اختیار ہے

زکوۃ کی رقم دینے میں اختیار ہے کہ چاہے تو ایک ہی مستحق کو پوری رقم دیدیں یا زکوۃ کی رقم متعدد مستحق زکوۃ غریبوں میں تقسیم کردیں۔

نیز یہ بھی اختیار ہے کہ چاہے تو ایک دن میں پوری رقم دیدیں، یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی مہینے میں دیدیں۔(۲)

زکوۃ کی رقم سے کارخانہ لگانا

مستحق زکوۃ لوگوں کی مدد کے لئے زکوۃ کی رقم سے مل اور صنعتی کارخانے لگانے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی، کیونکہ اس میں فقیروں کو زکوۃ کی رقم کا مالک نہیں بنایا گیا۔

ہاں اگر زکوۃ کی رقم سے کارخانہ لگا کر مستحق زکوۃ لوگوں کو دے کر مالک بنادیا تو جتنی مالیت کا وہ کارخانہ ہے اتنی مالیت کی زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۳)

زکوۃ کی رقم سے مکان بنا کر غریب کو دینا

زکوۃ کی رقم سے مکان بنا کر کسی مستحق زکوۃ کو مالک بنا کر قبضہ دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی، بشرطیکہ غریب کو مالک بنا کر دینے کے بعد زکوۃ دینے والے آدمی کا

(۱) وجاز دفع القیمة فی زکاة وعشر وخراج وفطرة .الدرالمختار شامی ج۲ص:۲۸۵)

(۲) فهذه جهات الزكاة وللمالک ان یدفع الی کل واحد. وله ان یقتصر علی صنف واحد كذا فی الهدایه وله أن یقتصر علی شخص واحد.عالمگیری کتاب الزکوة باب المصرف ج:۱ ص:۱۸۸ ط:حقانیه .تتارخانیه ج۲ص:۲۷۱،فتح القدیر ج:۲ ص:۲۰۵، البحر ج:۲ ص:۲۴۲، بدائع ج:۲ص:۴۶،سعید.

(۳) ویشترط أن یکون الصرف تملیکا لاباحة .الدرالمختار شامی ج:۲ ص:۳۴۴، البحر ج:۲ص:۲۴۳،اماتفسیرها :فهی تملیک عن المال من فقیر مسلم غیر هاشمی ولامولاه بشرط قطع المنفعة عن المملک من کل وجه لله تعالی .عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۰، البحر ج۲ ص:۲۰۱،ردالمحتار ج:۲ص:۲۵۷،ط:سعید.

اس مکان میں کسی قسم کا کوئی حق وتعلق باقی نہ رہے۔(۱)

زکوۃ کی رقم سے مکان بنا کر کرایہ پر دینا

زکوۃ کی رقم سے مکان بنا کر مستحق یا غیر مستحق کو کرایہ پر دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی، کیونکہ زکوۃ ادا ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ زکوۃ کے حقداروں کو بلاعوض مالک بنا کر دی جائے، اور وہ شرط یہاں نہیں پائی جاتی۔(۲)

زکوۃ کی رقم کو اپنے استعمال میں لانا

اگر کسی نے زکوۃ ادا کرنے کے لئے زکوۃ کی رقم الگ کر کے نکالی لیکن زکوۃ کی رقم ادا کرنے سے پہلے اسے کچھ رقم کی ضرورت پڑی تو وہ اس سے رقم لے کر ذاتی استعمال میں لا سکتا ہے، البتہ اتنی رقم بعد میں زکوۃ کی مد میں ادا کرنا ضروری ہوگا کیونکہ زکوۃ کی نیت سے رقم کو الگ کرنے والا جب تک وہ رقم مستحقین زکوۃ کو نہیں دے گا تب تک وہ اس رقم کا مالک ہے اور مالک کے لئے اپنی رقم اپنے استعمال میں لانا جائز ہے۔(۳)

زکوۃ کی رقم سے غریبوں کو تجارت کرانا

اگر زکوۃ کی رقم غریبوں کو تجارت کرنے کے لئے مالک بنا کر دی جاتی ہے تو جائز ہے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۴)

---

(۱) أیضا

(۲) اما تفسیرها فهی تملیک المال من فقیر مسلم غیر هاشمی ولا مولاه بشرط قطع المنفعة عن المملک من کل وجه لله تعالی .(فتاوی عالمگیری کتاب الزکاة الباب الاول ج: ۱ ص: ۱۷۰ ،البحر الرائق ج:۲ ص: ۲۰۱ ،شامی ج:۲ ص:۲۵۷)

(۳) ولا یخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء .(الدر المختار شامی ج:۲ ص: ۲۷۰، هندیه ج: ۱ ص: ۱۷۰ ،البحر ج:۲ ص: ۲۱۰)

(۴) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لاباحة .الدر المختار شامی ج: ۲ ص: ۳۴۴، البحر ج: ۲ ص: ۲۴۳ ،تتارخانیة ج: ۲ ص: ۲۷۲ وشرعا تملیک جزء مال عینه الشارع من مسلم =

زکوۃ کی رقم سے قرض دینا

جو فلاحی ادارے لوگوں کی زکوۃ جمع کرتے ہیں ان پر ضروری ہے کہ وہ رقم مستحقین میں صرف کریں، ان میں مالکانہ تصرف نہیں کر سکتے، اور زکوۃ کی رقم کسی کو قرض کے طور پر نہیں دے سکتے، نہ خود قرض کے طور پر لے سکتے ہیں، ہاں اگر مالکان کی طرف سے اجازت ہو تو درست ہے۔(۱)

زکوۃ کی رقم سے مہینہ مقرر کر دینا

☆...... دینی مدارس کے طلباء یا غریبوں کو زکوۃ کی رقم مہینہ مقرر کر کے دینا جائز ہے شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔(۲)

☆...... کسی مسکین کو زکوۃ سے کچھ رقم ماہوار مقرر کر دی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۳)

= فقیرولومعتوها غیرهاشمی ولامولاه مع قطع المنفعة عن المملک من کل وجه لله تعالی .(وفی الشامیة (قوله لله تعالی)متعلق بتملیک ای لأجل امتثال امره تعالی :(الدرالمختارمع الرد المختار کتاب الزکاة ج:۲ص:۲۵۶ـ ۲۵۸،ط:سعید،البحرالرائق کتاب الزکاة ج:۲ص:۲۰۱، ط:سعید،هندیه ج:۱ص:۱۷۰،ط:رشیدیه)

(۱)أیضا

(۲،۳) (اومقارنة بعزل ماوجب) کله أوبعضه ،ولایخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء .الدرالمختارشامی ج:۲ص:۲۶۹،البحرج:۲ص:۲۱۰،ط:سعید ،هندیه ج:۱ ص:۱۷۰ . فهذه جهات الزکاه للمالک ان یدفع إلی کل واحد ،وله أن یقتصرعلی صنف واحد، وله أن یقتصرعلی شخص واحد.والدفع إلی الواحد افضل إذا لم یکن المدفوع نصابا . عالمگیری ج:۱ص:۱۸۸،ومنها ابن السبیل .الفتاوی تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۱، فتح القدیر ج:۲ ص:۲۰۵،رشیدیه .بدائع الصنائع،ج:۲ص:۴۶،ط:سعید.البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۴۲، ط:سعید.

زکوۃ کی رقم غریبوں کو قرض کے طور پر دے کر تجارت کرانا

زکوۃ کی رقم زکوۃ کے مصرف میں خرچ کرنا ضروری ہے، کسی غریب کو قرض کے طور پر تجارت کے لئے دینا جائز نہیں، ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۱)

ہاں اگر زکوۃ کی رقم غریب کو تجارت کرنے کے لئے مالک بنا کر دیدے تو جائز ہے، اور زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی۔(۲)

زکوۃ کی رقم کو فقراء کے لئے آمدنی کا ذریعہ بنانا

زکوۃ ادا ہونے کے لئے مستحقین کو بلاعوض مالک بنا کر دینا شرط ہے اس لئے زکوۃ کی رقم سے کوئی پراپرٹی یا زمین خرید کر یا کاروبار کر کے اسکی آمدنی کو مستحقین میں خرچ کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اسلئے زکوۃ کی رقم سے آمدنی کے لئے جائیداد لینا جائز نہیں ہے۔(۳)

زکوۃ کی رقم میں کمیشن دینا

ایک علاقے سے دوسرے علاقے، یا ایک ملک سے دوسرے ملک میں زکوۃ کے پیسے بھیجنے کی صورت میں کمیشن دینا پڑتا ہے، اس کمیشن کو زکوۃ کی رقم سے شمار کرنا یا وضع کرنا درست نہیں، بلکہ کمیشن کی رقم الگ دینی ہے، ورنہ کمیشن میں جتنی رقم دی گئی ہے

(۱،۲) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة .الدرالمختارباب المصرف شامی ج:۲ ص:۳۴۴.(وهی تملیک)خرج الاباحة ،فلوأطعم یتیما ناویا الزکاة لایجزیه إلا إذا دفع الیه المطعوم کما لوکساه الخ (الدرالمختارشامی ج:۲ص:۲۵۷،کتاب الزکاة. البحر ج:۲ ص:۲۰۱ . یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ قرض دینے کی صورت میں تملیک پائی نہیں جاتی۔)

(۳) وشرعا (تملیک جزء مال) خرج المنفعة ،فلواسکن فقیرا داره سنة ناویا لایجزیه (عینه الشارع........من مسلم فقیرولومعتوها (غیرهاشمی ولامولاه) أی معتقه ....مع قطع المنفعة عن المملک من کل وجه ....لله تعالی.الدرالمختارشامی ج:۲ ص: ۲۵۶،۲۵۸ ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۱،ط:سعید)

اتنی رقم زکوۃ کی نیت سے دوبارہ فقیروں کو دیدے۔(۱)

مثلاً پاکستان سے ہندوستان ایک ہزار روپے زکوۃ کی رقم ڈرافٹ یا ہنڈی سے بھیجنے کی صورت میں سو روپے کمیشن دینے پڑتے ہیں، اور ہندوستان میں ایک ہزار کے بجائے نو سو روپے پہنچتے ہیں، تو اس صورت میں کمیشن کے سو روپے زکوۃ میں سے شمار کرنا جائز نہیں ہوگا بلکہ کمیشن کے سو روپے غیر زکوۃ سے ادا کرنا لازم ہوں گے تاکہ زکوۃ کی رقم ایک ہزار روپے کے برابر پہنچ جائے، اگر کسی نے کمیشن کے سو روپے زکوۃ سے ادا کیے تو سو روپے زکوۃ میں سے ادا نہیں ہوئے لہذا مزید سو روپے زکوۃ کی مد میں ادا کرنا لازم ہوں گے۔

زکوۃ کی رقم سے حج کرانا

☆......اگر کسی غریب آدمی کو زکوۃ کی رقم دے کر مالک بنادیا پھر اسکو اختیار دیا چاہے اس سے حج کرے یا اپنی مرضی سے کوئی اور کام کرے، اور اس نے اس رقم سے حج کیا تو حج ہوجائے گا اور زکوۃ بھی ادا ہوجائے گی۔(۲)

☆......اپنی زکوۃ کی رقم سے اپنا حج کرنا یا کرانا درست نہیں، البتہ یہ جائز ہے کہ مستحق زکوۃ فقیر آدمی کو زکوۃ کے پیسے کا مالک بنادیا جائے، پھر خواہ وہ اپنا حج کرے یا دیگر مصارف میں صرف کرے اسکو اختیار ہے۔(۳)

---

(۱) قوله وشرط ادائها نية مقارنة للاداء اولعزل ماوجب........واشارالمصنف الى انه لايخرج بعزل ماوجب عن العهدة بل لابد من الاداء الى الفقير.البحرالرائق ج:۲ ص:۲۱۰، ۲۱۱، ط:سعید ،لايخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء .الدرالمختارمع التنويرج:۲ ص:۲۷۰، كتاب الزكوة ط:سعيد ،هنديه ج:۱ ص:۱۷۰ ،كتاب الزكوة الباب الاول ط:رشيديه)

(۲) هى تمليك المال من فقيرمسلم بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى .البحرالرائق ج:۱ ص:۲۰۱، كتاب الزكاة ط:سعيد،شامى ج:۲ ص:۲۵۷، ط: سعيد، هنديه ج:۱ ص:۱۷۰)

(۳) ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لااباحة شامى ج:۲ص:۲۵۶،ج:۲ص:۲۴۴،كتاب الزكاة ط:سعيد،البحر الرائق ج:۲ص:۲۴۳، باب المصرف. اماتفسيرها فهى تمليك =

زکوۃ کی شرح میں تبدیلی کرنا

زکوۃ بالاجماع ارکان اسلام میں سے ایک رکن، اور عظیم بنیادوں میں سے ایک اہم بنیاد ہے، زکوۃ کی مقررہ شرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث سے ثابت ہے، اور خلفائے راشدین نے اس پر عمل کیا ہے اور ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کی سنت پر مضبوطی سے عمل کرنے کا حکم دیا ہے، اور اسکی مخالفت سے ڈرایا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

”فليحذر الذين يخالفون عن أمره أن تصيبهم فتنة أويصيبهم عذاب أليم“ (سورہ نور، پارہ ۱۸، آیت).

ترجمہ: ”رسول کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی فتنہ میں گرفتار نہ ہوجائیں، یا ان پر دردناک عذاب نہ آجائے“

لہذا اجتماعی حالات اور اقتصادی تغیرات کے تحت اسکی مقداروں میں تغیر وتبدل، کمی اور زیادتی کی کوئی صورت نہیں، جو شرح اسلام کی ابتداء سے مقرر ہے قیامت تک وہی شرح مقرر رہے گی، ورنہ زکوۃ کی شرح وقت کے حکمرانوں کے ہاتھوں کا کھلونہ بن جائے گی، شریعت کی مخالفت کی وجہ سے لعنت کے مستحق ہوں گے، اور امت مسلمہ کی وحدت کی بنیاد پاش پاش ہوجائے گی، اور شرعی حکم کی یکسانیت ختم ہوجائے گی۔(۱)

زکوۃ کی کتابیں مطالعہ کے لئے رکھنا

زکوۃ کی رقم سے خریدی ہوئی کتابیں صرف مطالعہ کے لئے رکھنے کی صورت میں

= المال من فقير مسلم غيرهاشمي ولامولاه بشرط قطع المنفعة عن المملک من کل وجه لله تعالى هذا في الشرع كذا في التبيين .(هنديه ج:۱ ص:۱۷۰،شامی ج:۲ص:۲۵۶ـ ۲۵۸، ط: سعید،البحرج:۲ص:۲۰۱)

(۱) فقه الزكوة ج:۱ ص:۲۴۴ـ ۲۴۶، مقدارالواجب في زكاة النقود، ط:مؤسسة الرسالة، بيروت،الطبعة الخامسة ۱۴۰۱ھ ـ ۱۹۸۱ء.

زکوۃ ادا نہیں ہوگی، کیونکہ اس صورت میں تملیک نہیں ہوگی، اور زکوۃ ادا ہونے کے لئے تملیک شرط ہے۔ ہاں اگر مطالعہ کرنے والے زکوۃ کے مستحق ہیں اور ان کو مالک بنا کر دے دی جائیں تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۱)

زکوۃ کی کٹوتی سے بچنے کیلئے غیر مسلم کا فارم بھرنا

☆...... بینک میں زکوۃ کی کٹوتی سے بچنے کے لئے غیر مسلم/شیعہ ہونے کا فارم بھرنا کفر ہے، کیونکہ یہ تحریری طور پر غیر مسلم اور کافر ہونے کا اقرار ہے، جسطرح مسلمان ہونے کے اقرار سے مسلمان ہوتا ہے اسی طرح غیر مسلم اور کافر ہونے کا اقرار کرنے سے کافر ہو جاتا ہے،(۲) اس لئے زکوۃ کی کٹوتی سے بچنے کے لئے ایسا فارم بھرنے والے پر ایمان اور نکاح کی تجدید کرنی ضروری ہے، ورنہ بیوی حلال نہیں ہوگی۔(۳)

اگر کسی مسلمان نے ایسا فارم بھرنے کا مشورہ دیا ہے تو وہ بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہو جائے گا، اس پر بھی لازم ہوگا کہ ایمان اور نکاح کی تجدید کرے اگر شادی شدہ ہے۔(۴)

---

(۱) اماتفسیرها فهی تملیک المال من فقیرمسلم غیرهاشمی ولامولاه بشرط قطع المنفعة عن المملک من کل وجه لله تعالی هذا فی الشرع کذافی التبیین.(عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۰،البحرج:۲ص:۲۰۱،کتاب الزکوة ط:سعید،الدرمع التنویرشامی ج:۲ ص:۲۵۶، کتاب الزکوة)

(۲) وبقوله انا ملحد لان الملحد کافر.البحرالرائق ج:۵ص:۱۲۳،باب احکام المرتدین والاقرارشرط اجراء احکام الدنیا بعد الاتفاق علی انه یعتقد متی طولب به اتی به فان طولب به فلم یقرفهوکفر.البحرج:۵ص:۱۱۹.ط:سعید.وفی البدائع:رکن الردة اجراء کلمة الکفرعلی اللسان بعد وجودالایمان .البحرج:۵ص:۱۱۹،باب احکام المرتدین ط: سعید)

(۳) (منها) ماهوباطل بالاتفاق نحوالنکاح فلایجوزله ان یتزوج امرأة مسلمة ولامرتدة ولاذمیة ولاحرة ولامملوکة .(هندیه ج:۲ص:۲۵۵،کتاب الحدود الباب التاسع فی احکام المرتدین) حتی تبین زوجته منه ویجب تجدید النکاح .البحرالرائق ج:۵ص:۱۲۷،باب احکام المرتدین ط:سعید . آپ کے مسائل اوران کا حل ج:۳ص:۳۴۳،ط: مکتبہ لدھیانوی۔

(۴) وبامره امرأة بالارتداد لتبین من زوجها وبالافتاء بذلک وان لم تکفرالمرأة بناء علی ان الرضابکفرغیره کفر.البحرالرائق ج:۵ص:۱۲۴ ط:سعید.

☆......اگر کسی عورت نے ایسا فارم بھرا ہے تو اس پر بھی ضروری ہے کہ ایمان کی تجدید کرے اگر شادی شدہ ہے تو نکاح کی بھی تجدید کرے۔(۱)

زکوۃ کے فوائد

☆......موجودہ دور میں امیر اور غریب کی ایک مستقل خوفناک جنگ جاری ہے ہر جگہ حقوق کی آواز لگ رہی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے مالداروں کے ذمہ غریبوں کے جو حقوق عائد کئے ہیں اس میں کوتاہی ہوتی ہے، اگر پورے ملک میں سالانہ مالداروں کی دولت کا ڈھائی فیصد ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیا جاتا اور امیر طبقہ خوشی سے یہ فریضہ ادا کرتا، اور اس رقم کی منصفانہ تقسیم مسلسل سالانہ ہوتی تو کچھ عرصہ کے بعد غریبوں کو امیروں سے شکایت نہ ہوتی، اور یہی غریب لوگ امیروں کے مال و دولت کے محافظ بن جاتے اور کوئی غریب نہ رہتا، اور دنیا سے امیر و غریب کی جنگ ختم ہو جاتی اور دنیا راحت و سکون کی جنت بن جاتی۔(۲)

(۱) وبقوله انا ملحد لان الملحد کافر، .البحر الرائق ج:۵ ص:۱۲۳ ،باب احکام المرتدین. والاقرار شرط اجراء احکام الدنیا بعد الاتفاق علی انه یعتقد متی طولب به اتی به فان طولب به فلم یقرفهو کفر. البحر ج:۵ ص:۱۱۹ .ط:سعید. وفی البدائع رکن الردة اجراء کلمة الکفر علی اللسان بعد وجود الایمان .البحر ج:۵ ص:۱۱۹ ،باب احکام المرتدین ط: سعید) حتی تبین زوجته منه ، ویجب تجدید النکاح .البحر ج:۵ ص:۱۲۷ اهندیه ج:۲ ص:۲۵۵.
(۲) آپ کے مسائل اور ان کا حل ج:۳ ص:۳۴۳

واما المعقول فمن وجوه احدهما ان اداء الزکاة من باب اعانة الضعیف واغاثة اللهیف و اقدار العاجز وتقویته علی اداء ماافترض الله عزوجل علیه من التوحید والعبادات والوسیلة الی اداء المفروض مفروض والثانی ان الزکاة تطهر نفس المؤدی عن انجاس الذنوب و تزکی اخلاقه بتخلق الجود والکرم وترک الشح والضن اذا الانفس مجبولة علی الضن بالمال فتتعود السماحة وترتاض لاداء الامانات وایصال الحقوق الی مستحقیها وقد تضمن ذلک کله "خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزکیهم بها" والثالث ان الله قدانعم علی الاغنیاء وفضلهم بصنوف النعمة والأموال الفاضلة عن الحوائج الاصلیة وخصهم بها فینعمون و یستمتعون بلذیذ العیش وشکر النعمة فرض عقلا وشرعا واداء الزکاة الی الفقیرمن باب شکر النعمة فکان فرضا .(بدائع الصنائع کتاب الزکاة ج:۲ ص:۳،ط:ایچ ایم سعید کراچی)

☆ ...... خون کی جو حیثیت بدن میں ہے وہی حیثیت مال ودولت کی انسانی معیشت میں ہے اگر بدن میں خون کی گردش صحیح ہے تو بدن بھی صحیح ہے فالج اور ہارڈ اٹیک کا خطرہ نہیں ہوتا، اور اگر خون کی گردش میں فتور آجائے تو انسانی زندگی کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے، بعض اوقات دل کا دورہ پڑنے سے انسان کی اچانک موت واقع ہو جاتی ہے، ٹھیک اسی طرح اگر مال ودولت کی گردش منصفانہ نہ ہو تو پورے معاشرہ کی زندگی خطرہ میں ہو جاتی ہے اور پورا معاشرہ تباہ وبرباد ہو جاتا ہے راحت وسکون ختم ہو جاتا ہے، چوری ڈکیتی راہ زنی قتل وغارت لوٹ مار کا بازار گرم ہو جاتا ہے پھر دنیا جہنم بن جاتی ہے اور جہنم میں سکون تلاش کرنا سو فیصد محنت کو ضائع کرنا ہے۔(۱)

اللہ تعالی ساری کائنات کے خالق ہیں اس کو ہر چیز کا علم ہے اس نے دولت کی منصفانہ تقسیم اور عادلانہ گردش کے لئے زکوۃ وصدقات کا نظام قائم کرنے کا حکم دیا ہے، جب تک اس نظام کو قائم نہیں کیا جائے گا اور عدل وانصاف کے ساتھ اس پر عمل نہیں کیا جائے گا تب تک معاشرہ درست نہیں ہوگا۔

☆ ...... پورے معاشرہ کو ایک اکائی تصور کیجئے، اور معاشرہ کے مختلف طبقات کو اس کے اعضاء سمجھئے، آپ جانتے ہیں کہ کسی حادثہ یا صدمہ سے کسی عضو میں خون جمع ہو کر منجمد ہو جائے تو وہ گل سڑ کر پھوڑے پھنسی کی شکل میں پیپ بن کر بہہ نکلتا ہے، اسی طرح جب معاشرہ کے اعضاء میں ضرورت سے زیادہ خون جمع ہو جاتا ہے وہ بھی سڑنے لگتا ہے پھر کبھی تعیش پسندی اور فضول خرچی کی شکل میں نکلتا ہے، کبھی عدالتوں اور وکیلوں کے چکر میں ضائع ہوتا ہے، کبھی بیماریوں اور ہسپتالوں میں لگتا ہے، کبھی اونچی اونچی بلڈنگوں اور محلات کی تعمیرات میں برباد ہو جاتا ہے۔

قدرت نے زکوۃ صدقات کے ذریعہ ان پھوڑے پھنسیوں کا علاج تجویز کیا

---

(۱) أیضا

ہے جو دولت کے انجماد کی وجہ سے معاشرے کو جسم پر نکل آتی ہیں۔

(آپ کے مسائل اوران کا حل ج: ۳ص: ۳۳۳، ۳۳۴ مکتبہ لدھیانوی)

☆......انسانوں سے ہمدردی انسانیت کا عمدہ ترین وصف ہے، جس شخص کے دل میں اپنے جیسے انسانوں کی بے چارگی، غربت وافلاس، بھوک، فقروفاقہ اور تنگ دستی اور زبوحالی کو دیکھ کر رحم نہیں آتا وہ انسان نہیں بلکہ انسانوں کی صورت میں خونخوار جانور ہے۔

چونکہ ایسے موقعوں پر نفس اور شیطان انسان کو انسانی ہمدردی میں اپنا کردار ادا کرنے سے باز رکھتے ہیں اس لئے بہت کم آدمی اسکی ہمت کرتے ہیں۔

االلہ تعالی نے اپنے کمزور بندوں کی مدد کے لئے امیر لوگوں کے ذمہ یہ فریضہ عائد کر دیا ہے تا کہ اس فریضۂ خداوندی کے سامنے وہ کسی نادان دوست کے مشورے پر عمل نہ کریں۔

☆...... مال جہاں انسانی معیشت کی بنیاد ہے، وہاں انسانی اخلاق کے بنانے اور بگاڑنے میں بھی اس کو گہرا دخل ہے، بعض دفعہ مال کا نہ ہونا انسان کو غیر انسانی حرکت پر آمادہ کرتا ہے اور وہ معاشرہ کی ناانصافی کو دیکھ کر معاشرتی سکون کو غارت کرنے کا پختہ عزم کر لیتا ہے۔

بعض اوقات وہ چوری، ڈکیتی، سٹہ اور جوا جیسی قبیح حرکات شروع کر دیتا ہے کبھی غربت وافلاس کے ہاتھوں تنگ آ کر وہ زندگی سے ہاتھ دھو لینے کا فیصلہ کر لیتا ہے اور خودکشی کر لیتا ہے، کبھی وہ پیٹ کا جہنم بھرنے کیلئے اپنی عزت وعصمت کو نیلام کرتا ہے، اور کبھی فقروفاقہ کا علاج ڈھونڈنے کیلئے اپنے دین وایمان کا سودا کرتا ہے، اور غیر مسلموں کا آلہ کار بن کر مسلمانوں کے خلاف وہ کچھ کرتا ہے جو ایک کافر بھی نہیں کر سکتا۔

یہ تمام غیر انسانی حرکات معاشرہ میں فقروفاقہ سے جنم لیتی ہیں اور بعض اوقات

گھرانوں کے گھرانوں کو برباد کر کے رکھ دیتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے زکوۃ صدقات کے ذریعہ ان برائیوں کا دروازہ بند کر دیا ہے۔

☆ ...... بعض اخلاقی خرابیاں مال ودولت کی فراوانی سے بھی جنم لیتی ہیں، بعض امیرزادوں سے ایسی ایسی غیر انسانی حرکات سرزد ہوتی ہیں انھیں بیان کرنے کی ضرورت نہیں، حق تعالیٰ نے صدقات وزکوۃ کے نظام کو جاری کر کے مال ودولت سے پیدا ہونے والی اخلاقی برائی اور خرابیوں کا بھی علاج کیا ہے تا کہ مالداروں کو غریبوں کی ضرورت وحاجت کا احساس بھی رہے اور غریبوں کی غربت سے سبق بھی حاصل کریں۔

☆ ...... زکوۃ وصدقات سے اللہ راضی ہوجاتا ہے اور مصائب وآفات ٹل جاتی ہیں اور انسان کی جان ومال آفات سے محفوظ رہتے ہیں۔

☆ ...... زکوۃ وصدقات دینے سے مال ودولت اور زندگی میں برکت ہوتی ہے اور زکوۃ وصدقات میں بخل کرنے سے آسمانی برکتوں کے دروازے بند ہوجاتے ہیں حدیث شریف میں ہے، جو قوم زکوۃ روک لیتی ہے اللہ تعالیٰ ان پر قحط اور خشک سال مسلط کر دیتا ہے، اور آسمان سے بارش بند ہوجاتی ہے۔(۱)

زکوۃ کے مکان کی آمدنی سے تنخواہ دینا

زکوۃ کے روپے سے مکان خریدنا اس غرض سے کہ اسکی آمدنی سے مدرسین کی

---

(۱) (آپ کے مسائل اوران کاحل مع تغییر ج: ۳، ص: ۳۳۶ مکتبہ لدھیانوی) فقه الزكاة ج۲ ص: ۵۹۳، ط: مؤسسة الرسالة. وعن بريدة قال قال رسول الله ﷺ مامنع قوم الزكاة الا ابتلاهم الله بالسنين، رواه الطبرانی مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ج: ۳ ص: ۶۵، ط: دار الكتاب العربی، بيروت. عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ خمس بخمس قيل يارسول الله وما خمس بخمس قال مانقض قوم العهدالا سلط عليهم عدوهم وما حكموا بغيرما انزل الله الا فشافيهم الموت و لامنعوا الزكاة الاحبس عنهم القطر، ولاطففوا المكيال الاحبس عنهم النبات واخذ بالسنين. مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ج: ۳ ص: ۶۵، ط: دارالكتاب العربی =

تنخواہیں دیدی جائیں جائز نہیں ہے، اس سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۱)

زکوۃ لینے والے کے لئے شرائط

نصاب کا مالک نہ ہو، سید نہ ہو، اگر وہ نابالغ ہے تو اسکے والدین صاحب نصاب اور مالدار نہ ہوں، بالغ کے لئے ماں باپ کا مالدار اور صاحب نصاب ہونا مانع نہیں ہے جب کہ وہ خود فقیر ہو، صاحب نصاب نہ ہو۔(۲)

زکوۃ مالی عبادت ہے

جس طرح نماز بدنی عبادت ہے اسی طرح زکوۃ مالی عبادت ہے، اس کا ادا کرنا ہر مالدار صاحب نصاب کے ذمہ ہر حال میں ضروری ہے، کوئی اسلامی حکومت اور اسلامی بیت المال زکوۃ کو وصول کرنے والا ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں ادا کرنا ضروری ہے۔

= بیروت. کتاب الکبائر ص: ۵۹، ط: دار الخیر، دمشق.

(۱) معارف القرآن کاندھلوی ج:۳ ص: ۳۶۶، مکتبہ عثمانیہ، معارف القرآن ج:۴ ص: ۳۹۹، سورۃ لتوبۃ ادارۃ المعارف) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لاالصرف الی بناء المسجد ولاالی کفن میت وقضاء دینہ .شامی باب المصرف ج:۲ ص:۳۴۴، ط: سعید. البحر ج:۲ ص: ۲۰۱. ۲۴۳.

(۲) ولاالی غنی یملک قدرنصاب فارغ عن حاجتہ الأصلیة ....ولا الی طفلہ بخلاف ولدہ الکبیر......ولاالی بنی ھاشم .الدرالمختارشامی ج:۲ ص:۳۴۷، ۳۵۰، باب المصرف ط: سعید.قولہ وغنی یملک نصابا ای لایجوزالدفع لہ لحدیث معاذ المشھور خذھا من اغنیائھم وردھا فی فقرائھم .البحرالرائق ج:۲ ص:۲۴۴، باب المصرف ط:سعید، واماالذی یرجع الی المؤدی الیہ فانواع منھا ان یکون فقیرا ولایباح للھاشمی لشرفہ صیانة لہ عن تناول الخبث تعظیما لرسول اللہ ﷺ، واما ولد الغنی فان کان صغیرا لم یجزالدفع الیہ وان کان فقیرا لامال لہ لان الولد الصغیریعد غنیا بغناء ابیہ وان کان کبیرا فقیرا یجوزلانہ لایعد غنیا بمال ابیہ فکان کالاجنبی .بدائع الصنائع ج:۲ ص:۴۳، ۴۴، ۴۷، ط:سعید .

گذشتہ زمانہ کے تمام انبیاء کرام کی شریعتوں میں بھی نماز کی طرح زکوۃ کی ادائیگی فرض تھی ،مگران سابقہ انبیاء کرام کی شریعتوں میں زکوۃ کا مال فقراء اور مساکین کی ضرورتوں میں خرچ کرنے کی اجازت نہیں تھی بلکہ زکوۃ کے مال کو کسی جگہ میں رکھ دیا جاتا تھا، جس کو آسمانی بجلی آ کر جلا دیتی تھی ،اور یہی زکوۃ قبول ہونے کی علامت تھی ۔(۱)

امت مسلمہ کے لئے اللہ تعالی نے اپنے فضل سے اس کی اجازت دیدی کہ زکوۃ کے مال کو مسلمانوں کے فقراء، مساکین پر خرچ کیا جائے۔

زکوۃ میل ہے

☆...... نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ زکوۃ مال کا میل ہے۔

جیسا کہ مشکوۃ شریف میں ہے:

(۱) وکان اکل القربان غیرجائزفی الشرع القدیم (تفسیرروح المعانی ج:٦ص:۱۱۱) القربان فی الاصل کل مایتقرب به العبد الی الله من نسیکة وصدقة وعمل صالح " فعلان" من القربة ثم صاراسما للذبیحة التی کانوا یتقربون بها الی الله تعالی وکانت القرابین والغنائم لاتحل لبنی اسرائیل فکانوا اذا قربوا قربانا اوغنموا غنیمة جاء ت ناربیضاء من السماء لادخان لها لها دوی وحفیف فیاکل ویحرق ذلک القربان والغنیمة فیکون ذلک علامة القبول واذا لم یقبل بقیت علی حالها ج:۲ص:۱۸۸،التفسیرالمظهری سورة آل عمران جزء : ۴ آیت ۱۸۴،ط:ندوة المصنفین فی بلدة دهلی ،قال الامام المفتی آلوسی وقد کان امر احراق النارللقربان اذا قبل شائعا فی زمن الانبیاء السالفین .روح المعانی ج:۴ ص:۱۴۴،سورة آل عمران آیت :۱۸۴،تحت قوله"حتی یاتینا بقربان تاکله النار" ط: امدادیه ، ملتان . والاصل فی الشرائع وهوالصلوة التی هی اعظم العبادات البدنیة والزکاة التی هی اعظم العبادات المالیة التفسیرالکبیرج:۳ ص:۴۴،سورة البقرة آیت :۴۳، ط: داراحیاء التراث العربی . قال الامام الرازی قال ابوالقاسم الانصاری الصلاة اشرف العبادات البدنیة وشرعت لذکر الله تعالی والزکاة اشرف العبادات المالیة ومجموعهما التعظیم لامرالله تعالی والشفقة علی خلق الله .التفسیرالکبیرج:۲۲ص:۱۹۱،۱۹۲. سورة الانبیاء آیت :۷۳ ط: داراحیاء التراث العربی .

بلاشبہ یہ زکوۃ کا مال لوگوں کے مال کا میل ہے۔(۱)

اللہ تعالی نے اسی میل سے مالوں کو پاک صاف کرنے کے لئے فرمایا:

خذ من اموالھم صدقة تطھرھم وتزکیھم بھا توبہ آیت ۱۰۳

اللہ تعالی نے زکوۃ اس لئے فرض کی ہے تاکہ بقیہ مال کو پاک صاف کرے

جیسا کہ ابوداؤد میں ہے۔

یعنی جب صاحب نصاب آدمی کے نصاب کے مال پر ایک سال کی مدت گذر جاتی ہے تو اس کی میل نکل کر اوپر آجاتی ہے، اگر زکوۃ ادا کر دیتا ہے تو وہ مال میل سے پاک ہوجاتا ہے اور اگر زکوۃ ادا نہیں کرتا تو وہ میل دوبارہ اس مال میں شامل ہوجاتی ہے اور پورا مال خراب ہوجاتا ہے، اور یہ مال طرح طرح کی ناگہانی اور غیر متوقع آفتوں میں خرچ ہوکر ضائع اور تباہ ہوجاتا ہے۔(۲)

---

(۱) عن عبدالمطلب بن ربیعة قال قال رسول اللہ ﷺ ان ھذہ الصدقات انماھی اوساخ الناس وانھا لاتحل لمحمد ولالآل محمد رواہ مسلم، مشکوۃ ج:۱ ص: ۱۶۱ باب من لاتحل له الصدقة ط:قدیمی .قوله ﷺ ان ھذه الصدقات انما ھی من اوساخ الناس وانھا لاتحل لمحمد ولالآل محمد .(اقول) انما کانت اوساخا لانھا تکفرالخطایا وتدفع البلاء و تقع فداء عن العبد فی ذلک .حجة اللہ البالغة ج:۲ ص:۱۱۷ ،المصارف ط:قدیمی و المراد بکونه حولیا ان یتم الحول علیه وھوفی ملکه لقوله علیه السلام لازکوة فی مال حتی یحول علیه الحول قال فی الغایة سمی حولا لان الاحوال تحول فیه.البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۳، کتاب الزکاة ط:سعید.شامی ج:۲ ص: ۲۵۹ ،ط:سعید.

(۲) فقال رسول اللہ ﷺ ان اللہ لم یفرض الزکوة إلا لیطیب مابقی من اموالکم . ابوداود ج: ۱ ص: ۲۴۱ ،باب فی حقوق المال،مکتبه رحمانیه ، ملتان .مشکوۃ ص:۱۵۶ ط:قدیمی ، السنن الکبری للبیھقی ج:۴ ص:۸۳، کتاب الزکوة ط:دارالفکر.

عن انس رضی اللہ عنہ اَدِّ الزکاة المفروضة فإنھا طھرة تطھرک وآت صلة الرحم واعرف حق السائل و الجاروالمسکین.کنزالعمال ج:۶ ص:۲۹۴ ،رقم الحدیث:۱۵۷۶۹، کتاب الزکاة ، ط: مؤسسة الرسالة .

زکوۃ میں تاریخ کا اعتبار ہے

☆......زکوۃ کے حساب کے لئے مہینہ کا اعتبار نہیں بلکہ تاریخ کا اعتبار ہے، جس تاریخ کو سال مکمل ہو جائے۔ اسی تاریخ میں زکوۃ واجب ہوگی، جس وقت بھی زکوۃ ادا کرے گا اسی تاریخ کا اعتبار ہوگا، اگلے سال اسی تاریخ میں دوبارہ زکوۃ واجب ہوگی، جس تاریخ پر گذشتہ سال زکوۃ واجب ہوئی تھی۔

مثلاً گذشتہ سال رمضان المبارک کی پہلی تاریخ کو سال مکمل ہوا تھا تو اس سال بھی رمضان المبارک کی پہلی تاریخ کو سال مکمل ہوگا۔(۱)

☆......زکوۃ ایک سال مکمل ہونے کے بعد واجب ہوتی ہے البتہ سال مکمل ہونے سے پہلے پیشگی ادا کرنا بھی جائز ہے، اور اس میں تاخیر کی بھی گنجائش ہے لیکن موت سے پہلے پہلے ادا کر دینا لازم ہے ورنہ سخت گناہ ہوگا۔(۲)

زکوۃ میں دی ہوئی اپنی چیز خریدنا

☆......زکوۃ کی چیزیں مستحق آدمی کو مالک بنا کر دینے کے بعد اگر وہ فروخت

---

(۱) وسبب افتراضها ملك نصاب حولى لحولانه عليه لان حولان الحول على النصاب شرط لكونه سببا. الدرمع الردج:۲ص:۲۵۹، ۲۶۷، ط:سعيد، هنديه ج:۱ ص:۱۷۳، البحرج:۲ص:۲۰۲

(۲) ويجوز تعجيل الزكاة بعد ملك النصاب ولايجوز قبله كذا فى الخلاصة .(هنديه ج:۱ ص:۱۷۶، كتاب الزكاة الباب الاول ،ماجديه، تتارخانية ج:۲ ص:۲۵۳، بدائع ج:۲ ص: ۵۱. ط:سعيد. وكذا فى الهنديه :وتجب على الفورعندتمام الحول حتى يأثم بتاخيره من غير عذر و فى رواية الرازى على التراخى حتى يأثم عند الموت .(هنديه ج:۱ ص:۱۷۰، كتاب الزكاة البا ب الاول ،ماجديه بدائع الصنائع ج:۲ص:۲،شامى ج:۲ص:۲۷۲.وافتراضها عمرى اى على التراخى قال فى البدائع ففى اى وقت ادى يكون موديا للواجب و يتعين ذلك الوقت للوجوب واذا لم يؤد الى اخرعمره يتضيق عليه الوجوب حتى لولم يود حتى مات يأثم ردالمحتار ج: ۲ ص: ۲۷۱،ط:سعيد،هنديه ج:۱ ص:۱۷۰ .بدائع ج:۲ص: ۲،ولو عجل ذو نصاب زكاته لسنين صح لوجودالسبب. الدرمع الردج:۲ ص: ۲۹۳، ط:سعيد. هنديه ج:۱ ص:۱۷۶.

کرنا چاہے تو دونوں کی رضامندی سے تاجرانہ قیمت پر خرید ناجائز ہوگا اور تاجرانہ قیمت سے کم پر خریدنا مکروہ ہوگا۔(۱)

☆...... جو چیز کسی کو زکوۃ کے طور پر دی اور وہ اس کو فروخت کرنا چاہے تو اس سے خریدنا جائز ہے لیکن نہ خریدنا بہتر ہے، تاکہ فقیر کا زکوۃ دینے والے کی رعایت کرتے ہوئے اس چیز کی قیمت میں کم کرنے کا شبہ باقی نہ رہے۔(۲)

زکوۃ میں کس قیمت کا اعتبار ہے

اگر کوئی شخص سونا یا چاندی لیکر دکان پر جائے تو اسکو آدھی قیمت کے حساب سے خریدتے ہیں اور اگر سونا چاندی لینے جائے تو اصل بھاؤ میں دیتے ہیں تو اب کس قیمت کے حساب سے زکوۃ دینی چاہیئے؟

اگر زکوۃ میں سونا یا چاندی کی بجائے اس کی قیمت سے زکوۃ ادا کی جارہی ہے تو بازار کے اصل بھاؤ کے حساب سے قیمت لگا کر ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کردے۔ (کیونکہ اس میں مستحقین زکوۃ کا فائدہ ہے)۔(۳)

زکوۃ میں قمری سال کا اعتبار ہے

☆......عموماً تقویم دوطرح سے ہوتی ہے (۱) قمری اعتبار سے (۲) شمسی اعتبار سے قمری حساب سے ایک سال تین سو چون (۳۵۴) دن کا ہوتا ہے، اور شمسی یعنی انگریزی سال کبھی تین سو پینسٹھ (۳۶۵) دن کا ہوتا ہے اور کبھی ایک دن اس سے

(۱) امداد الفتاوی ج:۲ ص:۵۷۔ وتعتبر القیمة یوم الوجوب ، وقالا یوم الاداء ، الدرمع الرد ج:۲ ص:۲۸۶، کتاب زکاۃ الغنم ، بدائع ج:۲ ص:۲۲، ط:سعید۔ ھندیه ج:۱ ص:۱۸۰، ط: رشیدیه۔ تتارخانیة ج:۲ ص:۲۴۲، ط:ادارة القرآن۔

(۲) تعلیم الدین ص:۴۵، فتاوی محمودیه ج:۷ ص:۲۵۱،

(۳) ولان فی التکمیل باعتبار التقویم ضرب احتیاط فی باب العبادة ونظرا للفقراء فکان اولی ثم عند ابی حنیفةؒ یعتبر فی التقویم منفعة الفقراء کما ھو اھله بدائع ج:۲ ص:۲۰، =

زیادہ ہوتا ہے یعنی (۳۶۶) دن۔(۱)

☆......صاحب نصاب آدمی پر ایک سال گذرنے کے بعد زکوۃ واجب ہوتی ہے، اور زکوۃ ادا کرنے میں قمری سال کا اعتبار ہے، شمسی (انگریزی) سال کا اعتبار نہیں، لہذا زکوۃ قمری سال کے اعتبار سے ادا کرنی چاہئے، اور اگر شمسی سال کے اعتبار سے زکوۃ ادا کرنی ہے تو مزید گیارہ دن کی زکوۃ مزید ادا کرنا لازم ہوگا ورنہ قمری حساب سے ایک سال کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی بلکہ گیارہ دن کی زکوۃ اسکے ذمے میں رہ جائے گی، اسطرح رہتے رہتے ۳۲ سال اٹھارہ دن گذرنے کے بعد مزید ایک سال کی زکوۃ اسکے ذمہ لازم ہوگی۔(۲)

زکوۃ میں کیسے جانور لئے جائیں

☆...... جو جانور زکوۃ میں دئے جائیں ان میں کوئی عیب نہ ہو، یعنی نہ وہ بیمار ہوں نہ ٹانگ ٹوٹی ہوئی یا کان کٹا ہوا ہو، نہ دانت گرے ہوئے ہوں غرض ان میں کوئی بھی عیب ایسا نہ ہو جس سے ان کی منفعت اور قیمت میں کمی آجائے۔(۳)

= فصل فی مقدار الواجب ط:سعید .

(۱) وحولها قمری لاشمسی واجل سنة قمرية بالاهلة على المذهب وهى ثلاثمائة واربع وخمسون وبعض يوم وقيل شمسية بالأيام وهى أزيد بأحد عشريوما ثم إن هذا انمايظهرإذا كان الملك فى ابتداء الأهلة ،فلوكان ملكه فى اثناء الشهر، قيل يعتبربالأيام وقيل يكمل الاول من الأخيرويعتبرمابينهما بالأهلة نظيرماقالوه فى العدة .الدرالمختارمع هامش ردالمحتارج:۲ص:۲۹۴،۲۹۵، باب زكاة الغنم ومنها حولان الحول على المال العبرة فى الزكاة للحول القمرى .هنديه ج:۱ ص: ۱۷۵، ط:رشيديه ،ردالمحتار ج:۲ ص: ۲۵۹، ط: سعيد.البحرج:۲ص:۲۰۳ط:سعيد.

(۲) أيضا

(۳) ويؤخذ فى زكاة السائمة الوسط لاالهرم ولاالكرائم .(الدرمع الردج:۲ص:۲۹۴، ۲۸۶.باب زكاة الغنم ايچ ايم سعيد،وكذا فى بدائع الصنائع :ومنها ان يكون وسطا فليس للساعى ان يأخذ الجيد ولاالردى الامن طريق التقويم برضا صاحب المال لماروى عن رسول الله ﷺ انه قال للسعاة اياكم وحزرات أموال الناس وخذوا من اوساطها. بدائع الصنائع فصل=

☆……اگر سارے جانور عیب دار، بوڑھے یا بیمار ہیں تو اس صورت میں زکوۃ وصول کرنے والا انہیں میں سے زکوۃ وصول کرے اور مالک کو بے عیب جانور خرید کر دینے پر مجبور نہ کرے۔(۱)

☆……زکوۃ میں درمیانی اور متوسط قسم کے جانو لئے جائیں، بالکل عمدہ بھی وصول نہ کریں ورنہ مالکوں کا نقصان ہوگا، اور نہ بالکل نکمے اور خراب جانور لئے جائیں تا کہ مستحقین کا نقصان نہ ہو بلکہ متوسط قسم کے جانور لئے جائیں۔(۲)

زکوۃ میں مال دیا جائے یا اس کی قیمت

☆……زکوۃ دینے والے کو اختیار ہے خواہ زکوۃ میں وہ مال دے جس پر زکوۃ واجب ہوئی ہے، یا اسکی قیمت دے(۳)، اور قیمت اسی زمانے کی معتبر ہوگی جس زمانہ میں زکوۃ ادا کر رہا ہے خواہ وہ زکوۃ واجب ہونے کے زمانہ کے اعتبار سے کم ہو یا زیادہ مثلاً کسی آدمی کے پاس دس تولہ سونا ہے اور سال پورا ہونے پر جب زکوۃ فرض ہوئی تھی ایک تولہ سونا کی قیمت دس ہزار تھی، اور جب قیمت کے حساب سے زکوۃ ادا کر رہا تھا اس وقت ایک تولہ سونا کی قیمت گیارہ ہزار ہوگئی، تو زکوۃ گیارہ ہزار فی تولہ کے حساب سے دینا لازم ہوگی، اور اگر زکوۃ ادا کرتے وقت ایک تولہ سونا کی قیمت پانچ

= واما صفة الواجب فی السوائم ج:۲ص:۳۳.ایچ ایم سعید. فان کان من السوائم فان ادی المنصوص علیه من الشاة وبنت المخاض ونحوذلک یراعی فیه صفة الواجب وهوان یکون وسطا فلایجوزالردیٔ الاعلی طریق التقویم فبقدرقیمته وعلیه التکمیل؛ لانه لم یؤد الواجب ولو أدی الجید جازلانه أدی الواجب وزیادة .بدائع ج:۲ص:۱۴۱،فصل واماالذی یرجع الی المؤدی

(۱) أیضا

(۲) أیضا

(۳) وذکرفی الفتاوی ان أداء القیمة أفضل من عین المنصوص علیه وعلیه الفتوی کذا فی الجوهرة النیریة .هندیه ج:۱ص:۱۹۲،الباب الثامن فی صدقة الفطر.ط:رشیدیه .وان ادی القیمة ادی قیمة الوسط فان ادی قیمة الردیٔ لم یجزالابقدرقیمته وعلیه التکمیل .بدائع ج:۲ص:۱۴۱،فصل اما الذی یرجع الی المودی ط:سعید.

ہزار ہوئے تو زکوۃ پانچ ہزار فی تولہ کے حساب سے ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

زکوۃ نہ دینے کی سزا قبر میں

☆...... نبی کریم ﷺ کا شب معراج میں جاتے ہوئے ایک قوم پر گذر ہوا کہ ان کی شرمگاہ پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے اور وہ جانوروں کی طرح چر رہے تھے اور زقوم اور جہنم کے پتھر کھا رہے تھے، آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کرتے، اور ان پر اللہ تعالی نے ظلم نہیں کیا اور آپ کا رب اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔(۲)

یہ عذاب قبر میں ہوگا باقی آخرت کی سزاء الگ ہے جو میدان حشر سے شروع ہوگی یہ ایسی سزاء ہے جو پولیس مجرم کو پکڑ کر عدالت میں پیش کرنے سے پہلے خبر لیتی ہے، اور عدالت کے فیصلے کے بعد الگ سزا ہوتی ہے۔

زکوۃ واجب ہونے کے بعد فوت ہوگیا

☆...... اگر کوئی شخص زکوۃ واجب ہونے کے بعد زکوۃ ادا کرنے سے پہلے مر گیا تو اس کے مال کی زکوۃ نہ لی جائے گی اور وہ گنہگار رہوگا، ہاں اگر اس نے زکوۃ

---

(۱) وانما له ولاية النقل الى القيمة يوم الاداء فيعتبرقيمتها يوم الاداء والصحيح ان هذا مذهب جميع اصحابنا. بدائع ج:۲ص:۲۲، فصل اماصفة الواجب فى اموال التجارة. ط: سعيد. تتارخانية ج:۲ص:۲۴۲،ادارة القرآن.هنديه ج:۱ص:۱۸۰،شامى ج:۲ص:۲۸۶.

(۲) عن أبى هريرةؓ عن النبى ﷺ انه قال فى هذه الاية "سبحان الذى اسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى" قال اتى بفرس فحمل عليه قال كل خطوة منتهى اقصى بصره فسارو سار معه جبرئل عليه السلام ....ثم اتى على قوم على اقبالهم رقاع و على ادبارهم رقاع يسرحون كما تسرح الانعام عن الضريع والزقوم ورضف جهنم و حجارتها قال ماهؤلاء ياجبريل ؟قال هؤلاء الذين لايؤدون صدقات اموالهم وماظلمهم الله و ماالله بظلام للعبيد.دلائل النبوة للامام ابى بكرالبيهقى المتوفى ۴۵۸ھ ج:۲ ص: ۳۹۸، باب الدليل على ان النبى ﷺ عرج به الى السماء. ط:دارالكتب العلمية .

ادا کر دینے کی وصیت کی ہے تو ایک تہائی سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

زکوۃ واجب ہونے کے لئے سال گذرنے کی حکمت

☆......شریعت نے زکوۃ کے وجوب کو حکمرانوں کے مرضی پر نہیں چھوڑا کہ جب چاہیں لوگوں سے زکوۃ وصول کرنا شروع کر دیں جیسا کہ ٹیکس میں کرتے ہیں، اور نہ بخیل لوگوں کی مرضی پر رہنے دیا کہ جب چاہیں سالہا سال کے بعد زکوۃ دے دیا کریں، بلکہ یہ نظام ایک مقررہ قانون اور ضابطہ کے تحت سالانہ گردش کے ساتھ قائم کر دیا ہے۔

اور سال کو مقدار کے طور پر متعین کرنے کی حکمت یہ ہے کہ سال بھر میں مختلف فصلوں کے تمام تغیرات مکمل ہو جاتے ہیں، سیزن پورا ہو جاتا ہے مالداروں کی آمدنیاں مکمل ہو جاتی ہیں، اور ضرورت مندوں کی ضرورتیں سامنے آجاتی ہیں تجارت کا نفع نقصان سامنے آجاتا ہے اور جانوروں کی نئی نسل آجاتی ہے اور چھوٹی نسل بڑی ہو جاتی ہے۔(۲)

☆......ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے ہر سال اس لئے زکوۃ

(۱) ومنها موت من عليه الزكاة من غير وصية عندنا وجملة الكلام فيه ان من عليه الزكاة اذا مات قبل ادائها فلايخلواما ان كان اوصى بالاداء واما ان كان لم يوص فان كان لم يوص تسقط عنه فى احكام الدنيا حتى لاتؤخذ من تركته ولايؤمرالوصى اوالوارث بالأداء من تركته وان كان اوصى بالأداء لايسقط ويؤدى من ثلث ماله .بدائع ج:٢ص:٥٣،فصل واما بيان ما يسقط بعد وجوبها ط:سعيد تتارخانية ج:٢ص:٢٩٦،........فيأثم بتاخيرها بلاعذر.الدرالمختارشامى ج:٢ص:٢٧٢،عالمگيرى ج:١ص:١٧٠،ط:رشيديه.

(٢) ومنها الحول فى بعض الاموال فنقول لاخلاف فى ان اصل النصاب وهوالنصاب الموجود فى اول الحول يشترط له الحول لقول النبى ﷺ لازكوة فى مال حتى يحول عليه الحول ولان كون المال ناميا شرط وجوب الزكاة، والنماء لايحصل الابالاستمناء ولابد لذلک من مدة واقل مدة يستمنى المال فيها بالتجارة والاسامة عادة الحول .بدائع ج:٢ص:١٣، فصل اماالشرائط التى ترجع الى المال، ط:سعيد،شامى ج:٢ص:٢٥٩.

واجب فرمائی کہ ایک سال میں ہر طرح کی فصلوں اور پھل تیار ہو جاتے ہیں اور ایک سال کی مدت کی بنیاد انصاف پر ہے، اگر ہر ہفتے یا ہر مہینے زکوۃ واجب ہوتی تو یہ مالداروں کے لئے تکلیف کا باعث ہوتی اور اگر زکوۃ عمر بھر میں صرف ایک مرتبہ فرض ہوتی تو یہ بات مسکین اور ضرورت مندوں کے لئے مضرت کی باعث ہوتی۔(۱)

زکوۃ وصول کرنے کے لئے جانے کی فضیلت

اسلامی حکومت کی طرف سے جن لوگوں کو زکوۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا جاتا ہے ان کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بہت ہدایات ارشاد فرمائی ہیں۔

ان میں سے اکثر ہدایات کا تعلق ان لوگوں سے بھی ہے جو مسلمانوں کی کسی نمائندہ تنظیم یا مجاہدین کی تنظیم یا کسی اسلامی ادارے اور مدارس کی طرف سے اندرون ملک یا بیرون ملک زکوۃ کی وصول یابی کے لئے سفیر یا محصل یا مبلغ بن کر جاتے ہیں۔

اگر زکوۃ وصول کرنے والے لوگ صحیح طور پر اپنی ذمہ داری ادا کرتے ہیں، شریعت کے مسائل کی پابندی کرتے ہیں، خلاف شرع کوئی کام نہیں کرتے، تو ان کے لئے مختلف قسم کی خوشخبریاں اور بشارتیں ہیں، اور جو لوگ اپنی ذمہ داری ادا نہیں کرتے لاپرواہی سے کام لیتے ہیں اور حدود شرع کی پابندی نہیں کرتے ان کے لئے سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) هديه في الزكاة اكمل هدى في وقتها وقدرها ونصابها ومن تجب عليه ومصرفها وقد راعى فيها مصلحة ارباب الاموال ومصلحة المساكين ....ثم انه اوجبها مرة كل عام و جعل حول الزروع والثمار عندكما لها واستوائها وهذا اعدل مايكون اذ وجوبها كل شهر أوكل جمعة يضربأرباب الاموال ووجوبها في العمرمرة ممايضربالمساكين فلم يكن اعدل من وجوبها كل عام مرة. زاد المعاد للامام ابن قيم الجوزيه: المتوفى ۷۵۱ھ،ج:۲ ص:۵و۶ ، فصل في هديه ﷺ في الصدقة والزكاة ط:مؤسسة الرساله .

عامل صدقات یعنی زکوۃ وصول کرنے والا جو صحیح طریقے پر اللہ کے لئے کام کرتا ہو وہ جب تک اپنے گھر واپس لوٹ کر نہ آئے اللہ کے راستے میں غازی کی مانند ہے۔(۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین کمائی عامل (زکوۃ وصول کرنے والے) کی کمائی ہے، بشرطیکہ وہ خیرخواہی اور صحیح طریقہ پر کام کرے۔(۲)

زکوۃ ہر سال واجب ہے

جب صاحب نصاب آدمی کے نصاب پر ایک سال گذر جائے گا تو زکوۃ دینا لازم ہوگا پھر جب دوسرا سال پورا ہوگا پھر زکوۃ دینا لازم ہوگا، غرض کہ صاحب نصاب آدمی پر ہر سال زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، چاہے نصاب سے نفع ہو یا نہ وہ، رقم وغیرہ میں اضافہ ہو یا نہ ہو ہر حال میں سالانہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہے۔(۳)

---

(۱) عن رافع بن خديج قال سمعت رسول الله ﷺ يقول العامل على الصدقة بالحق كالغازي في سبيل الله حتى يرجع الى بيته (ترمذي ج:۱ ص:۱۴۰، باب ماجاء في العامل على الصدقة بالحق. وكذا في سنن ابن ماجة ص:۱۳۰، باب ماجاء في عمال الصدقة. قديمي كتب خانه)

(۲) عن ابي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال خير الكسب كسب العامل اذا نصح. رواه احمد ورجاله ثقات، مجمع الزوائد ج:۴ ص:۶۱، باب اي الكسب اطيب، دارالفكر، وكذا في الاتحاف ج:۵ ص:۴۱۵

(۳) وشرط افتراض ادائها حولان الحول وهو في ملكه اي والحال ان نصاب المال في ملكه التام والشرط تمام النصاب في طرفي الحول الدرالمختار مع الرد ج:۲ ص:۲۶۷، ط:سعيد، البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۲، هنديه ج:۱ ص:۱۷۳. وتجب على الفور عند تمام الحول. هنديه ج۱ ص:۱۷۰، كتاب الزكاة ط:رشيديه. والزكاة لاتجب في السنة الامرة واحدة. بدائع الصنائع ج:۲ ص:۳۷، فصل واما شرط ولاية الآخذ ط:سعيد، ولايوخذ من المسلم اذا مر على العاشر في السنة الامرة واحدة لان الماخوذ منه زكوة والزكاة لاتجب في السنة الامرة واحدة. بدائع الصنائع ج:۲ ص:۳۷، سعيد.

زلزلہ زدگان کو زکوۃ دینا

☆ ...... اگر زلزلہ زدگان مسلمان ہیں ، زلزلہ کی وجہ سے فقیر وغریب ہو گئے ،نصاب کے مالک نہیں رہے تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے، بلکہ ایسے مخصوص حالات میں ایسے لوگوں کو دوسرے لوگوں پر ترجیح دینی چاہئے۔(۱)

☆ ...... اگر زلزلہ زدگان مسلمان نہیں بلکہ غیر مسلم کافر ہیں تو ان کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے، البتہ نفلی صدقات سے ان کی مدد کرنا جائز ہے۔(۲)

☆ ...... اگر زلزلہ زدگان میں مسلم اور غیر مسلم دونوں شامل ہیں، اور زکوۃ کی رقم صرف مسلمانوں کو ملے گی اس بات کا یقین نہیں تو ایسی صورت میں بلا امتیاز زکوۃ تقسیم کرنا جائز نہیں ہوگا، ایسے مواقع میں حیلۂ تملیک کرالیا جائے پھر وہاں رقم تقسیم کی جائے۔(۳)

(نوٹ) زکوۃ کے سامان کا بھی یہی حکم ہے۔(۴)

---

(۱) الزكاة هى تمليك جزء مال عينه الشارع من مسلم فقير...........واحترزبجميع ما ذكرعن الكافروالغنى والهاشمى .الدرالمختارمع ردالمحتار،كتاب الزكاة ج:۲ ص: ۲۵۸ ، ط:سعيد،البحرج:۲ص: ۲۰۱ .هنديه ج: ۱ ص: ۱۷۰ .

(۲) واما الحربى ولومستأمنا فجميع الصدقات لايجوزله اتفاقا........لكن جزم الزيلعى بجوازالتطوع له ....لما روى ان النبى ﷺ بعث خمس مأة دينار الى مكة حين قحطوا وأمربدفعها إلى ان سفيان بن حرب وصفوان بن امية ليفرقاعلى فقراء اهل مكة ،لان صلة الرحم محمودة فى كل دين والاهداء إلى الغيرمن مكارم الاخلاق،الدرالمختارمع رد المحتار ط: سعيد،ومنها ان يكون مسلمافلايجوزصرف الزكاة الى الكافربلاخلاف لحديث معاذ خذها من اغنيائهم وردها فى فقرائهم وهم المسلمون فلايجوزوضعها فى غيرهم واما ماسوى الزكاة من صدقة الفطروالكفارات فلاشك فى ان صرفها الى فقراء المسلمين افضل......هل يجوزصرفها الى اهل الذمة قال ابوحنيفة ومحمد يجوز.البحرج: ۲ ص: ۲۴۲ ، شامى ج:۲ ص: ۳۵۱ ،بدائع ج:۲ص: ۴۹،فصل واما الذى يرجع الى المؤدى اليه. ط: سعيد.

(۳) ان الحيلة ان يتصدق الى الفقيرثم يأمره بفعل هذه الاشياء .شامى باب المصرف ج:۲ ص: ۳۴۵،ط:سعيد،البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۴۳ ،

(۴) منها ان يكون مالامتقوما على الاطلاق سواء كان منصوصا عليه اولامن جنس المال =

زمرد

☆ ......اگر زمرد تجارت کیلئے نہیں ہے تو اسپر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

☆ ...... اگر زمرد تجارت کے لئے ہیں اور اسکی قیمت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے یا وہ آدمی پہلے سے صاحب نصاب ہے تو ان صورتوں میں سالانہ قیمت فروخت میں سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

☆ ......خالص زمرد کے بنے ہوئے زیورات پر بھی زکوۃ واجب نہیں، ہاں اگر تجارت کے لئے ہے تو زکوۃ واجب ہوگی۔(۳)

زمین بٹائی پر دیدی

اگر زمین دوسرے شخص کو بٹائی پر دی ہے کہ پیداوار میں ایک معین حصہ زمین کے مالک کا ہے، اور دوسرا معین حصہ کاشتکار کا، یا مثلا دونوں آدھا آدھا ہو یا ایک تہائی اور دو تہائی ہو تو اس صورت میں عشر دونوں پر اپنی اپنی پیداوار کے حصے کے مطابق لازم ہوگا۔(۴)

= الذی وجبت فیه الزکاة اومن غیرجنسه. بدائع ج:۲ص: ۱۴۱،فصل اما الذی یرجع الی المودی. ط:سعید.

(۱) واما الیواقیت واللآلی والجواهرفلازکاة فیها وان کانت حلیا إلا ان تکون للتجارة کذا فی الجوهرة النیرة .هندیه الفصل الثانی فی العروض ج:۱ص:۱۸۰،ط:رشیدیه ،تتارخانیة ج:۲ ص: ۲۴۱. والمراد بالحلی هنا ماتتحلی به المرأة من ذهب وفضة ولایدخل الجوهرواللؤلؤ فإنه ماتتحلی به المرأة مطلقا .البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۶،باب زکوة المال ط: سعید.ولاشئ فی یاقوت وزمرد وفیروزج .الدرمع الرد باب الرکاز ج:۲ص: ۳۲۱، ط: سعید.تتارخانیة ج: ۲ ص: ۲۴۲.

(۲) ایضا

(۳) ایضا

(۴) ولودفعها مزارعة فاما علی مذهبهما فالمزارعة جائزة والعشریجب فی الخارج والخارج بینهما فیجب العشرعلیهما.بدائع ج:۲ص:۵۶، فصل واما شرائط الفرضیة .تتارخانیة ج:۲ ص:۳۳۰،البحرج:۲ص:۲۳۷ .باب العشر. واما ان یزارع علیها مزارعة صحیحة بربع مایخرج منها اوثلثة اونصف ....فالزکاة علی کل واحد من الطرفین فی حصته اذابلغت النصاب . =

زمین کرایہ پر چڑھادی

اگر زمین کرایہ پر دیدی تو زمین کی مالیت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، البتہ اگر کرایہ کی رقم نصاب کے برابر یا زیادہ ہے یا دوسری چیزوں کے ساتھ ملکر نصاب کے برابر ہوجاتی ہے تو سال پورا ہونے کے بعد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگی۔(۱)

زمین کو فصل کے ساتھ فروخت کردیا

اگر عشری زمین کے مالک نے زمین کو تیار فصل کے ساتھ فروخت کردیا یا صرف فصل فروخت کی زمین فروخت نہیں کی تو عشر ادا کرنا فروخت کرنے والے پر لازم ہوگا۔خریدنے والے پر نہیں۔

اور اگر صرف زمین فروخت کی اور فصل ابھی تک پکی نہیں اور خریدنے والے نے اسی وقت زمین سے فصل کی پیداوار الگ کردی تو بیچنے والے پر عشر واجب ہے۔

اور اگر خریدار نے فصل اسی وقت جدا نہیں کی بلکہ بدستور باقی رکھا اور زمین کو پیداوار کے ساتھ قبضہ میں لیا تو خریدار پر عشر ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

= فقه الزكاة ج: ١ ص:٣٩٨.مؤسسة الرسالة ،بيروت.

(١) لازكاة على مكاتب واثاث المنزل ودورالسكنى ونحوها الدرالمختارقوله ونحوها كثياب البدن الغيرالمحتاج اليها وكالحوانيت والعقارات .ردالمحتار،كتاب الزكاة ،ج:٢ص:٢٦٥. البحرالرائق ج:٢ص:٢٠٦،كتاب الزكوة. ط:سعيد.

(٢) واذا باع الارض العشرية وفيها زرع قد ادرك مع زرعها أوباع الزرع خاصة فعشره على البائع دون المشترى ،ولوباعها والزرع يقل ان قصله المشترى فى الحال يجب على البائع ولو تركه حتى ادرك فعشره على المشترى كذا فى شرح الطحاوى .الهنديه ج: ١ ص:١٨٧، ط: ماجديه ،كوئٹه ،ولوباع الارض العشرية وفيها زرع قد ادرك مع زرعها أوباع الزرع خاصة فعشره على البائع دون المشترى لانه باعه بعد وجوب العشروتقرره بالادراك ولوباعها والزرع بقل فان قصله المشترى للحال فعشره على البائع ايضا لتقررالوجوب فى البقل بالقصل وان تركه حتى ادرك فعشره على المشترى لتحول الوجوب من الساق الى الحب .بدائع ج:٢ ص: ٥٦و٥٧، فصل واما شرائط الفرضية، ط:سعيد.

زیور

☆......زیور کے نصاب کے لئے سونا اور چاندی کے نصاب کو دیکھیں۔

اگر زیور سونے کا بنا ہوا ہے تو سونے کے نصاب کا اعتبار ہوگا، اور اگر چاندی کا ہے تو چاندی کے نصاب کا اعتبار ہوگا، باقی تفصیل وہاں دیکھ لیں۔(۱)

☆......اگر زیور نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سالانہ چالیسواں حصہ یعنی ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔ کیونکہ سونا چاندی کے زیورات اصل خلقت کے اعتبار سے ''ثمن'' ہے یعنی رائج الوقت روپیہ اور سکہ ہے، اور اس کو تجارت وکاروبار کیلئے پیدا کیا ہے اگر کوئی شخص سونا اور چاندی سے تجارت کر کے مالیت کو نہیں بڑھاتا بلکہ اس کو زیور بنا کر رکھ دیتا ہے تو یہ شریعت کا قصور نہیں ہے بلکہ وہ خود ذمہ دار ہے کہ اس کو کاروبار میں لگا کر کیوں بڑھایا نہیں لہذا ہر حال میں زکوۃ دینا لازم ہے۔(۲)

☆......امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک روزمرہ کے استعمال کے زیورات پر زکوۃ واجب ہے (اگر زیور نصاب کے برابر ہے یا دوسرے اموال کے ساتھ ملکر نصاب کے برابر ہے یا دوسرے اموال زکوۃ کے ساتھ مل کر نصاب کے برابر ہو جاتا ہے۔(۳)

☆......اگر سونا اور چاندی کے زیور نصاب کے برابر ہیں تو اس سے سالانہ زکوۃ

---

(۱) والذهب المخلوط بالفضة ان بلغ الذهب نصاب الذهب وجبت فيه زكوة الذهب وان بلغت الفضة نصاب الفضة وجبت فيه زكوة الفضة .الباب الثالث فى زكوة الذهب والفضة هنديه ج: ۱ ص: ۱۷۹، ط:رشيديه ،تتارخانية ج:۲ص:۲۳۵.

(۲) الزكوة واجبة فى الحلى للرجال والنساء تبرا كان أوسبيكة ،آنية أوغيرها ، لأن الذهب و الفضة مال نام ، ودليل النماء موجود:وهو العدادللتجارة خلقة ، بخلاف الثياب ،ولانهما خلقا أثمانا .الفقه الاسلامى وأدلته، رابعا زكوة الحلى ،ج:۲ ص:۷۶۷، ط: دارالفكردمشق ، عالمگيرى ج: ۱ ص:۱۷۸ ،شيديه.

(۳) وقال الحنفية :الزكاة واجبة فى الحلى للرجال والنساء تبرا كان اوسبيكة ،آنية أوغيرها .الفقه الاسلامى وأدلته، كتاب الزكاة ج:۲ ص:۷۶۷،دارالفكر.

نکالنا لازم ہے، چاہے استعمال کرے یا نہ کرے اس سے کوئی فرق نہیں آئے گا۔(۱)

☆......جو زیور "لاکر" میں موجود ہیں اگر وہ نصاب کے برابر ہیں تو سالانہ اس پر بھی زکوۃ واجب ہوگی۔(۲)

☆......اگر زیورات نصاب کے برابر ہیں تو احناف کے نزدیک زیورات پر سالانہ زکوۃ واجب ہے، خواہ وہ مردوں کے ہوں یا عورتوں کے، تراش کر بنے ہو یا پگھلا کر، برتن ہو یا کچھ اور، استعمال میں آتے ہوں یا نہ آتے ہوں مشین کے بنے ہوئے ہوں یا نگینہ والے ہر حال میں زکوۃ واجب ہے۔(۳)

☆ بعض لوگ استعمال کا زیور کہہ کر زکوۃ نہیں دیتے ان کا عمل درست نہیں۔(۴)

زیور کی زکوۃ

☆......(الف) اگر مختلف اوقات میں مختلف زیور خریدے گئے تو ان پر زکوۃ

---

(۱) (واللازم فی مضروب کل)منهما (ومعموله ولوتبرا اوحليا مطلقا) مباح الاستعمال أولا ولوللتجمل والنفقة لأنهما خلقا اثمانا فيزكيهما كيف كانا ،الدرالمختارشامی ج:۲ ص: ۲۹۸ ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۶،

(۲،۳) قوله ولوتبرا اوحليا،لاتجب الزكاة مالم تبلغ قيمته نصابا مصكوكا من احدهما لان لزومها مبنى على المتقوم والعرف ان تقوم بالمصكوك قال فى البدائع تجب الزكاة فى الذهب والفضه مضروبا اوتبرا اوحليا مصوغا اذاكانت تخلص عن الاذابة سواء كان يمسكها للتجارة اوللنفقة اوللتجمل اولم ينوشيئا .البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۶،ط:سعيد. تجب فى كل مائتى درهم خمسة دراهم وفى كل عشرين مثقال ذهب نصف مثقال مضروبا كان اولم يكن مصوغاحليا كان للرجال اوللنساء تبرا كان اوسبيكة .هنديه ج:۱ ص:۱۷۸، ط: رشيديه ، الباب الثالث فى زكوة الذهب والفضة .قال شمس الدين السرخسى :وماكان من الدراهم و الدنانيروالفضة تبرا مكسورا أوحليا مصوغاأوحلية سيف أومنطقة أوغيرذلک ففى جميعه الزكاة اذا بلغ الذهب عشرين مثقالا أومن الفضة مائتى درهم نوى به التجارة أو لم ينو. كتاب المبسوط للسرخسى ج:۲ص:۱۹۱ ،باب زكاة المال ،دارالكتب العلمية ،بيروت. الزكاة واجبة فى الحلى للرجال والنساء تبرا كان أوسبيكة آنية أوغيرها لأن الذهب والفضة مال نام ، الفقه الاسلامى وادلته ج:۲ص:۲۶۷. رابعا زكوة الحلى ،ط:دارالفكر.

کب فرض ہوگی؟ اسکے بارے میں تعیین کا طریقہ یہ ہے کہ مذکورہ آدمی کے پاس جس روز اتنا مال ہوگیا کہ سونا، چاندی، مال تجارت، کیش رقم اور زیور کا مجموعہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو وہ صاحب نصاب ہے۔(۱)

(ب) یا جس دن زیور کی مقدار نصاب کے برابر ہوگئی اس دن سے یہ شخص صاحب نصاب ہے (بشرطیکہ اس کے پاس زکوۃ واجب ہونے والی دوسرے اموال زکوۃ نہ ہوں)۔(۲)

(ج) یا زیور تو نصاب کے برابر نہیں لیکن دوسرے اموال زکوۃ سے ملکر ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہوگئی، تو یہ شخص صاحب نصاب ہے۔(۳)

(د) اگر سونا یا اسکے زیورات نہیں صرف چاندی، یا مال تجارت یا نقدی ہے، اور جو ہے وہ نصاب کے برابر ہے تو وہ صاحب نصاب ہے۔(۴)

(ہ) جس دن سے یہ شخص نصاب کا مالک ہوا اس دن کی قمری تاریخ یاد رکھے ایک سال کے بعد پھر جب یہی قمری تاریخ آئے گی، اور یہ نصاب کا مالک رہا تو اس پر زکوۃ فرض ہوگی اور ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۵)

اگر سال پورا ہونے سے پہلے مزید زیور خریدا ہے مثلا ایک گھنٹہ پہلے خریدا ہے تو

(۱،۲) ومنها كون المال نصابا.عالمگیری ج: ا ص: ۱۷۲ .لاتجب الزكاة مالم تبلغ قيمته نصابا لأن لزومها مبنى على المتقوم ،البحرج:۲ ص: ۲۲۴ .ھندیه ج: ا ص:۱۷۸ .وجازدفع القيمة فى الزكاة ...... وتعتبرالقيمة يوم الوجوب وقالا:يوم الاداء ، ويقوم فى البلد الذى المال فيه ، شامی ج:۲ ص: ۲۸۵.

(۳،۴) وتضم قيمة العروض الى الثمنين والذهب الى الفضة قيمة .ھندیه ج: ا ص: ۱۷۹، الباب الثالث فى زكاة الذهب والفضة ،ط:رشيديه .البحر،ج:۲ص: ۲۳۰،تتارخانیه ج:۲ص: ۲۳۲.

(۵) ومنها حولان الحول العبرة فى الزكاة للحول القمرى .ھندیه ج: ا ص: ۱۷۵،ط: رشيديه. البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۳،ط:سعيد،ردالمحتارج:۲ص: ۲۵۹،الدرالمختارمع الرد ج:۲ص: ۲۹۵، قال عليه السلام :لازكوة فى مال حتى يحول عليه الحول .بدائع ج:۲ ص:۱۴،ط:سعيد.

اسکی زکوۃ نکالنا بھی لازم ہوگا۔(۱)

☆......جس قمری تاریخ میں سال پورا ہوگا اس دن بازار میں زیورات کی جو قیمت ہوگی اس سے زکوۃ نکالنا فرض ہوگا یعنی زکوۃ زیورات کی قیمت خرید پر نہیں بلکہ سال مکمل ہونے کے دن جو موجودہ قیمت ہوگی اس سے زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔(۲)

☆...... اگر سونے کے زیورات میں موتی اور نگینہ بھی ہے تو صرف سونے کی قیمت پر زکوۃ واجب ہے موتی اور نگینے کی قیمت پر زکوۃ واجب نہیں، اور زیور بنوانے کی اجرت نہیں لگائی جائیگی(۳)

☆......زیور میں سونا کے علاوہ ملاوٹ بھی ہوتی ہے تو اس کی زکوۃ کا حکم یہ کہ اس قسم کی ملاوٹ والے سونے کی جو قیمت ہے اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرے۔(۴)

☆...... جب زیور نصاب کے برابر ہو تو سال گذرنے کے بعد زکوۃ واجب

---

(۱) ولان المستفاد من جنس الاصل تبع له لانه زيادة عليه اذ الاصل يزداد به ويتكثر ثم انما يضم المستفاد عندنا الى اصل المال اذا كان الاصل نصابا.بدائع ج:۲ص:۱۴.ط:سعيد.

(۲) وانما له ولاية النقل الى القيمة يوم الاداء فيعتبر قيمتها يوم الاداء .بدائع ج:۲ص:۲۲ ط:سعيد.شامى ج۲ص:۲۸۵،هنديه ج:۱ص:۱۸۰،تتارخانية ج:۲ص:۲۴۲.وجاز دفع القيمة فى الزكوة.........الخ وتعتبر القيمة يوم الوجوب وقالا يوم الاداء الخ ويقوم فى البلد الذى المال فيه .شامى ج:۲ص:۲۸۵.

(۳)فان كان فى الحلى جوهرولآلى مرصعة ، فالزكاة فى الحلى من الذهب والفضة دون الجوهر،لأنها لازكاة فيها عند أحد من أهل العلم .الفقه الاسلامى وادلته .المطلب الاول زكوة النقود،رابعا:زكاة الحلى ج:۲ص:۷۶۷،دارالفكر،دمشق.

(۴) فان غلب الغش فليس كالفضة كالستوقة ،فينظران كانت رائجة أونوى التجارة اعتبرت قيمتها، فان بلغت نصابا من أدنى الدراهم التى تجب فيها الزكاة وهى التى غلبت فضتها وجبت فيها الزكاة وإلافلا، وان لم تكن أثمانا رائجة ولامنوية للتجارة فلازكاة فيها الا أن يكون مافيها من الفضة يبلغ مائتى درهم بان كانت كثيرة ،ويتخلص من الغش لان الصفر لاتجب الزكاة فيها.......وحكم الذهب المغشوشة كالفضة المغشوشة .البحرباب زكاة المال ج:۲ص:۲۲۸ط:ايچ ايم سعيد،

ہوگی۔ چاہے استعمال کرے یا نہ کرے، چاہے اپنے پاس ہو یا بینک کے لاکر میں ہو ہر صورت میں زکوۃ فرض ہوگی۔(۱)

(س)

سابقہ زمانہ کی زکوۃ کی مقدار معلوم نہیں

اگر سابقہ زمانہ سے زکوۃ واجب ہے لیکن واجب ہونے کی مدت کا علم نہیں تو اس صورت میں تخمینہ اور اندازہ لگا کر یقین کرے اور اس حساب سے زکوۃ ادا کردے۔ احتیاطا کچھ اندازہ سے زیادہ دیدے تاکہ آخرت میں کوئی مسئلہ نہ ہو۔(۲)

سارا مال خیرات کردیا

کسی نے مال پر سال پورا ہونے کے بعد زکوۃ ادا کرنے سے پہلے اپنا سارا مال خیرات کردیا تو زکوۃ بھی معاف ہوجائے گی۔(۳)

ساس

اگر ساس غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۴)

(۱) تجب الزكاة فى الذهب والفضة مضروبا أوتبرا أوحليا مصوغا أوحلية سيف أومنطقة أولجام أوسرج أوالكواكب فى المصاحف والأوانى وغيرها اذا كانت تخلص عن الاذابة سواء كان يمسكها للتجارة أوللنفقة أوللتجمل أولم ينوشيئا .البحرالرائق باب زكاة المال ج:۲ص:۲۲۶،ط:ايچ ايم سعيد،البدائع ج:۲ص:۱۷،شامى ج:۲ص:۲۹۸.

(۲) احسن الفتاوى ج:۴ص:۲۶۵،طبع يازدم ۱۴۲۵ھ.

(۳) ومن تصدق بجميع نصابه ولاينوى الزكاة سقط فرضها وهذااستحسان ،كذا فى الزاهدى . الهنديه، كتاب الزكاة الباب الاول ج:۱ص:۱۷۱،ط:مكتبه ماجديه، شامى ج:۲ ص:۲۷۰ .

(۴)ويجوزدفع الزكاة الى من سوى الوالدين والمولودين من الاقارب لانقطاع منافع الاملاک بينهم .بدائع ج:۲ص:۵۰،ط:سعيد،البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۳،فتح القدير ج:۲ ص:۲۱۷،رشيديه.شامى ج:۲ص:۳۴۶،ط:سعيد

سالانہ جو غلہ بچے

جو غلہ، چاول یا گندم کھانے کیلئے سال بھر کے لئے خریدا، اور خرچ ہو کر سال کے ختم کے بعد باقی رہ گیا، اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے، کیونکہ یہ مال تجارت نہیں ہے۔(۱)

سال بھر جو خرچ ہوا

صاحب نصاب آدمی کے نصاب پر سال مکمل ہونے سے پہلے جو رقم خرچ ہو گئی ہے اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۲)

سال پورا ہوا

جب صاحب نصاب آدمی کے مال پر سال پورا ہو جائے تو فوراً زکوۃ ادا کر دینی چاہئے، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اچانک موت آ جائے، اور زکوۃ کا فریضہ گردن پر رہ جائے، اگر سال گزرنے پر زکوۃ نہیں دی یہاں تک کہ دوسرا سال بھی گذر گیا تو یہ گناہ ہے، اس سے توبہ کرنا چاہئے اور دونوں سالوں کی زکوۃ ادا کر دینی چاہئے۔(۳)

---

(۱) (ومنها فراغ المال)عن حاجته الأصلية فليس فى دورالسكنى ،وثياب البدن ، واثاث المنازل ،ودواب الركوب وعبيد الخدمة وسلاح الاستعمال زكوة ،وكذا طعام أهله. عالمگیری ج: ا ص: ۱۷۲ ،واما فيما سوى الاثمان الخ .بدائع ج:۲ ص: ۱۱ .

(۲) منها كون المال فاضلا عن الحاجة الاصلية لان به يتحقق الغناء اذ المال المحتاج اليه حاجة اصلية لايكون صاحبه غنيا عنه .بدائع ج:۲ ص: ۱۱ ط:سعيد.هنديه، ج: ا ص:۱۷۳. اما الغناء الذى تجب به الزكاة فهوان يملك نصابا من المال النامى الفاضل عن الحاجة الاصلية بدائع ج: ۲ ص:۴۸،فصل الذى يرجع الى المودى اليه .

(۳) (وافتراضها عمرى)أى على التراخى ،وصححه الباقانى وغيره (وقيل فورى) أى واجب على الفور(وعليه الفتوى)كما فى شرح الوهبانية (فيأثم بتأخيرها)بلاعذر. (وفى الشامية تحته) ظاهره الاثم بالتأخيرولوقل كيوم أويومين ، لأنهم فسروا الفوربأول أوقات الامكان . الدرمع الردج:۲ص: ۲۷۱،۲۷۲،ط:ايچ ايم سعيد ذكرالكرخى انها على الفور و ذكر فى المنتقى مايدل عليه فانه قال اذا لم يؤد الزكاة حتى مضى حولان فقد اساء واثم . بدائع ج:۲ ص:۳. فصل اماكيفية فرضيتها ،شامى ج:۲ ص: ۲۷۱ .ط:سعيد،هنديه ج: ا ص:۱۷۰ ، رشيديه.

سال پورا ہونے سے پہلے جو روپے خرچ ہو گئے

اگر کسی آدمی کے پاس ضروری حاجت سے زائد رقم تھی، اور وہ نصاب کے برابر تھی لیکن سال مکمل ہونے سے پہلے رہائش کا مکان یا ضروری سامان خرید لیا، یا کسی اور جگہ وہ رقم خرچ ہو گئی، تو خرچ شدہ رقم یا خریدے ہوئے مکان یا سامان پر زکوۃ واجب نہیں، کیونکہ زکوۃ واجب ہونے کے لئے سال پورا ہونا شرط ہے، اور یہاں وہ شرط پوری نہیں ہوئی اس لئے اس رقم سے زکوۃ ساقط ہو گئی۔(۱)

سال شمار کرنے کا اصول

☆......جس تاریخ کو کسی شخص کی ملکیت میں نصاب کے بقدر مال آجائے اگر وہ نصاب کے برابر ہے تو اس پر اسی تاریخ کے حساب سے پورا سال گذرنے پر جتنی رقم اس کی ملکیت میں ہوگی زکوۃ واجب ہے خواہ محرم کا مہینہ ہو یا کوئی اور مہینہ اس سے کوئی فرق نہیں آئے گا، سال مکمل ہو گیا زکوۃ ادا کرنا لازم ہو جائے گا۔(۲)

☆......قمری ماہ کے جس تاریخ کو نصاب کا مالک ہوا، ہمیشہ وہی تاریخ زکوۃ کے حساب کے لئے متعین رہے گی، اسی کے حساب سے سال مکمل ہوگا، اس تاریخ کو سونا، چاندی مال تجارت اور نقدی جو کچھ بھی ہو خواہ سال مکمل ہونے سے ایک روز قبل ملا ہو

---

(۱) ومنها الحول فی بعض الاموال دون بعض . ان اصل النصاب وهوالنصاب الموجودفی اول الحول یشترط له الحول لقول النبی ﷺ لازکوة فی مال حتی یحول علیه الحول .
بدائع ج:۲ ص:۱۳،ط:سعید.

(۲) والمراد بکونه حولیا ان یتم الحول علیه وهوفی ملکه لقوله علیه السلام لازکوة فی مال حتی یحول علیه الحول قال فی الغایة سمی حولا لان الاحوال تحول فیه وفی القنیة العبرة فی الزکوة للحول القمری، البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۳،کتاب الزکاة ط:سعید،واجل سنة قمریة بالأهلیة علی المذهب وهی ثلاث مائة واربع وخمسون وبعض یوم، ثم هذا انما یظهر إذا کان الملک فی ابتداء الأهلة ،فلوملکه فی اثناء الشهر،قیل یعتبربالأیام وقیل یکمل الاول من الاخیرویعتبرمابینهما بالاهلة.ردالمحتار ج:۲ص:۲۹۵.وشرطه ای شرط افتراض =

سب پر زکوۃ فرض ہوگی۔زکوۃ کا حساب ہمیشہ اسی تاریخ میں ہوگا اداجب چاہیں کریں البتہ جتنی جلدی ممکن ہوادا کردیں موت کا کچھ پتہ نہیں ایسا نہ ہو کہ تاخیر کرتے کرتے موت آجائے اور زکوۃ کی ذمہ داری اپنے گردن پر رہ جائے اور قبر میں قیامت تک اسکی سزاء بھگتتے رہیں۔(۱)

☆......اگر درمیان سال میں نصاب کے برابر مال نہیں رہا مگر متعین تاریخ میں نصاب پورا ہو گیا تو بھی زکوۃ فرض ہے۔(۲)

☆......اگر سال کے شروع میں نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ مال رہا لیکن سال کے درمیان میں مال بالکل نہ رہا تو اب سابقہ تاریخ کا تعین ختم ہو جائے گا پھر جس تاریخ میں دوبارہ نصاب کا مالک ہوگا سال شمار کرنے کیلئے وہ تاریخ متعین ہوگی۔(۳)

☆......اگر تاریخ میں تبدیلی کرنا چاہتا ہے تو اس صورت میں اگر ایک سال سے

= ادائها (حولان الحول وهوفى ملكه .الدرالمختارشامى ج:۲ص:۲۶۷،كتاب الزكاة)

(۱) والمرد بكونه حوليا ان يتم الحول عليه وهوفى ملكه لقوله عليه السلام لازكوه فى مال حتى يحول عليه الحول قال فى الغاية سمى حولا لان الاحوال تحول فيه وفى القنية العبرة فى الزكوة للحول القمرى. البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۳،كتاب الزكاة ط:سعيد،هنديه ج:۱ ص:۱۷۵ .شامى ج:۲ص:۲۵۸. والمستفاد فى الحول لايخلواما ان كان من جنس الاصل واما ان كان من خلاف جنسه ....وان كان من جنسه فان كان متفرعا من الاصل او حاصلا بسببه يضم الى الاصل ويربى بحول الأصل بالاجماع .شامى ج:۲ص:۲۸۸،بدائع ج:۱۳ ص:۲، ط: سعيد. البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۲،ط:سعيد.

(۲) ونقصان النصاب فى الحول لايضر ان كمل فى طرفيه لانه يشق اعتبارالكمال فى اثنائه امالابد منه فى ابتدائه للانعقاد وتحقيق الغناء وفى انتهائه للوجوب ولاكذلك فيما بين ذلك لانه حالة البقاء .البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۹،باب زكاة المال ط:سعيد.شامى ج:۲ ص:۳۰۲واذا كان النصاب كاملا فى طرفى الحول فنقصانه فيما بين ذلك لايسقط الزكاة .عالمگيرى ج:۱ص:۱۷۵.

(۳) فهلاک النصاب فى خلال الحول يقطع حكم الحول حتى لواستفاد فى ذلك الحول نصابا يستانف له الحول لقول النبى ﷺ لازكوة فى مال حتى يحول عليه الحول والهالک ماحال عليه الحول وكذا المستفاد .بدائع ج:۲ص:۱۵ ط:ايچ ايم سعيد.

زیادہ ہوتی ہے تو سال کی زکوۃ نکالنے کے بعد زائد ایام کی زکوۃ بھی نکالدیں پھر تاریخ تبدیل کرنا درست ہوگا، مثلا ایک آدمی کا سال یکم رجب کو مکمل ہوجاتا ہے اور وہ یکم رمضان المبارک میں زکوۃ کا حساب کرنا چاہتا ہے تو رجب تک ایک سال کی زکوۃ نکالنے کے بعد مزید دو ماہ کی زکوۃ دیدے تو پھر اس کے بعد یکم رمضان سے یکم رمضان تک سال شمار کرنا صحیح ہوگا۔(۱)

سال کا شمار

☆......زکوۃ واجب ہونے کیلئے زکوۃ کے نصاب پر سال گذرنا ضروری ہے (۲) اگر کوئی شخص سال کے آغاز میں نصاب سے کم مال کا مالک تھا، پھر اس کم مال سے تجارت کی جس سے اتنا نفع ہوا کہ مال تجارت کی قیمت نصاب کے برابر مکمل ہوگئی، تو جس وقت سے نصاب مکمل ہوا، اس وقت سے سال کی ابتداء ہوگی، اور اس دن سے ایک سال گذرنے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی۔(۳)

☆......اگر سال کی شروع میں نصاب پورا تھا، پھر سال کے دوران اس سے تجارت کر کے نفع حاصل ہوا، اور وہ نفع موجود ہے، تو اصل مال پر جب سال مکمل ہوگا

---

(۱) والمراد بكونه حوليا ان يتم الحول عليه وهوفى ملكه لقوله عليه السلام لازكوة فى مال حتى يحول عليه الحول قال فى الغاية سمى حولا لان الاحوال تحول فيه وفى القنية العبرة فى الزكوة للحول القمرى البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۳،كتاب الزكاة ط:سعيد،شامى ج۲ ص:۲۵۸.ط:سعيد.

(۲) ومنها الحول فى بعض الاموال دون بعض ......ان اصل النصاب وهوالنصاب الموجود فى اول الحول يشترط له الحول لقول النبى ﷺ لازكوة فى مال حتى يحول عليه الحول .بدائع الصنائع ج:۲ص:۱۳ ط:سعيد،وشرط افتراض ادائها حولان الحول وهوفى ملكه .الدرالمختارشامى ج:۲ص:۲۶۷،ط:سعيد.

(۳) الزكاة واجبة على الحرالعاقل البالغ المسلم إذا ملك نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول فتح القديرج:۲ص:۱۱۲،كتاب الزكاة.ط:رشيديه كوئٹه .تتارخانية ج:۲ص:۲۱۷.

اور زکوۃ نکالی جائے گی، اس وقت نفع کی رقم سے بھی زکوۃ نکالی جائے گی اگر چہ نفع کی رقم پر سال مکمل نہ ہوا ہو، گویا کہ اصل پر سال مکمل ہونے کی وجہ سے نفع پر بھی سال مکمل ہو گیا ہے۔(۱)

سال کے آخر میں پیسہ کم ہو گیا

اگر کسی آدمی کے پاس سال کے شروع میں مثلا دو لاکھ کی رقم تھی اور سال کے آخر میں صرف ایک لاکھ کی رقم رہ گئی تو اس صورت میں صرف ایک لاکھ کی زکوۃ دینی ہو گی دو لاکھ کی نہیں۔(۲)

سال کے درمیان میں جو اضافہ ہوا

اگر کوئی شخص صاحب نصاب ہے اور اس کا سال یکم رمضان سے یکم رمضان تک پورا ہوتا ہے، اور درمیان سال میں کچھ رقم اور مل گئی یا سونا یا چاندی مل گئی، تو بعد میں ملنے والی چیزوں کے سال کا حساب الگ نہیں ہو گا بلکہ جب یکم رمضان آئیگا تو ان چیزوں کی زکوۃ دینا بھی لازم ہو گا، کیونکہ جب اصل نصاب پر سال گذر گیا گویا کہ سال مکمل ہونے سے پہلے ملنے والی چیزوں پر بھی سال گذر گیا۔(۳)

(۱،۳) والمستفاد فی الحول ان کان من جنسه فاما ان کان متفرعا من الاصل اوحاصلا بسببه کالولد والربح یضم الی الاصل ویربی بحول الاصل بالاجماع .هندیه ج:۱ ص:۱۷۵ .بدائع ج:۲ص:۱۳ .ط:سعید،البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۲ .ومن کان له نصاب فاستفاد فی أثناء الحول مالا من جنسه ضمه إلی ماله وزکاه سواء کان المستفاد من نمائه أولاوبأی وجه استفاد ضمه سواء کان بمیراث أوهبة أوغیر ذلک .هندیه ج:۱ ص:۱۷۵،کتاب الزکاة ط: ماجدیه.

(۲) ونقصان النصاب فی الحول لایضران کمل فی طرفیه........اما لابد منه فی ابتدائه للانعقاد و تحقیق الغناء وفی انتهائه للوجوب .البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۹،شامی ج:۲ ص: ۳۰۲. قال فی البدائع ولکن هذا الشرط یعتبرفی اول الحول وفی آخره لاخلاله حتی لو انتقص النصاب فی اثناء الحول ثم کمل فی آخره تجب الزکاة .بدائع الصنائع ج:۲ ص: ۱۵ ط:سعید

سال مکمل ہونے کے بعد مال ختم ہوگیا

کسی کے مال پر پورا سال گزر گیا، لیکن ابھی زکوۃ نہیں دی تھی کہ تمام مال چوری ہوگیا، یا کسی اور طریقہ سے خود بخود ضائع ہوگیا تو زکوۃ معاف ہوگئی، لیکن اگر اپنا مال اپنے اختیار سے کسی کو دیدیا، یا کسی اور طرح اپنے اختیار سے ضائع کردیا، تو جس قدر زکوۃ فرض ہوئی تھی وہ معاف نہیں ہوگی، بلکہ زکوۃ دینا پڑے گی۔(۱)

سال مکمل ہونے کے بعد مال کم ہوگیا

کسی کے پاس مثلا ایک لاکھ روپے تھے، ایک سال گزرنے کے بعد اس میں سے پچاس ہزار روپے چوری ہوگئے، یا خیرات کردیئے تو باقی پچاس ہزار روپے کی زکوۃ دینا ہوگی۔(۲)

سالہ سالی

اگر سالہ سالی غریب ہیں، نصاب کے مالک نہیں ہیں تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۳)

(۱) قال ابوبکر الکاسانی: فالمسقط لها بعد الوجوب احد الاشیاء الثلاثة. منها: هلاك النصاب بعد الحول قبل التمکن من الاداء وبعده عندنا. بدائع ج:۲ ص:۵۳ وقال: وأما بیان مایسقط بعد الوجوب فمنها هلاک الخارج من غیر صنعه، لأن الواجب فی الخارج فاذا هلک یهلک بمافیه کهلاك نصاب الزکاة بعد الحول فهذا عندنا. ج:۲ ص:۶۵، البدائع. وایضا وان هلک المال بعد وجوب الزکاة سقطت الزکاة وفی هلاك البعض یسقط بقدره، هکذا فی الهدایة، ولو استهلک النصاب لایسقط هکذا فی السراجیة. الهندیه، الباب الثالث فی زکاة الذهب والفضة والعروض ج:۱ ص:۱۸۰. ط: مکتبه ماجدیه.

(۲) أیضا

(۳) قال فی البحر هی تملیک المال من فقیر مسلم بشرط قطع المنفعة عن المملک من کل وجه لله تعالی واشار الی ان الدفع الی کل قریب لیس باصل ولافرع جائز. البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۱، کتاب الزکاة ط: سعید، وقال فی البدائع: ویجوز دفع الزکاة الی من سوی =

سامان تجارت

☆...... سامان تجارت سے مراد کیش رقم کے علاوہ ہر وہ سامان ہوتا ہے جو تجارت کے لئے مہیا کیا گیا ہے خواہ وہ کسی بھی قسم کا ہو، مثلاً آلات اور مشین ہوں ،استعمالی سامان ہو، کپڑے ہوں کھانے پینے کی چیزیں ہوں، زیورات وجواہر ہوں حیوانات ونباتات ہوا گھر ہوں یا زمین، یا منقولہ اور غیر منقولہ جائیدادیں ہوں۔

غرض جو چیزیں فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے خرید وفروخت کیلئے مہیا کی گئی ہیں وہ سامان تجارت ہے، اگر سامان تجارت کی مالیت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے اور اس پر سال بھی گذر گیا ہے تو کیش رقم کی طرح ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

☆...... اللہ تعالی نے مسلمانوں کے لئے حلال چیزوں کی جائز طریقے سے تجارت کرنا اور اس سے نفع حاصل کرنا جائز قرار دیا ہے، بشرطیکہ معاملات میں سچائی، دیانت اور امانت داری وغیرہ کے اخلاقی اصولوں کو ترک نہ کیا جائے ،اور تجارت وکاروبار کی مشغولیت اللہ کے ذکر، اور حقوق اللہ کی ادائیگی سے غافل نہ کردے۔

اسلام میں تجارت سے حاصل ہونے والی اس دولت پر کیش رقم کی طرح سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ مقرر کردی، تاکہ اللہ کی نعمت کا شکرادا ہو جائے ،اور اسکے بندوں میں

= الوالدين والمولودين من الاقارب وغيرهم لانقطاع منافع الاملاک بينهم.بدائع ج:۲ ص: ۵۰، ط:سعيد،شامی ج:۲ ص:۳۴۶، البحرج:۲ ص:۲۴۳،فتح القدير ج:۲ ص: ۲۱۷ .

(۱) (وفی عروض التجارة بلغت نصاب ورق اوذهب .وفی الصحاح العرض بسكون الراء : المتاع، وكل شئ فهوعرض سوى الدراهم والدنانيراه البحرالرائق ج: ۲ص:۲۲۸.ط: سعيد، واللازم فی عرض تجارة قيمته نصاب وفی الدررالعرض متاع لايدخله كيل ولاوزن ولايكون حيوانا ولاعقاراواما بفتحها فمتاع الدنيا ويتناول جميع الاموال .رد المحتار ج: ۲ ص:۲۹۸ ،باب زكوة المال ط:سعيد.البحر: ۲ص:۲۸۸ ،تتارخانية ج:۲ص: ۲۳۷، هنديه ج:۲ص: ۱۷۹ .

سے ضرورت مند بندوں کا حق ادا ہو جائے۔(۱)

☆......اگر سامان تجارت کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اس پر زکوۃ فرض ہے۔(۲)

سائمہ جانور

☆......''سائمہ'' اس جانور کو کہتے ہیں جو جنگل میں چرنے کیلئے خاص مقصد سے چھوڑے جاتے ہیں اور وہ مقصد یا تو ان سے دودھ حاصل کرنا ہوتا ہے، یا ان کی نسلی افزائش ہے یا اپنی بڑھوتری کی بناء پر وہ بیش قیمت قرار پائیں۔

اور''سائمہ'' جانور میں تین باتیں پائی جانی ضروری ہیں۔(۳)

(الف) سال کے اکثر حصہ میں خود سے چر کے اکتفاء کرتے ہوں یعنی عام چراگاہ میں پیسوں کے بغیر چرتے ہوں اور اگر گھر میں ان کو کچھ نہ دیا جاتا ہو۔

---

(۱) اما الاول فکمال النصاب شرط وجوب الزکاۃ فلاتجب الزکاۃ فیما دون النصاب لانها لاتجب الاعلی الغنی ولانها وجبت شکرا لنعمة المال ومادون النصاب لایکون نعمة موجبة للشکر للمال .بدائع ج:۲ص:۱۵،ط:سعید،شامی ج:۲ص:۲۹۸.

(۲) (قوله وفی عروض تجارة بلغت نصاب ورق اوذهب)معطوف علی قوله :اول الباب فی مائتی درهم ،أی یجب ربع العشرفی عروض التجارة اذا بلغت نصابا من احدهما. البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۸،ط:سعید،واما اموال التجارة فتقدیرالنصاب فیها بقیمتها من الدنانیروالدراهم فلاشئ مافیهامالم تبلغ قیمتها مائتی درهم اوعشرین مثقالامن ذهب .هندیه ج:۱ص:۱۷۹،البحرج:۲ص:۲۲۸،بدائع ج:۲ص:۲۰،ط:سعید،شامی ج:۲ص:۲۹۸.

(۳) واماصفة نصاب السائمة فله صفات منها ان یکون معدا للاسامة وهوان یسمیها للدر و النسل لما ذکرنا ان مال الزکاۃ هوالمال النامی وهوالمعد للاستمناء والنماء فی الحیوان بالاسامة اذ بها یحصل النسل فیزدادالمال......ثم السائمة هی الراعیة التی تکتفی بالراعی عن العلف ویمونها ذلک ولاتحتاج الی ان تعلف فان کانت تسام فی بعض السنة وتعلف وتمان فی البعض یعتبرفیه الغالب لان للاکثرحکم الکل .بدائع الصنائع ج:۲ ص:۳۰، فصل واما صفة نصاب السائمة ط:سعید،عالمگیری ج:۱ص:۱۷۶،شامی ج:۲ص:۲۷۵،الفقه الاسلامی وادلته ج:۲ص:۸۳۴،دارالفکر،دمشق .

اگر چھ مہینے خود سے چر کر رہتے ہوں اور چھ مہینے انکو گھر میں کھلایا جاتا ہو تو پھر وہ سائمہ نہیں ہیں۔۔اسی طرح اگر گھاس ان کے لئے گھر میں منگوائی جاتی ہو خواہ قیمت دیکر ہو یا بلا قیمت، تو پھر وہ سائمہ نہیں ہیں۔

(ب) جس گھاس پر وہ چرتے ہیں اس کے چرنے کی کسی کی طرف سے ممانعت نہ ہوں اگر کسی کی منع کی ہوئی ناجائز گھاس پر ان کو چرایا جائے گا تو وہ سائمہ نہیں ہوں گے۔

(ج) دودھ کی غرض سے یا نسل میں اضافہ کرنے کی غرض سے رکھے گئے ہوں اگر وہ دودھ اور نسل کی غرض سے نہ رکھے گئے ہوں بلکہ گوشت کھانے کے لئے یا سواری کے لئے ہوں تو پھر وہ سائمہ نہیں ہوں گے۔

☆...... سائمہ جانور خواہ نر ہوں یا مادہ، خواہ ملے جلے ہوں ان سب پر زکوۃ واجب ہوگی، اسی طرح سائمہ جانور اگر دودھ پینے اور نسل حاصل کرنے کیلئے ہیں اور وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہیں تو ان پر بھی زکوۃ واجب ہوگی۔(۱)

سرکاری مدارس میں زکوۃ دینا

☆......اگر سرکاری مدارس میں زکوۃ کے مستحق طلباء موجود ہیں، اور مدرسہ والے زکوۃ کی رقم صرف غریب مستحق طلباء میں خرچ کرتے ہیں غیر مصرف میں خرچ نہیں کرتے تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہوگا۔(۲)

البتہ جہاں زکوۃ کی ضرورت نہیں وہاں زکوۃ نہیں دینی چاہیے۔

☆...... غیر سرکاری دینی مدارس کے غریب طلباء زکوۃ کے زیادہ مستحق ہیں لہذا

---

(۱) قال شمس الأئمة السرخسی المتوفی ۴۹۰ھ: وینظرفی السائمة إلی کمال النصاب فتجب الزکاة فیه ، وان کانت قیمتها ناقصة عن مائتی درهم وینظرإلی قیمتها ان اراد بها التجارة الخ . کتاب المبسوط ، کتاب الزکاة ج:۲ ص:۱۸۷ ، ط:دارالکتب العلمیة ،بیروت.

(۲) ''انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیها والمولفة قلوبهم''سورة التوبة ، آیت : ۶۰.

زکوۃ ان کو دینے کی کوشش کرے۔(۱)

سسر کو زکوۃ دینا

اگر سسر غریب ہے، نصاب کا مالک نہیں تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

سفراء کے ہاتھ سے زکوۃ کی رقم ضائع ہوگئی

اگر مدارس کے سفراء کے ہاتھ سے زکوۃ کی رقم چوری ہو جائے یا مہتمم کے ہاتھ سے چوری ہو جائے یا ضائع ہو جائے، اور ان کی حفاظت میں کوئی کمی نہیں رہی تھی تو ان لوگوں پر تاوان لازم نہ ہوگا، اور زکوۃ دینے والوں کی زکوۃ ادا ہو جائے گی، کیونکہ یہ حضرات مستحق طلبہ کے وکیل ہیں اور وکیل کا قبضہ گویا مستحق طلبہ کا قبضہ ہے۔(۳)

اور اگر ان لوگوں نے حفاظت میں کوتاہی کی ہے یا زکوۃ کی رقم میں تبدیلی کی ہے یا اپنی رقم کے ساتھ مخلوط کر دیا ہے تو ان لوگوں پر تاوان لازم ہوگا، اور اپنی جیب سے اتنی رقم فقراء کو دینا لازم ہوگا۔(۴)

---

(۱) أوأحوج أوأصلح أوأورع أوأنفع للمسلمين أومن دارالحرب إلى دارالإسلام أوإلى طالب علم وفى المعراج :التصدق على العالم الفقيرأفضل .الدرالمختارشامى ج:۲ ص: ۳۵۳، ۳۵۴. هنديه ج: ا ص:۱۸۷ .

(۲) ويجوزدفع الزكاة الى من سوى الوالدين والمولودين من الاقارب ومن الاخوة و الاخوات و غيرهم لانقطاع منافع الاملاک بينهم .بدائع الصنائع ج:۲ص:۵۰،کتاب الزكاة ، البحر ج:۲ ص: ۲۴۳، شامى ج:۲ص:۳۴۶،فتح القدير ج:۲ص:۲۱۷.تتارخانية ج:۲ص: ۲۷۱.

(۳) وبه يعلم حكم من يجمع للفقراء ومحله ماإذا لم يوكلوه فان كان وكيلا من جانب الفقراء ايضا فلاضمان عليه .البحرالرائق ج:۲ص: ۲۱۱،ط:سعيد. بخلاف ماإذا ضاعت فى يد الساعى ؛لأن يده كيد الفقراء .البحرالرائق ج:۲ص: ۲۱۱،شامى ج:۲ص: ۲۷۰.

(۴) ولوخلط زكاة موكليه ضمن وكان متبرعا إلا اذا وكله الفقراء .الدرالمختار شامى ج:۲ ص: ۲۶۹.(قوله ضمن وكان متبرعا)لان ملكه بالخلط وصارمؤديا مال نفسه ،قال فى التاتارخانية إلا إذا وجد الاذن أو اجازالمالكان أى اجاز قبل الدفع الى الفقير.شامى ج:۲ص: ۲۶۹. وفى الفتاوى رجلان دفع كل واحد منهما زكوة ماله الى رجل ليؤدى عنه فخلط مالهما ثم تصدق ضمن الوكيل وكذا لوكان فى يد رجل اوقاف مختلفة فخلط انزال الاوقاف، فإذا ضمن فى =

سفید پوش

عام طور سے لوگ صرف اسی کو فقیر سمجھتے ہیں، جو بھیک مانگتا ہے، حالانکہ بعض اوقات باعزت لوگ زیادہ مستحق ہوتے ہیں مگر شرم کی وجہ سے اپنی غربت نہ اپنے لباس سے ظاہر ہونے دیتے ہیں، نہ زبان سے کہتے ہیں دیکھنے سے وہ بظاہر غریب معلوم نہیں ہوتے، بلکہ بعض اوقات وہ تنخواہ دار ملازم بھی ہوتے ہیں، لیکن زیادہ اولاد وغیرہ کی وجہ سے بہت تنگدست رہتے ہیں، اگر تحقیق سے کسی ایسے آدمی کے بارے میں علم ہو جائے تو اس کو غنیمت سمجھنا چاہیے، ایسے لوگوں کو زکوۃ وخیرات دینا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔(۱)

سفید پوش کو زکوۃ دینا

اگر سفید پوش آدمی مالی اعتبار سے بہت کمزور ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا صحیح ہے، اور زکوۃ کی ادائیگی کے لئے ان کو بتانا شرط نہیں کہ یہ زکوۃ ہے، تحفۃً ہدیہ کہ کر دی جاے اور زکوۃ کی نیت کر لی جائے، تب بھی زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۲)

= صورة الخلط لاتسقط الزكاة عن اربابها .البحرج:۲ص:۲۱۱.شامی ج:۲ص:۲۶۹.

(۱) واما الذی یرجع الی المؤدی الیه: منها ان یکون فقیرا وقیل الفقیرالذی یملک شیئا یقوته والمسکین الذی لاشیئ له سمی مسکینا لما اسکنته حاجته عن التحرک،فلا یقدر یبرح عن مکانه وهذا اشبه الاقاویل ،وماروی ابوهریرة ان النبی ﷺ انه قال لیس المسکین الطواف الذی یطوف علی الناس ترده اللقمة واللقمتان والتمرة والتمرتان قیل فماالمسکین یارسول الله .قال الذی لایجد مایغنیه ولایفطن به فیتصدق علیه ولایقوم فیسأل الناس فان الذی لایسأل ولایفطن به اشد مسکنه من هذا .بدائع ج:۲ص:۴۴،ط:سعید. وذکرفی الفتاوی فیمن له حوانیت ودورالغلة لکن غلتها لاتکفیه ولعیاله انه فقیرویحل له اخذ الصدقة ،بدائع ج:۲ص:۴۸،البحرج:۲ص:۲۴۴.

(۲) ومن اعطی مسکینا دراهم وسماها هبة اوقرضا ونوی الزکاة فانها تجزیه .هندیه ج:۱ ص:۱۷۱،ط:رشیدیه ، البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۲،ط: سعید.شامی ج:۲ص: ۲۶۸ .

سفیر کا زکوۃ کی رقم استعمال کرنا

سفیر کیلئے زکوۃ کی رقم خرچ کرنا جائز نہیں ہے، اگر سفیر کے پاس خرچ کے لئے رقم نہیں تو گھر سے منگوالے یا کسی سے قرض لے لے۔(۱)

سفیر کا زکوۃ کی رقم تبدیل کرنا

سفیر کے پاس چندہ کی جو رقم جمع ہوئی ہے اسکے بدلے دوسری اتنی ہی رقم مدرسہ میں جمع کرادی جائے تو درست ہے، مدرسہ میں رقم جمع کرادینے کے بعد اگر مدرسہ کے چندہ کی رقم سے اپنی ذاتی مصرف میں استعمال کرنا چاہے تو استعمال کرسکتا ہے مدرسہ میں رقم جمع کرانے سے پہلے استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا۔(۲)

سفیر کی تنخواہ زکوۃ سے دینا

زکوۃ کی رقم سے سفیر کی تنخواہ دینا جائز نہیں، کیونکہ زکوۃ کی رقم بلا عوض دینا ضروری ہے، اور تنخواہ بلا عوض نہیں دی جاتی بلکہ خدمت کی عوض میں دی جاتی ہے اس لئے زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔(۳)

سوال کرنے والے کو دینا

☆......معارف القرآن کاندھلویؒ میں ہے "اور سوال کرنے والوں کو دے"

---

(۱) وللوکیل بدفع الزکاۃ ان یدفعھا الی ولد نفسه کبیرا کان اوصغیرا والی امرأته اذا کانوا محاویج ولایجوزان یمسک لنفسه شیئا .البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱،ط:سعید،شامی ج:۲ص:۲۶۹.ط:سعید.

(۲) فتاوی رحیمیه ج:۷ص:۱۴۵کتاب الزکاۃ .دارالاشاعت ،طباعت ۲۰۰۳ء.

(۳) ولونوی الزکاۃ بمایدفع إلی الخلیفة ولم یستاجره ان کان الخلیفة بحال لولم یدفعه یعلم الصبیان ایضا اجزأه وإلا فلا،عالمگیری ج:۱ص:۱۹۰.شامی ج:۲ص:۳۵۶. تتارخانیة ج:۲ص؛۲۷۸.

خواہ مسلمان ہوں یا کافر اگرچہ ہمیں ان کی حاجت اور ضرورت کا علم نہ ہو، اس لئے کہ ظاہر یہی ہے کہ بلا ضرورت کوئی عاقل سوال اور گدائی کی ذلت گوارا نہیں کرتا۔

اسی وجہ سے حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوال کرنے والے کا حق ہے اگرچہ وہ گھوڑے پر ہو۔ (ج:اص:۲۷۲، سورۂ بقرہ آیت:۱۷۷ ''والسائلین'')۔

☆......اگر سوال کرنے والا کافر ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز نہیں البتہ زکوۃ کے علاوہ عطیات یا صدقۂ نافلہ کی مد سے دینا جائز ہے۔(۱)

سوتیلا

سوتیلا باپ، سوتیلا دادا، سوتیلا نانا، سوتیلی ماں، سوتیلی دادی کو زکوۃ دینا جائز ہے اگر وہ لوگ زکوۃ کے مستحق ہیں۔(۲)

سوتیلی والدہ کو زکوۃ دینا

اگر سوتیلی والدہ غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں ہے سیدہ بھی نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۳)

(۱) اما الذی یرجع الی المودی الیه منها ان یکون فقیرا لقوله تعالی انما الصدقات للفقراء والمساکین ....وقال الحسن: المسکین الذی یسأل........وهذا یدل علی ان المسکین احوج. بدائع ج:۲ص:۴۳ط:سعید. ومنها ان یکون مسلما فلایجوز صرف الزکاة الی الکافر بلاخلاف لحدیث معاذ خذها من اغنیائهم وردها فی فقرائهم واما ماسوی الزکاة من صدقة الفطر والکفارات والنذور فلاشک فی صرفها الی فقراء المسلمین افضل وهل یجوز صرفها الی اهل الذمة قال ابوحنیفة ومحمد یجوز. بدائع ج:۲ص:۴۹، ط: سعید، البحر الرائق ج:۲ص:۲۴۲، ط:سعید، باب المصرف، شامی ج:۲ص:۳۵۱.

(۲) ویجوز دفع الزکاة الی من سوی الوالدین والمولودین من الاقارب وغیرهم لانقطاع منافع الاملاک وبینهم .شامی ج:۲ص:۳۴۶، بدائع ج:۲ص:۵۰، البحرج:۲ص:۲۴۳ و قال فی البحر: واشارإلی ان الدفع الی کل قریب لیس باصل ولافرع جائز. البحر ج:۲ ص:۲۰۱، کتاب الزکاة ط:سعید،

(۳) وقال فی الرد ویجوز دفعها لزوجة ابیه وابنه وزوج ابنته .ردالمحتار ج:۲ ص: ۳۴۶، باب المصرف . البحر الرائق ج:۲ص:۲۴۳، باب المصرف. ط:سعید.

سوتیلے بھائی بہن

اگر سوتیلے بھائی بہن غریب ہیں، نصاب کے مالک نہیں ہیں، تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

سوتیلے ماں باپ

اگر اپنے سوتیلے ماں باپ غریب ہیں، نصاب کے مالک نہیں ہیں، تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

سود کی رقم پر زکوۃ

☆...... واضح رہے کہ سود لینا، دینا، لکھنا اور اس میں گواہ بننا سب ناجائز اور حرام ہیں ایسے لوگوں پر لعنت ہے،(۳) اللہ نے فرمایا سود کھانے والے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کا اعلان کرتے ہیں، اور اللہ سے جنگ کر کے کون جیت سکتا ہے، کامیابی کا تصور تک نہیں ہوسکتا۔(۴)

---

(۱) وقید بالولاد لجوازہ لبقیة الاقارب کالاخوة والاعمام والاخوال الفقراء بل هم اولی لانه صلة وصدقة .شامی کتاب الزکاة باب المصرف ج:۲ص:۳۴۶،البحرج:۲ص:۲۴۳ و ۲۰۱ .فتح القدیرج:۲ص:۲۱۷ .

(۲) ویجوزدفعها لزوجة ابیه وابنه وزوج ابنته .ردالمحتارج:۲ص:۳۴۶قال فی البدائع: و یجوزدفع الزکاة الی من سوی الوالدین والمولودین من الاقارب ومن الاخوة والاخوات وغیرهم لانقطاع منافع الاملاک بینهم .فتح القدیرج:۲ص:۲۱۷،بدائع ج:۲ ص:۵۰، ط:سعید،البحرج:۲ص:۲۴۳،شامی ج:۲ص:۳۴۶،

(۳) عن جابرؓ قال لعن رسول الله ﷺ اکل الربا وموکله وکاتبه وشاهدیه وقال هم سواء . قال النووی :هذا تصریح بتحریم کتابة المبایعة بین المترابیین والشهادة علیهما .صحیح مسلم ج:۲ص:۲۷،کتاب البیوع باب الربا،ط:قدیمی کتب خانه .

(۴) یا ایها الذین امنوا اتقوا الله وذروا مابقی من الربا ان کنتم مؤمنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من الله ورسوله ،سورة البقرة آیت :۲۷۸،۲۷۹،جزء :۳.

☆......جس طرح سود کھانا حرام ہے اس طرح سود لینا بھی حرام ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

واخذهم الربو وقد نهوعنه

سود لینے ہی سے ان کو منع کیا گیا ہے

☆......سود کی رقم پر زکوۃ واجب نہیں ہے، اگر یہ معلوم ہے کہ سود کہاں سے لیا ہے تو وہاں واپس کردے، اگر معلوم نہیں، یا معلوم ہے لیکن واپس کرنا ممکن نہیں تو سود کی ساری رقم کو ثواب کی نیت کے بغیر صدقہ کرنا واجب ہے۔(۱)

سود کی رقم سے زکوۃ ادا کرنا

☆......سود کی رقم سے زکوۃ ادا کرنا جائز نہیں، اگر کوئی شخص سود کی رقم سے زکوۃ ادا کرے گا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی اور کفر کا خطرہ ہوگا۔(۲)

☆......سود کی رقم لینا اور دینا جائز نہیں ہے، جو لوگ سودی کاروبار کرتے ہیں وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کا اعلان کرتے ہیں، ظاہر ہے اللہ و رسول سے جنگ کر کے کوئی جیت نہیں سکتا۔(۳)

☆......سودی رقم حرام ہے، حرام رقم کے بارے میں حکم یہ ہے کہ جہاں سے لی ہے وہاں واپس کردے اگر واپس کرنا ممکن ہے، اگر واپس کرنا ممکن نہیں تو ثواب کی

(۱)والحاصل انه ان علم ارباب الاموال وجب رده عليهم والافان علم عين الحرام لايحل له ويتصدق به بنية صاحبه، شامي ج:۵ص:۹۹. باب البيع الفاسد مطلب فيمن ورث مالا حراما والاتصدقوا بها لان سبيل الكسب الخبيث التصدق اذا تعذرالرد على صاحبه. الردالمحتار، كتاب الكراهية فصل فى البيع ، ج:۶ص:۳۸۵،۳۸۹،هنديه ج:۴ص:۳۴۹

(۲) فى الدرالمختار:انما يكفراذا تصدق بالحرام القطعى وفى الرد،رجل دفع الى فقيرمن المال الحرام شيئا يرجوبه الثواب يكفر. كتاب الزكاة باب زكاة الغنم .ج:۲ص:۲۹۲.

(۳) يا ايها الذين امنوا اتقوا الله وذروا مابقى من الربا ان كنتم مؤمنين فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من الله ورسوله ،سورة البقرة آيت :۲۷۸،۲۷۹،جزء :۳.

نیت بغیر کسی فقیر وغریب کو مالک بنا کر دیدیں۔(۱)

☆......زکوۃ پاک ہے اور سود پاک نہیں ہے، ناپاک چیز سے پاک چیز ادا نہیں ہوتی۔

سودے کے بعد پیشگی رقم کا حکم

اگر سودا ہونے کے بعد پیشگی ایڈوانس رقم ادا کردی، اور اب تک چیز پر قبضہ نہیں ہوا، تو اب اس رقم کی زکوۃ کس پر ہے، رقم ادا کرنے والے مشتری پر ہے یا رقم وصول کرنے والے بائع پر ہے۔ تو اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر مشتری[۱] صاحب نصاب ہے زکوۃ کا سال مکمل ہونے سے پہلے مذکورہ چیز کی قیمت ادا کردی ہے تو مشتری پر زکوۃ واجب نہیں ہے، اور اگر مشتری نے سال مکمل ہونے کے بعد قیمت ادا کی تو اس صورت میں مشتری کی زکوۃ ساقط نہیں ہوگی، مشتری کیلئے ان رقوم کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

سونا

☆......سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ سونا ہے، موجودہ اوزان کے اعتبار سے ستاسی ۸۷ گرام چارسو اناسی ۴۷۹ ملی گرام سونا ہے

(۱) والحاصل انه ان علم ارباب الاموال وجب رده علیهم والافان علم عین الحرام لایحل له ویتصدق به بنیة صاحبه، شامی ج:۲ص:۹۹. باب البیع الفاسد مطلب فیمن ورث مالا حراما. هندیه ج:۴ص:۳۴۹. ط:رشیدیه. ویردونها علی اربابها ان عرفوهم والاتصدقوا بها لان سبیل الکسب الخبیث التصدق اذا تعذرالرد علی صاحبه. ردالمحتار، کتاب الکراهیة فصل فی البیع، ج:۶ص:۳۸۵، ۳۸۹، هندیه ج:۴ص:۳۴۹، ط:رشیدیه.

(۲) قالوا: ثمن المبیع وفاء إن بقی حولا، فزکاته علی البائع؛ لأنه ملکه، وقال بعض المشائخ: علی المشتری؛ لأنه یعده مالاموضوعا عند البائع، فیواخذ بماعنده، شامی ج: ۲ص: ۲۶۱، مطلب فی زکاة ثمن المبیع وفاء، ط:رشیدیه.

[۱] مشتری: خریدار کو کہتے ہیں اور بائع: بیچنے والے کو

(۳) (نصاب الذهب عشرون مثقالا). الدرالمختارشامی، کتاب الزکوة باب زکوة المال. ج:۲ص:۲۹۵، ط:سعید.

اگر نصاب کے برابر سونا ایک سال تک رہے تو سال مکمل ہونے پر زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔

☆......اگر کسی مرد یا عورت کے پاس صرف سونا ہے اور وہ نصاب سے کم ہے اسکے ساتھ چاندی یا نقد روپیہ یا مال تجارت وغیرہ قابل زکوۃ کوئی چیز نہیں تو ساڑھے سات تولہ سے کم سونا پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

☆......اگر نصاب سے کم سونا کے ساتھ چاندی یا کیش رقم وغیرہ ہے اور قیمت کے اعتبار سے جمع کرنے سے چاندی کا نصاب پورا ہو جاتا ہے تو اس صورت میں مجموعی قیمت پر زکوۃ واجب ہوگی۔اور ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا اور اگر تمام چیزوں کی مجموعی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر نہیں ہے تو اس صورت میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

☆......سونا جب نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہوگا تو زکوۃ دینا لازم ہوگا، چاہے اس سے تجارت کرے یا نہ کرے، کاروبار میں لگا کر بڑھائے یا نہ بڑھائے کیونکہ اللہ تعالی نے سونا کو اصل خلقت کے اعتبار سے ''ثمن'' یعنی رائج الوقت روپیہ سکہ کے طور پر پیدا کیا ہے، تجارت کاروبار کیلئے پیدا کیا ہے، اگر کسی کے پاس سونا ہے وہ اس سے کاروبار نہیں کرتا یا زیور بنا کے رکھتا ہے تو یہ اس کا قصور ہے شریعت اس کی

---

(۱) (قوله يجب ....وعشرين مثقالاربع العشر).......قيد بالنصاب لان مادونه لازكاة فيه. البحرالرائق كتاب الزكاة باب زكوة المال ج:۲ص:۲۲۵.

(۲) وتضم قيمة العروض الى الثمنين والذهب الى الفضة قيمة كذا فى الكنز.......ولوضم احد النصابين الى الاخرحتى يودى كله من الذهب اومن الفضة لاباس به لكن يجب ان يكون التقويم بماهوانفع للفقراء قدرا ورواجا .شامی ج:۲ص:۳۰۳،تتارخانية ج:۲ ص: ۲۳۲، عالمگیری کتاب الزكاة الباب الثالث ج:۱ ص: ۱۷۹،البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۳۰، باب زكاة المال ط:سعيد.

ذمہ دار نہیں ہے۔(۱)

☆...... اگر کسی کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا تھا اور اس نے سال مکمل ہونے کے بعد نقد رقم سے زکوۃ ادا کر دی اور ساڑھے سات تولہ سونا باقی رہا اور اس پر مثلا دوسرا سال گذرا تو نصاب کے برابر سونا ایک سال تک محفوظ رہنے کی وجہ سے دوسرا سال بھی ساڑھے سات تولہ سونے پر زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

☆......اور اگر سونے ہی کا کچھ حصہ زکوۃ میں ادا کر دیا، اور باقی ماندہ سونا نصاب سے کم ہے اور اس آدمی کے پاس ایسی اور کوئی چیز نہیں جس پر زکوۃ فرض ہوتی ہے تو اس صورت میں ساڑھے سات تولہ سے کم مقدار پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

---

(۱) (واللازم) مبتدأ (فی مضروب کل)منهما (ومعموله ولوتبرا اوحليا مطلقا) مباح الاستعمال أولاولوللتجمل والنفقة لانهما خلقا اثمانا فيزكيهما كيف كانا ....(ربع عشر)خبرقوله اللازم .(الدرالمختارشامی،کتاب الزکوة ،باب زکوة المال ج:۲ص:۲۹۷۔ ۲۹۹، البدائع ج:۲ص:۱۶،فصل صفة النصاب ط:سعيد.

اما اذا كان له ذهب مفرد فلاشيئ فيه حتى يبلغ عشرين مثقالا فاذا بلغ عشرين مثقالا ففيه نصف مثقال لما روى فى حديث عمروبن حزم والذهب مالم يبلغ قيمته مائتى درهم فلاصدقة فيه فاذا بلغ قيمته مائتى درهم ففيه ربع العشر.بدائع ج:۲ص:۱۸،ط:سعيد، فان لم يكن كل واحد منهما نصابا بان كان له عشرة مثاقيل ومائة درهم فانه يضم احدهما الى الاخرى فى حق تكميل النصاب.......ولهذا يكمل نصاب كل واحد منهما بعروض التجارة ولايعتبراختلاف الصورة .بدائع ج:۲ص:۱۹،ط:سعيد. فأما الزكاة فى الذهب والفضة فانما تجب لعينها دون القيمة ولهذا لايكمل به القيمة حالة الانفراد ولانهما مالان متحدان فى المعنى الذى تعلق به وجوب الزكاة فيهما وهوالاعداد للتجارة باصل الخلقة والثمنية فكانا فى حكم الزكاة كجنس واحد ولهذا اتفق الواجب فيهما وهوربع العشرعلى كل حال .بدائع ج:۲ص:۱۹.ط:سعيد.

(۲) تجب فى كل عشرين مثقال ذهب نصف مثقال مضروبا كان اولم يكن مصوغا اوغير مصوغ حليا كان للرجال اوللنساء .فتاوى هنديه ج:۱ص:۱۷۸،ط:رشيديه كوئٹه واما شروط وجوبها فمنها حولان الحول على المال .هنديه ج:۱ص:۱۷۵،ط:رشيديه .

(۳)(ومنها كون المال نصابا) فلاتجب فى أقل منه ،عالمگیری ج۱ص:۱۷۲،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۲،شامى ج:۲ص:۲۵۹.

اور اگر مذکورہ آدمی کے پاس ساڑھے سات تولہ سے کم مقدار سونا کے علاوہ کوئی ایسی چیز موجود ہے جس پر زکوۃ واجب ہوتی ہے مثلاً نقد رقم تجارتی مال یا چاندی وغیرہ تو اس صورت میں ان چیزوں کی قیمت کو سونے کے ساتھ ملا کر دیکھ لے ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہے یا نہیں اگر چاندی کے نصاب کے برابر ہے تو زکوۃ واجب ہوگی اور اگر کم ہے تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

سونا خالص نہیں

اگر سونا خالص نہیں، بلکہ اس میں کچھ کھوٹ ملا ہوا ہے تو غالب جزء کا اعتبار ہوگا اگر سونا غالب ہے تو وہ سونا سمجھا جائے گا اور زکوۃ فرض ہوگی، اور اگر کھوٹ زیادہ ہے تو سونا نہیں سمجھا جائے گا اور اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، ہاں اگر تجارت کے مال کے طور پر رکھا جائے گا تو مال تجارت کے حساب سے زکوۃ واجب ہوگی۔(۲)

---

(۱) فان لم یکن کل واحد منهما نصابا بان کان له عشرة مثاقیل ومائة درهم فانه یضم احدهما الی الآخرفی حق تکمیل النصاب.....ولهذا یکمل نصاب کل واحد منهما بعروض التجارة ولایعتبراختلاف الصورة .بدائع ج:۲ص:۱۹ ،ط:سعید.قال فی البحر:وتضم قیمة العروض الی الثمنین والذهب الی الفضة قیمة ،اما الاول فلان الوجوب فی الکل باعتبار التجارة وان افترقت جهة الاعداد. واما الثانی فللمجانسة من حیث الثمنیة ومن هذا الوجه صارسببا وضم احدی النقدین الی الآخرقیمة ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۳۰، ط:سعید، شامی ج:۲ص:۳۰۳.

(۲) (وغالب الفضة والذهب فضة وذهب وماغلب غشه) منهما (یقوم) کالعروض ویشترط فیه النیة . (قوله ویشترط فیه النیة)ای تعتبرقیمته ان نوی فیه التجارة نهر،وتقدم قبیل باب السائمة شرط نیة التجارة (الدرالمختارمع الرد المحتارکتاب الزکوة ج:۲ص:۳۰۰) ان الدراهم اذا کانت مغشوشة فإن کان الغالب هوالفضة فهی کالدراهم الخالصة فان غلب الغش فلیس کالفضة وان لم تکن اثمانا رائجة ولامنویة للتجارة فلازکوة فیها .... لاتجب الزکاة فیها الابنیة التجارة والفضة لایشترط فیها نیة التجارة. البحر الرائق ج:۲ ص: ۲۲۸، ط: سعید، البدائع ج:۲ص:۱۷ ،فصل صفة النصاب .

سونے اور چاندی کی اہمیت

☆......سونا اور چاندی دونوں قیمتی نادر اور نفیس اشیاء ہیں، اللہ تعالی نے ان دونوں چیزوں کو انسانوں کیلئے اسقدر مفید بنایا کہ انسانیت کی ابتداء سے یہ دونوں چیزیں انسانی معاشرے میں کیش پیسے اور چیزوں کی قیمت کے طور پر استعمال ہو رہی ہیں، اسی لئے شریعت نے ان دونوں معدنی اشیاء کو فطری طور پر بڑھنے والی دولت قرار دیا، اور ان پر زکوۃ فرض کی ہے، خواہ یہ نقد کی صورت میں ہو یا زیور وغیرہ کی شکل میں، ہر صورت میں اگر نصاب کے برابر ہے تو سالانہ زکوۃ فرض ہے۔(۱)

☆......انسان جہاں کہیں بھی رہا ہے اس نے سونے چاندی کی دریافت کے بعد انہیں مالی معاملات اور کاروباری لین دین کیلئے معیار اور پیمانہ قرار دیا ہے، دنیا کی تمام مادی چیزوں کی قدر و قیمت سونا چاندی کے تحت قائم کی جاتی ہے، اور چیزوں کے تبادلہ میں بھی اس کو بنیادی حیثیت حاصل رہی ہے، اس لئے اسلام نے بھی اس پیمانے کو برقرار رکھا ہے۔(۲)

(۱) الذهب والفضة معدنان نفيسان ناط الله بهما من المنافع مالم ينط بغيرهما من المعادن، ولندرتهما ونفاستهما اقدمت أمم كثيرة منذ عهودبعيدة على اتخاذهما نقودا وأثمانا للأشياء ومن هنا نظرت الشرعية إليهما نظرة خاصة ،واعترتهما ثروة نامية بخلقتهما ،واوجبت فيهما الزكاة الخ فقه الزكاة ج: ا ص: ۲۳۸،الفصل الثالث .واللازم مبتداء (فی مضروب كل) منهما (ومعموله ولوتبرا اوحليا مطلقا) مباح الاستعمال أولاولوللتجمل و النفقة لانهما خلقا اثمانا فيزكيهما كيف كانا.(الدرالمختارشامی كتاب الزكاة ج:۲ص: ۲۹۸،البحر الرائق ج:۲ص: ۲۲۶،بدائع الصنائع ج:۲ص: ۱۹،تتاخارنية ج:۲ص: ۲۳۰.

(۲) وفی الهداية :كل دينارعشرة دراهم فی الشرع ،قال فی الفتح أی يقوم فی الشرع بعشرة كذا كان فی الابتداء .شامی ج:۲ص: ۲۹۹،وفی مقام آخر:وحاصله ان الديناراسم للقطعة من الذهب المضروبة المقدرة بالمثقال فاتحادهما من حيث الوزن.الردالمحتارج:۲ ص: ۲۹۶، باب زكاة المال، ط:ايچ ايم سعيد.قال فی البحريجب فی مائتی درهم و عشرين مثقالا ربع العشروهوخمسة دراهم فی المائتين ونصف مثقال فی العشرين لحديث مسلم ليس فيما دون خمس اواق من الورق صدقة الاوقية اربعون درهما ....قالوا لان بعض مقاديرها =

سونے، چاندی کے نصاب میں تفاوت کیوں؟

سونا اور چاندی کی قیمت میں بہت زیادہ فرق ہوتا ہے، آج کل سونا اور چاندی کی قیمت میں پچاس گنا سے زیادہ تفاوت ہوتا ہے تو اس صورت میں دونوں چیزوں کے نصاب میں کیا نسبت ہے؟

تو اس کا جواب یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانہ میں اور اسکے بعد بھی ایک زمانہ تک چاندی اور سونا کی قیمت میں تقریبا اسی قدر تفاوت اور فرق تھا جس قدر ان کے نصاب میں تفاوت اور فرق ہے، اس زمانہ میں ایک دینار کی قیمت دس درہم چاندی کی قیمت کے برابر تھی، لیکن اس کے بعد زمانہ کے اتار چڑھاو نے سونے کی قیمت کو بڑھاتے بڑھاتے آسمان تک پہنچا دیا اور چاندی کی قیمت جوں کی توں رہ گئی، اس لئے اتنا زیادہ فرق نظر آتا ہے ورنہ شرع میں اتنا زیادہ فرق نہیں بلکہ ساڑھے سات تولہ سونا اور ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت برابر تھی لیکن اسلام کا حکم قیامت تک اسی طرح باقی رہے گا جس طرح نبی کریم ﷺ کے مبارک زمانہ میں تھا، قیامت تک اس میں کسی بھی فرد بشر کو تبدیلی کا حق یا اختیار نہیں ہے۔

سونے کی زکوۃ کس ریٹ پر دی جائے

سونے کی زکوۃ نکالنے میں خرید کا اعتبار نہیں بلکہ فروخت کا اعتبار ہے یعنی جس دن سال مکمل ہوگا یا جس دن زکوۃ نکالی جائے گی اس دن دکاندار جس قیمت پر سونا فروخت کرتے ہیں، اس قیمت کو لگا کر ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کردی جائے، اور اگر سونا ہی زکوۃ میں

= وکیفیاتها ثبتت باخبارالاحاد قد صرح السید ان مقادیرالزکوۃ ثبتت بالتواتر کنقل القرآن واعداد الرکعات وهذا یقتضی کفرجاحد المقدارفی الزکوۃ :البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۲۵، باب زکوۃ المال، ط:سعید،البدائع ج:۲ ص:۱۸،فصل فی مقدارالواجب ط:سعید.

دینا ہے تو موجودہ سونے کا چالیسواں حصہ زکوۃ میں دیدے، زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۱)

سیدہ عورت کی اولاد کو زکوۃ دینا

اگر ماں سید ہے، باپ سید نہیں، اور اولاد غریب ہے زکوۃ کی مستحق ہے تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے، صرف ماں کی وجہ سے اولاد سید نہیں ہوگی لہذا مستحق زکوۃ ہونے کی صورت میں زکوۃ لینا جائز ہے۔(۲)

سید کا قرض زکوۃ سے ادا کرنا

''سید'' کا قرض زکوۃ کی رقم سے ادا کرنا جائز نہیں، اگر مجبوری ہے تو حیلۂ تملیک کر کے ادا کرنا جائز ہوگا، اور حیلۂ تملیک کے لئے ''سید کو زکوۃ دینا'' کے عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳)

سید کو اضطراری حالت میں زکوۃ دینا

اگر ''سید'' کو اضطراری حالت ہو، فاقہ پر فاقہ ہو، جان بچانے کیلئے زکوۃ کے

---

(۱) وانما له ولاية النقل الى القيمة يوم الاداء فيعتبرقيمتهما يوم الاداء والصحيح ان هذا مذهب جميع اصحابنا .بدائع كتاب الزكاة فصل واما صفة الواجب فى اموال التجارة ج:۲ص:۲۲، شامي ج:۲ص:۲۸۶،تتارخانية ج:۲ص:۲۴۲.

(۲) قال ابن عابدين ان من كانت امها علوية مثلا وأبوها عجمي يكون العجمي كفوا لها وان كان لها شرف ما لان النسب للآباء ولهذا جاز دفع الزكاة اليها فلايعتبرالتفاوت بينهما من جهة شرف الام. ردالمحتار ج:۲ص:۸۷،باب الكفاءة، ط:ايچ ايم سعيد.

(۳) ولا إلى بنى هاشم ....ثم ظاهرالمذهب اطلاق المنع وفى الشامية :يعنى سواء فى ذلك كل الأزمان ،وسواء فى ذلك دفع بعضهم لبعض ودفع غيرهم لهم .شامى ج:۲ ص: ۳۵۰، البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۶،فتح القديرج:۲ص:۲۱۱،تتارخانية ج:۲ص:۲۷۴. و الحيلة فى الجوازفى هذا ان يتصدق بمقدارزكاته على فقيرثم يامره بعد ذلك بالصرف الى هذا فيكون لصاحب المال ثواب الزكاة وللفقيرثواب هذا القرب، شامى ج:۲ ص: ۳۴۵، النهرالفائق ج: ۱ص:۴۶۲،البحرج:۲ص:۲۴۳،باب المصرف ،تتارخانية ج:۲ص:۲۷۲.

علاوہ اور کوئی رقم نہ ہو، تو ایسی مجبوری کی حالت میں زکوۃ جائز ہوگی اللہ تعالی کا فرمان:

فمن اضطر فی مخمصة غیر متجانف لاثم. سورہ مائدہ آیت :۳ جزء: ٦

حدیث میں سید کو زکوۃ نہ دینے کا جو حکم آیا وہ عام حالت میں ہے، اضطراری حالت اس سے مستثنی ہے۔(۱)

سید کو غلطی سے زکوۃ دیدی

اگر زکوۃ دینے والے نے غور وفکر کے بعد لاعلمی کی وجہ سے سید کو غیر سید غریب اور مستحق سمجھ کر زکوۃ دی ہے، تو زکوۃ ادا ہو جائے گی، دوبارہ زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں ہوگا، البتہ اگر سید کو معلوم ہوگیا ہے کہ یہ زکوۃ کی رقم ہے تو اس پر لازم ہوگا کہ وہ رقم اس کو واپس کر دے جس نے اس کو دی ہے۔(۲)

سید کو زکوۃ دینا

''سید'' کو زکوۃ (صدقۂ فطر، صدقات واجبہ اور قربانی کی کھال کی رقم) دینا جائز نہیں، ہاں اگر سید انتہائی غربت کے عالم میں ہے، اور اس کی خدمت کے لئے زکوۃ

(۱) وروی ابوعصمة عن الإمام انه یجوزالدفع إلی بنی ھاشم فی زمانه ؛لأن عوضها وھو خمس الخمس لم یصل الیهم لاھمال الناس أمرالغنائم وایصالها إلی مستحقیها ،وإذا لم یصل الیهم العوض ،عادوا إلی المعوض کذا فی البحر،شامی ج:۲ ص: ۳۵۰، باب المصرف ، قلت فیه مافیه فمن اراد التفصیل فلیرجع إلی اصل الکتاب فتح القدیر ج:۲ ص: ۲۱۱. البحر ج: ۲ ص: ۲۴۶.

(۲) ولودفع بتحرفبان انه غنی اوھاشمی صح لحدیث البخاری لک مانویت یازید ولک ماأخذت یامعن حین دفعها زید الی ولده معن .البحرالرائق ج:۲ ص:۲۴۷،باب المصرف ،فتح القدیر ج: ۲ ص: ۲۱۴، ھندیه ج: ۱ ص: ۱۹۰.(وان بان غناه أوکونه ذمیا أوانه ابوه أوابنه أوامرأته أوھاشمی لا) یعید لانه اتی بمافی وسعه . [تنبیه] فی القھستانی عن الزاھدی :ولایسترد منه لوظھرانه عبد اوحربی وفی الھاشمی روایتان ولایسترد فی الولد والغنی وھل یطیب له ؟ فیه خلاف ، وان لم یطب قیل یتصدق وقیل یرد علی المعطی .الدرالمختار مع رد المحتار کتاب الزکوۃ باب المصرف ج:۲ ص: ۳۵۳،البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۴۷.

کے علاوہ دوسرے فنڈ کی رقم نہیں ہے تو اس صورت میں زکوۃ کی رقم حیلہ کر کے دینے کی گنجائش ہوگی، اور حیلہ کی صورت یہ ہے کہ کسی غیر سید غریب مستحق زکوۃ کو یہ کہہ کر زکوۃ کی رقم دی جائے "یہ زکوۃ کی رقم فلاں سید کو دینی تھی مگر وہ سید ہے اس کے لئے زکوۃ جائز نہیں، لہذا تمکو زکوۃ دیتے ہیں، اگر تم تمام یا بعض اس کو بھی اپنی طرف سے دیدو تو بہتر ہے" اور وہ لیکر سید کو دیدے تو سید کے لئے اس رقم کو اپنے استعمال میں لانا جائز ہے، اسطرح زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی اور سید کی خدمت بھی ہو جائے گی۔

"بنی ہاشم" کا بھی یہی حکم ہے۔(۱)

سید کی بیوی کو زکوۃ دینا

☆ ......اگر غریب محتاج سید کی بیوی غیر سید ہے، اور وہ زکوۃ کی مستحق ہے تو اس کو زکوۃ دے سکتے ہیں، اور بیوی زکوۃ کی مالک ہونے کے بعد وہ اگر چاہے تو اپنی خوشی سے اپنے بچے اور شوہر پر خرچ کر سکتی ہے۔(۲)

☆ ......شوہر سید ہونے کی وجہ سے غیر سید بیوی سید کے حکم میں نہیں ہوگی اگر وہ غریب اور محتاج ہے، زکوۃ کی مستحق ہے تو زکوۃ لے سکتی ہے۔(۳)

---

(۱) قوله وبنی هاشم وموالیهم ای لاتجوزالدفع لهم لحدیث البخاری نحن اهل بیت لاتحل لنا الصدقة والحیلة فی الجوازفی هذه الاربعة ان یتصدق بمقدارزکاته علی فقیرثم یامره بعد ذلک بالصرف الی هذه الوجوه فیکون لصاحب المال ثواب الزکاة وللفقیرثواب هذه القرب.البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۳،باب المصرف، ط:سعید،فتح القدیرج:۲ص:۲۱۱، شامی ج:۲ص:۳۴۵،تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۴.فقالوا لایجوزصرف کفارة الیمین والظهار والقتل الخ . فتح القدیرج:۲ص:۲۱۲،ط:رشیدیه باب المصرف .

(۲) هی تملیک المال من فقیرمسلم غیرهاشمی ولامولاه بشرط قطع المنفعة عن المملک من کل وجه لله تعالی .البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۱،کتاب الزکاة، ط:سعید.شامی ج:۲ص:۲۵۶.عالمگیری ج:۱ص:۱۷۱.

(۳) ایضا

سید کی زکوۃ سید کو

سید مالدار اپنے غریب مسکین سید رشتہ داروں کو زکوۃ نہیں دے سکتے سید کیلئے زکوۃ لینا سید کو زکوۃ دینا مطلقا منع ہے، خواہ سید سید کو دے، یا کوئی غیر سید سید کو دے سب منع ہے، اور سید مالدار اپنی زکوۃ غیر سید فقیروں کو دیں۔(۱)

سید کی مدد

سید کو زکوۃ دینا جائز نہیں، اگر سید غریب اور محتاج ہے تو صاحب حیثیت مالدار حضرات پر لازم ہے کہ وہ سادات کی زکوۃ صدقات واجبہ کے علاوہ رقم سے امداد کریں، اور ان کو مصیبت اور تکلیف سے نجات دلائیں، یہ بڑا اجر وثواب کا کام ہے، اور حضور اکرم ﷺ کے ساتھ صحیح محبت کی دلیل ہے، ورنہ آخرت میں مواخذہ اور پکڑ کا اندیشہ ہے۔(۲)

سید کے لئے زکوۃ ناجائز ہونے کی وجہ

☆...... زکوۃ لوگوں کے مال کا میل کچیل ہے، نبی کریم ﷺ کی اولاد کو اس سے ملوث کرنا مناسب نہ تھا، اگر وہ غریب اور ضرورت مند ہیں تو پاک مال سے ان کی مدد کی جائے۔

☆...... اگر نبی کریم ﷺ کی اولاد کو زکوۃ دینا جائز ہوتا تو ایک ناواقف کو وسوسہ

---

(۱) وبنی ھاشم وموالیھم ای لاتجوزالدفع لھم لحدیث البخاری "نحن اھل بیت لاتحل لنا الصدقة". تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۴، البحر، ج:۲ص:۲۴۶، باب المصرف ط:سعید. شامی ج: ۲ ص: ۳۵۰، النھرالفائق ج:۲ص:۴۶۶، دارالکتب العلمیة .

(۲) بخلاف التطوع فی النفل یتبرع بمالیس علیه فلایتدنس به المؤدی کمن تبرّد بالماء . فتح القدیرج:۲ص:۲۱۲، باب المصرف ط:رشیدیه . قال فی البحرقید بالزکاة لان النفل یجوزللغنی کما للھاشمی .البحرج:۲ص:۲۴۵، ط:سعید، تتارخانیة ج:۲ ص:۲۷۴. و لافرق فی المنع بین الزکاة وغیرھا کالنذروالکفارات .الاخمس الرکاز فیجوزصرفه الیھم . النھرالفائق ج: ۱ ص: ۴۶۶، باب المصرف ط: دارالکتب العلمیة .

ہوسکتا تھا کہ اسلام کا یہ خوبصورت نظام اپنی ہی اولاد کیلئے تو جاری نہیں فرمایا تا کہ وہ ہمیشہ مالدار رہیں (العیاذ باللہ)۔

☆......اگر نبی کریم ﷺ کی اولاد کو زکوۃ دینا جائز ہوتا تو مالدار لوگ آپ ﷺ کے رشتہ اور قرابت کی بنا پر سادات کو زکوۃ دینے کیلئے ترجیح دیتے، غیر سید کو محروم کر دیتے تو اس سے دوسرے فقراء کو شکایت ہوتی۔(۱)

☆......اگر سید کو زکوۃ دینا جائز ہوتا اور آنخضرت ﷺ خود لوگوں سے زکوۃ وصول کرتے اور اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کرتے تو اس بات کا احتمال تھا کہ بعض لوگ آپ ﷺ کے بارے میں بدگمان ہوتے اور آپ کے حق میں وہ باتیں کہتے جو بالکل لغو ہوتیں، اس لئے آنخضرت ﷺ نے اس دروازہ کو بالکل بند کر دیا، اور اس بات کا حکم دیا کہ زکوۃ ان ہی کے مالداروں سے لیکر ان ہی کے فقراء کو واپس کر دی جائے۔(۲)

---

(۱) احکام اسلام عقل کی نظر میں۔مؤلف مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، ج:ا ص:۱۴۲، کتب خانہ جمیلی لاہور۔
عن عبدالمطلب بن ربیعة قال قال رسول الله ﷺ ان هذه الصدقات انما هی اوساخ الناس و انما لاتحل لمحمدولالآل محمد رواه مسلم .مشکوة المصابیح کتاب الزکاة باب من لاتحل له الصدقة الفصل الاول .ج: ا ص: ۱۶۱ .ومنها ان لایکون من بنی هاشم لماروی عن رسول الله ﷺ انه قال یامعشربنی هاشم ان الله کره لکم غسالة الناس وعوضکم منها بخمس الخمس من الغنیمة .بدائع ج:۲ص:۴۹،ط:سعید،قال فی البدائع. واذا حصلت صدقة و للصدقة مطهرة لصاحبها فتمکن الخبث فی المال فلاییاح للهاشمی لشرفه صیانة له عن تناول الخبث تعظیما لرسول الله ﷺ .بدائع ج:۲ص:۴۴،ط:سعید. تتارخانیة ج:۲ ص: ۲۷۴ .فتح القدیرج:۲ص: ۲۱۱ .النهرالفائق ج: ا ص: ۴۶۶،باب المصرف ،دارالکتب العلمیة .
(۲) قال الشوکانی والاحادیث الدالة علی التحریم علی العموم ترد علی الجمیع وقد قیل انها متواترة تواترامعنویا ویؤید ذلک قوله تعالی قل لااسئلکم علیه اجرا الاالمودة فی القربی،سورة الشوری آیت:۲۳، وقوله تعالی قل ماااسئلکم علیه من اجر.سورة ص:۸۶، ولواحلها لهم اوشک ان یطعنوا فیه ولقوله تعالی خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزکیهم بها .سورة التوبة آیت : ۱۰۳ .وثبت عنه ﷺ ان الصدقة اوساخ الناس کما رواه مسلم .فقه الزکاة ج:۲ ص: ۷۳۰، ط:مؤسسة الرسالة .

سید مشہور ہے

اگر کسی آدمی کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ وہ سید ہے، مگر اسکے نسب کا کہیں پتہ نہیں، صرف سنی سنائی بات ہے لیکن سید نہ ہونے پر بھی کوئی دلیل یا ثبوت نہیں، تو ایسے آدمی کو زکوۃ دینا جائز نہیں، کیونکہ نسب ثابت ہونے کے لئے عام شہرت کافی ہے ثبوت ضروری نہیں۔(۱)

سید مشہور ہے شجرۂ نسب نہیں

اگر کسی آدمی کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ وہ ''سید'' ہے لیکن اس کے پاس کوئی مکمل شجرۂ نسب نہیں ہے، جس سے صحیح طور پر معلوم ہو سکے کہ وہ واقعی سید ہے، ایسے آدمی کو زکوۃ دینا اور اسکے لئے زکوہ لینا جائز نہیں، کیونکہ نسب ثابت ہونے کے لئے عام شہرت کافی ہے، نسب کا شجرہ ہونا ضروری نہیں۔(۲)

سیلاب زدگان کو زکوۃ دینا

☆......اگر سیلاب زدگان مسلمان ہیں سیلاب کی وجہ سے نصاب کے مالک نہیں رہیں بلکہ فقیر و غریب ہو گئے، تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے، بلکہ ایسے مخصوص حالت میں وہ لوگ دوسرے لوگوں سے زیادہ حقدار ہوتے ہیں۔(۳)

(۱،۲) حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ''امداد الفتاوی'' میں فرماتے ہیں: ''نسب میں تسامع کافی ہے ،جبکہ مکذب بیّن نہ ہو۔(امداد الفتاوی، کتاب الزکاۃ والصدقات ج:۲ص:۲۸)

قال فی الهداية ولايجوزللشاهد ان يشهد بشيئ لم يعاينه الاالنسب فانه يسعه ان يشهد بهذه الاشياء اذا اخبره بها من يثق به ،قال المحقق ابن همام ای لم يقطع به من جهة المعاينة بالعين اوالسماع الافی النسب .....وفی الفصول عن شهادات المحيط فی النسب ان يسمع انه فلان بن فلان من جماعة لايتصورتواطؤهم علی الكذب عند ابی حنيفة وعندهما اذا اخبره عدلان انه ابن فلان تحل الشهادة وابوبكرالاسكاف كان يفتی بقولهما وهواختيارالنسفی .فتح القدير ج:٦ ص: ٦ ٦ ٤، كتاب الشهادة ط:رشيديه ،كوئٹه .

(۳) (ومنها الفقير) وهومن له ادنی شئ وهومادون النصاب أوقدرنصاب غيرنام ....(ومنها =

☆......ایسے مستحق زکوۃ لوگوں کو جو کچھ دیا جائے مالک بنا کر دینا ضروری ہے ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوگی مثلاً زکوۃ کی رقم سے کھانا تیار کر کے ان کو بیٹھا کر کھلایا گیا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ اس میں مالک نہیں بنایا گیا اس لئے ایسی صورت میں ہر ایک کا کھانا ان کے ہاتھ دیدیا جائے پھر وہ مالک ہو جائیں گے اور زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۱)

☆......اگر سیلاب زدگان مسلمان نہین بلکہ غیر مسلم کافر ہیں تو ان کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔البتہ نفلی صدقات سے انکی مدد کرنا جائز ہے۔(۲)

☆......اگر سیلاب زدگان میں مسلم اور غیر مسلم دونوں شامل ہیں،اور زکوۃ کی رقم صرف مسلمانوں کو ملے گی اس کا یقین نہیں بلکہ غیر مسلم کو بھی ملنے کا امکان ہے تو ایسی صورت میں بلا امتیاز زکوۃ تقسیم کرنا درست نہیں ہوگا ایسے مواقع میں حیلۂ تملیک کرالیا جائے پھر وہ وہاں رقم تقسیم کی جائے تا کہ زکوۃ بھی ادا ہوں جائے اور سب کے ساتھ ہمدردی بھی۔(۳)

= المسکین وھومن لاشئ له فیحتاج الی المسئلة لقوته أومایواری بدنه الخ.(ھندیه،کتاب الزکوة الباب السابع فی المصارف ج:۱ ص:۱۸۷،فتح القدیر ج:۲ص:۲۰۲،رشیدیه، شامی ج:۲ص:۳۳۹،تتارخانیة ج:۲ص:۲۶۷. البحر ج:۲ص:۲۴۱،باب المصرف.

(۱) (ھی) ....(تملیک) خرج الاباحة ،فلواطعم یتیما ناویا الزکوة لایجزیه إلاأذا دفع الیه المطعوم کما لوکساه بشرط ان یعقل القبض .(قوله إلااذا دفع الیه المطعوم) لانه بالدفع الیه بنیة الزکوة یملکه فیصیرا ٰکلا من ملکه ، بخلاف ماإذا اطعمه معه ، ولایخفی انه یشترط کونه فقیرا.الدرالمختارمع رد المحتار،کتاب الزکوة ،ج:۲ص:۲۵۶،البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۱، بدائع ج:۲ص:۳۹، تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۵.

(۲) واما اھل الذمة فلایجوزصرف الزکاة الیھم بالاتفاق ویجوزصرف صدقة التطوع الیھم بالاتفاق.(الفتاوی الھندیه ،کتاب الزکوة الباب السابع فی المصارف ج:۱ص:۱۸۸، بدائع ج:۲ص:۴۹،البحرج:۲ص:۲۴۲.

(۳) والحیلة فی الجوازفی ھذه الاربعة ان یتصدق بمقدار زکاته علی فقیرثم یأمره بعد ذلک بالصرف الی ھذه الوجوه فیکون لصاحب المال ثواب الزکاة وللفقیرثواب ھذه القرب،کذا فی المحیط .البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۳،باب المصرف ،النھرالفائق ج:۱ص: ۴۶۲،باب المصرف ط:دارالکتب العلمیة ،تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۲،شامی ج:۲ص:۳۴۵.

(نوٹ) زکوۃ کے سامان کا بھی یہی حکم ہے۔(۱)

☆......سیلاب زدگان وغیرہ میں بعض وقت صاحب نصاب لوگ بھی موجود ہوتے ہیں مثلاً کسی کی دکان وغیرہ تباہ ہوگئی ہے لیکن اس کی رقم بینک میں موجود ہے یا دوسری جگہ تجارت کی چیزیں یا سونا چاندی یا رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ موجود ہے تو اس کو زکوۃ دینا اور ایسے آدمی کے لئے زکوۃ لینا جائز نہیں ہوگا۔ ہاں تملیک کر کے یا نفلی صدقات دینا جائز ہوگا۔(۲)

سیونگ سرٹیفکیٹ

☆......سیونگ سرٹیفکیٹ، سودی اسکیم ہے، لہذا اس قسم کے سرٹیفکیٹ لینا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے لاعلمی میں لے لیا ہے تو اسکو علم ہونے کے بعد ختم کر لینا چاہئے ورنہ سود لینے کی وجہ سے آخرت میں سخت عذاب ہوگا، اور برداشت کرنا ممکن نہیں ہوگا۔(۳)

☆......اور سیونگ سرٹیفکیٹ کی اصل رقم پر زکوۃ واجب ہوگی اگر وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے یا سرٹیفکیٹ خریدنے والا خود صاحب نصاب ہے اور منافع کے نام سے جو رقم دی جاتی ہے وہ سود ہونے کی وجہ سے لینا جائز ہی نہیں اگر کسی نے لے لی تو اس پر زکوۃ واجب نہیں بلکہ وہ رقم جس ادارے سے لی ہے اس کو واپس

(۱) هی تمليک المال من فقير مسلم غير هاشمی بشرط قطع المنفعة عن المملک من كل وجه لله تعالی ،لان الزكوة يجب فيها تمليک المال ،البحر ج:۲ ص:۲۰۱ ،ط:سعيد،شامی ج:۲ ص:۲۵۸ .عالمگيری ج:۱ ص:۱۷۰ .

(۲) واما صفة الواجب فی اموال التجارة فالواجب فيها ربع عشر العين وهو النصاب وعلی قول ابی حنيفة فالواجب فيها احد شيئين اما العين او القيمة فالمالک بالخيار عند حولان الحول ان شاء اخرج ربع عشر العين وإن شاء اخرج ربع عشر القيمة.فتح القدير ج:۲ ص:۱۶۵ ،بدائع الصنائع ج:۲ ص:۲۱ ،البحر الرائق ج:۲ ص:۲۲۸ ،شامی ج:۲ ص: ۲۹۸، تتارخانية ج: ۲ ص:۲۳۷ .

(۳) عن جابر رضی الله عنه قال لعن رسول الله ﷺ اكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء .صحيح مسلم ج:۲ ص:۲۷ ،باب الربا كتاب البيوع، ط:قديمی كتب خانه ،سنن الترمذی ج:۱ ص:۲۲۹ ،باب ماجاء فی اكل الربا كتاب البيوع، ط:ايچ ايم سعيد.

کر دے اگر واپس کرنا ممکن ہے ورنہ نفع کی تمام رقم ثواب کی نیت کے بغیر فقیروں میں صدقہ کر دے۔(۱)

(ش)

شادی پر زیور ملا

شادی پر لڑکیوں کو جو زیورات ملتے ہیں اگر وہ والدین کی طرف سے ہیں یا دوسروں کی طرف سے ہدیہ اور گفٹ کے طور پر ہیں، تو وہ لڑکیوں کی ملکیت ہیں ان زیورات کے مالک شوہر نہیں ہیں، ان کی زکوۃ بیوی کے ذمہ ہے اگر شوہر اپنے مال سے بیوی کے طرف سے ادا کر دے تو بیوی کی زکوۃ ادا ہو جائے گی، اور شوہر کو بیوی پر احسان کرنے کا ثواب ملے گا۔(۲)

شادی شدہ عورت کو زکوۃ دینا

اگر شادی شدہ عورت کا شوہر غریب ہے محنت و مزدوری کر کے مشکل سے گذارہ کرتا ہے تو شادی شدہ غریب عورت کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۳)

---

(۱) هی تمليک المال من فقيرمسلم غيرهاشمی بشرط قطع المنفعة عن المملک من كل وجه لله تعالى ،لان الزكوة يجب فيها تمليک المال ،ا لبحر ج:۲ ص: ۲۰۱، ط: سعيد، شامی ج:۲ص:۲۵۶،۲۵۸ .عالمگيری ج:۱ص:۱۷۰ .

(۲) الزكاة واجبة على الحرالعاقل البالغ المسلم إذا ملک نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول ،تتارخانية ج:۲ص:۲۱۷ .فتح القديرج:۲ص:۱۱۳،كتاب الزكاة ، والزكاةإنما تجب إذا ملک نصابا تامانامیا حولا كاملا،خلاصة الفتاوى ج:۱ص:۲۳۵. وان الزكاة عبادة عندنا ،والعبادة لاتتادى إلا باختيارمن عليه اما بمباشرته بنفسه أوبأمره وانابته غيره فيقوم النائب مقامه فيصيرمودیا بيد النائب ، بدائع ج:۲ص:۵۳، كتاب الزكاة .

(۳) وفی بنت الغنی ذات الزوج خلاف .والاصح الجوازوهوقولهما .(ردالمحتار،كتاب الزكوة،باب المصرف ج:۲ص:۳۵۰،تتارخانية ج:۲ص:۲۷۲،قال فی البدائع: ولودفع الى امرأة فقيرة وزوجها غنی جازفی قول ابی حنيفة ومحمد لان المرأة لاتعد غنية بغناء زوجها لانها لاتستحق على زوجها الاعلى مقدارالنفقة.بدائع الصنائع ج:۲ص:۴۷،فصل اماالذى يرجع الى المودى اليه ،ط:سعيد،تارخانية ج:۲ ص:۲۷۳ .

شادی کے بعد سے زکوۃ ادا نہیں کی

اگر کسی عورت کی شادی ہوئی مثلا دس سال ہو گئے ہیں ،اوراس کے پاس مثلا پچاس تولہ سونا ہے،اوراس نے اب تک زکوۃ ادا نہیں کی ،تو اس پر ضروری ہے کہ گذشتہ دس سال کی زکوۃ حساب کر کے ادا کر دے ورنہ قبر اور آخرت میں عذاب ہوگا ،اگر زکوۃ ادا کرنے کیلئے پیسے نہیں ،تو زیور سے زکوۃ ادا کر دے۔(۱)

اگر بیوی کی اجازت سے شوہر ادا کر دے گا تو بھی زکوۃ ادا ہو جائے گی ،اگر شوہر ادا نہیں کریگا تو بیوی کے لئے ہر حال میں زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا ،قیامت کے دن بیوی سے باز پرس ہوگی شوہر سے نہیں۔(۲)

شادی کے لئے رقم جمع کی

☆......اگر کسی آدمی نے شادی کے خرچ کے لئے رقم جمع کی اور وہ رقم نصاب کے برابر ہے اور اس پر سال گذر گیا اور اب تک شادی نہیں کی تو اس صورت میں اس رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

☆......اگر باپ یا ماں نے لڑکے یا لڑکی کی شادی کے لئے رقم جمع کر کے رکھی ہے اور وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے،اوراس پر سال گذر گیا ہے،تو سال گذرنے کے بعد اس رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۴)

---

(۱)قال فی البحر:ولو کان له خمس وعشرون من الابل لم یزکها حولین کان علیه فی الحول الاول بنت مخاض وللحول الثانی اربع شیاه. اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر گزشتہ سالوں کی زکوۃ نہیں ادا کی تو بقدر نصاب زکوۃ کی ادائیگی واجب الذمہ رہے گی. البحر ج: ۲ ص: ۲۰۴، ط: رشیدیه . شامی ج: ۲ص: ۲۶۰ . بدائع ج: ۲ص: ۷.

(۲) ان الزکاة عبادة عندنا ،والعبادة لاتتادی إلاباختیار من علیه، امابمباشرته بنفسه، أو بأمره وانابته غیره ،فیقوم النائب مقامه ، فیصیر مودیا بید النائب ، بدائع ج: ۲ص: ۵۳.

(۳،۴) الزکاة واجبة علی الحر العاقل البالغ المسلم اذا ملک نصابا ملکا تاما وحال علیه الحول. تتارخانیه ج: ۲ص: ۲۱۷، فتح القدیر ج: ۲ص: ۱۱۳، کتاب الزکوة، ط،رشیدیه، =

☆ ...... مذکورہ دونوں صورتوں میں اگر سال پورا ہونے سے پہلے شادی ہوگئی اور وہ رقم خرچ ہوگئی، یا اتنی رقم بچی کہ نصاب سے کم ہے تو ان صورتوں میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

☆ ...... اگر بھائی یا بہن نے بھائی یا بہن کی شادی کے لئے نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ رقم جمع کر کے رکھی ہے، اور اس پر سال گذر گیا ہے تو جمع کر کے رکھنے والے پر سال گذرنے کے بعد اس رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔

شاگرد کو زکوۃ دینا

اگر شاگرد غریب ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے، تو استاد کے لئے شاگرد کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

شاہراہ عام کی تعمیر میں زکوۃ دینا

شاہراہ عام کی تعمیر کے لئے زکوۃ دینا جائز نہیں ہے اگر کسی نے ایسا کیا تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی، اتنی زکوۃ دوبارہ ادا کرنا لازم ہے۔(۳)

شبہ کے باوجود زکوۃ دینا

اگر کسی کو یہ شبہ ہے کہ جس کو زکوۃ دے رہا ہے، معلوم نہیں وہ مالدار ہے یا محتاج تو

= کوئٹہ ،خلاصة الفتاوی ج: ۱ ص: ۲۳۵.

(۱) واما شرائط الجوازفثلاثة احدها كمال النصاب فی اول الحول والثانی كماله فی اخر الحول والثالث ان لا ينقطع النصاب فيما بين ذلک .بدائع الصنائع ج: ۲ ص: ۵۱.

(۲) وقال فی البحر:وقيد باصله وفرعه لان من سواهم من القرابة يجوزالدفع لهم وهواولی لما فيه من الصلة مع الصدقة ولهذا قال فی الفتاوی الظهيرية ويبدأ فی الصدقات بالاقارب ثم الموالی ثم الجيران .البحرالرائق ج: ۲ ص: ۲۴۳ ،باب المصرف ط:رشيديه ،شامی ج: ۲ ص: ۳۴۶، عالمگيری ج: ۱ ص: ۱۷۴ .بدائع ج: ۲ ص: ۵۰. فتح القديرج: ۲ ص: ۲۱۷.

(۳) ولايجوزان يبنی بالزكاة المسجد وكذا القناطروالسقايات الخ .(الفتاوی الهنديه كتاب الزكاة الباب السابع فی المصارف ج: ۱ ص: ۱۸۸ ،البحرج: ۲ ص: ۲۴۳ ،فتح القدير =

جب تک تحقیق نہ ہو جائے اس کو زکوۃ نہ دی جائے، اگر تحقیق کے بغیر دیدی ہے تو گمان غالب کا اعتبار رہے، اگر دل یہ گواہی دیتا ہے کہ مستحق ہے تو زکوۃ ادا ہوگی، اور اگر دل یہ کہے کہ وہ مالدار ہے تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی، اور زکوۃ دوبارہ ادا کرنا لازم ہوگا۔

لیکن اگر دینے کے بعد معلوم ہو جائے کہ وہ غریب ہی ہے تو زکوۃ ادا ہوگئی دوبارہ زکوۃ دینے کی ضرورت نہیں ہوگی۔(۱)

شرائط زکوۃ

☆......زکوۃ دینے والا مسلمان ہو، غیر مسلم کافر ومشرک نہ ہو۔

☆......بالغ ہو، نابالغ بچے یا بچی کی ملکیت میں کتنا ہی مال ہو اس پر زکوۃ نہیں۔

☆......عاقل ہو، مجنون کے مال پر زکوۃ فرض نہیں، جب کہ اس کا جنون سال بھر مسلسل رہے۔

☆......آزاد ہو، غلام پر زکوۃ فرض نہیں۔

☆......مال کا مکمل مالک ہو، اگر مال قبضہ میں ہے لیکن مالک نہیں تو اس پر زکوۃ فرض نہیں۔

☆......مال نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہو، نصاب سے کم مال پر زکوۃ فرض نہیں۔

☆......ملکیت کا مال ضروریات اصلیہ سے زائد ہو، جو چیزیں انسان کی زندگی کی ضروریات میں داخل ہیں جیسے رہنے کا مکان، پہننے کے کپڑے، استعمال کے برتن یا

= ج: ۲ ص: ۲۰۷، بدائع الصنائع ج: ۲ ص: ۳۹، تتارخانية ج: ۲ ص: ۲۷۲.

(۱) واذادفعها ولم يخطر بباله انه مصرف أم لافهوعلى الجوازالا اذا تبين انه غيرمصرف و اذا دفعها اليه وهوشاك ولم يتحرأوتحرى ولم يظهرله انه مصرف أوغلب على ظنه انه ليس بمصرف فهوعلى الفساد الاإذا تبين انه مصرف هكذا فى التبيين .(الفتاوى الهنديه ج: ۱ ص: ۱۹۰ .بدائع ج: ۲ ص: ۵۰ ،البحرج: ۲ ص: ۲۴۷ ،شامى ج: ۲ ص: ۳۵۲.

فرنیچر یا سواری کی گاڑی، حفاظت کیلئے اسلحہ، مطالعہ کی کتابیں وغیرہ ان پر زکوۃ فرض نہیں۔

☆...... مال پر پورا ایک سال گذر جائے، سال پورا ہونے سے پہلے زکوۃ واجب نہیں۔

☆...... مال بڑھنے والا ہو جیسے تجارتی مال یا سونا چاندی یا مویشی وغیرہ، اور جو مال بڑھنے والا نہیں اگرچہ ضرورت سے زائد بھی ہو اس پر زکوۃ نہیں جیسے ایک سے زائد مکان یا استعمال کی گاڑی، برتن اور فرنیچر وغیرہ ۔(۱)

---

(۱) واما شروط وجوبها فمنها) الحرية حتى لاتجب الزكاة على العبد ....(ومنها الاسلام حتى لاتجب على الكافر.....(ومنها العقل والبلوغ) فليس الزكاة على صبى و مجنون ....(ومنها الملک التام) وهوما اجتمع فيه الملک واليد ......(ومنها كون المال نصابا) فلاتجب فى اقل منه .(الفتاوى الهنديه كتاب الزكوة ،ج ا ص: ١٧١، ١٧٢) بدائع ج: ٢ ص: ۴، البحر ج: ٢ ص: ٢٠٢، شامى ج: ٢ ص: ٢۵٨ .اماشرائط الفرضية ،امالذى يرجع الى من عليه فانواع منها اسلامه حتى لاتجب على الكافرفى حق احكام الآخرة ومنها البلوغ فلاتجب على الصبى ومنها العقل فلاتجب الزكاة فى مال المجنون ومنها الحرية لان الملک من شرائط الوجوب والمملوک لاملک له واما الشرائط التى ترجع الى المال فمنها الملک لان فى الزكاه تمليكا والتمليک فى غيرالملک لايتصورومنها الملک المطلق وهوان يكون مملوكا له رقبة ويدا وكمال النصاب شرط وجوب الزكاة فلاتجب الزكاة فيما دون النصاب لانها لاتجب الاعلى الغنى والغنى لايحصل الا بالمال الفاضل عن الحاجة الاصلية ومادون النصاب لايكون نعمة موجبة لشكرالمال بدائع ج:٢ ص: ١۵ . ط: سعيد.(ومنها فراغ المال) عن حاجته الاصلية فليس فى دورالسكنى وثياب البدن و اثاث المنزل ودواب الركوب وعبيد الخدمة وسلاح الاستعمال زكاة ،وكذا كتب العلم ان كان من اهله .عالمگيرى ج: ا ص: ١٧٢، البحرالرائق ج: ٢ ص: ٢٠٦ ،بدائع ج: ٢ ص: ١١، شامى ج: ٢ ص: ٢٦٢ ،فتح القديرج: ٢ ص: ١١٩ . ومنها حولان الحول على المال العبرة فى الزكاة للحول القمرى ،عالمگيرى ج: ا ص: ١٧۵ .البحرج: ٢ ص: ٢٠۵ .(ومنها كون النصاب ناميا) حقيقة بالتوالد والتناسل والتجارة أوتقديرا بان يتمكن من الاستمناء بكون المال فى يده أوفى يد نائبه . بدائع ج: ٢ ص: ١١ ،عالمگيرى ج: ا ص: ١٧۴ ۔

شرائط وجوب زکوۃ

☆......مسلمان ہونا، کافر مرتد پر زکوۃ واجب نہیں۔(۱)

☆...... بالغ ہونا، نابالغ پر زکوۃ واجب نہیں۔(۲)

☆......عاقل ہونا، مجنون و پاگل پر زکوۃ واجب نہیں۔(۳)

☆......دارالحرب میں زکوۃ کی فرضیت سے واقف ہونا یا دارالاسلام میں ہونا، دارالاسلام میں جہالت کا اعتبار نہیں ہے۔(۴)

☆......ازاد ہونا غلام پر زکوۃ واجب نہیں (آج کل غلام کا وجود نہیں ہے)۔(۵)

☆......ایسی چیز کے نصاب کا مالک ہونا جو ایک سال تک باقی رہتی ہے خراب نہیں ہوتی۔

اور جو چیز ایک سال تک باقی نہیں رہتی اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی بلکہ سبزی فروٹ اور ترکاری وغیرہ ہونے کی صورت میں اگر زمین عشری ہے تو عشر ورنہ خراج لازم ہوگا۔(عشر اور خراج کے لئے ان کے مستقل الفاظ کو دیکھیں)۔(۶)

☆......نصاب پر ایک سال کامل گذر جائے، ایک سال کامل گذرنے سے پہلے

(۱،۲،۳)صفحہ گذشتہ کا حوالہ نمبر:املاحظہ فرمائیں۔

(۴) قال الصيرفی فيما ان اسلم الكافرفی دارالحرب واقام سنين ....وهل تجب عليه الزكاة حتى يفتی بالدفع ان كان علم بالوجوب وجبت عليه ويفتی بالدفع وان لم يعلم لاتجب عليه ولايفتی بالدفع بخلاف الذمی ان أسلم فی دارنا فانه تجب عليه الزكاة علم او لم يعلم .عالمگیری ج:۱ ص: ۱۷۱،۱۷۲ . ومنها العلم بكونها فريضة عند اصحابنا الثلاثة ولسنا نعنی به حقيقة العلم بل السبب الموصل اليه. بدائع الصنائع ج:۲ ص:۴ ط:سعيد.

(۵) صفحہ گذشتہ کا حوالہ نمبر:املاحظہ فرمائیں۔

(۶) واماز كاة الزروع والثمار وهو العشر......على ان عند ابی حنيفة يجب العشرفی الخضروات و اما سبب فريضته فالارض النامية بالخارج حقيقة وسبب وجوب الخراج الارض النامية بالخارج حقيقة اوتقديرا .بدائع الصنائع ج:۲ص:۵۳،۵۴،ط:سعيد،هنديه: ج:۱ ص: ۱۸۵، البحرالرائق ج:۲ص:۲۳۶ .

زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

☆......سال کے شروع اور آخر میں نصاب کامل ہو، اگر سال کے درمیان میں نصاب سے کم ہو جائے اور شروع اور آخر میں کامل رہے تو بھی زکوۃ واجب ہوگی اگر سال کے شروع یا آخر میں نصاب کم ہو جائے پھر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

☆ اگر قرض ہے تو قرض کو منہا کرنے کے بعد مال نصاب کے برابر ہو۔(۳)

شوہر اور بیوی کا حساب الگ الگ ہے

اگر بیوی صاحب نصاب ہے، شوہر صاحب نصاب نہیں، لیکن اس کے پاس کچھ سونا یا چاندی یا نقد رقم ہے لیکن سب کی قیمت کو ملانے سے ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر نہیں ہوتی، تو اس صورت میں شوہر کے پاس جو کچھ ہے اسکو بیوی کے نصاب یا رقم کے ساتھ نہیں ملایا جائے گا، کیوں کہ دونوں کا حساب الگ الگ ہے۔ ایک کی رقم کا دوسرے کی رقم سے کوئی تعلق نہیں ہے، لہذا بیوی پر زکوۃ واجب ہے شوہر پر نہیں۔(۴)

(۱، ۲) إذا کان النصاب کاملا فی طرفی الحول فنقصانه فیما بین ذلک لایسقط الزکاة کذا فی الهدایة.الهندیه ج:۱ ص:۱۷۵،ط:ماجدیه ،کوئٹه ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۹باب زکاة المال ط:سعید. تتارخانیة ج:۲ص:۲۵۱،انقطاع حکم الحول وعدم انقطاعه .ادارة القرآن، بدائع الصنائع ج:۲ص:۱۵،فصل اما الشرائط التی ترجع الی المال .ط: سعید.

(۳) (ومدیون للعبد بقدردینه)فیزکی الزائد ان بلغ نصابا .(قوله بقدردینه) متعلق بقوله فلازکاة .شامی ج:۲ص:۲۶۳،ط:سعید. وکذا (ومنها الفراغ من الدین .) رجل له عبد للتجارة وعلی العبد دین لایجب علیه زکوة العبد بقدر الدین .هندیه ج:۱ ص:۱۷۳،کتاب الزکاة الباب الاول فی تفسیرها وصفتها وشرائطها ط:مکتبه حقانیه .بشاور.بدائع الصنائع فصل فی شرائط الفرضیة .ج:۲ص:۶،۸ ، البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۶.

(۴) وسببه أی سبب افتراضها ملک نصاب حولی........تام بالرفع صفة ملک ، خرج مال المکاتب.شامی کتاب الزکاة ج:۲ص:۲۵۹، ومنها (شرائط وجوب الزکاة) الملک التام و هوماجتمع فیه الملک والید ،عالمیگیری ،کتاب الزکاة ج:۱ ص:۱۷۲، آپ کے مسائل اور ان کا حل ج:۳ص:۳۴۶ مکتبہ لدھیانوی۔ الزکاة واجبة علی الحرالعاقل البالغ اذا ملک نصابا =

شوہر کو زکوۃ دینا

☆......اگر بیوی مالدار ہے اور شوہر غریب ہے تو مالدار بیوی کے لئے شوہر کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے البتہ ایسی حالت میں اگر بیوی کو شوہر پر اعتماد ہے تو بیوی کو چاہئے کہ اخلاقی طور پر اپنے مال سے شوہر کی امداد کرے، یا اپنے مال سے شوہر کو کوئی کاروبار وغیرہ کرنے کی اجازت دیدے، لیکن زکوۃ کی رقم شوہر کو نہ دے۔(۱)

☆...... چونکہ شوہر اور بیوی کے منافع عادۃ مشترک ہیں، اور وہ دونوں ایک دوسرے کی چیزوں سے عام طور پر استفادہ کرتے رہتے ہیں اس لئے شوہر اور بیوی کا آپس میں ایک دوسرے کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔(۲)

☆......اگر بیوی مالدار ہے اور شوہر غریب ہے تو وہ والدین اور اولاد اور بیوی کے علاوہ دوسرے لوگوں سے زکوۃ لے سکتا ہے، بیوی مالدار ہونے کی وجہ سے شوہر مالدار نہیں سمجھا جائے گا۔(۳)

=ملكا تاما وحال عليه الحول .فتح القدير ج:۲ ص:۱۱۲، كتاب الزكاة ط: رشيديه . عالمگيری ج:۱ ص:۱۸۹،

(۱) قال فی البدائع ومنها ان لاتكون منافع الاملاک متصلة بين المودی وبين المؤدی اليه ......واما صدقة التطوع فيجوزدفعها الی هولاء والدفع اليهم اولی لان فيه اجرين اجر الصدقة واجرالصلة قال النبی ﷺ نفقة الرجل علی نفسه صدقة وعلی عياله صدقة وكل معروف صدقة .بدائع ج:۲ ص:۴۹،۵۰،ط:سعيد.

(۲) ولايدفع المزكی زكوة ماله الی ابيه ....ولاالی امرأته للاشتراك فی المنافع عادة و لاتدفع المرأة الی زوجها عند ابی حنيفة لما ذكرنا وقال:تدفع اليه لقوله عليه السلام لک اجران اجرالصدقة واجرالصلة قاله لامرء ة ابن مسعود وقد سألته عن التصدق عليه قلنا هو محمول علی النافلة .فتح القدير ج:۲ ص:۲۰۹، باب من يجوزدفع الصدقات اليه ط: رشيديه .البحرالرائق ج:۲ ص:۲۴۴،باب المصرف ط:سعيد،تتارخانية ج:۲ ص:۲۷۱، باب من توضع الزكاة فيه .ادارة القرآن .هنديه ج:۱ ص:۱۸۹ .

(۳) وبخلاف امرأة الغنی لانها وان كانت فقيرة لاتعد غنية بيسارزوجها الخ ،فتح القدير ج:۲ ص:۲۱۱، ط:رشيديه ،كوئٹه . بدائع الصنائع ج:۲ ص:۴۷.

شوہر کی دوسری بیوی کی اولاد کو زکوۃ دینا

اگر شوہر کی دوسری بیوی کی اولاد غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں ہے تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

شوہر کی زکوۃ ادا کرنا بیوہ پر لازم نہیں

اگر شوہر کا انتقال ہو گیا ہے اور اس نے اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کی، تو بیوہ پر مرحوم شوہر کی زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں ہے، مرحوم شوہر زکوۃ ادا نہ کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوگا، لہذا بالغ وارثوں کو چاہئے کہ میت کو عذاب سے بچانے کیلئے خوشی سے اس کی زکوۃ ادا کردیں۔(۲)

شہد

☆......عشری زمین یا پہاڑ یا جنگل میں سے اگر شہد نکالا تو اس میں بھی عشر واجب ہے۔(۳)

---

(۱) ولاإلى من بينهما ولاد تحته فى الرد: أى اصله وإن علا..........وفرعه وإن سفل. شامى كتاب الزكاة باب المصرف ج۲ص:۳۴۴،۳۴۶،ط:سعيد.وكذا فى فتح القدير كتاب الزكاة باب من يجوزدفع الزكاة الخ ج:۲ص:۲۱۱.قال فى البحرواشارالى ان الدفع الى كل قريب ليس باصل و لافرع جائزج:۲ص:۲۰۱،ط:رشيديه ،البحرالرائق ج:۲ ص ۲۴۳،باب المصرف ، بدائع ج:۲ص:۵۰،ط:سعيد.

(۲) وظاهركلامهم أنه لوكان عليه زكاة لاتسقط عنه بدون وصية لتعليلهم ، لعدم وجوبها بدون وصية باشتراط النية فيها ، لأنها عبادة فلابد فيهامن الفعل حقيقة أوحكما ،بأن يوصى باخراجهافلايقوم الوارث مقامه فى ذلک ثم رأيت فى صوم السراج التصريح بجوازتبرع الوارث باخراجها ،كتاب الزكاة ،باب قضاء الفوائت ، مطلب فى بطلان الوصية بالختمات والتهاليل ، شامى ج:۲ص:۷۴ط:سعيد،والبحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱،كتاب الزكاة.

(۳) يجب العشرفى عسل وإن قل أرض غيرالخراج ولوغيرعشرية كجبل ومفازة .شامى كتاب الزكاة ،باب العشرج:۲ص:۳۲۵،البحرج:۲ص:۲۳۷. قال فى الهدايه ومايوجد فى الجبال من العسل و الثمارففيه العشر،فتح القديرج:۲ص:۱۹۳.ط:رشيديه.

☆......البتہ فارمی شہد پر عشر واجب نہیں بلکہ اس کی مجموعی قیمت سے سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا واجب ہے، یہ ایسا ہے جیسا کہ گائے بکرے تجارت کیلئے رکھے تو اس میں مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد کے اعتبار سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوتا ہے جبکہ سائمہ گائے بکرے کی زکوۃ کا حساب الگ ہے۔(۱)

شیعہ کو زکوۃ دینا

شیعہ اثناعشریہ تحریف قرآن، امامت معصومہ، تقیہ، متعہ اور تین صحابہ کرام کے علاوہ باقی صحابہ کرام کے بارے میں مرتد اور کافر ہونے کی عقیدہ رکھنے کی وجہ سے دائرۂ اسلام سے خارج اور مرتد یا کافر ہیں بلکہ دوسرے کافروں سے بدتر ہیں، تفصیل کے لئے ''بینات شیعہ نمبر'' کا مطالعہ کیا جائے۔ اور کافر یا مرتد کو زکوۃ دینا جائز نہیں، لہذا شیعہ کو بھی زکوۃ دینا جائز نہیں۔(۲)

شیئرز پر زکوۃ

☆......اگر تجارت کی نیت سے شیئرز خریدے ہیں یعنی شیئرز کی خرید وفروخت مقصود ہے تو شیئرز کی کل قیمت پر زکوۃ واجب ہوگی۔ (۳)

(۱) وفی البدائع :فان اسمیت للحمل اوالرکوب اواللحم فلازکاۃ فیھاولواسمیت للبیع و التجارۃ ففیھا زکاۃ مال التجارۃ لازکاۃ السائمۃ ،بدائع ج:۲ص:۳۰،فصل واما صفة نصاب السائمۃ.ھندیہ ج: ۱ ص:۱۷۷ .البحرج:۲ص:۲۱۳ .شامی ج:۲ص:۲۷۷.

(۲) فی الھنیۃ:الرافضی اذا کان یسب الشیخین ویلعنھما العیاذ باللہ فھو کافروان کان یفضل علیا کرم اللہ وجھہ علی ابی بکررضی اللہ عنہ لایکون کافرا إلاانہ مبتدع .... وھؤلاء القوم خارجون عن ملۃ الاسلام واحکامھم احکام المرتدین.عالمگیری ج:۲ ص:۲۶۴. الباب التاسع،ط:رشیدیہ ،بینات شیعہ نمبر:۷۴تا۹۶،ط:مکتبہ بینات علامہ بنوری ٹاؤن کراچی .الدرالمختارشامی ج:۳ص:۴۶، ج:۴ص:۲۳۷، .وفی مراقی الفلاح : و لایصح دفعھا للکافر.مراقی الفلاح مع طحطاوی ص:۴۱۸،کتاب الزکاۃ .

(۳) الزکاۃ واجبۃ فی عروض التجارۃ کائنۃ ماکانت اذا بلغت قیمتھا نصابا من الورق و الذھب کذا فی الھدایۃ .عالمگیری کتاب الزکاۃ ،الباب الثالث الفصل الثانی فی =

اور اگر تجارت کی نیت سے شئیر نہیں خریدے تو اس صورت میں شئیر زکی صرف اس مقدار پر زکوۃ واجب ہوگی جو تجارت میں لگی ہوئی ہے، کارخانہ کی مشینری اور مکان پر جو رقم خرچ ہوئی ہے اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

☆......شئیر زکی زکوۃ موجودہ قیمت کے اعتبار سے ادا کی جائے گی، سابقہ قیمت پر نہیں مثلاً اگر کسی نے تجارتی کمپنی سے شئیر زخریدے، اور خریدتے وقت ایک شئیر کی قیمت سو روپے تھی اور جب سال پورا ہوا اس وقت ایک شئیر زکی قیمت دو سو روپے ہوگئی تو فی شئیر ز دو سو روپے کے حساب سے زکوۃ ادا کرے۔

اور اگر اس وقت ایک شئیر زکی قیمت پچاس روپے ہوگئی تو فی شئیر ز پچاس روپے کے حساب سے زکوۃ ادا کرے۔(۲)

☆...... واضح رہے کہ شئیر زکی خرید وفروخت صحیح ہونے کے لئے کاروبار یا کارخانہ یا مصنوعات کا موجود ہونا، (۳) اور کاروبار کا جائز ہونا، اور جو سرمایہ لگایا ہوا ہے وہ حلال ہونا اور سودی قرضہ وغیرہ شامل نہ ہونا شرط ہے، ورنہ شئیر زکی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہوگا، مثلاً کمپنی نے بینک سے سودی قرضہ لیا ہے تو ہر شئیر ز کے

= العروض ج: ا ص: ۱۷۹، ط: المکتبة الرشیدیه. بدائع الصنائع ج: ۲ ص: ۲۰، فصل فی اموال التجارة ط: سعید، قال فی البحر: یجب ربع العشر فی عروض التجارة اذا بلغت نصابا من احدهما. البحر ج: ۲ ص: ۲۲۸، باب زکاة المال ط: سعید.

(۱) لیس فی دورالسکنی وثیاب البدن.........وسلاح الاستعمال زکوة لانها مشغولة بالحاجة الاصلیة ولیست بنامیة ایضا وعلی هذا کتب العلم لاهلها وآلات المحترفین لما قلنا الخ. فتح القدیر کتاب الزکاة ج۲ ص: ۱۱۹، ۱۲۰، ط: رشیدیه. البحر ج: ۲ ص: ۲۰۶، کتاب الزکاة. هندیه ج: ا ص: ۱۷۳.

(۲) وتعتبر القیمة یوم الوجوب وقالا یوم الأداء وفی السوائم یوم الأداء اجماعا الدر المختار مع الرد المحتار ج: ۲ ص: ۲۸۶، ط: سعید، بدائع الصنائع ج: ۲ ص: ۲۲، فصل فی صفة الواجب فی اموال التجارة ط: سعید.

(۳) واما شرائط المعقود علیه فان یکون موجودا ....وان یکون مقدورا التسلیم. البحر الرائق کتاب البیع ج: ۵ ص: ۲۵۹، ط: سعید.

خریدار کو اپنے اپنے شئیرز کے حساب سے سود دینا لازم ہوگا اور سود دینا حرام ہے، اللہ اور اسکے رسول کے ساتھ جنگ کا اعلان کرنا ہے، اور ایسے لوگوں پر لعنت ہے (۱) بلکہ اپنی ماں سے بار ہا زنا کرنے کے گناہ سے بھی زیادہ گناہ ہے، (۲) اس لئے اس میں بہت زیادہ احتیاط کرنے کی ضرورت ہے، ورنہ دنیا کا وقت تو نکل جائے گا مگر آخرت میں مشکل ہو جائے گا، اور وہاں پھنس گیا تو نکلنا آسان نہیں ہوگا۔ (۳)

شئیرز کی زکوۃ کیسے ادا کرے

☆......اگر شئیرز خریدنے والوں نے کمپنی کو زکوۃ نکالنے کی اجازت دی، اور کمپنی نے سب کی طرف سے زکوۃ نکال کر غریبوں میں تقسیم کر دی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ (۴)

☆......اگر شئیرز خریدنے والوں نے کمپنی کو زکوۃ نکالنے کی اجازت نہیں دی اور کمپنی نے اجازت کے بغیر اجتماعی طور پر زکوۃ ادا کر دی تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ (۵)

---

(۱) عن جابرؓ قال لعن رسول اللہ ﷺ اکل الربوا وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال ھم سواء .رواہ مسلم .باب الربوا الفصل الاول ،ج:۲ص:۲۴۴. قدیمی کتب خانہ .

(۲) وعن عبد اللہ بن حنظلۃ غسیل الملائکۃ قال قال رسول اللہ ﷺ درھم ربوا یاکلہ الرجل وھویعلم اشد من ستۃ وثلثین زنیۃ رواہ احمد،شکوۃ ،باب الربوا .الفصل الثالث ج:۲ ص: ۲۴۵ ،قدیمی کتب خانیہ .

(۳) عن ابی برزۃ الاسلمی قال قال رسول اللہ ﷺ لاتزول قدما عبد حتی یسأل عن عمرہ فیما افناہ وعن علمہ فیما فعل وعن مالہ من این اکتسبہ وفیما انفقہ وعن جسمہ فیما ابلاہ ،سنن الترمذی ج:۲ص:۶۷، باب ماجاء فی شان الحساب والقصاص ،ط:سعید.

(۴) قال فی البحر:وبہ یعلم حکم من یجمع للفقراء ومحلہ مااذا لم یوکلوہ فان کان وکیلا من جانب الفقراء ایضا وکما اذا وکل رجلا بدفع زکاۃ مالہ ونوی المالک عند الدفع الی الوکیل فدفع الوکیل بلانیۃ فانہ یجزئہ .ج:۲ص:۲۱۰،عالمگیری ج:۱ص:۱۷۰،شامی ج:۲ص:۲۶۸.

(۵) ولوادی زکاۃ غیرہ بغیرامرہ فبلغہ فاجازلم یجزلانہا وجدت نفاذا علی المتصدق لانہا ملکہ البحرج:۲ص:۲۱۰،۲۱۱،تتارخانیۃ ج:۲ص:۲۶۶،اداء الزکاۃ والنیۃ فیہ .ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ .

☆......اگر شئیرز خریدنے والوں نے کمپنی کو زکوۃ نکالنے کی اجازت نہیں دی تو ہر خریدار پر لازم ہے کہ سالانہ اپنی اپنی زکوۃ خود حساب کر کے ادا کر دے، ورنہ زکوۃ ذمہ میں باقی رہ جائے گی۔(۱)

شئیرز کے اصل اور نفع دونوں پر زکوۃ ہے

شئیرز کی اصل رقم یعنی شئیرز کی قیمت خرید اور شئیرز کے منافع دونوں پر زکوۃ واجب ہے، لہذا دونوں کے مجموعی رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کر دے۔(۲)

اور اگر نفع نہیں ہوا تو اس صورت میں شئیرز کی مارکیٹ قیمت کے اعتبار سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کر دے۔(۳)

(ص)

صاحب نصاب کب ہوا معلوم نہیں

اگر یہ معلوم نہیں کہ صاحب نصاب کب ہوا ہے تو گمان غالب یا قرائن سے اندازہ کر لے اور صاحب نصاب ہونے کی تاریخ متعین کر لے پھر اسکے مطابق زکوۃ ادا کرے اگر گمان غالب یا قرائن سے یہ ثابت ہوا کہ تین سال سے صاحب نصاب ہے

---

(۱) فان كان نصيب كل واحد منهما على الانفراد يبلغ نصابا كاملا تجب الزكاة و الافلا. الفتاوى التاتارخانية . كتاب الزكاة الفصل الثانى عشرفى صدقات الشركاء ج:۲ص: ۲۹۷. ادارة القرآن والعلوم الاسلامية .

(۲) ومن كان له نصاب فاستفاد فى اثناء الحول مالا من جنسه ضمه الى ماله وذكاه سواء كان المستفاد من نمائه اولا ،وباى وجه استفاد ضمه الخ .هنديه كتاب الزكاة ج:۱ ص: ۱۷۵،كوئٹه .البدائع ج:۲ص:۱۳،البحر:ج:۲ص:۲۲۲،فصل فى الغنم ط:سعيد.

(۳) نصاب الذهب عشرون مثقالا والفضة مائتا درهم كل عشرة..........(وفى كل خمس بضم الخاء (بحسابه) ففى كل أربعين درهما درهم وفى كل اربعة مثاقيل قيراطان الخ الدر المختارعلى الرد المحتارج:۲ص:۲۹۵،۲۹۹،ط:سعيد.البدائع ج:۲ص:۲۰. تاتارخانية ج:۲ص:۲۳۴.

تو تین سال کی زکوۃ ادا کرے، اگر احتیاطا کچھ زیادہ ہی مدت لگائی جائے تو زیادہ بہتر ہے، مثلاً ڈھائی سال کا گمان ہو تو احتیاطا تین سال کی زکوۃ دی جائے اگر زکوۃ زیادہ ادا کی گئی تو ثواب زیادہ ملے گا اور نفلی صدقہ میں بدل جائے گا فائدہ ہوگا، اور اگر زکوۃ کم ادا کی گئی ہے تو عذاب کا ڈر ہے اس لئے احتیاطا کچھ زیادہ دینا بہتر ہے۔(۱)

صاحب نصاب مقروض ہے

اگر صاحب نصاب آدمی مقروض ہے تو قرض کو وضع کرنے کے بعد اگر بقیہ سونا، چاندی زیورات نقد رقم یا مال تجارت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اس پر زکوۃ ادا کرنا واجب ہوگی، اور اگر قرض کو وضع کرنے کے بعد بقیہ چیزیں نصاب کے برابر نہیں بلکہ اس سے کم ہیں تو اسپر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

---

(۱)والظن والطرف الراجح وهوترجيح جهة الصواب ،والوهم رجحان جهة الخطاء واما اكبرالرائى وغالب الظن فهوالطرف الراجح اذا اخذ به القلب وهوالمعتبرعند الفقهاء الخ الاشباه والنظائرج: ا ص: ۲۴۰، تا ۲۴۱. القاعدة الثالثة اليقين لايزول بالشک. قال ابن نجيمؒ (تحت قوله ولودفع بتحر) والظن ترجيح احدهما من غيردليل والتحرى ترجيح أحدهما بغالب الراى ، وهوالدليل يتوصل به الى طرف العلم وان كان لايتوصل به الى مايوجب حقيقة العلم .البحرالرائق ج:۲ص: ۲۲۹ ،باب المصرف. قال فى الدر:دفع بتحر قال الشامى اى اجتهاد وهولغة الطلب وعرفا طلب الشيئ بغالب الظن عند عدم الوقوف على حقيقته.ردالمحتارج:۲ص: ۳۵۲ ،باب المصرف ط: سعيد.

(۲) ومن كان عليه دين يحيط بما له فلازكاة عليه وان كان ماله اكثرمن دينه زكى الفاضل اذابلغ نصابا الخ لفراغه عن الحاجة الاصلية فتح القديرج:۲ص:۱۱۸ ،كتاب الزكاة ط: رشيديه ،كوئٹه .درمع الردج:۲ص:۲۶۳ ،كتاب الزكاة ط:سعيد.قال فى البدائع :ومنها ان لايكون عليه دين مطالب به من جهة العباد فان كان فانه يمنع وجوب الزكاة بقدره حالا او مؤجلا ....ثم إذا كان على الرجل دين وله مال الزكاة وغيره ....فان الدين يصرف الى مال الزكاة سواء من جنس الدين اولا ولايصرف الى غيرمال الزكاة ،بدائع ج:۲ص:۸،فصل فى شرائط الفرضية ط:سعيد.

صحن میں باغ لگایا

اگر رہائشی مکان کے صحن میں باغ لگایا ہے تو اس پر عشر یا خراج واجب نہیں ہے (۱)۔

صدقہ چھپا کر دے

قیامت کے دن جو سات آدمی اللہ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے ان میں سے رسول اکرم ﷺ نے اس شخص کو بھی بیان فرمایا ہے جو ایسے چھپا کر صدقہ دے کہ اس کے دوسرے ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو۔ (بخاری شریف ص:)(۲)

صنعت پر زکوۃ

صنعت کار کے پاس دو قسم کا مال ہوتا ہے، ایک خام مال، جو چیزوں کی تیاری میں کام آتا ہے، دوسرا تیار مال، ان دنوں قسم کے مالوں کی قیمت فروخت پر زکوۃ واجب ہے، (۳) البتہ مشینری اور دیگر وہ چیزیں جن کے ذریعہ مال تیار کیا جاتا ہے

(۱) ولوكان فى داررجل شجرة مثمرة لاعشرفيها كذا فى شرح المجمع لابن المالك . عالمگيرى ج: ا ص:۱۸۶ ،ط:رشيديه .قال فى التاتارخانية :ولوكان فى داررجل شجرة ....مثمرة لايجب فى ذلك عشرو ان كانت تلك البلدة عشرية.تتارخانية ج:۲ ص ۳۲۶. النصاب لوجوب العشر ادارة القرآن والعلوم الاسلامية .

(۲) عن ابى هريرة رضى الله عنه عن النبى ﷺ قال سبعة يظلهم الله فى ظله يوم لاظل الاظله امام عادل وشآب نشأ فى عبادة الله ....ورجل تصدق بصدقة فاخفا ها حتى لاتعلم شماله ماتنفق يمينه ورجل ذكرالله خاليا ففاضت عيناه (صحيح البخارى ج: ا ص: ۱۹۱ ،باب الصدقة با ليمين ط:قديمى .وصحيح مسلم ج: ا ص: ۳۳۱ .ط:قديمى .

(۳) قال فى التاتارخانية: والاموال النامية التى هى سبب لوجوب الزكاة قسمان: السائمة و اموال التجارة واموال التجارة قسمان: مال التجارة وضعا وهوالحجران ومال التجارة جعلا و هوكل مايشترى للتجارة .تتارخانية ج:۲ص:۲۱۸، كتاب الزكاة .ادارة القرآن والعلوم الاسلامية . قال الدكتوروهبة الزحيلى :والمصانع المعدة للانتاج.. ...تشترک كلها فى صفة واحدة فهى انها لاتجب الزكاة فى عينها وانما فى ريعها وغلتهاأو ارباحها.الفقه الاسلامى و =

اور کارخانہ کی زمین دفتر، اور مکانات پر زکوۃ واجب نہیں۔(۱)

صنعت وحرفت سیکھنے والے کو زکوۃ دینا

اگر صنعت وحرفت سیکھنے والے مسلمان اور غریب ہیں تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

صنعتی اوزار

صنعتی اوزار اور سامان دو قسم کے ہیں:

ایک وہ جن کو کسی کام کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، اور اس کا اثر اس میں باقی نہیں رہتا مثلا گاڑی کی درستگی کے بعض اوزار ایسے ہیں جن کا مقصد یہ ہے کہ اس سے چیزیں ٹھیک کردی جائیں، کاری گران سے اسی قدر کام لیتا ہے، بڑے اور چھوٹے کارخانوں میں جو مشینیں ہیں وہ اسی نوعیت کی ہیں اس قسم کی چیزوں پر زکوۃ فرض نہیں ہے کیونکہ یہ ذریعہ آمدنی ہیں اور ذریعہ آمدنی پر زکوۃ فرض نہیں ہوتی البتہ آمدنی اگر نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سال پورا ہونے پر زکوۃ فرض ہوگی۔(۳)

= ادلته ج:۲ ص:۸۶۴ المبحث الخامس ط:دار الفکر، بیروت.

(۱) ولیس فی دورالسکنی وثیاب البدن ....وسلاح الاستعمال زکوة لانها مشغولة بالحاجة الاصلیةولیست بنامیة ایضا وعلی هذا کتب العلم لاهلها وآلات المحترفین لما قلنا الخ.فتح القدیر،کتاب الزکاة ج:۲ص:۱۱۹، ۱۲۰، ط:رشیدیه .البحرج:۲ص:۲۰۶، کتاب الزکاة ط:سعید،درمع الرد ج:۲ص:۲۶۵،ط:سعید، هندیه ج:۱ص:۱۷۳،ط: رشیدیه .

(۲) ویجوزدفعها إلی من یملک أقل من النصاب وان کان صحیحا مکتسبا .عالمگیری ج:۱ص:۱۹۰ . قال فی البحر:هی تملیک المال من فقیرمسلم غیرهاشمی بشرط قطع المنفعة عن المملک من کل وجه لله تعالی .البحرج:۲ص:۲۰۱،کتاب الزکاة ،ط:سعید، هندیه ج:۱ص:۱۷۱،کتاب الزکاة الباب الاول ط:رشیدیه،البحرج:۲ص:۲۴۰،باب المصرف ط:سعید، بدائع ج:۲ص:۴۳،ط:سعید، درمع الرد ج:۲ص:۲۵۸،ط:سعید.

(۳) ولا فی ثیاب البدن ....واثاث المنزل ودورالسکنی ونحوها........اذالم تنو التجارة .فتاوی شامی ج۲ص:۲۶۵،ط:سعید.البحرج:۲ص:۲۰۶.فتح القدیرج:۲ ص: ۱۹۹ . هندیه ج:۱ص:۱۷۳ .

دوسری قسم وہ سامان ہیں جو اس مقصد کے لئے رکھے جاتے ہیں کہ ضرورت پڑنے پر گاڑی یا مشینوں میں فٹ کر دیا جائے، اس میں گھڑی، ریڈیو، ٹیپ، گاڑی، مشین، کمپیوٹر وغیرہ کے قابل فروخت پرزے شامل ہیں اس قسم کی چیزوں پر زکوۃ واجب ہے کیونکہ یہ مال تجارت ہیں اور مال تجارت پر زکوۃ واجب ہے۔(۱)

صنعتی اوزاروں کا حکم

صنعت کاروں کے پاس مصنوعات کیلئے جو اوزار اور مشین ہیں ان کی مالیت پر زکوۃ واجب نہیں البتہ مصنوعات اور خام مال کی قیمت فروخت پر زکوۃ واجب ہے۔(۲)

(ض)

ضائع شدہ مال کی زکوۃ

☆......اگر زکوۃ واجب ہونے کے بعد زکوۃ ادا کرنے سے پہلے مال ضائع ہو جائے تو زکوۃ ساقط ہو جائے گی۔(۳)

---

(۱) قال في البحر: ومن آلات الحرفة الصابون والحرض للغسال لاللبقال بخلاف العصفر و الزعفران للصباغ والدهن والعفص للدباغ فانها واجبة فيه لان الماخوذ فيه بمقابلة العين وقوارير العطارين ولحم الخيل وجلالها ان كان من غرض المشترى بيعها بها ففيها الزكاة والا لا. شامی ج:۲ ص: ۲۶۸، البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۶،ط:سعید،

(۲) ومن آلات الحرفة لا. البحرج:۲ص:۲۰۶،ط:سعید فی التتارخانیة: واموال التجارة قسمان مال التجارة وضعا وهوالحجران ومال التجارة جعلا وهوكل مايشترى للتجارة. تاتارخانيه ج:۲ص:۲۱۸، كتاب الزكاة .ادارة القرآن .وفى الفقه الاسلامى :لاتجب فى ريعها بل فى رعيها وغلتها او ارباحها .الفقه الاسلامى وادلته ج:۲ص:۸۶۴، ط:دارالفكر. بيروت.

(۳) ان هلك المال بعد وجوب الزكاة سقطت الزكاة كما أنه يسقط العشروخراج المقاسمة؛ لأن الواجب جزء من النصاب وتحقيقا للتيسيرفان الزكاة وجبت بقدرة ميسرة اى بقاء اليسر الى وقت أداء الزكاة فيسقط الواجب بهلاك محله الخ .الفقه الاسلامى و ادلته ج:۲ ص: ۷۵۷.ط:دارالفكر،بيروت.

☆......اگر نصاب پر زکوۃ واجب ہونے کے بعد خود مال کو ہلاک کردے تو زکوۃ ساقط نہیں ہوگی بلکہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، مثلا سائمہ جانوروں پر زکوۃ واجب ہوئی لیکن چارہ پانی نہ دینے کی وجہ سے جانور مر گیا تو زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، یا اپنے مال کو خود ضائع کر دیا تو زکوۃ ساقط نہیں ہوگی۔(۱)

☆......کسی کو قرض یا عاریت دینے کے بعد اگر مال ہلاک ہوجائے تو اس کی زکوۃ ساقط ہوجائے گی۔(۲)

ضرورت اصلیہ

☆......رہنے کا گھر، پہننے کا کپڑا، گھریلوں سامان، فریج، واشنگ مشین، سلائی کی مشین، صوفے، قالین، خوردنی اشیاء، سونا چاندی کے علاوہ دوسری دھاتوں کے آرائشی ظروف، استعمال کی گاڑی، موٹر سائیکل، کار، استعمالی ہتھیار، مطالعہ کی کتاب، کارخانہ کے آلات اور پیشہ وروں کے سامان اور ماہانہ اخراجات کی رقم وغیرہ ضرورت اصلیہ میں داخل ہیں۔(۳)

☆......ضرورت کا سامان جو ہر وقت کام میں آتا ہے یا گاہے گاہے کام میں آتا ہے وہ بھی ضرورت اصلیہ میں داخل ہے۔(۴)

(۱) قال فی البدائع: فالمسقط لها بعد الوجوب منها هلاک النصاب بعد الحول قبل التمکن من الأداء وبعده .بدائع ج:۲ ص:۵۳، البحرج:۲ ص: ۲۱۸ ،فصل فی الغنم.قال فی البحر: و قید بالهلاک لانه لواستهلک بعد الحول لاتسقط عنه لوجود التعدی .لو حبس السائمة للعلف اوللماء حتی هلکت قیل هواستهلاک فیضمن . البحرج:۲ص:۲۱۹ .

(۲) قال فی البحر:واقراض النصاب بعد الحول لیس باستهلاک وکذا لواعارثوب التجارة بعد الحول فلازکاة فیه .البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۹،ط:سعید.

(۳،۴) ولیس فی دورالسکنی وثیاب البدن واثاث المنازل ودواب الرکوب وعبید الخدمة وسلاح الاستعمال زکوة لانها مشغولة بحاجته الاصلیة ولیست بنامیة .الدرالمختارعلی الردالمحتارج:۲ص:۲۶۲،کتاب الزکاة ط:سعید.عالمگیری ج:۱ص:۱۷۲،کتاب الزکاة ط:بلوچستان بک دبو.فتح القدیرج:۲ص:۱۱۹،کتاب الزکاة ،ط:رشیدیه . =

☆......اگر کچھ سامان ضرورت سے زائد ہے لیکن ان چیزوں کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت سے کم ہے تو وہ بھی ضرورت اصلیہ میں داخل ہے۔(۱)

☆......کسی کے پاس ضروری سامان سے زائد اسباب ہیں لیکن وہ قرضدار ہے تو قرض کا اندازہ لگا کر اسکی قیمت کو منہا کرنے کے بعد اتنی قیمت کا سامان باقی نہیں رہتا جو ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو، تو وہ بھی ضرورت اصلیہ میں داخل ہے۔

☆......جواہرات موتی، یاقوت اور زمرد وغیرہ اگر تجارت کے لئے نہ ہوں تو وہ بھی ضرورت اصلیہ میں داخل ہیں۔

☆......ضرورت اصلیہ کی چیزوں پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۲)

ضرورت سے زائد مکان

اگر مکان ضرورت سے زائد ہے لیکن مکان خریدتے وقت فروخت کرنے کی نیت نہیں تھی تو اس صورت میں مکان کی قیمت پر زکوۃ لازم نہیں ہوگی۔

ہاں اگر اس کو کرایہ وغیرہ پر چڑھا دے تو کرایہ کی رقم پر زکوۃ واجب ہوگی، اگر وہ

= البحر الرائق ج:۲ص:۲۰۶.ط:سعید. رجل له کتب العلم مایساوی مائتی درهم ان کانت مما یحتاج الیها فی الحفظ والدراسة والتصحیح لایکون نصابا وحل له اخذ الصدقة فقها کان اوحدیثا اوادبا .خلاصة الفتاوی ج:۱ص:۲۴۰،کتاب الزکاة الباب السابع فی الکتب و العروض ط: رشیدیه .فتح القدیرج:۲ص:۱۲۰،البحرج:۲ص:۲۰۶.

(۱) قال فی البدائع :فان کان له فضة مفردة فلازکاة فیها حتی تبلغ مائتی درهم وزنا .بدائع ج:۲ص:۱۶،فصل فی الاثمان المطلقة ط:سعید.

(۲) قال فی البدائع اذا کان علی الرجل دین وله مال الزکاة وغیره من ثیاب البذلة و دور السکنی فان یصرف الی مال الزکاة سواء کان من جنس الدین اولاولایصرف الی غیرمال الزکاة بدائع ج:۲ ص:۸،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۴. (لازکاة فی اللآلی والجواهر) وإن ساوت ألفا اتفاقا (الاأن تکون للتجارة)الخ .شامی ج:۲ص:۲۷۳،ط:سعید. البحرج:۲ص:۲،باب الزکاة .

نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہو، اور سال گذر جائے۔(۱)

ضروری اشیاء خریدنے کے لئے رقم جمع کی

☆......اگر ضروری اشیاء مثلاً فریج، مکان، دکان، زمین وغیرہ ضروری چیزیں خریدنے کیلئے رقم جمع کی اور وہ رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اس صورت میں سال گذرنے پر ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

☆......اور اگر سال پورا ہونے سے پہلے ضروری اشیاء خرید لیں اور رقم نصاب کے برابر باقی نہیں رہی تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

ضروریات کے لئے رکھی ہوئی رقم کا حکم

اگر کسی آدمی کے پاس مکان یا گھریلو سامان نہیں یا شادی نہیں ہوئی اور اس کے

(۱) ولافی ثیاب البدن ....واثاث المنزل ودورالسکنی ونحوها ....إذا لم تنو للتجارة. الدرالمختارعلی الردالمحتارج:۲ص:۲۶۵،ط:سعید. اونیة التجارة فی العروض اما صریحا ولابد من مقارنتها لعقد التجارة کما سیجئ ....اویؤاجرداره التی للتجارة بعرض فتصیرللتجارة بلا نیة صریحا .فتاوی شامی ج:۲ص:۲۶۸،ط:سعید.قال الشیخ وهبة الزحیلی :العمارات بقصد الکراء لاتجب الزکاة فی عینها وانما فی ریعها وغلتها او ارباحها .الفقه الاسلامی وادلته ج:۲ص:۸۶۴،ط:دارالفکر،بیروت.

(۲،۳) قوله (فارغ عن حاجته الاصلیة) اشارإلی انه معطوف علی قوله عن دین قوله وفسره ابن مالک أی فسرالمشغول بالحاجة الاصلیة........فاذا کان معه دراهم أمسکها بنیه صرفها الی الحاجة الاصلیة لاتجب الزکاة فیها اذا حال الحول وهی عنده لکن اعترضه فی البحربقوله :ویخالفه مافی المعراج فی فصل زکاة العروض أن الزکاة تجب فی النقد کیفما أمسکی للنماء اوالنفقة وکذا فی البدائع فی بحث النماء التقدیری ....وقالؒ إنه الحق فالاولی التوفیق بحمل مافی البدائع وغیرها علی ما اذا أمسکه لینفق منه کل مایحتاج فحال الحول قدبقی معه منه نصاب فانه یزکی ذلک الباقی وان کان قصده الانفاق منه ایضا فی المستقبل لعدم استحقاق صرفه الی حوائجه الأصلیة وقت حولان الحول بخلاف ما اذا حال الحول وهومستحق الصرف الیها .شامی مطلب ثمن المبیع وفاء ج:۲ص:۲۶۲،ط: سعید، البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۶،کتاب الزکاة ط:سعید.

مکان یا سامان خریدنے کے لئے یا شادی کے خرچہ کیلئے رقم جمع کر کے رکھی ہے اور وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے اور س پر سال گذر گیا ہے تو اس پر زکوۃ واجب ہوگی، ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، ہاں اگر سال پورا ہونے سے پہلے مکان یا سامان خرید لیا ہے یا شادی ہوگئی ہے اور اس میں رقم خرچ ہوگئی ہے تو ان صورتوں میں نصاب کے برابر رقم موجود نہ ہونے کی وجہ سے زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

(ط)

طالب علم

دینی مدارس میں علم دین حاصل کرنے والے غریب طلباء کرام زکوۃ کے بہترین مصرف ہیں، فقہاء کرام نے دینی طلبہ کو ''فی سبیل اللّٰہ'' میں داخل فرمایا ہے، اور طلبہ '' ابن سبیل '' میں بھی داخل ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے دینی طلبہ کے ساتھ نیک سلوک اور احسان کرنے کی تاکید سے وصیت فرمائی ہے۔(۲)

---

(۱) (وشرطه) ای شرط افتراض آدائها ....(وثمنية المال كالدراهم والدنانير)لتعينها للتجارة بأصل الخلقة فتلزم الزكاة كيفما أمسكهما ولوللنفقة .شامی ج:۲ص:۲۶۷ ط. سعيد.. كذا فی البحرالرائق .فقد صرح بان من معه دراهم وأمسكها بنية صرفها الى حاجته الاصلية لاتجب الزكاة........أن الزكاة تجب فی النقد كيفما أمسكه للنماء أوللنفقة ج:۲ص:۲۰۶، ط:سعيد.

(۲)عن انس رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من خرج فی طلب العلم فهوفی سبيل الله . مشكوة ،كتاب العلم الفصل الثاني .ص:۳۴.

وعن ابی سعيد الخدری رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ ان الناس لكم تبع ، وان رجالا ياتونكم من اقطارالأرض يتفقهون فی الدين.فاذا اتوكم فاستوصوابهم خيرا.رواه الترمذی .مشكوة ص:۳۴،كتاب العلم ،ط:قديمی .

طالب علم کا سوال کرنا

حضرات فقہاء کرام نے غریب طالب علم کو سوال کرنے کی اجازت دی ہے، مگر یہ اس زمانہ کی بات ہے جب کہ عوام میں علم دین سے نفرت نہیں تھی لیکن موجودہ زمانہ میں یہود ونصاری کی سازش اور غلط پروپیگنڈے کی وجہ سے بعض لوگ علم دین حاصل کرنے والے اور اس کے پڑھانے والوں سے نفرت کرتے ہیں اسلئے اس سے پرہیز کرنا ہی بہتر ہے تاکہ علم دین کی تذلیل وتحقیر نہ ہو۔(۱)

طالب علم کو زکوۃ دینا

☆...... اگر طالب علم غریب ہے مالدار صاحب نصاب نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

☆...... اگر طالب علم غریب نہیں بلکہ مالدار ہے اور مسافر بھی نہیں تو جان بوجھ کر ایسے مالدار طالب علم کو زکوۃ دینا، اور اس طالب علم کیلئے زکوۃ لینا جائز نہیں، اگر کسی نے ایسا کیا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۳)

---

(۱) قلت وهوكذلک والاوجه تقييده بالفقيرويكون طلب العلم مرخصالجوازسواله من الزكاة وغيرها وان كان قادرا على الكسب اذ بدونه لايحل له السوال ،شامی ج:۲ ص: ۳۴۰،باب المصرف.

(۲) وفي سبيل الله قيل طلبة العلم .قال في الرد فالتفسيربطالب العلم وجيه خصوصا.شامي ج:۲ ص:۳۴۳،ط:سعيد. بدائع ج:۲ ص:۴۵،سعيد.

(۳) لايحل الصدقة لغنى (مجمع الزوائد باب فيمن لاتحل له الزكاة ج:۳ ص:۹۱، ط: دار الفكر. وفي الهندية :ولايجوزدفع الزكاة الى من يملک نصابا أى مال كان دنانيراودراهم اوسوائم اوعروضا للتجارة اولغيرالتجارة فاضلا عن حاجته في جميع السنة هكذا في الزاهدی ج:۱ ص:۱۸۹،ط:ماجديه . كوئٹه. شامی ج:۲ ص:۳۴۷ ط:سعيد.

(ع)

عامل زکوۃ کیلئے ہدیہ قبول کرنا

☆......اگر عامل زکوۃ کو عامل ہونے کی وجہ سے ہدیہ اور تحفہ دیا جاتا ہے تو وہ عامل کیلئے لینا جائز نہیں ہوگا۔(۱)

اور پرانے تعلقات،اور دیرینہ مراسم کی وجہ سے ہدیہ تحفہ دیا جاتا ہے اور یہ ہمیشہ کا معمول ہے عامل ہونے یا نہ ہونے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تو وہ تحفہ اس کے لئے لینا جائز ہوگا۔(۲)

☆......اسی طرح سرکاری محکمہ کے آدمی کو عہدہ کی وجہ سے جو تحفہ دیا جاتا ہے وہ نہیں لینا چاہئے کیونکہ ہدیہ کا مقصد آئندہ کوئی کام نکالنا ہوتا ہے اور یہ رشوت کے زمرہ میں آتا ہے۔(۳)

---

(۱) عن ابی حمید الساعدی ان النبی ﷺ استعمل رجلا من الازد یقال له ابن اللتبیة قال ابن السرح ابن الاتبیة علی الصدقة فجاء فقال هذا لکم وهذا اهدی لی فقام رسول الله ﷺ علی المنبرفحمد الله واثنی علیه وقال مابال العامل نبعثه فیجئ فیقول هذا لکم وهذا اهدی لی الا جلس فی بیت امه اوابیه فینظر أیهدی له ام لا.ابوداود ج:۲ص:۵۳.ط:حقانیه باب فی هدایا العمال .قال ابن عابدین القاضی لایقبل الهدیة من رجل لولم یکن قاضیا لایهدی الیه و یکون ذلک بمنزلة الشرط .وعن الفتح ان تعلیل النبی ﷺ دلیل علی تحریم الهدیة التی سببها الولایة .ردالمحتارج:۵ص:۳۷۳،مطلب فی هدیة القاضی،ط:سعید. البحر ج:۲ ص:۲۴۱، باب المصرف ط:سعید.

(۲) قال الامام انورشاه ان القاضی لایجیب دعوة رجل الاان یکون من متعلقه اوکان یدعو قبل نصبه علی منصب القضاء. العرف الشذی علی الترمذی ج:۱ص:۲۴۹.ط:سعید،قال فی الدر:لیس للامام قبول الهدیة والالم تکن خصوصیة وفیها یجوزللامام والمفتی والواعظ قبول الهدیة لانه انما یهدی الی العالم لعلمه بخلاف القاضی الا من اربع ......اوممن جرت عادته بذلک بقدرعادته ج:۵ص:۳۷۲،۳۷۴،ط:سعید.

(۳) قال عمربن عبد العزیزؒ کانت الهدیة علی عهد رسول الله ﷺ هدیة والیوم رشوة . ردالمحتارج:۵ص:۳۷۲.ط:سعید.مطلب فی هدیة القاضی .

اور اگر ہدیہ تحفہ عہدہ کی وجہ سے نہیں بلکہ اس آدمی کی ذات کی وجہ سے دیا جاتا ہے تو لینا جائز ہوگا۔(۱)

عاملین زکوۃ

☆...... عاملین زکوۃ سے مراد وہ لوگ ہیں جو اسلامی حکومت کی طرف سے صدقات وزکوۃ وعشر وغیرہ لوگوں سے وصول کر کے بیت المال میں جمع کرنے کی خدمت پر مامور ہیں۔(۲)

☆...... عاملین زکوۃ کو زکوۃ کی رقم سے تنخواہ دینا جائز ہے۔(۳)

☆...... مدرس کے لئے چندہ کرنے والے سفراء اور رفاہی ادارے کے ملازمین کو زکوۃ کی رقم سے تنخواہ دینا جائز نہیں کیونکہ یہ عاملین کے حکم میں نہیں ہیں۔(۴)

عاملین زکوۃ کو زکوۃ سے تنخواہ دینا

عاملین زکوۃ فقراء کے وکیل ہیں، اور وکیل کا قبضہ موکل کا قبضہ ہوتا ہے جب زکوۃ کی رقم عاملین زکوۃ نے فقراء کے وکیل ہونے کی حیثیت سے وصول کر لی تو ان کی زکوۃ ادا ہوگئی، اب یہ پوری رقم ان فقراء کی ملک ہے جن کی طرف سے بطور وکیل وصول کی ہے، اب جو رقم تنخواہ کے طور پر ان کو دی جاتی ہے وہ مالداروں کی طرف سے نہیں بلکہ

---

(۱)صفحہ گزشتہ کا حوالہ نمبر:۲

(۲)(ومنها العامل) وهومن نصبه الامام لاستيفاء الصدقات والعشوركذا فی الكافی . عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۸۸ ،الهداية ج: ۱ ص: ۱۹۶ .ط:شركة علمية .

(۳) انما الصدقات للفقراء والمساكين والعاملين عليها الخ الآية .جزء : ۱۰ آيت : ۶۰، و عامل فيعطى بقدرعمله ،وفی الشرح مايكفيه واعوانه بالوسط ولكن لايزاد على نصف مايقبضه .الدرالمختارعلى الرد المحتار ج: ۲ ص: ۳۳۹ و ۳۴۱. البحر ج: ۲ ص: ۲۴۱ ،باب المصرف .

(۴) معارف القرآن ج: ۴ ص: ۳۹۹، سورة التوبة .ادارة المعارف. معارف القرآن كاندهلوى ج: ۳ ص: ۳۶۶ .مكتبه عثمانيه .فتاوى رحيميه ج: ۷ ص: ۱۸۲ .ط:دارالاشاعت.

فقراء کی طرف سے ہے، اور فقراء کو اس میں ہر طرح کا تصرف کرنے کا اختیار ہے، ان کو بھی یہ حق ہے کہ جب اپنا کام عاملین سے لیتے ہیں تو اپنی رقم میں سے ان کی تنخواہ دیں۔(۱)

عاملین کا فقراء کے وکیل ہونے کی وجہ

اسلامی حکومت کا سربراہ قدرتی طور پر منجانب اللہ ملک کے فقراء غرباء کا وکیل ہوتا ہے، کیونکہ ان سب کی ضروریات کی ذمہ داری سربراہ پر عائد ہوتی ہے، اسلامی حکومت کا سربراہ جس جس آدمی کو زکوۃ وصول کرنے کے لئے عامل بنادے وہ سب ان کے نائب کی حیثیت سے فقراء کے وکیل ہوجاتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ عاملین زکوۃ کو جو کچھ دیا جاتا ہے وہ درحقیقت زکوۃ نہیں دی گئی بلکہ زکوۃ جن فقراء کا حق ہے ان کی طرف سے خدمت کا معاوضہ دیا گیا، جیسے کوئی غریب فقیر کسی کو اپنے مقدمہ کا وکیل بنادے اور اس کا حق الخدمت زکوۃ سے ادا کرے، تو یہاں نہ تو دینے والے نے زکوۃ کے طور پر دیا ہے اور نہ لینے والے زکوۃ کی حیثیت سے لیا ہے۔(۲)

---

(۱) انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیها .آیت : ٦٠، سورة التوبة جزء : ١٠ . والعامل یدفع الامام الیه ان عمل بقدرعمله فیعطیه ما یسعه الخ .فتح القدیرج:٢ص: ٢٠٥ . ط:رشیدیه.البحرج:٢ص: ٢٤١،باب المصرف :سعید.قال فی البحر:ویسقط الواجب عن ارباب الاموال لوهلک المال فی یده لان یده کید الامام وهونائب عن الفقراء ولاتکون مقدرة .البحر،ج:٢ص: ٢٤١،ط:سعید.

(۲) قال فی البحر:وبه یعلم حکم من یجمع للفقراء ومحله مااذا لم یوکلوه فان کان وکیلا من جانب الفقراء ایضا فلاضمان علیه .البحرج:٢ص: ٢١١،ط:سعید.معارف القرآن ج:٤ ص: ٣٩٩.سورة التوبة .آیت : ٦(والعاملین علیها).اورمعارف القرآن کاندهلوی ج:٣ ص: ٣٦٢، سورة التوبة .آیت : ٦،مکتبه عثمانیه . قال الشیخ وهبة الزحیلی:والذی یعطی للعامل هوبمثابة الاجرة علی العمل فیعطاها ولوکان غنیا امالوا اعتبرت زکاة اوصدقة لما حلت للغنی. الفقة الاسلامی وادلته ،ج:٢ص: ٨٧١،بیان الاصناف الثمانیة ط: دارالفکر،بیروت .

عذاب

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بھی قوم زکوۃ دینا چھوڑ دیتی ہے اللہ تعالی اس کو قحط سالی میں مبتلا کر دیتا ہے اور اپنے اپنے مالوں کی زکوۃ دینا چھوڑ دیں گے تو ضرور آسمان سے بارشیں روک دی جائیں گی، حتی کہ اگر چوپائے نہ ہوں تو ایک قطرہ نہ برسے (ترغیب ج:۲ص:۱۹۰)۔(۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر دنیا میں قحط سے بچنا ہے تو مالداروں کیلئے سالانہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہے۔

عرف

☆......عرف کا معنی رواج ہے، اس لئے ہر برادری کے رسم ورواج کو اس کا عرف کہا جائے گا، لہذا وہ مسائل جن کی بنیاد عرف پر ہے، ان کا حکم عرف کے مطابق ہوگا۔(۲)

مثلاً کسی برادری کا رواج ہے کہ وہ لوگ دلہن کو شادی کے وقت جو زیورات چڑھاتے ہیں وہ مالکانہ طور پر نہیں دیتے بلکہ استعمال اور عاریت کے طور پر دیتے ہیں تو

---

(۱) وعن بريدة رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله ﷺ مامنع قوم الزكاة الاابتلاهم الله بالسنين .ولامنع قوم الزكاة الا حبس الله عنهم القطرالخ .الترغيب والترهيب ج:۲ ص: ۶۳،ط:المكتبة المصرية .مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ج:۳ص:۶۵،كتاب الزكاة باب فرض الزكاة ط: دار الكتاب ،بيروت.

(۲) والعرف فى الشرع له اعتبارلذا عليه الحكم قد يدارقال فى المستصفى :العرف والعادة ماastقرفى النفوس من جهة العقول وتلقته الطبائع السليمة بالقبول انتهى .فى الأشباه و النظائر:السادسة العادة المحكمة...........واعلم ان العادة العرف رجع اليه فى مسائل كثيرة حتى جعلوا ذلك اصلاالخ.شرح عقود رسم المفتى ص:۱۱۷.ط:دارالعلوم كراچى . الثابت بالعرف كالثابت بالنص .عقود رسم المفتى ص:۱۱۸، حكم العرف والعادة .

ان زیورات کا مالک شوہر ہوگا بیوی نہیں ایسے زیورات کی زکوۃ بیوی کے ذمہ نہیں ہوگی بلکہ شوہر کے ذمہ ہوگی، اور شوہر کے لئے ان زیورات کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، اگر خدانخواستہ طلاق کی نوبت آجائے تو یہ زیورات شوہر کو مل جائیں گے مطلقہ بیوی کے لئے ایسے زیورات لے جانا جائز نہیں ہوگا، ایسی برادری میں اگر نکاح ہو، اور بیوی ان زیورات کی مالک ہونا چاہتی ہے تو شروع سے شرط رکھ لے کہ جو زیورات دلہن کو ملیں گے ان کی مالک دلہن ہوگی پھر دلہن مالک ہوجائیگی اور زکوۃ بھی اس کے ذمہ واجب ہوگی۔

☆...... اواگر برادری کا رسم ورواج یہ ہے کہ دلہن کو جو زیور دیتے ہیں وہ استعمال کے لئے نہیں دیتے بلکہ مالک بنا کر دیتے ہیں تو ان زیورات کی زکوۃ بیوی کے ذمہ ہوگی ، اور اگر طلاق کی نوبت آجائے تو یہ زیورات بیوی کو ملیں گے شوہر کو نہیں اور شوہر کے لئے اس قسم کے زیورات کو واپس لینے کا حق نہیں ہوگا۔(۱)

اگر شوہر کو واپس لینے کا ارادہ ہے تو دیتے وقت استعمال کے لئے کہکر دے پھر زکوۃ بھی شوہر ادا کرے۔

عشر ادا کرنے سے پہلے پیداوار استعمال کیا

اگر کسی نے عشر ادا کرنے سے پہلے پیداوار کا کچھ حصہ استعمال کیا یا کسی کو دیدیا تو اسکے عشر کا ضامن ہوگا۔(۲)

عشر ادا کرنے کے بعد زکوۃ

ایک بار پیداوار سے عشر ادا کرنے کے بعد جب تک اس کو فروخت نہیں کیا جاتا

(۱) وتتم الھبة بالقبض الکامل .الدر المختار شامی ج:۵ ص:۶۹۰،باب الھبة ،ط:سعید.

(۲) ولایاکل من طعام العشر حتی یؤدی العشر وان اکل ضمن عشرہ.الدر المختار شامی ج:۲ ص: ۳۳۲،ط:سعید.

اس پر دوبارہ عشر یا زکوۃ واجب نہیں ہوگی، البتہ عشر ادا کرنے کے بعد پیداوار کو فروخت کر دیا تو اس سے حاصل شدہ رقم پر زکوۃ اس وقت واجب ہوگی جب اس پر سال گذر جائے گا، یا اگر یہ شخص پہلے سے صاحب نصاب ہے تو جب اس کے نصاب پر سال پورا ہوگا، اس وقت اس رقم کی بھی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

عشر ان چیزوں پر واجب ہے

☆......عشری زمین میں جو کچھ پیداوار ہو خواہ نفع کی غرض سے بوئی گئی ہو ان سب پر عشر واجب ہے مثلاً گندم، جو، باجرہ، جوار، دھان چاول، ساگ ترکاری، میوہ، پھل، پھول خربوزہ، تربوز، کھیرا، لہسن، پیاز، دھنیہ، پودینہ، توری، کدو، کریلا، گاجر، مولی، سبزیاں، ترکھجوریں، گنے، ککڑی، بینگن، زعفران، کھجور انگور، میتھی، مٹر، گوارہ، گلاب، خشخاش، تمباکو، پٹسن، اسکے بیج، اخروٹ، بادام، زہرہ، آم، جامن، سیب، مسمی، کینو، شریفہ، انار، وغیرہ جو عشری زمین میں نفع کی غرض سے بوئے گئے ہوں سب پر عشر واجب ہے۔(۲)

☆......ایسے دانوں پر عشر نہیں جن کو زراعت کے کام میں نہیں لایا جاتا۔(۳)

---

(۱) اما زکاۃ الزرع والثمار وھو العشر، کتاب الزکاۃ فصل .بدائع الصنائع ج:۲ ص:۵۳. ط: سعید.شامی ج:۲ ص:۳۲۵، کتاب الزکاۃ باب العشر.ط:سعید.

(۲) ویجب العشر عند ابی حنیفۃ فی کل ماتخرجه الارض من الحنطة والشعیر والدخن و الارز واصناف الحبوب والبقول والریاحین والاوراد والرطاب وقصب السکر، والذریرة و البطیخ والقثاء والخیار والباذنجان والعصفر واشباه ذلک ممالہ ثمرة باقیة اوغیر باقیة قل او کثر. عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۶ ،بدائع ج:۲ ص:۵۹ ،فصل فی شرائط المحلیة .

(۳) وان یکون الخارج منها مما یقصد بذراعته نماء الارض فلاعشر فی الحطب والحشیش والقصب لان الاراضی لاتستمنی بهذه الاشیاء .عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۶ .بدائع ج:۲ ص:۵۸. البحرج:۲ ص:۲۳۷.

عشر اور خرچہ

☆......عشر تمام پیداوار سے نکالا جائے گا، بونے کاٹنے اور حفاظت کرنے اسی طرح بیلوں، ٹریکٹروں، مزدوروں، کیڑے مار اسپرے، اور کیمیائی کھاد اور ہل چلانے وغیرہ کے اخراجات عشر نکالنے کے بعد ادا کیئے جائیں گے۔(۱)

☆......عشر نکالنے سے پہلے سرکاری محصول بھی وضع نہیں کیا جائے گا۔(۲)

☆......البتہ منڈیوں میں بھیجنے کیلئے جو خرچہ ہوگا اس کو وضع کیا جائے گا۔

عشر ساقط

☆......اگر پیداوار ہلاک ہوجائے اور اس میں مالک کی کوتاہی کا دخل نہ ہو تو عشر ساقط ہوجائے گا، اور اگر کچھ حصہ ہلاک ہوجائے تو ہلاک شدہ کا عشر ساقط ہوجائے گا، باقی پیداوار کا عشر دینا لازم ہوگا۔(۴)

(۱،۲) قال فی البدائع :ولایحتسب لصاحب الارض ماانفق علی الغلة من سقی اوعمارة او اجرالحافظ اواجرالعمال اونفقة البقرلقوله علیه السلام " ماسقته السماء ففیه العشر...... مطلقا.بدائع ج:۲ص:۶۲،فصل فی بیان مقدارالواجب ط:سعید،هندیه ج:۱ص:۱۸۷، الباب السابع فی زکاة الزرع والثمار،ط:رشیدیه ،البحر،ج:۲ص:۲۳۸،باب العشرط:سعید، تتارخانیه ج:۲ص:۳۲۶النصاب لوجوب العشرادارة القرآن .

(۴) حتی لواصاب الخارج آفة فهلک لایجب فیه العشرفی الارض العشریة .هندیه ج:۱ ص:۱۸۵،ط:رشیدیه ،البحرج:۲ص:۲۳۷،باب العشر،بدائع ج:۲ص:۵۴،ولوهلک بنفسه فلاعشرفی الهالک بالخلاف سواء هلک کله اوبعضه لان العشرلایضمن بالهلاك سواء کان قبل الوجوب اوبعده ویکون عشرالباقی فیه قل اوکثرفی قول ابی حنیفة .بدائع ج :۲ص:۶۴، هندیه ج:۱ص:۱۸۷، منها هلاك الخارج من غیرصنعه لان الواجب فی الخارج فاذا هلک یهلک بمافیه .بدائع ج:۶۵، البحر ج:۲ ص: ۲۳۷، باب العشر ط: سعید، وان هلک البعض یسقط الواجب بقدره ویؤدی عشرالباقی قل الباقی اوکثر.هندیه ج:۱ ص: ۱۸۶، تتارخانیة ج:۲ص:۳۲۶،النصاب لوجوب العشر. بدائع ج:۲ص:۶۵.

☆ اگر کسی نے طاقت کے باوجود زراعت نہیں کی تو اس پر عشر واجب نہیں ہے۔(۱)

☆ ......اگر عشری زمین کی فصل کٹنے سے یا پھل توڑنے سے پہلے یا اس کے بعد ضائع ہوگئی یا چوری ہوگئی تو عشر ساقط ہو جائے گا۔(۲)

☆ ......ایسا مسکین جو خود عشر کا مصرف ہے، اس پر عشر نکالنا واجب نہیں۔

عشر سے پہلے خرچہ وضع کرنا

پیداوار سے عشر نکالنے سے پہلے کسی قسم کا خرچہ وضع نہیں کیا جائے گا، کیونکہ شریعت نے اخراجات پر نصف عشر یعنی بیسواں حصہ کر دیا ہے، اس لئے اخراجات وضع کر کے عشر نہیں دیا جائے گا، بلکہ تمام پیداوار کا عشر ادا کیا جائے گا، نیز بیج کو بھی اخراجات میں شمار کیا جائے گا۔(۳)

عشر کا حساب کب سے

جب پھل وغیرہ اطمینان کے قابل ہو جائیں اس وقت کے حساب سے عشر واجب ہے۔(۴)

---

(۱) ولوکانت الارض عشرية فتمكن من زراعتها فلم تزرع لايجب العشرلعدم الخارج حقيقة .(ايضا)هنديه ج: ا ص: ۱۸۵،ط:رشيديه . البحرج:۲ص:۲۳۶،باب العشر،درمع الرد ج:۲ص:۳۳۳،باب العشرط:سعيد. بدائع ج:۲ص:۶۵.

(۲) گزشته صفحه كاحواله نمبر:۴

(۳) بلارفع مؤن أى كلف (الزرع وبلااخراج البذرلتصريحهم بالعشرفى كل الخارج. الدر المختارشامى،كتاب الزكوة باب العشرج:۲ص:۳۲۸،ط:سعيد،البحرالرائق ج:۲ص: ۲۳۸، باب العشرط:سعيد.

(۴) واما وقت الوجوب فوقت الوجوب وقت خروج الزرع وظهورالثمرعند ابى حنيفةؒ، وعند أبى يوسف وقت الادراك وعند محمد وقت التنقية والجذاذ .بدائع الصنائع ج:۲ ص: ۶۳، البحرالرائق ج:۲ص:۲۳۷،باب العشرط:سعيد.

عشر کا ضامن

اگر مالک پیداوار کو ہلاک کر دے تو ہلاک شدہ پیداوار کے عشر کا ضمان ہوگا، اور اس کے ذمہ قرض ہو جائے گا، اور اگر مالک کے علاوہ کسی دوسرے شخص نے پیداوار کو ہلاک کر دیا تو مالک اس سے ضمان لے کر اس میں سے عشر ادا کرے گا۔(۱)

عشر کا مصرف

☆......عشر کے مصارف وہی ہیں جو زکوۃ کے مصارف ہیں، جس طرح زکوۃ ادا ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ کسی مسلمان فقیر وغریب مستحق زکوۃ آدمی کو کسی قسم کے معاوضہ کے بغیر مالکانہ طور پر دے کر قبضہ دلانا ضروری ہے اسیطرح عشر کی ادائیگی کا بھی یہی طریقہ ہے۔(۲)

☆......عشر یا اس کی رقم صرف مسلمان فقراء ومساکین کو دی جاسکتی ہے اس کو رفاہ عامہ پر خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔(۳)

---

(۱) فان استهلكه المالک ضمن عشره ویکون دینا فی ذمته وان استهلک بعضه فقدر عشر المستهلک یکون دینا فی ذمته وان استهلكه غیرالمالک اخذ الضمان منه وأدی عشره لانه هلک الی خلف وهوالضمان فكان قائما معنی وان استهلک بعضه أخذ ضمانه وأدی عشر القدر المستهلک وعشر الباقی منه لما قلنا .بدائع الصنائع کتاب الزکوة فصل اماوقت وجوب العشر) ج:۲ ص:۶۴،۶۵،البحرالرائق ج:۲ ص:۲۳۷،باب العشرط:سعید،هندیه ج:۱ ص:۱۸۶،الباب السادس فی زکاة الزرع والثمارط:رشیدیه .

(۲) ای مصرف الزکوة والعشر.........(هوفقیر).........(ومسکین من لاشیٔ له) الخ . (قوله ای مصرف الزکوة والعشر) یشیرالی وجه مناسبته هنا.الدرالمختارمع رد المحتار کتاب الزکاة باب المصرف ج:۲ ص:۳۳۹،البحرج:۲ ص:۲۴۰،باب المصرف ط:سعید.وفی التتارخانیة یصرف مصرف الزکاة فیصرف الی الفقراء .ج:۲ص:۳۳۱،کتاب العشر . ادارة القرآن .

(۳) ویشترط ان یکون الصرف (تملیکا) لااباحة کما مر(لا) یصرف (الی بناء) نحو (مسجد و) لاالی (کفن میت وقضاء دینه) .البحرج:۲ص:۲۴۳،باب المصرف ط:سعید. (قوله نحومسجد) کبناء القناطروالسقایات واصلاح الطرقات وکری الانهاروالحج والجهاد وکل مالاتملیک فیه زیلعی .شامی ج:۲ ص:۳۴۴.

عشر کا مفہوم

☆ ......''عشر'' کا معنی دسواں حصہ ہے، نبی کریم ﷺ نے عشری زمین کی دو قسمیں قرار دی ہیں، ایک میں عشر یعنی پیداوار کا دسواں حصہ ادا کرنا فرض ہوتا ہے اور دوسری میں نصف عشر یعنی پیداوار کا بیسواں حصہ ادا کرنا فرض ہوتا ہے، لیکن فقہاء کرام کی اصطلاح میں دونوں قسم کی زکوۃ کو ''عشر'' ہی کے عنوان سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور عشر عبادت ہے ٹیکس نہیں ہے۔(۱)

☆ ......اگر زمین بارانی ہے کہ بارش کے پانی سے سیراب ہوتی ہے تو پیداوار پر عشر یعنی دسواں حصہ فقراء کو دینا واجب ہوگا، اور اگر زمین کو خود سیراب کرتا ہے تو اسکی پیداوار کا بیسواں حصہ صدقہ کرنا واجب ہوگا۔(۲)

عشر کا نصاب

امام اعظم ابوحنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عشر کا نصاب مقرر نہیں بلکہ پیداوار جتنی بھی ہو، کم ہو یا زیادہ، ہر حال میں عشر نکالنا واجب ہے کیونکہ قرآن وحدیث کے الفاظ ''عشر'' کے بارے میں عام ہیں۔(۳)

---

(۱) (یجب) العشر. ھوواحد الاجزاء العشرۃ والمراد بہ ھناماینسب الیہ لتشمل الترجمۃ نصف العشر. الدرمع ردالمحتار، کتاب الزکوۃ باب العشرج:۲ص:۳۲۵) والمراد بالعشر ماینسب الیہ کما مرفیشمل العشرونصفہ الماخوذین من ارض المسلم وربعہ الماخوذ منہ اذا مرعلی العاشر) ردالمحتارباب المصرف ج:۲ ص:۳۳۹).

(۲) فی ردالمحتار(قولہ یجب العشر).........ای یفترض ....فان عامۃ المفسرین علی انہ العشراونصفہ وھومجمل بینہ قولہ ﷺ '' ماسقت السماء ففیہ العشروماسقی بغرب أودالیۃ ففیہ نصف العشر'' باب العشرج:۲ص:۳۲۵،وفی الدرالمختار،یجب(نصفہ فی مسقی غرب) ای دلو کبیر(ودالیۃ) ای دولاب لکثرۃ المؤنۃ ،شامی ج:۲ص:۳۲۸، البحرالرائق ج:۲ص:۲۳۸،باب العشر،ط:سعید.ھندیہ ج:۱ ص:۱۸۶،الباب السادس فی زکاۃ الزرع والثمار،ط:رشیدیہ .

(۳) قال فی البدائع :وکذا النصاب لیس بشرط لوجوب العشرفیجب العشرفی کثیر الخارج =

ومِمَّا أخْرَجْنالكم مِن الأرْضِ (سوره بقره).

عشر کے مستحق

عشر کے مستحق وہی لوگ ہیں جو زکوۃ کے مستحق ہیں۔(۱)

عشر معاف نہیں ہوتا

☆......اگر حاکم وقت یا اس کا نائب عشری زمین کا عشر کسی شخص کو معاف کر دے تو عشر معاف نہیں ہوگا، زمین کے مالک پر ضروری ہوگا کہ خود عشر نکال کر مستحقین کو دیدے۔(۲)

= وقليله ولايشترط فيه النصاب عند ابى حنيفة ولابى حنيفة عموم قوله ياايها الذين آمنوا انفقوا من طيبات ماكسبتم ومما اخرجنا لكم من الارض وقوله عزوجل وآتوا حقه يوم حصاده وقول النبى صلى الله عليه وسلم ماسقته السماء ففيه العشروماسقى بغرب ففيه نصف العشرمن غير فصل.بدائع ج:۲ص:۵۹،فصل فى شرائط المحلية ،البحرج:۲ص:۲۳۷.باب العشر،ط: سعيد، تتارخانية ج:۲ص:۳۲۶، كتاب العشر النصاب لوجوب العشر.ادارة القرآن والعلوم الاسلاميه.(و)تجب..........(بلاشرط النصاب)..........(و) بلاشرط (بقاء). (قوله بلاشرط نصاب) وبقاء فيجب فيمادون النصاب بشرط ان يبلغ صاعا وقيل نصفه وفى الخضراوات التى لاتبقى وهذا قول الامام وهو الصحيح كما فى التحفة ،(الدرالمختارمع رد المحتاركتاب الزكاة باب العشر ج:۲ص:۳۲۶.

(۱) (قوله اى مصرف الزكوة والعشر) يشيرالى وجه مناسبته هنا .ردالمحتار،كتاب الزكوة باب المصرف ج:۲ص:۳۳۹. قال فى البحرولم يقيده فى الكتاب بمصرف الزكاة ليتناول الزكاة والعشر.البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۰،باب المصرف، ط:سعيد.تتارخانية ج:۲ص:۳۳۱،كتاب العشر.

(۲)

عشر مقروض پر

مقروض آدمی کیلئے بھی عشری زمین کی پیداوار سے عشر نکالنا لازم ہے عشر واجب ہونے کے لئے قرض مانع نہیں ہے۔(۱)

عشر موت سے ساقط نہیں ہوتا

جس شخص کے ذمہ عشر ہو، اس کی موت سے عشر ساقط نہیں ہوتا بلکہ اس کے متروکہ غلہ میں سے عشر وصول کیا جائے گا۔(۲)

عشر میں قیمت دینا

عشر میں پیداوار کی بجائے قیمت دینا جائز ہے، یعنی پیداوار کے دسویں حصہ کی بجائے دسویں حصے کی قیمت ادا کرنا بھی جائز ہے۔(۳)

عشر نہ نکالنے والا گناہ گار ہے

زمین کا عشر نہ نکالنے والا گناہ گار اور فاسق ہے، البتہ جس غلہ سے عشر نہیں نکالا وہ حرام نہیں بلکہ حلال ہے۔(۴)

---

(۱) ویجب مع الدین الدرالمختار کتاب الزکوۃ باب العشر ج:۲ ص:۳۲۶.

(۲) ویوخذ من الترکۃ شامی ج:۲ ص:۳۲۶.والبحرالرائق ج:۲ ص:۲۳۷،باب العشر،ط: سعید، تتارخانیۃ ج:۲ ص:۳۲۹،کتاب العشر،ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ:وبدائع الصنائع ج:۲ ص:۵۶ ط:سعید.

(۳) قال فی البدائع: فالواجب جزء من الخارج لانہ عشرالخارج اونصف عشرۃ وذلک جزءہ الا انہ واجب من حیث انہ مال لا من حیث انہ جزء حتی یجوز اداء قیمتہ عندنا ،بدائع ج:۲ ص:۶۳،فصل فی صفۃ الواجب ط:سعید.

(۴) اللہ تعالی کا قول:

واتواحقہ یوم حصادہ.سورۃ الانعام،آیت: ۱۴۱ .ان موجبہ الوجوب لاستحقاق الوعید لتارک الامربالنص.(نورالانوار ص:۲۸ ،مبحث الامر استحقاق الوعید لتارک الامربالنص.

عشر واجب ہونے کی شرطیں

☆......مسلمان ہونا کیونکہ عشر عبادت ہے اور غیر مسلم عبادت کا اہل نہیں۔(۱)

☆......زمین کا عشری ہونا، خراجی زمین پر عشر واجب نہیں ہوتا۔(۲)

☆......زمین سے پیداوار کا حاصل ہونا، اگر پیداوار حاصل نہیں ہوئی تو عشر ساقط ہوجائے گا۔(۳)

☆ ایسی پیداوار جو بوکر حاصل ہو، خودرو گھاس یا درخت پر عشر واجب نہیں۔(۴)

☆......عشر واجب ہونے کیلئے زمین کے مالک کا عاقل اور بالغ ہونا ضروری نہیں اگر زمین کا مالک بچہ اور مجنون ہے اور زمین سے پیداوار حاصل ہوتی ہے تو اس میں عشر واجب ہوگا، اس کے سرپرستوں پر ضروری ہوگا کہ پیدوار سے عشر ادا کریں۔(۵)

☆......عشر واجب ہونے کیلئے زمین کا خود مالک ہونا شرط نہیں، زمین عشری ہونا شرط ہے، جیسا کہ وقف کی زمین کی پیداوار میں بھی عشر واجب ہے اسی طرح اگر کسی نے عاریت، اجارہ اور کرایہ کے طور پر عشری زمین لی اور اس میں زراعت کی

(۱) وشرط وجوبه نوعان الاول شرط الاهلية وهوالاسلام .عالمگیری ج: ا ص:۱۸۵، بدائع ج:۲ ص:۵۴.

(۲) والنوع الثانی شرط المحلية وهوان تکون عشرية فلاعشرفی الخارج من ارض الخراج . عالمگیری ج: ا ص:۱۸۵ .بدائع ج:۲ ص:۵۸.

(۳) ومنهای من شرائط المحلية وجودالخارج حتی ان الارض لولم تخرج شيئا لم يجب العشرلان الواجب جزء من الخارج وايجاب جزء من الخارج ولاخارج محال.بدائع ج:۲ ص:۵۸،عالمگیری ج: ا ص:۱۸۵.

(۴)ومنها ان يكون الخارج من الارض مما يقصد بزراعته نماء الارض وتستغل الارض به عادة فلاعشرفی الحطب والحشيش والقصب. بدائع ج:۲ص:۵۸،عالمگیری ج: ا ص:۱۸۶ .

(۵) واما العقل والبلوغ فليسامن شرائط الوجوب حتی يجب العشرفی ارض الصبی و المجنون .عالمگیری ج: ا ص:۱۸۵ ،بدائع ج:۲ ص:۵۶.

تو اس کی پیداوار کا عشر ادا کرنا اس آدمی کے ذمہ ہوگا، زمین کے مالک کے ذمے نہیں ہے۔(۱)

☆......عشر واجب ہونے کیلئے سال گذرنا شرط نہیں، سال میں جتنی دفعہ پیداوار ہو گی اتنی دفعہ عشر ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

☆......آدمی مقروض ہے تب بھی عشر ادا کرنا لازم ہے، قرض کی رقم کو پیداوار سے منہا نہیں کیا جائے گا بلکہ کل پیداوار سے عشر ادا کیا جائے گا۔(۳)

☆......عشر واجب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ زمین پر واقعۃ زراعت ہوئی ہو ورنہ عشر واجب نہیں ہوگا کیونکہ عشر پیداوار ہی کے ایک حصہ کا نام ہے۔(۴)

☆...... ہر وہ پیداوار جس سے آمدنی حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے خواہ غلہ ہو خواہ پھل اس پر عشر واجب ہے لہذا کھیت اور باغ دونوں پر عشر واجب ہے۔(۵)

---

(۱) وکذا ملک الارض لیس بشرط للوجوب لوجوبه فی الاراضی الموقوفة .عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۵. قال فی البدائع: انماالشرط ملک الخارج فیجب فی الاراضی التی لامالک لها وهی الاراضی الموقوفة لعموم قوله تعالی یا ایها الذین آمنوا انفقوا من طیبات ماکسبتم و مماخرجنالکم من الارض.ج:۲ص:۵۶،ولوآجرارضه العشریة فعشرالخارج علی المستاجر . بدائع ج:۲ ص:۵۶،فصل فی شرائط الفرضیة، ط:سعید.

(۲) وبلاشرط بقاء حولان حول وفی الشامیة حتی لواخرجت الارض مرارا وجب فی کل مرة .فتاوی شامی ج:۲ص:۳۲۴،،بدائع ج:۲ص:۵۶ .

(۳) قال فی الدر:ویجب مع الدین درمع الرد ج:۲ص:۳۲۶، باب العشر.ط:سعید.

(۴) منها (شرائط المحلية) ان یکون الخارج من الارض مایقصد بزراعته نماء الارض و تستغل الارض به عادة ....فاما کون الخارج مماله ثمرة باقية لیس بشرط لوجوب العشربل یجب سواء کان الخارج له ثمرة باقية اولیس له ثمرة باقية .بدائع الصنائع کتاب الزکاة فصل واما شرائط المحلية ج:۲ص:۵۸،۵۹،ط:سعید.واما سبب فرضیته فالارض النامية بالخارج حقیقة .بدائع الصنائع ج:۲ص:۵۴.

(۵) قال فی التتارخانية: کل شیئ له ثمرة باقية وتکون منفعة عامة ویکون مقصودا فی نفسه یجب فیه العشر کالبقول والقثاء وفی الخضراوات الفواکه کالتفاح عند ابی حنیفة یجب . تتارخانیه ج:۲ص:۳۲۳،کتاب العشر.ادارة القرآن .

عطر

☆......اگر عطر فروخت کے لئے ہے تو وہ مال تجارت ہے، اور اگر ذاتی استعمال کے لئے ہے تو مال تجارت نہیں ہے۔(۱)

☆......اگر عطر فروخت کیلئے ہے اور اس کی قیمت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سالانہ قیمت فروخت کے حساب سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

اور قیمت فروخت سے مراد وہ قیمت ہے جس قیمت پر دکاندار خریدار کو فروخت کرتے ہیں۔(۳)

☆......اگر عطر کی زکوۃ نقد دینے میں پریشانی ہو تو ہر قسم کے عطر سے چالیسواں چالیسواں حصہ نکال کر مستحقین کو مالک بنا کر دے سکتے ہیں۔(۴)

---

(۱) قال فی البدائع اما اموال التجارة فتقدیرالنصاب فیها بقیمتها من الدراهم فلاشیئ فیه مالم تبلغ قیمتها مائتی درهم فتجب فیهاالزکاة .بدائع الصنائع ج:۲ص:۲۰،ط:سعید. سواء کان مال التجارة عروضا اوعقارا اوشیئا ممایکال اویوزن لان الوجوب فی اموال التجارة تعلق بالمعنی وهوالمالیة والقیمة.بدائع ج:۲ص:۲۰، ۲۱،فصل فی اموال التجارة ط: سعید.

(۲) قال فی البحروفی عروض تجارة بلغت نصاب ورق اوذهب ای یجب ربع العشرفی عروض التجارة اذا بلغت نصابا من احدهما .البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۸،باب زکاة المال ط:سعید.شامی ج:۲ص:۲۹۸.باب زکاة المال .تتارخانیة ج:۲ص:۲۳۷.زکاة عروض التجارة .

(۳) قال فی الهندیه :ویقومها المالک فی البلد الذی فیه المال حتی لوبعث عبدا للتجارة الی بلد آخرفحال الحول تعتبرقیمته فی ذلک البلد .هندیه ج:۱ص:۱۸۰.الفصل الثانی فی العروض ط:رشیدیه کوئٹه .ردالمحتارج:۲ص:۲۹۸،باب زکاة المال ط:سعید.البحر ج:۲ ص: ۲۲۹،باب زکاة المال ط:سعید.

(۴) قال فی الهندیه :اذا کان له مائتا قفیزحنطة للتجارة تساوی مائتی درهم فتم الحول فان ادی من عینها ادی خمسة اقفزة وان ادی القیمة تعتبرقیمتها یوم الوجوب .هندیه ج:۱ص: ۱۷۹.ط:رشیدیه.ردالمحتارج:۲ص:۲۹۹،باب زکاة المال ط:سعید،تتارخانیة ج:۲ص: ۲۴۲، زکاة عروض التجارة .ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة .

عورت زکوۃ کہاں سے دے

☆......جس زیور کی مالک عورت ہے، اور وہ نصاب کے برابر ہے، اس کی زکوۃ ادا کرنا اس عورت ہی کے ذمہ فرض ہے اگر اس کا شوہر تبرع اور احسان کے طور پر بیوی کی اجازت سے دیدے، یا عورت شوہر سے پیسہ لیکر زکوۃ دیدے یا جو خرچ اس کا شوہر اس کو دیتا ہے اس میں سے بچا کر دیدے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی اور اگر کچھ نہ ہو سکے تو اس عورت کو اسی زیور میں سے زکوۃ دینی ہوگی، چاہے زیور کا چالیسواں حصہ نکال کر زکوۃ دیدے یا کسی سے قرضہ لے کر چالیسویں حصہ کی قیمت ادا کرے اور بعد میں قرض ادا کر دے۔(۱)

☆......چالیسواں حصہ سے مراد چالیس تولہ میں ایک تولہ، اور سو تولہ میں ڈھائی تولہ یا اسکی قیمت ہے۔(۲)

☆......اللہ تعالی نے جب اس عورت کو صاحب نصاب بنایا ہے تو وہ مالدار ہے اس پر ضروری ہے کہ سالانہ زکوۃ ادا کرے ورنہ وہ گنہگار ہوگی اور قبر سے لیکر آخرت تک عذاب ہوتا رہے گا، اور اس کا کوئی عذر سنا نہیں جائے گا الّا یہ کہ اللہ تعالی خاص رحمت سے معاف کر دے وہ اس کا کرم ہوگا لیکن یہ کرم کس پر ہوگا ہمیں معلوم نہیں۔(۳)

---

(۱) قال فی الھدایة :الزکاة واجبة علی الحر العاقل البالغ المسلم اذا بلغ نصابا ملکا تاما و حال علیه الحول .فتح القدیر ج:۲ص:۱۱۲، کتاب الزکاة ط:رشیدیه کوئٹه .تتارخانیة ج:۲ص:۲۱۷ .کتاب الزکاة ،ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة .

(۲) قال فی الھندیه تجب فی کل مائتی درھم خمسة دراھم وان ادی خمسة قیمتھا خمسة جاز.ھندیه ج:۱ص:۱۷۸،الفصل الاول فی زکاة الذھب والفضة ط:رشیدیه کوئٹه ، تتارخانیة ج:۲ص:۲۳۰، الفصل الثانی فی زکاة المال ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة ، البحر ج:۲ص:۲۲۵، باب زکاة المال ط:سعید.ردالمحتار ج:۲ص:۲۹۹،ط:سعید،

(۳) انظر رقم : ۱

عیدی زکوۃ سے دینا

مستحقین زکوۃ لوگوں کو ''عیدی'' کے نام سے زکوۃ کی رقم دینا جائز ہے البتہ دیتے وقت دل میں زکوۃ دینے کی نیت ہو۔(۱)

(غ)

غربت کا حل

☆......جسطرح اسلام نے ضرورت منداور کمزوروں کی کفالت کا نظام قائم کیا ہے کسی اور مذہب یا انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین میں اسکی کوئی نظیر نہیں ملتی۔

☆......مکی دور کے آغاز ہی سے اللہ تعالی نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ ہر انسان کے مال پر غریب اور محتاج لوگوں کا لازمی حق ہے،'' **وفی اموالھم حق للسائل و المحروم** ''(۲) ہر مالدار مسلمان پر لازم ہے کہ اس حق کو ادا کرے۔

☆......اسلام نے غریبوں کے مسئلے کی جانب پوری توجہ کی اور قرآن کریم نے اس سلسلے میں بڑی اہم ہدایات دیں، کبھی قرآن مجید نے اس مسئلہ کو اسطرح ذکر کیا **طعام مسکین**۔غریبوں کو کھانا کھلانا۔

اور کبھی اس طرح ذکر کیا کہ اللہ کے دئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرے، اور کبھی فقیروں اور محروم لوگوں کا حق ادا کرنے کا حکم دیا، کبھی مسکین اور مسافر کا حق ادا کرنے کی تاکید کی اور کبھی زکوۃ دینے کا واضح حکم دیا۔

---

(۱) دفع الزکاۃ الی صبیان اقاربه برسم عید اوإلی مبشر أومهدی الباکورۃ جازای عادۃ عید . الدرالمختارشامی کتاب الزکاۃ باب المصرف ج:۲ص:۲۵۶ط:سعید، تتارخانية ج:۲ص: ۲۷۸، من توضع الزکاۃ فیه .هندیه ج: ۱ص:۱۹۰ . قال فی البحرالرائق من اعطی مسکینا دراهم وسماها هبة ونوی الزکاۃ فانها تجزئه البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۲، کتاب الزکاۃ ، ط:سعید.

(۲جزء:۲۶سورۃ الذٰریت آیت : ۱۹ ، أیضا جزء : ۲۹ ،سورۃ المعارج آیت : ۲۴، ۲۵ .

غریب امیر ہوگیا

☆......اگر کوئی شخص غریب تھا لوگوں نے اس کو زکوۃ دی، اور یہ غریب بعد میں امیر اور مالدار ہوگیا، اور اب تک اس کے پاس لوگوں سے لی ہوئی زکوۃ کی رقم موجود ہے تو وہ رقم اپنی ذاتی استعمال میں لاسکتا ہے، کیونکہ یہ شخص زکوۃ کی رقم لیتے وقت زکوۃ کا مستحق تھا۔

☆......اگر کسی غریب آدمی نے غربت کی حالت میں لوگوں سے زکوۃ کی رقم لیکر گھر خریدا ہے یا گھر بنایا ہے، اور بعد میں وہ مالدار امیر ہوگیا ہے تو مالدار ہونے کے بعد بھی اس گھر میں رہ سکتا ہے، اور اس کو فروخت کر کے اس کی رقم اپنی ذات پر خرچ کر سکتا ہے۔(۱)

غریب کو کرایہ کے بغیر زکوۃ کی نیت سے رکھنا

اگر کسی نے کسی فقیر وغریب آدمی کو کرایہ کے بغیر زکوۃ کی نیت سے اپنے گھر میں رکھا تو اس سے اسکی زکوۃ ادا نہیں ہوگی، کیونکہ اس صورت میں گھر والے نے نفع کا مالک بنایا مال کا مالک نہیں بنایا، اور نفع کا مالک بنانے سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔(۲)

---

(۱) ولایخرج عن العهدة بالعزل بل بالأداء للفقراء .الدرالمختارشامی ج:۲ص:۲۷۰ البحرج:۲ص:۲۱۱. قال فی البحر:هی تملیک المال من فقیرمسلم غیرهاشمی بشرط قطع المنفعة عن المملک من کل وجه لله تعالی .البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۱،کتاب الزکاة ط:سعید.رد المحتار ج:۲ ص:۲۵۷، ۲۵۸،کتاب الزکاة، ط:سعید،بدائع الصنائع ج:۲ ص:۳۹،فصل فی رکن الزکاة ط: سعید.هندیه ج:۱ ص:۱۷۰،کتاب الزکاة ط:رشیدیه .

(۲) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لااباحة .الدرالمختارمع رد المحتار،کتاب الزکاة باب المصرف ج:۲ص:۳۴۴،ط:سعید.البحرج:۲ص:۲۴۳.قال فی البحر:الزکاة لاتتأدی الابتملیک عین متقومة حتی لواسکن الفقیرداره سنة بنیة الزکاة لایجزئه لان المنفعة لیست بعین متقومة . البحرج:۲ص:۲۰۱،کتاب الزکاة ط:سعید،درمع رد المحتارج:۲ص:۲۵۷،ط:سعید.

غریب کی شادی میں زکوۃ دینا

☆ ......اگر غریب لڑکے یا لڑکی کے والدین بھی غریب ہیں، زکوۃ کے مستحق ہیں تو ان کو غریب اولاد کی شادی کیلئے زکوۃ کی رقم دینا جائز ہے۔(۱)

☆ ......غریب لڑکے یا لڑکی جو نصاب کے مالک نہیں ہیں ان کو بھی نکاح میں خرچ کرنے کیلئے زکوۃ کی رقم دینا جائز ہے، اور اتنی زکوۃ کی رقم دینا جائز ہوگا جتنی رقم شادی اور نکاح کیلئے ضرورت ہوگی۔(۲)

☆ ......نقد رقم دے یا سامان خرید کر دے دونوں جائز ہیں۔

☆ ......اگر لڑکا یا لڑکی پہلے غریب تھے اور لوگوں نے اتنی رقم دی کہ وہ نصاب کے برابر ہوگئی تو مزید رقم زکوۃ کی مد سے دینا جائز نہیں ہوگا، ہاں صدقہ خیرات اور ہدیہ تحفہ کے اعتبار سے زکوۃ کے علاوہ دوسری رقم دینا جائز ہوگا۔(۳)

---

(۱) هی تملیک المال من فقیرمسلم ....بشرط قطع المنفعة عن المملک من کل وجه لله تعالی .البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۱،ط:سعید،درمع الرد ج:۲ص:۲۵۶،ط:سعید. هندیه، ج:۱ص:۱۷۰ .ومصرف الزکاة هوفقیرومن له ادنی شیئ ای دون نصاب الدر المختار شامی ج:۲ص:۳۳۹،باب المصرف ط:سعید، البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۰،باب المصرف ط:سعید ، قال فی البدائع : اذا کان له عیال یحتاج الی نفقتهم وکسوتهم فلاباس بان یتصدق علیه .بدائع الصنائع ج:۲ ص: ۴۹،فصل اما الذی یرجع الی المؤدی الیه ط: سعید.

(۲) ویجوزدفع الزکاة الی من یملک مادون النصاب اوقدرنصاب غیرتام وهومستغرق فی الحاجة .البحرالرائق کتاب الزکاة باب المصرف ج:۲ص:۲۴۰.مصرف الزکاة هو فقیرو هو من له ادنی شیئ ای دون نصاب اوقدرنصاب غیرنام مستغرق فی الحاجة .الدر المختار ج:۲ ص:۳۳۹،باب المصرف اه. تملیک جزء مال عینه الشارع من مسلم فقیرغیرهاشمی و لامولاه مع قطع المنفعة عن المملک من کل وجه لله تعالی .الدرالمختارشامی ج:۲ص: ۲۵۵،۲۵۶. ۲۵۷.کتاب الزکاة .البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۱ کتاب الزکاة ط: سعید. هندیه ج:۱ص:۱۷۰.

(۳) قال فی البدائع ویکره لمن علیه الزکاة ان یعطی فقیرا مائتی درهم اواکثرولواعطی جاز. بدائع ج:۲ص:۴۸،ط:سعید.

غریب کے مکان کی مرمت زکوۃ کی رقم سے کرانا

☆......اگر مستحق آدمی کے ہاتھ میں زکوۃ کی رقم نہیں دی بلکہ مالدار آدمی نے اس کے گھر کی مرمت میں زکوۃ کی رقم خرچ کردی تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی لہذا گھر کی مرمت سے پہلے زکوۃ کی رقم مستحق کے ہاتھ میں دیدی جائے اوراس کو قطعی طور پر مالک بنادیا جائے پھر وہ اپنی مرضی سے مکان کی مرمت میں خرچ کرے تو زکوۃ بھی ادا ہوجائے گی اور گھر کی مرمت بھی ہوجائیگی۔(۱)

☆...... یا تو یہ کریں کہ زکوۃ کی رقم مستحق آدمی کے ہاتھ میں دینے کے بعد یہ کہیں کہ رقم مجھے دیدوں تا کہ میں تمہارے گھر کی مرمت کرادوں، اوروہ رقم دیدے اور یہ مرمت کرادیں تو بھی زکوۃ ادا ہوجائے گی۔(۲)

غریب مدرس کی زکوۃ کی رقم سے امداد کرنا

زکوۃ کی رقم سے غریب مدرس کی تنخواہ دینا جائز نہیں ہے، البتہ زکوۃ دینے والوں کی اجازت سے مستحق زکوۃ غریب مدرس کو ماہانہ امداد کے طور پر زکوۃ کی رقم دینا جائز ہے اس صورت میں زکوۃ ادا ہوجائے گی۔(۳)

---

(۱) قال فی البدائع :علی هذا یخرج صرف الزکاة الی وجوه البرمن بناء المساجد و الرباطات والسقایات انه لایجوز لانه لم یوجد التملیک اصلا، بدائع ج:۲ ص: ۳۹،فصل فی رکن الزکاة ط:سعید.البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۲.باب المصرف ط:سعید،الدرالمختارمع الرد ج:۲ص: ۳۴۴، باب المصرف ط:سعید.هندیه ج: ا ص:۱۸۸،الباب السابع فی المصارف ط:رشیدیه .

(۲) قال فی البحر:والحیلة فی الجواز فی هذه الأربعة ان یتصدق بمقدارزکاته علی فقیرثم یامربعد ذلک بالصرف الی هذه الوجوه فیکون لصاحب المال ثواب الزکاة وللفقیرثواب هذه القرب .البحرج:۲ص:۳۴۳،باب المصرف ط:سعید،درمع الرد ج:۲ ص: ۳۴۵، باب المصرف ط:سعید،تاتارخانیة ج:۲ص:۲۷۲،من توضع الزکاة فیه.ادارة القرآن .

(۳) ولو دفعها المعلم لخلیفته ان کان بحیث یعمل له لولم یعطه صح والا لا.(قوله والا لا) ای لان المدفوع بمنزلة العوض .الدرالمختارمع رد المحتار،کتاب الزکاة باب المصرف =

غریب مریض

☆......اگر مریض زکوۃ کا مستحق ہے تو اس کو زکوۃ کی مد سے دواء، کھانا، پھل فروٹ وغیرہ خرید کر دینا جائز ہے، اس سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۱)

☆......ڈاکٹر کی فیس زکوۃ سے ادا کرنے کی دو صورتیں ہیں۔

(الف) ڈاکٹر کی فیس کی رقم مستحق زکوۃ مریض کے ہاتھ میں دیدی جائے تا کہ اس کا قبضہ ہو جائے، پھر اس سے لیکر ڈاکٹر کو فیس کی بابت دیدی جائے۔(۲)

(ب) یا ہسپتال والے اس کی طرف سے زکوۃ ادا کرنے کے لئے تحریری یا زبانی طور پر وکیل بن جائیں پھر وکیل بن کر اس کا سارا خرچہ زکوۃ کی مد سے کریں دونوں صورتوں میں زکوۃ ادا ہو جائے گی۔

یا مریض کے گھر والوں کو دیدیں تا کہ اس پر خرچ کریں۔(۳)

=ج:۲ص:۳۵۶. هنديه كتاب الزكاة الباب السابع فى المصرف ج:۱ص:۱۹۰.ط:رشيديه .تتارخانية ج:۲ص:۲۷۸، ج:۲ص:۳۴۴،ط:ادارة القرآن.

(۱) قال فى البحر:يجوزدفع الزكاة الى من يملك مادون النصاب اوقدرنصاب غيرنام و هو مستغرق فى الحاجة .البحرج:۲ص:۲۴۰، باب المصرف ط:سعيد،درمع الرد ج:۲ ص ۳۳۹، باب المصرف ط:سعيد،واما الاطعام ان دفع الطعام اليه بيده يجوزايضا لهذه العلة . البحر ج:۲ص:۲۰۱،كتاب الزكاة ط:سعيد،ردالمحتارج:۲ص:۲۵۷.كتاب الزكاة .

(۲) والحيلة فى الجوازفى هذا ان يتصدق بمقدارزكاته على فقيرثم يامره بعد ذلك بالصرف الى هذا فيكون لصاحب المال ثواب الزكاة وللفقيرثواب هذا القرب . البحرج:۲ ص:۲۴۳،باب المصرف .درمع الردج:۲ص:۳۴۴. باب المصرف تتاخارنية ج:۲ص: ۲۷۲، ادارة القرآن .هنديه ج:۱ص:۱۸۸ .بدائع ج:۲ص:۳۹.

(۳) ولوقضى دين الفقير بزكاة ماله ان كان بأمره يجوز ، وان كان بغيرامره لايجوزوسقط الدين .عالمگيری ج:۱ص:۱۹۰،شامی ج:۲ص:۲۷۱،بدائع الصنائع ج:۲ص:۳۹،فصل واما ركن الزكاة .

غریب مہتمم کیلئے مدرسہ کی زکوۃ استعمال کرنا

☆......اگر مدرسہ کا مہتمم غریب اور قرض دار ہے تو بھی مدرسہ کے طلباء کیلئے دی ہوئی چیزیں اپنے لئے اپنے گھر والوں کیلئے اور مدرسین کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں ہیں کیونکہ مہتمم صاحب کو دینے والوں کی شرط کے خلاف تصرف کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔(۱)

☆......ایسی صورت میں اگر غریب مہتمم اپنے لئے کہکر لوگوں سے مدد لے اور لوگ مدد کریں تو وہ رقم اپنی ذات پر، گھر والوں پر خرچ کرنا جائز ہوگا اگر چہ یہ صورت شدید مجبوری کے بغیر مناسب نہیں۔(۲)

غریبوں کی تعلیم کے لئے زکوۃ دینا

مسلمان غریب لڑکے یا لڑکی کو تعلیم جاری رکھنے کے لئے زکوۃ کی رقم سے مدد کرنا جائز ہے۔(۳)

(۱) قال فی التتارخانیة قال محمد فی کتاب الزکاة من الاصل ....فی قوله تعالی (انما الصدقات للفقراء آیة لانه لایجوزصرفها الی من فرغ نفسه لعمل المسلمین نحوالقضاة و المفتین والمؤذنین والمعلمین .تتارخانیة ج:۲ص:۳۴۴، کتاب المعادن .ادارة القرآن . قال فی الدر:ولودفعها المعلم لخلیفته ان کان بحیث یعمل له لولم یعطه صح والا لا، لان المدفوع یکون بمنزلة العوض .الدرالمختارج:۲ص:۳۵۶، باب المصرف .هندیه، ج:۱ ص:۱۹۰، باب المصرف ط:رشیدیه . تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۸، ۳۴۴.

(۲،۳) فهی تملیک المال من فقیرمسلم ......بشرط قطع المنفعة عن المملک من کل وجه لله تعالی ،هندیه ج:۱ص:۱۷۰ .البحرج:۲ص:۲۰۱ .شامی ج:۲ص:۲۵۶ .المصرف وهوفقیرمن له ادنی شیئ أی دون نصاب اوقدرنصاب غیرنام مستغرق فی الحاجة، ومسکین من لاشیئ له، شامی ج:۲ص:۳۳۹ .البحرج:۲ص:۲۴۰ .بدائع ج:۲ص:۴۳ .هندیه ج:۱ص:۱۸۷ .

غش (کھوٹ)

جن زیورات میں غش ملایا جاتا ہے، اگر ان میں سونا یا چاندی غش سے زیادہ ہے یعنی آدھے سے زیادہ سونا یا چاندی ہے تو وہ سونا اور چاندی کے حکم میں ہے، خالص سونا اور چاندی کے مانند ان پر بھی زکوۃ واجب ہوگی۔

اور اگر غش غالب ہے یعنی نصف سے زیادہ غش ہے تو وہ غش کے حکم میں ہے اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

غصب کے مال پر زکوۃ

☆ ...... غصب کے مال پر زکوۃ نہیں ہے، اگر مالک معلوم ہے تو اس کو واپس کردے اور اگر مالک یا اس کے وارث کا علم نہیں تو سارا مال ثواب کی نیت کے بغیر صدقہ کردے(۲) ورنہ آخرت میں سخت عذاب ہوگا، اور ایک درھم کے بدلے میں سات سو مقبول نمازوں کا ثواب دینا ہوگا، (التذکرہ فی احوال الموتی وامور الآخرة للقرطبی ص: ۳۱۲، باب القصاص ،ط:مکہ مکرمہ۔

☆ واضح رہے کہ غصب کرنا ناجائز ہے اور حرام ہے اس پر سخت وعید آئی ہے۔(۳)

(۱) وغالب الفضة والذهب فضة وذهب وماغلب غشه منهما يقوم كالعروض .... تجب اى فيما غلب غشه ،إذا نوى فيه التجارة اولم ينو .ولكن يخلص منه مايبلغ نصابا اولم يخلص و لكن اثمانا رائجة وبلغت قيمته نصابا .قوله :والا لا:اى وإن لم يوجد شئ من ذلك فلا تجب الزكاة .شاميه .باب زكاة المال ج:۲ ص:۳۰۰،البحر ج:۲ ص:۲۲۸،باب زكاة المال، هنديه ج: ۱ ص: ۱۷۹،ط:رشيديه .كوئٹه ، تتارخانية ج:۲ ص:۲۳۳، زكاة المال. ادارة القرآن.

(۲) لإن سبيل الكسب الخبيث التصدق اذا تعذر الرد على صاحبه . الرد المحتار ج:٦ ص: ۲۲۸، كتاب الحظر والاباحة .والا فلازكوة كمالوكان الكل خبيثا كمافى النهر(الدر المختار) فى القنية لوكان الخبيث نصابا لايلزمه الزكوة لان الكل واجب التصدق عليه فلايفيد ايجاب التصدق ببعضه ومثله فى البزازيه .ردالمحتارباب زكوة الغنم ج:۲ ص: ۲۹۱.

(۳) عن سعيد بن زيد قال قال رسول الله ﷺ من اخذ شبرا من الارض ظلما فإنه يطوقه يوم القيامة من سبع ارضين .صحيح البخارى ج: ۱ ص:۳۳۰، ۳۳۱،باب فى المظالم والغصب قديمى كتبخانيه .،مشكوة باب الغصب والعارية ص:۲۵۴.

غفلت

آج کل مخصوص لوگوں کے علاوہ عام جہالت اور غفلت کی بنا پر بہت سے مسلمان زکوۃ نکالتے ہی نہیں، اور بعض لوگ زکوہ نکالتے تو ہیں لیکن مستحق لوگوں کی تلاش کیے بغیر کسی کو زکوۃ کی رقم دے کر اپنے آپ کو سبکدوش سمجھ لیتے ہیں، اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ غیر مستحق لوگ زکوۃ وصدقات پر قابض ہو جاتے ہیں، اور مستحق لوگ غربت افلاس اور مصیبت کا شکار رہتے ہیں، اس لئے مسلمانوں پر ضروری ہے کہ سالانہ زکوۃ نکالیں اور صحیح مستحق لوگوں کو دیں تا کہ آخرت کے عذاب سے بچ جائیں۔(۱)

غفلت کی وجہ سے زکوۃ نہیں دی

اگر کوئی صاحب نصاب آدمی نے غفلت کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے گذشتہ ایک سال کی زکوۃ ادا نہیں کی تو وہ معاف نہیں ہوگی بلکہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، اسکی صورت یہ ہے کہ دوسرے سال اس کو موجودہ اور پچھلے سال کی زکوۃ ادا کرنی ہوگی۔(۲)

اور حساب یہ کہ پچھلے سال کے اختتام پر جس قدر سونا، چاندی مال اور نقد رقم تھی پہلے اس کی زکوۃ دے دے، پھر اس کے بعد اس سال جس قدر مال اور روپیہ وغیرہ

---

(۱) انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیها ، والمؤلفة قلوبهم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل الله وابن السبیل .(سوورة التوبة آیت :۶۰) فهی تملیک المال من فقیر مسلم غیرهاشمی ولامولاه بشرط قطع المنفعة الخ (هندیه کتاب الزکاة ج ۱ ص: ۱۷۰، ط:رشیدیه.البحرالرائق ج:۲ص: ۲۰۱،ط:سعید.ودرمع الردج:۲ص:۲۵۷.۲۵۸، ط: سعید.قال رسول الله ﷺ لاتحل الصدقة لغنی إلا لخمسة: لغاز فی سبیل الله اولعامل اولغارم اولرجل اشتراها بماله اولرجل کان له جارمسکین فتصدق علی المساکین فاهدی المسکین للغنی .مشکوة کتاب الزکوة باب من تحل له الصدقة .ص: ۱۶۱.

(۲) قال فی البدائع اذا کان لرجل مائتا درهم .فلم یؤد زکاته سنتین یزکی السنة الاولی وکذا هذا فی مال التجارة .بدائع ج:۲ص:۷،ط:سعید.البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۴، ط: سعید.ردالمحتارج:۲ص:۲۶۰،ط:سعید.

ہواس کی زکوۃ دے دے اور اس سال جس قدر مزید رقم وغیرہ موجود ہے اس کی زکوۃ بھی دیدے۔(۱)

غلام کو زکوۃ دینا

مولی اور مالک کیلئے اپنے غلام کو زکوۃ دینا درست نہیں، اور جو شرعی غلام نہیں، جیسا کہ آجکل مالدار لوگوں کے گھروں میں خادم کے طور پر رہتے ہیں اگر وہ غریب ہوں تو ان کو تعاون اور مدد کے طور پر زکوۃ دینا جائز ہوگا البتہ تنخواہ کے طور پر زکوۃ دینا جائز نہیں ہوگا۔(۲)

غیر مستحق زکوۃ لیکر مستحق کو نہیں دے سکتا ہے

غیر مستحق کے لئے زکوۃ کی رقم لیکر مستحق کو دینا درست نہیں اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی مالدار آدمی یا اس کا وکیل زکوۃ تقسیم کررہا ہے اور اعلان کردیا ہے جو لوگ زکوۃ کے مستحق ہیں صرف وہ لیں اور جو مستحق نہیں وہ نہ لیں تو ایسی صورت میں غیر مستحق لوگوں کیلئے زکوۃ کی رقم لیکر کسی مستحق کو دینا صحیح نہیں ہوگا، بلکہ جس سے لی ہے اس کو واپس کر دینا ضروری ہوگا۔(۳)

(۱) قال فی البدائع والمستفاد فی خلال الحول فان کان من جنسه فان کان متفرعا من الاصل او حاصلا بسببه یضم الی الاصل ویربی بحول الاصل .بدائع ج:۲ ص: ۱۳ . ط: سعید، البحر الرائق ج: ۲ص: ۲۲۲،فصل فی الغنم ط:سعید،درمع الرد ج:۲ص: ۲۸۸ط: سعید،

(۲) ولاإلی مملوک المزکی) ولومکاتبا اومدبرا .الدرالمختارکتاب الزکوة باب المصرف ، ج:۲ص:۳۴۶، ۳۵۰. وفی الهندیه :ولایجوزالدفع الی عبده ومکاتبه وام ولده .فتاوی عالمگیری کتاب الزکوة الباب السابع ج: ۱ص:۱۸۹ .ط:رشیدیه.البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۴۴. مصرف الزکاة ...هوفقیروهومن له ادنی شیئ ای دون نصاب اوقدرنصاب غیرنام مستغرق فی الحاجة.الدرالمختارمع الرد ج:۲ص:۳۳۹، باب المصرف ط:سعید. البحر الرائق ج: ۲ص: ۲۴۰،باب المصرف ط:سعید،بدائع الصنائع ج: ۲ص:۴۳. ط:سعید.

(۳) ولایجوز دفع الزکوة إلی من یملک نصابا أی مال کان الخ عالمگیری ج: ۱ ص:۱۸۹ ، فان کان له فضل عن ذلک تبلغ قیمته مائتی درهم ،حرم علیه أخذ الصدقة .شامی ج:۲ ص:۳۴۷.

غیر مستحق کو زکوۃ دیدی گئی

☆......اگر کسی مالدار نے کسی آدمی کو زکوۃ کا مستحق سمجھ کر زکوۃ دیدی، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ اسی کا شرعی غلام یا کافر تھا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، زکوۃ دوبارہ دینی ہوگی، کیونکہ غلام کی ملکیت آقا ہی کی ملکیت ہے، اور کافر زکوۃ کا مصرف نہیں ہے۔(۱)

اور اگر بعد میں یہ معلوم ہوا کہ جس کو زکوۃ دی گئی ہے وہ مالدار یا سید یا ہاشمی یا اپنا باپ یا بیٹا یا بیوی یا شوہر ہے تو زکوۃ ادا ہوگئی دوبارہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ زکوۃ کی رقم اسکی ملکیت سے نکل گئی ہے، اور تاریکی یا مغالطہ کی وجہ سے مصرف کی تعین میں غلطی ہوئی ہے اور وہ معاف ہے۔(۲)

☆......اگر زکوۃ ادا کرتے وقت غالب گمان یہ تھا کہ یہ شخص زکوۃ کا مستحق ہے اور زکوۃ دیدی تو زکوۃ ادا ہوگئی۔(۳)

غیر مسلم سے زکوۃ کی تقسیم

زکوۃ کی تقسیم کا کام غیر مسلم کے سپرد کرنا جائز نہیں، اس میں مسلمان کی توہین

---

(۱) قال فی الدر:دفع بتحرلمن یظنه مصرفا فبان انه عبده اومکاتبه اوحربی ولومستامنا قال فی البحرواطلق فی الکنزالکافرفشمل الذمی والحربی (اعادها) قال المحقق وانما لم یجزلانه لم یخرج المدفوع عن ملکه والتملیک رکن وکذا فی المعراج معللا بان صلته لاتکون برا شرعا ولذا لم یجز التطوع الیه فلم یقع قربة .ردالمحتارج:۲ص:۳۵۲، باب المصرف ط:سعید.البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۷،باب المصرف ط:سعید.

(۲) قال فی الدر:وان بان غناه اوانه ابوه اوامرأته اوهاشمی لایعید لانه اتی بما فی وسعه ای اتی بالتملیک الذی هوالرکن علی قدروسعه اذ لیس مکلفا اذا دفع فی ظلمة بان یسأل عن القابض من انت؟ ردالمحتارج:۲ص:۳۵۲،باب المصرف ط:سعید.البحرج:۲ص:۲۴۷.

(۳) قال فی البحرولیس المراد بالتحری الاجتهاد بل غلبة الظن بانه مصرف بعد الشک فی کونه مصرفا وانما قلنا هذا لانه لودفع باجتهاد بدون ظن اوبغیراجتهاد اصلا.ثم تبین المانع فانه لایجزئه .البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۷.باب المصرف ط:سعید.شامی ج:۲ص:۳۵۳.

لازم آتی ہے، اورایک غیر مسلم کی سرداری مسلمانوں پر ہوگی، اورزکوۃ کی رقم کا غلط استعمال ہوگا،اورزکوۃ دینے والوں کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اوراس کا ذمہ دار وہ شخص ہوگا جس نے غیر مسلم کو زکوۃ کی تقسیم کا کام دیا ہے۔(۱)

غیر مسلم فقیروں کوزکوۃ دینا

☆......زکوۃ کا مصرف صرف مسلمان فقیر غریب ہیں، کسی غیر مسلم فقیر کو زکوۃ دینا جائز نہیں، اگر کوئی شخص کسی غیر مسلم فقیر کو زکوۃ دے گا تو اسکی زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اوراتنی زکوۃ دوبارہ مسلمان غریبوں کو دینا لازم ہوگا۔(۲)

قرآن مجید کی آیت : انماالصدقات للفقرآء والمساکین : سورۃ التوبۃ ۷/ ۱۰ ،آیت : ۶۰

میں فقراء ومساکین سے مراد بالاجماع مسلمان فقراء ومساکین ہیں البتہ نفلی صدقہ کافروں کو دینا جائز ہے۔(۳)

---

(۱) وفی الدرالمختارباب العاشر:(ھوأی العاشرحرمسلم) بھذا یعلم حرمة تولیة الیھود علی الاعمال (قوله ھوحرمسلم) ولایصح ان یکون کافرا ؛لأنه لایلی علی المسلم بالآیة بحروالمراد بالآیة قوله تعالی " ولن یجعل الله للکافرین علی المؤمنین سبیلا" شامی ج۲ ص: ۳۰۹،کتاب الزکاۃ باب العاشر.

(۲) منھا ان یکون مسلما فلایجوزصرف الزکاۃ الی الکافربلاخلاف لحدیث معاذؓ خذھا من اغنیائھم وردھا فی فقرائھم .امربوضع الزکاۃ فی فقراء من یؤخذ من اغنیائھم وھم المسلمون فلایجوزدفعھا فی غیرھم بدائع الصنائع کتاب الزکاۃ ،فصل واما الذی یرجع الی المؤدی الیه ج:۲ص:۴۹،ط:سعید،البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۲،باب المصرف ط:سعید، ردالمحتار ج:۲ص: ۳۵۱،ط:سعید،ولاتدفع الی ذمی لحدیث معاذ بل لامربردھا الی فقراء المسلمین . فالصرف الی غیرھم ترک للامر.البحرج:۲ ص: ۲۴۲، ط: سعید.

(۳) قال فی البحر:وصح غیرھا ای صح دفع غیرالزکاۃ الی الذمی واجبا کان اوتطوعا ....والصرف فی الکل الی فقراء المسلمین احب. البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۲،باب المصرف ط:سعید،بدائع الصنائع ج:۲ص۴۹،ط:سعید،ردالمحتارج:۲ص:۳۵۱،باب المصرف ط:سعید.

☆......غیر مسلم فقیر محتاج کو اللہ کے واسطے نفلی صدقہ دینا جائز ہے۔(۱)

☆......غیر مسلم فقیر وغریب کا قرضہ زکوۃ سے ادا کرنا جائز نہیں۔(۲)

☆......اگر حکومت مسلمانوں سے زکوۃ کی رقم لیکر غیر مسلموں کو دیتی ہے یا صحیح مصرف میں خرچ نہیں کرتی تو زکوۃ دینے والوں کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی، ایسے لوگوں پر ضروری ہوگا کہ اپنی زکوۃ دوبارہ صحیح مصرف میں ادا کریں۔(۳)

غیر ممالک کے مسلمانوں کو زکوۃ دینا

زکوۃ کا روپیہ غیر ممالک کے مسلمانوں محتاجوں کو دینا بھی درست ہے لیکن شرط یہ ہے کہ جن کو زکوۃ دی جائے وہ نصاب کے مالک نہ ہوں، اوران کو مالک بنا دیا جائے۔(۴)

---

(۱) وصح غیرها ای صح دفع غیرالزکاة الی الذمی واجبا کان اوتطوعا البحرالرائق ج:۲ ص:۲۴۲،باب المصرف ط:سعید،بدائع الصنائع ج:۲ص۴۹،ط: سعید، ردالمحتار ج:۲ ص:۳۵۱،باب المصرف ط:سعید.

(۲) لاتدفع الی ذمی لحدیث معاذ خذها من اغنیائهم وردها فی فقرائهم .البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۴۲،ط:سعید.ردالمحتار ج:۲ص:۳۵۱،ط:سعید.ویجوزدفعها الی من یملک اقل من النصاب . عالمگیری کتاب الزکاة الباب السابع فی المصرف ج:۱ ص:۱۸۹، ط: سعید.

(۳) واما سلاطین زماننا الذین إذا اخذوا الصدقات والعشوروالخراج لایضعونها مواضعها فهل تسقط هذه الحقوق عن أربابها ؟اختلف المشائخ فیه ....وقال الشیخ ابوبکربن سعید.ان الخراج یسقط ولاتسقط الصدقات ....الخ بدائع الصنائع ج:۲ص:۳۶.

(۴) قال فی البحر:وکره نقلها الی بلد آخرلغیرقریب واحوج اما الصحة فلاطلاق قوله تعالی انما الصدقات للفقراء من غیرقید بالمکان واما حدیث معاذ المشهورخذها من اغنیائهم وردها فی فقرائهم فلاینفی الصحة لان الضمیرالی فقراء المسلمین .البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۵۰، باب المصرف ط:سعید.وردالمحتار ج:۲ص:۳۵۳، باب المصرف ط:سعید.

(ف)

فاسق کو زکوۃ دینا

اگر کوئی مستحق زکوۃ آدمی فاسق ہے کافر یا مشرک نہیں تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے اگر چہ نیک لوگوں کو زکوۃ دینے کا ثواب زیادہ ہے۔(۱)

فرشتے کی دعا

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر صبح کو دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں ایک یہ دعا کرتا ہے کہ ''اے اللہ! سخی کو اس کے مال کا بدل عطا فرما، دوسرا فرشتہ یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! بخیل کو ہلاکت نصیب کر: (بخاری، مسلم)۔(۲)

فرضیت زکوۃ

اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک اہم رکن زکوۃ ہے، اللہ تبارک وتعالی نے قرآن مجید میں متعدد جگہوں میں فرمایا:

☆...... اقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ (پ ۱ سورہ البقرۃ آیت ۴۳).

☆...... واقاموا الصلوۃ واٰتُوا الزکوۃ (پ ۱۷ سورہ حج آیت ۴۱).

☆...... واقام الصلوۃ ایتاء الزکوۃ (پ ۱۸ سورہ نور آیت ۳۷).

---

(۱) مصرف الزکاۃ ھو فقیر وھو من له ادنی شیئ ای دون نصاب اوقدر نصاب غیرنام مستغرق فی الحاجة .درمع رد المحتار ج:۲ ص:۳۳۹، باب المصرف ط: سعید.البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۴۰ .باب المصرف ط:سعید.بدائع الصنائع ج:۲ ص: ۴۳. ط: سعید .

(۲) عن ابی ھریرة رضی اللہ عنه ان النبی ﷺ قال مامن یوم یصبح العباد فیه الا ملکان ینزلان فیقول احدھما أللھم اعط منفقا خلفا ویقول الآخراللھم اعط ممسکا تلفا .صحیح البخاری ج: ۱ ص:۱۹۳ ، باب قول اللہ فاما من اعطی واتقی ....الآیة .اللھم اعط منفق مال خلفا. قدیمی کتب خانه .مسلم شریف ج: ۱ ص: ۳۲۸، باب مثل المنفق والبخیل قدیمی کتب خانه .

ان آیاتوں سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی فرائض میں سب سے مقدم نماز اور اسکے بعد زکوۃ ہے۔

قرآن وسنت اور اجماع امت سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہے کہ جس شخص میں ادائیگی زکوۃ کی شرائط پائی جائیں گی، زکوۃ اس پر فرض ہے، جو شخص زکوۃ فرض ہونے کا انکار کرے گا وہ مسلمان نہیں ہوگا، اور جو فرض ہونا تسلیم کرنے کے باوجود زکوۃ ادا نہیں کرے گا وہ سخت گنہگار اور فاسق ہوگا، اس پر لازم ہوگا کہ سابقہ تمام سالوں کی زکوۃ ادا کرے اور توبہ استغفار بھی کرے ورنہ آخرت میں سخت عذاب ہوگا، اور وہ برداشت کرنا ممکن نہیں ہوگا۔(۱)

فرضی مدرسہ

☆......فرضی مدرسہ کے نام سے زکوۃ وصول کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ دھوکہ اور جھوٹ ہے۔

☆......کسی شخص نے زکوۃ، فطرہ، چرم قربانی وغیرہ کی رقم وصول کر لی ہے کہ فلاں جگہ مدرسہ قائم کرے گا لیکن وہ اس جگہ پر مدرسہ قائم نہ کر سکا تو اس پر ضروری ہے کہ وہ رقم کسی دوسرے مدرسہ کے غریب طلباء میں خرچ کرنے کیلئے دیدے اپنی ذات پر خرچ کرنا جائز نہیں ہوگا۔(۲)

---

(۱) قال فی البحر:شرط افتراضها لانها فريضة محكمة قطعية اجمع العلماء على تكفير جاحدها ودليله القرآن ......وهواما مجازفی العرف بعلاقة المشترک من لزوم استحقاق العقاب بتركه عدل عن الحقيقة .البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۲، کتاب الزکاة ط:سعید. قال الشيخ وهبة الزحيلی: فان كان مانع الزكاة جاحدا لوجوبها فقد قتل كما يقتل المرتد لان وجوب الزكاة معلوم من دين الله عزوجل ضرورة فمن جحد وجوبها فقد كذب الله تعالى وكذب رسول ﷺ فحكم بكفره .الفقه الاسلامی وادلته ج:۲ص:۷۳۵،کتاب الزكاة ط:دارالفكر،بيروت.

(۲) ولايجوز دفع الزكاة إلى من يملك نصابا من أى مال كان .عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۹، =

فرق عشر اور خراج میں

☆......عشر خالص عبادت ہے ٹیکس نہیں، اور خراج خالص ٹیکس ہے عبادت نہیں، اس لئے عشر مسلمانوں کی زمین کے ساتھ خاص ہے کافروں کی زمین پر عشر نہیں بلکہ خراج ہے۔(۱)

☆......اگر زمین کاشت کے قابل ہے لیکن کاشت نہیں کی بلکہ خالی چھوڑ دی تو عشر لازم نہیں ہوگا، اگر خراجی زمین کاشت کے قابل ہے اور کاشت نہیں کی بلکہ خالی چھوڑ دی تو اس صورت میں خراج دینا لازم ہوگا۔(۲)

فرق عشر اور زکوۃ میں

عشر اور زکوۃ میں یہ فرق ہے کہ تجارت کے اموال اور سونا چاندی وغیرہ اگر سال بھر رکھے رہیں، ان میں کسی درجہ سے کوئی نفع ہو بلکہ نقصان بھی ہو جائے مگر نقصان ہونے کے باوجود نصاب کی مقدار سے کم نہ ہوں تو بھی ان اموال کی زکوۃ ادا کرنا فرض ہے۔(۳)

= وللوكيل أن يدفع لولده الفقيروزوجته لالنفسه .الدرالمختارشامی ج:۲ص:۲۶۹ .

(۱) قال الشيخ وهبة الزحيلی: الاراضی نوعان عشرية وخراجية ، اما العشرية فهی التی يجب فيها العشرالذی فيه معنى العبادة .و اما الخراجية فهی التی يجب فيها الخراج لأنها فی الاصل ارض الكفاروهی الاراضی التی فتحت عنوة وقهرا . الفقه الاسلامی وادلته ج:۲ ص:۸۲۰. زكاة الارض الخراجية ط:دارالفكر،بيروت. بدائع الصنائع ج:۲ص:۵۷، فصل فی شرائط المحلية ،ط:سعيد. درمع الرد ج:۲ص:۳۱۹، باب الركاز ط:سعيد. البحر الرائق ج:۲ص:۲۳۸، باب العشرط:سعيد.

(۲) قال فی البدائع ولوكانت الاض عشرية فتمكن من زراعتها فلم تزرعها لايجب العشر لعدم الخارج حقيقة ولوكانت ارض خراجية يجب الخراج لوجودالخارج تقديرا. بدائع الصنائع ج:۲ص:۵۴، فصل فی سبب فرضيتها .ط:سعيد.البحرالرائق ج:۲ص:۲۳۶، ۲۳۹، باب العشرط :سعيد.درمع الرد ج:۲ص:۳۳۳، باب العشرط:سعيد.

(۳) قال فی البدائع :واما اموال التجارة فتقديرالنصاب فيها بقيمتها من الدنانيروالدراهم =

البتہ عشر کا حکم اس سے مختلف ہے اگر زمین میں پیداوار ہوگی تو عشر لازم ہوگا اور اگر پیداوار نہ ہوئی تو کچھ بھی لازم نہیں ہوگا۔(۱)

فروخت نہ ہونے والی چیز زکوۃ میں دینا

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دکاندار کے پاس ایسا ایٹم یا چیز ہوتی ہے جو بکتی نہیں ہے ایسی چیزوں سے زکوۃ ادا کرنا اخلاص کے خلاف ہے تاہم اس چیز کی جتنی مالیت بازار میں ہو، اسکے دینے سے اتنی زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۲)

فقراء کی مشکلات کا حل

امت مسلمہ کے فقراء اور مساکین کی مشکلات حل کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ مالدار حضرات اپنے مال سے صحیح طور پر زکوۃ نکالیں اور اسکو صحیح مصرف پر خرچ کرنے کا اہتمام کریں، تو ایک مسلمان بھی ننگا، بھوکا اور پریشان نہیں رہے گا۔(۳)

= فلاشیئ فیها مالم تبلغ قیمتها مائتی درهم اوعشرین مثقالا من ذهب فتجب فیها الزكاة. بدائع الصنائع ج:۲ص:۲۰، ط:سعید.البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۸، باب زكاة المال ط: سعید. درمع الرد ج:۲ص:۲۹۸، باب زكاة المال ط:سعید.

(۱) قال فی البحرواما سببها فالارض النامیة بالخارج حقیقة .البحرالرائق ج:۲ص:۲۳۶، باب العشر ط:سعید،بدائع الصنائع ج:۲ص:۵۴، فصل فی سبب فرضیته ط:سعید.

(۲) قال فی البحر:یجب ربع العشرفی عروض التجارة اذا بلغت نصابا من احدهما . البحر الرائق ج:۲ص:۲۲۸، باب زكاة المال ط:سعید.قال فی البدائع :سواء كان مال التجارة عروضا اوعقارا اوشیئا ممایكال اویوزن لان الوجوب فی اموال التجارة تعلق بالمعنی و هو المالیة والقیمة .بدائع الصنائع ج:۲ص:۲۰، فصل فی اموال التجارة ط:سعید.

(۳) قال فی البدائع :واما المعقول فمن وجوه احدها ان اداء الزكاة من باب اعانة الضعیف و اغاثة اللهیف واقدارالعاجز.......والثالث ان الله تعالی قد انعم علی الاغنیاء وفضلهم بصنوف النعمة والاموال الفاضلة عن الحوائج الاصلیة ....واداء الزكاة الی الفقیر من باب شكرالنعمة فكان فرضا . بدائع الصنائع ج:۲ص:۳، كتاب الزكاة ط:سعید.وهكذا فی الفقه الاسلامی وادلته .ج:۲ص:۷۳۲. كتاب الزكاة ط:دارالفكر،بیروت.

فقیر

جو شخص صاحب نصاب نہ ہو، مگر کھاتا پیتا ہو اس کو فقیر کہتے ہیں اردو زبان میں فقیر اور مسکین ایک ہی معنی میں بولا جاتا ہے یعنی جو زکوۃ کا مستحق ہے۔(۱)

فقیر سمجھ کر زکوۃ دیدی لیکن بعد میں معلوم ہوا وہ مالدار ہے

اگر کسی نے کسی آدمی کو فقیر اور مستحق سمجھ کر زکوۃ دیدی، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ زکوۃ کا مستحق نہیں تھا بلکہ مالدار تھا تو دینے والے کی زکوۃ ادا ہوگئی زکوۃ دوبارہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔(۲)

فقیر کمانے پر قادر ہے

جو فقیر نصاب کا مالک نہیں، اور اسکے پاس اتنے پیسے نہیں کہ اس سے اسکی اور اس کے زیر کفالت افراد کی ضرورت پوری ہو سکے، تو اسکو زکوۃ دینا جائز ہے، اگرچہ وہ جسمانی لحاظ سے تندرست اور محنت کر کے کمانے کے قابل ہے کیونکہ وہ فقیر ہے، اور فقراء زکوۃ کے مصارف میں سے ہیں۔

---

(۱) (.....وهو من له ادنى شئ) اى دون نصاب أوقدرنصاب غيرنام مستغرق فى الحاجة الدرالمختارشامى،كتاب الزكاة باب المصرف.ج:۲ص:۳۳۹، ط:سعيد. البحرالرائق ج:۲ ص:۲۴۰، باب المصرف ط:سعيد، البدائع الصنائع ج:۲ص:۴۳، فصل اما الذى يرجع الى المؤدى اليه ط:ايچ ايم سعيد.

(۲) قال فى البحر:ولودفع بتحرفبان انه غنى اوهاشمى ....صح لحديث البخارى لک مانويت يازيد ولک ما اخذت يامعن حين دفعها زيد الى ولده معن. البحرج:۲ ص:۲۴۷، باب المصرف ط:سعيد.درمع الرد ج:۲ص:۳۵۳، باب المصرف ط:سعيد. إذا شک و تحرى فوقع فى اكبررائيه انه محل الصدقة فدفع اليه ....وأما اذا ظهرانه غنى اوهاشمى اوكافراومولى الهاشمى أوالوالدان اوالمولودون أوالزوج اوالزوجةفانه يجوزوتسقط عنه الزكاة فى قول ابى حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالى .هنديه كتاب الزكاة الباب السابع فى المصارف ج:۱ص:۱۸۹، ۱۹۰، ط:مكتبه رشيديه، كوئٹه .

نیز یہ کہ اصل حاجت کا پتہ لگانا مشکل ہے، اس لیے زکوۃ کے نصاب کا مالک نہ ہونے کو حاجت مند ہونے کے قائم مقام سمجھا جائے گا۔(۱)

فقیر کو زکوۃ میں ملی ہوئی چیز مالدار کے لئے کھانا

اگر کسی فقیر کو زکوۃ کی مد سے کھانے پینے کی چیزیں ملی ہیں، اور فقیر کسی مالدار کو اپنے ساتھ کھانے کی اجازت دے تو مالدار کیلئے کھانا جائز نہیں ہوگا، ہاں اگر فقیر زکوۃ کی چیزیں خود لینے کے بعد مالدار آدمی کو مالک بنا کر دیدے پھر مالدار کیلئے ان چیزوں کو کھانا جائز ہوگا۔(۲)

پہلی صورت میں اباحت ہے اور دوسری صورت میں ہدیہ ہے، زکوۃ کی چیز مالداروں کیلئے اباحت کے طور پر کھانا جائز نہیں، ہدیہ کے طور پر ملے تو کھانا جائز ہوتا ہے، اس لئے دونوں صورتوں میں واضح فرق ہے۔(۳)

فقیروں کا احسان

☆......زکوۃ دینے والے لوگ فقیر و مسکین کو زکوۃ دے کر ان پر کوئی احسان نہیں

(۱) ویجوزدفعها الی من یملک اقل من النصاب وان کان صحیحا مکتسبا کذا فی الزاهدی .هندیه کتاب الزکاة باب المصارف ج:۱ص:۱۸۹، کوئٹه .

(۲) طاب لسیده وان لم یکن مصرفا للصدقة ماادی الیه من الصدقات فعجزلتبدل الملک واصله حدیث بریرة رضی الله تعالی عنها هی لک صدقة ولنا هدیة کما فی وارث شخص فقیرمات عن صدقة اخذها وارثه الغنی کمافی ابن السبیل اخذها ثم وصل الی ماله وهی فی یده ای الزکاة وکفقیراستغنی وهی فی یده فانها تطیب له بخلاف فقیراباح لغنی اوهاشمی عین زکاة اخذها لایحل لان الملک لم یتبدل (قوله لان الملک لم یتبدل)لان المباح له یتناوله علی ملک المبیح ونظیره المشتری شراء فاسدا اذا اباح لغیره لایطیب له ولوملکه یطیب. الدرالمختارمع رد المحتارکتاب المکاتب باب موت المکاتب وعجزه وموت المولی ج:۶ ص:۱۱۶، ط:ایچ ایم سعید، کراچی .

(۳) ویشترط أن یکون الصرف تملیکا لااباحة .شامی ج:۲ص:۳۴۴.البحرج:۲ص: ۲۴۳. تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۲.بدائع ج:۲ص:۳۹،ط:سعید.

کرتے بلکہ زکوۃ لینے والے فقیر و مسکین کا مالداروں پر عظیم احسان ہے کہ ان کے ذریعے سے ان لوگوں کی رقم خدائی بینک میں جمع ہو رہی ہے، اگر آپ کسی کو اپنے اکاونٹ میں جمع کرنے کیلئے رقم دیتے ہیں تو آپ کا اس پر احسان نہیں بلکہ اس آدمی کا آپ پر احسان ہے اسی طرح فقراء و مساکین کو زکوۃ دینا بھی ان پر احسان نہیں بلکہ آپ پر ان کا احسان ہے۔(۱)

فکسڈ ڈپازٹ پر زکوۃ

''فکسڈ ڈپازٹ'' سودی اسکیم ہے، لہذا اس میں رقم جمع کرنا، اور نفع کے نام پر سود لینا شرعا ناجائز اور حرام ہے، اگر کسی نے علم نہ ہونے کی وجہ سے اپنی رقم ''فکسڈ ڈپاژٹ'' میں جمع کردی تو اسکو نکال لینا چاہئے تا کہ آخرت کے عذاب اور دنیا کی بے سکونی سے بچ جائے۔

اگر رقم نکالنا مشکل ہے تو سالانہ اصل رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کردے اور منافع کے نام پر جو رقم شامل کی جاتی ہے اس کو نہ لے۔

اگر کسی نے لے لی تو واپس کردے اگر واپس کرنا ممکن ہے، اور اگر واپس کرنا ممکن نہیں تو کسی مستحق زکوۃ آدمی کو ثواب کی نیت کے بغیر دیدے، تا کہ آخرت کے عذاب سے بچ جائے۔(۲)

(۱) وعن حارثة بن وهب :قال قال رسول اللهﷺ تصدقوا فإنه یاتی علیکم زمان یمشی الرجل بصدقته فلایجد من یقبلها یقول الرجل :لوجئت بها بالأمس لقبلتها.فاما الیوم فلاحاجة لی بها .متفق علیه .مشکوۃ ص:۱۶۴ .باب النفاق.

(۲) والحاصل انه ان علم ارباب الاموال وجب رده علیهم والافان علم عین الحرام لایحل له ویتصدق به بنیة صاحبه . مطلب فیمن ورث مالاحراما ردالمحتارج:۵ص:۹۹، ط: سعید، ج:٦ص:۳۸۵، ط:سعید، فصل فی البیع .هندیه ج:۵ص:۳۴۹،ط:رشیدیه کوئٹه الباب الخامس عشرفی الکسب اه . قال شیخنا: ویستفاد من کتب فقهائنا کالهدایة وغیرها ان من ملک بملک خبیث ولم یمکنه الرد الی المالک فسبیله التصدق علی الفقراء .=

فلاحی ادارے زکوۃ کے مالک نہیں

جو فلاحی ادارے زکوۃ جمع کرتے ہیں، وہ زکوۃ کی رقم کے مالک نہیں ہوتے بلکہ زکوۃ دینے والوں کے وکیل اور نمائندے ہوتے ہیں، جب تک ان کے پاس زکوۃ کی رقم جمع رہے گی زکوۃ جمع کرنے والے کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی اگر صحیح مصرف پر خرچ کریں گے تو زکوۃ ادا ہوگی ورنہ نہیں۔(۱)

فلاحی ادارے کی ذمہ داری

جو فلاحی ادارے زکوۃ جمع کرتے ہیں ان کی ذمہ داری ہے کہ زکوۃ کی رقم کو صرف مسلمان فقیر، غریب، محتاج اور ضرورت مندوں میں مالکانہ طور پر تقسیم کریں، اور ادارے والے زکوۃ کے مسائل کو اچھی طرح معلوم کریں تاکہ اسکے مطابق عمل کرنا آسان ہو ورنہ قیامت کے دن پریشانی کا باعث ہوگی۔(۲)

فلاحی ادارے میں زکوۃ دینا

جن فلاحی اداروں کے بارے میں پورا اطمینان ہو کہ وہ زکوۃ کی رقم کو شریعت کے حکم کے مطابق مستحقین زکوۃ میں خرچ کرتے ہیں، ان کو زکوۃ دینا جائز ہے، اور جن کے بارے میں یہ اطمینان نہ ہو، ان کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہوگا، اگر کسی نے جان بوجھ کر ایسے ادارے کو زکوۃ دی ہے تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، ایسی صورت میں زکوۃ دوبارہ ادا

=(معارف السنن ابواب الطهارة تحت حديث ولاصدقة من غلول الخ ط:المكتبة البنورية، بنوری تاؤن کراچی.

(۱) ولايخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء .الدرالمختارشامی ج:۲ص: ۲۷۰،ط:سعيد.البحر ج:۲ص:۲۱۲.

(۲) قال فی البحر:واشارالمصنف الى انه لايخرج بعزل ماوجب عن العهدة بل لابد من الاداء الى الفقير.البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱.كتاب الزكاة ط:سعيد.درمع رد المحتار ج:۲ ص:۲۷۰.كتاب الزكاة ط:سعيد.ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لااباحة،شامی ج:۲ص:۲۴۴.تتارخانية ج:۲ص:۲۷۲.بدائع ج:۲ص:۳۹.

کر دینی چاہئے۔(۱)

فوجی کوزکوۃ دینا

☆......اگر کافروں کے ساتھ جنگ میں مسلمان فوجی زخمی ہوگئے، اور وہ غریب ہیں زکوۃ کے مستحق ہیں تو ان کیلئے زکوۃ کی نقد رقم بھیجنا یا سامان خرید کر بھیجنا جائز ہوگا۔(۲)

اور اگر فوجی زکوۃ کے مستحق نہیں بلکہ مالدار ہیں تو ایسے فوجیوں کیلئے زکوۃ کی رقم یا سامان سے مدد کرنا جائز نہیں ہے۔(۳)

اور اگر فوجی مسلمان نہیں بلکہ غیر مسلم ہیں تو ان کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔(۴)

☆......اگر زخمی فوجیوں میں غریب اور مالدار دونوں قسم کے فوجی ہیں اور زکوۃ کی رقم صرف غریب فوجیوں کو ملے گی اسکا یقین نہیں تو ایسی صورت میں زکوۃ کی رقم نہ دی جائے بلکہ نفلی صدقات کی رقم دی جائے۔(۵)

---

(۱) قال فی البحرواشارالمصنف الی انه یخرج بعزل ماوجب عن العهدة بل لابد من الاداء الی الفقیرلما فی الخانیة لوافرزمن النصاب خمسة ثم ضاعت لاتسقط عنه الزکاة ولومات بعد افرازها کانت الخمسة میراثا عنه .البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱، کتاب الزکاة ط:سعید. رد المحتارج:۲ص:۲۷۰، کتاب الزکاة ط:سعید.

(۲) ویجوزدفعها الی من یملک اقل من النصاب وان کان صحیحا مکتسبا کذا فی الزاهدی.عالمگیری کتاب الزکاة الباب السابع فی المصارف ج:۱ص:۱۸۹ .ط:رشیدیه بدائع ج:۲ص:۴۸.البحرج:۲ص:۲۴۰ .شامی ج:۲ص:۳۳۹.

(۳) قال فی البحر:وغنی یملک نصابا ای لایجوزالدفع له لحدیث معاذ المشهورخذها من اغنیائهم وردها فی فقرائهم .البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۴.باب المصرف ط:سعید.رد المحتارج:۲ص:۳۴۷،باب المصرف ط:سعید.بدائع الصنائع ج:۲ص:۴۷، فصل اما الذی یرجع الی المؤدی الیه ط:سعید.

(۴) ومنها ان یکون مسلمافلایجوزصرف الزکاة إلی الکافربلاخلاف لحدیث معاذ رضی الله عنه خذها من اغنیائهم وردها فی فقرائهم أمربوضع الزکاة فی فقراء من یؤخذ من اغنیائهم و هم المسلمون فلایجوزوضعها فی غیرهم .بدائع الصنائع کتاب الزکاة فصل واما الذی یرجع الی المؤدی الیه ج:۲ص:۴۹ .ط:سعید.الدرالمختارکتاب الزکاة باب المصرف ج:۱ص:۱۸۸،باب المصرف کوئٹه .تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۴من توضع الزکاة فیه .

(۵) قال فی البدائع واما صدقة التطوع فیجوزصرفها الی الغنی لانها تجری مجری الهبة .=

فیس میں زکوۃ دے کر واپس لینا

اگر مدرسہ کی آمدنی کم اور اخراجات زیادہ ہیں، تو زکوۃ کی رقم سے اخراجات پورا کرنے کی صورت یہ ہے کہ طلباء کی فیس مقرر کردی جائے اور جو طلبہ زکوۃ کے مستحق ہیں ان کو زکوۃ کی مد سے وظیفہ دیا جائے، پھر فیس کی مد میں وصول کرلی جائے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی اور اسکے بعد یہ رقم تنخواہ وغیرہ میں خرچ کرنا جائز ہوگا۔(۱)

فیکٹری بند ہوگئی

☆......اگر کسی وجہ سے فیکٹری بند ہوگئی ہے تو اس کی زمین، مشینری اور مکان اور دفتر کی مالیت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، البتہ اگر فیکٹری میں خام یا تیار مال پڑا ہوا ہے اور وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اس پر سالانہ زکوۃ واجب ہوگی۔(۲)

☆......اگر بند فیکٹری کو فروخت کردیا تو فروخت کرنے کے بعد جو رقم ملے گی اس سے سالانہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، اگر وہ رقم قرضہ وغیرہ منہا کرنے کے بعد نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہو۔(۳)

☆......اگر فیکٹری بند ہونے کے بعد فروخت کرنے کی نیت کی، اور اب تک فروخت نہیں ہوئی تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۴)

= ،بدائع ج:۲ص:۴۷،ط:سعید. تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۴ .من توضع الزكاة فيه .ادارة القرآن

(۱) والحيلة في الجواز في هذا ان يتصدق بمقدارزكاته على فقيرثم يامره بعد ذلك بالصرف الى هذا الوجه فيكون لصاحب المال ثواب الزكاة وللفقيرثواب هذا القرب .البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۴۳، باب المصرف . درمع الرد ج:۲ص:۳۴۵، باب المصرف ط:سعيد.تتارخانية ج:۲ ص: ۲۷۲، من توضع الزكاة فيه .ادارة القرآن .

(۳) قال في البدائع : اذا كان على الرجل دين وله مال الزكاة وغيره من ثياب البذلة ....فان الدين يصرف الى مال الزكاة سواء كان من جنس الدين اولا .بدائع ج:۲ص:۸،فصل في شرائط الفرضية ط:سعيد.الدرالمحتارشامي ج:۲ص:۲۶۴ .كتاب الزكاة ط:سعيد.

(۲،۴) قال القدورى وآلات الصناع الذين يعملون بها وظروف الأمتعة لايجب فيها =

(ق)

قادیانی کو زکوۃ دینا

قادیانی کافر ہیں، بلکہ دوسرے کفار سے بھی بدتر ہیں، اور آستین کے سانپ ہیں اور کافر کو زکوۃ دینا جائز نہیں، قادیانی کو زکوۃ دینا سخت گناہ ہے، اور زکوۃ ادا نہ ہوگی، بلکہ ان کو کسی قسم کا بھی صدقہ دینا جائز نہیں۔(۱)

قبرستان قبضہ کرنے کے لئے زکوۃ دینا

اگر کسی شہر میں قبرستان غیر مسلموں کے قبضہ میں آگئے ہیں اور ان میں نہایت بے ادبی ہوتی ہے، تو ان کو چھڑانے کے لئے زکوۃ کی رقم دینا جائز نہیں ہوگا بلکہ زکوۃ

= الزكاة لانهاغيرمعدة للتجارة ،المحيط البرهانى كتاب الزكاة، بيان زكاة عروض التجارة ج:۳ ص:۱۶۶ .ادارة القرآن، كراچی. الهنديه ج: ا ص:۱۷۳، البزازيه على هامش الهنديه ج:۴ص:۸۴، کوئٹه. درمع الرد ج: ۲ ص:۲۶۵، كتاب الزكاة اه. واموال التجارة قسمان مال التجارة وضعاوهو الحجران ومال التجارة جعلا وهوكل مايشترى للتجارة .تتارخانية ج.۲ ص: ۲۱۸ .ادارة القرآن.قال الشيخ وهبة الزحيلى :زكاة العمارات والمصانع لاتجب الزكاة فى عينها وانما فى ريعها و غلتها اوارباحها . الفقه الاسلامى وادلته ج:۲ص:۸۶۴، المبحث الخامس ط: ادارالفكربيروت.

(۱) قال فى البدائع :ومنها ان يكون مسلما فلايجوزصرف الزكاة الى الكافربلاخلاف لحديث معاذ خذها من أغنيائهم وردها فى فقرائهم وهم المسلمون فلايجوزوضعها فى غيرهم واما ماسوى الزكاة فلاشك فى ان صرفها الى فقراء المسلمين افضل .بدائع الصنائع ج:۲ص:۴۹، فصل اما الذى يرجع الى المؤدى اليه ،درمع الرد ج:۲ص:۳۵۱، باب المصرف ط:سعيد.هنديه ج: ا ص:۱۸۸، باب المصرف ط:رشيديه . كوئٹه .

أجمع العلماء على أن شاتم النبى ﷺ والمنتقص له كافر،مجموعه رسائل ابن عابدين ج: ا ص:۳۱۶،سهيل اكيڈمی.

کے علاوہ دوسری مدات میں سے دیں۔(۱)

قبرستان کے لئے زکوۃ دینا

☆......زکوۃ کی رقم سے قبرستان کے لئے زمین خریدنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں تملیک نہیں ہوتی ، ہاں یہ صورت ہوسکتی ہے کہ زکوۃ کی رقم کسی مستحق زکوۃ آدمی کو دیدے اور اسکو مالک بنادے پھر اس کو مشورہ دیا جائے کہ وہ اس روپیہ سے زمین خرید کر قبرستان کے لئے وقف کردے، اگر وہ خوشی سے ایسا کرے گا تو زکوۃ ادا ہو جائے گی ، ثواب بھی ملے گا اور قبرستان بھی بن جائے گا۔(۲)

☆......قبرستان کی تعمیر پر زکوۃ کا پیسہ صرف کرنا درست نہیں ہے۔(۳)

قبرستان کے لئے زکوۃ سے زمین خریدنا

زکوۃ کی رقم سے قبرستان کی زمین خریدنا، یا زکوۃ کی رقم سے پرانے قبرستان کی مرمت کرنا جائز نہیں ہے، قبرستان کیلئے نفلی صدقہ، چندہ اور عطیہ کی رقم استعمال کریں۔(۴)

(۱،۳) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لااباحة کما مرولایصرف الی بناء نحومسجد ولا الی کفن میت وقضاء دینه قوله نحومسجد ، کبناء القناطیروالسقایات واصلاح الطرقات و کری الانهار،والحج والجهاد وکل مالاتملیک فیه ،کتاب الزکاة باب المصرف ،الدر المختار مع الردالمحتارج:۲ص:۳۴۴، ط:سعید.وفی البحر:(قوله وبناء مسجد وتکفین میت وقضاء دینه وشراء قن لیعتق) بالجربالعطف علی ذمی والضمیرفی دینه للمیت وعدم الجوازلانعدام التملیک الذی هوالرکن فی الاربعة الخ .البحرالرائق کتاب الزکاة باب المصرف ج:۲ ص: ۲۴۳، ط:سعید.تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۲، من توضع الزکاة فیه .ادارة القرآن .

(۲) قال فی البحر:والحیلة لمن اراد ذلک ان یتصدق ینوی الزکاة علی فقیرثم یأمره بعد ذلک بالصرف إلی هذه الوجوه فیکون لصاحب المال ثواب الصدقة ولذلک الفقیرثواب هذا الصرف.تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۲، من توضع الزکاة فیه .ادارة القرآن .درمع الرد ج:۲ ص:۴۵، باب المصرف .والبحرالرائق ج:۲ص:۲۴۳، باب المصرف ط:سعید.

(۴) قال فی الدر:ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لایصرف الی بناء مسجد وکفن میت درمع الرد ج:۲ص:۳۴۴، باب المصرف ط:سعید، البحرج:۲ص:۲۴۲، باب المصرف ط:سعید، تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۲، ادارة القرآن .

قحط سالی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مامنع قوم الزکوۃ الاابتلاھم اللّٰہ بالسنین :(۱)

''جو قوم زکوۃ نہیں نکالتی اللہ تعالی اسے قحط سالی یعنی ضروریات زندگی کی گرانی میں مبتلا کردیتے ہیں''۔

قران شریف زکوۃ کی رقم سے تقسیم کرنا

قران شریف زکوۃ کی رقم سے خرید کر غریب بچوں اور بڑوں کو مالک بنا کر دینا جائز ہے، زکوۃ ادا ہوجائے گی، اور صدقہ جاریہ کا ثواب ملے گا، اور ڈبل ثواب ملے گا۔(۲)

قرض

اگر کوئی شخص مالدار ہے لیکن اسپر قرض ہے، تو قانون یہ ہے کہ قرض کو منہا کرنے کے بعد دیکھا جائے گا اگر بقیہ رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو زکوۃ واجب ہوگی اور اگر بقیہ رقم نصاب کی مقدار سے کم ہے تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

---

(۱) جمع الفوائد کتاب الزکاۃ ووجوبھا واثم تارکھا .ج:۱ ص:۳۷۸، ط:ادارۃ القرآن. الترغیب والترھیب للمنذری ،کتاب الصدقات ،الترغیب من منع الزکاہ وماجاء فی زکاۃ الحلی ج:۱ ص:۶۳ .ط:مصطفی البابی ،مصر.

(۲) وجازدفع القیمة فی زکوۃ وعشروخراج وفطرۃ ونذر.شامی کتاب الزکاۃ ج:۲ ص:۲۸۵ ،ھندیه کتاب الزکاۃ مسائل شتی .ج:۱ ص:۱۸۱. ط:رشیدیه. قال فی البحرلان الزکاۃ یجب فیھا تملیک المال.البحرج:۲ص:۲۰۱، کتاب الزکاۃ ط: سعید.واما الاطعام ان دفع الطعام الیه بیدہ یجوزایضا لوجود رکنه وھوالتملیک .البحر الرائق ج:۲ص:۲۰۱، ط:سعید.ردالمحتارج:۲ص:۲۵۷، کتاب الزکاۃ ط:سعید.بدائع الصنائع ج:۲ص:۳۹، فصل فی رکن الزکاۃ ط:سعید.

(۳) اذا کان علی الرجل دین وله مال الزکاۃ وغیرہ فان الدین یصرف الی مال الزکاۃ سواء کان من جنس الدین اولا.بدائع ج:۲ص:۸، فصل فی شرائط الفرضیة ط:سعید.شامی ج: ۲ ص:۲۶۴ .البحرج:۲ص:۲۰۴،ط:سعید.

اس قرض سے حقوق اللہ (اللہ کا حق) مستثنیٰ ہیں یعنی بندوں پر اللہ تعالیٰ کے جو قرض ہیں مثلاً کفارے، صدقہ فطر سفر حج کا خرچہ وغیرہ، ان کو نصاب سے وضع نہیں کیا جائے گا، ان کے ساتھ ہی پورے نصاب کی زکوۃ نکالنا لازم ہے۔(۱)

البتہ بندوں کے حقوق کو وضع کیا جائے گا، اگر وضع کرنے کے بعد بقیہ رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو زکوۃ واجب ہوگی ورنہ نہیں البتہ مہر کے بارے میں کچھ تفصیل ہے اور وہ مہر کے عنوان میں دیکھ لیں۔(۲)

قرض

☆......شریعت کی زبان میں جو رقم یا چیز کسی کے ذمہ باقی ہو اسے ''دین'' کہتے ہیں اور ''دین'' کی چار قسمیں ہیں۔

☆......''دین قوی'' وہ قرض جو کسی شخص کو دیا گیا ہو، یا تاجر نے سامان تجارت فروخت کیا، اور اسکی قیمت باقی ہے، اب تک وصول نہیں ہوئی اس کو ''دین قوی'' کہتے ہیں۔

اگر ایسی رقم کُل کی کل ایک ساتھ وصول ہو جائے، تو سب کی زکوۃ ادا کرنی ہوگی اور اگر کئی سالوں کے بعد وصول ہوئی تو گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ حساب کر کے ادا کر دینا لازم ہوگا۔

اور اگر یہ رقم تھوڑی تھوڑی وصول ہوئی، اور وصول شدہ رقم چاندی کے نصاب کے پانچویں حصہ کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو وصول شدہ رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ

---

(۱) واما الديون التى لامطالب لها من جهة العبادات كالنذوروالكفارات وصدقة الفطر لايمنع وجوب الزكاة لان اثرها فى حق احكام الآخرة وهوالثواب بالاداء .بدائع ج:۲ ص:۸، ط: سعيد، البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۴، كتاب الزكاة ط:سعيد، درمع الرد ج:۲ ص:۲۶۱، كتاب الزكاة ط:سعيد.

(۲) وسبب افتراضها ملك نصاب حولى تام فارغ عن دين له مطالب من جهة العباد سواء كان لله ....اوالعبد ولو كفالة اومؤجلا فلوصداق زوجته المؤجل للفراق ونفقة لزمته بقضاء اورضاء .درمع الرد ج۲ص:۲۶۰، ط:سعيد.

ادا کرنا لازم ہوگا، اور اگر وصول شدہ رقم چاندی کے نصاب کے پانچواں حصہ سے کم ہے پھر اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

☆......''دین وسط'' یہ ہے کہ کسی نے ایسا سامان فروخت کر دیا ہے جو اصلا تجارت کے لئے نہیں تھا، اور اسکی قیمت باقی ہے اب تک وصول نہیں ہوئی تو اس باقی رقم کو''دین وسط'' کہتے ہیں۔

''دین وسط'' کا حکم یہ ہے کہ جب چاندی کے نصاب کے برابر رقم وصول ہو جائے گی تو فروخت کے دن سے ایک سال گذرنے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی اگر ایسی رقم وصول ہونے میں مثلاتین سال لگ گئے تو نصاب سے زیادہ ہونے کی صورت میں گذشتہ تین سالوں کی زکوہ دینا لازم ہوگا۔

اگر نصاب سے کم تھوڑی تھوڑی رقم وصول ہوتی رہی کبھی سو، کبھی دوسو وغیرہ تو اس میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

☆......''دین ضعیف'' ایسی رقمیں جو کسی مال کے بدلے میں باقی نہ ہوں، جیسے مہر کی رقم کہ وہ کسی مال کے عوض میں باقی نہیں بلکہ عورت کی عصمت کا معاوضہ ہے ایسی رقم پر زکوہ اس وقت واجب ہوگی جب رقم پر قبضہ ہو، اور قبضہ کے بعد ایک سال

---

(۱) قال فی البدائع :اما الدین القوی فهوالذی وجب بدلا عن مال التجارة کثمن عرض التجارة اوغلة مال التجارة ولاخلاف فی وجوب الزکاة فیه الا انه لایخاطب باداء شیئ من زکاة مامضی مالم یقبض اربعین درهما فکلما قبض اربعین درهما ادی درهما واحدا .بدائع ج:۲ص:۱۰، فصل اما الشرائط التی ترجع الی المال ط:سعید.البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۰۷، کتاب الزکاة ط:سعید، ردالمحتارج:۲ص:۳۰۵، باب زکاة المال مطلب فی وجوب الزکاة فی دین المرصد ط:سعید، هندیه ج: ۱ ص:۱۷۵، ط:رشیدیه .

(۲) واما الدین الوسط فما وجب له بدلا عن مال لیس للتجارة کثمن ثیاب البذلة والمهنة لاتجب مالم یقبض نصابا ویعتبرلما مضی من الحول فی صحیح الروایة ،البحرالرائق ج: ۲ ص:۲۰۷، کتاب الزکاة ط:سعید،البدائع الصنائع ج:۲ص:۱۰، ط:سعید. رد المحتارج: ۲ ص:۳۰۵، ط:سعید.هندیه ج: ۱ ص:۱۷۵، ط:رشیدیه.

رہائی دلانے کیلئے اپنے مال دیتے ہیں۔

قرض بتلا کر زکوۃ دینا

☆......اگر کسی آدمی کو قرض کہکر زکوۃ دیدی تو زکوۃ ادا ہو جائیگی یعنی زبان سے تو قرض کہا لیکن دل میں زکوۃ دینے کی نیت کی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی چاہے مستحق آدمی اس کو قرض ہی سمجھ لے اس سے کوئی فرق نہیں آئے گا۔(۱)

☆......اگر کوئی غریب آدمی آپ کے پاس قرض مانگنے آیا، اور آپ کو معلوم ہے کہ وہ اتنا غریب ہے کہ وہ قرض کی رقم کبھی بھی ادا نہیں کر سکے گا، اسکے پاس کوئی ذرائع نہیں ہیں یا وہ قرض لیکر ادا کرتا ہی نہیں ہے لیکن وہ زکوۃ کا مستحق ہے تو اسکو قرض کے نام سے زکوۃ دیدے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی (یعنی زبان سے قرض کہے اور دل میں زکوۃ دینے کی نیت کرے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی)۔(۲)

☆......مستحق زکوۃ فقیر بہت غیرت مند ہے، اگر زکوۃ کہکر رقم دی جائے گی تو وہ نہیں لے گا، اور اگر قرض کہکر رقم دی جائے گی تو لے لے گا، تو اس صورت میں دل میں زکوۃ کی نیت کر کے زبان سے قرض کہکر دینا جائز ہوگا اور زکوۃ ادا ہو جائے گی، البتہ اگر وہ بعد میں ادا کرنا چاہے تو کہدے کہ معاف کر دیا اور وہ رقم نہ لے تا کہ اسکو اطمینان اور سکون حاصل ہو جائے۔(۳)

قرض تھوڑا تھوڑا وصول ہو

☆......اگر قرض کی رقم تھوڑی تھوڑی وصول ہو تو جتنی رقم وصول ہوئی ہے اسکی زکوۃ ادا کر دے اگر وصول ہونے میں چند سال گذر گئے تو گذشتہ سالوں کی زکوۃ

(۱،۲،۳) فی الدرالمختارمع الرد:(نوی الزکاۃ إلاانه سماه قرضا جاز) فی الأصح لأن العبرة للقلب لاللسان .شامی ج:۶ ص:۷۳۳. مسائل شتی کتاب الخنثی (ط:ایچ ایم سعید) فی الفتاوی الهنديه : ومن أعطی مسکینا دراهم وسماها هبة أوقرضا ونوی الزکاة فإنه تجزيه وهو الأصح .ج: ا ص: ١٧١،کتاب الزکاة ،ط:سعید،البحرالرائق ج:۲ ص:۲۱۲،کتاب الزکاة ط: سعید.

حساب کر کے ادا کر دے۔(۱)

قرض جو دیا گیا ہے اسکی زکوۃ

☆...... جو رقم قرض کے طور پر کسی کو دی ہے اگر وہ تنہا یا دوسرے موجود روپے یا سونا چاندی یا مال تجارت کے ساتھ ملکر نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو قرض دینے والے پر اسکی زکوۃ واجب ہے،(۲) البتہ زکوۃ ادا کرنا قرض وصول ہونے کے بعد لازم ہوگا، اگر قرض وصول ہونے سے پہلے زکوۃ ادا کر دیگا تو زکوۃ ادا ہو جائے گی، وصول ہونے کے بعد گذشتہ سالوں کی زکوۃ دوبارہ دینا لازم نہیں ہوگی۔(۳)

☆...... وہ قرض جسکے بدلے میں کوئی چیز رہن رکھی ہوئی ہے اور وہ قرض جسکے عوض میں کوئی چیز رہن رکھی ہوئی نہ ہو دونوں کا حکم برابر ہے، دونوں کی زکوۃ وصول ہونے کے بعد لازم ہوتی ہے باقی پہلے دیدے تو بھی ادا ہو جائے گی۔(۴)

---

(۱) واما بعد قبضه فتجب زكاته فيما مضى كالدين القوى.بدائع ج:۲ ص: ۲۰۹، ط: سعيد. درمع الرد ج: ۲ص:۲۶۷،ط:سعيد.

(۲) قال فى البحرعندهما الديون كلها سواء تجب الزكاة قبل القبض وكلما قبض شيئا زكاه قل اوكثرولوكان له مائتا درهم دين فاستفاد فى خلال الحول مائة درهم فانه يضم المستفاد الى الدين فى حوله واذا تم الحول على الدين لايلزمه الاداء من المستفاد مالم يقبض اربعين درهما و عندهما يلزمه وان لم يقبض منه شيئا.البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۸ط:سعيد. وفى البدائع.ذكرالكرخى أن هذا إذا لم يكن له مال سوى الدين فاما إذا كان له مال سوى الدين فماقبض منه فهوبمنزلة المستفاد فيضم إلى ماعنده والله اعلم .ج:۲ص: ۱۱ كتاب الزكاة ط: سعيد.

(۳) يجوزتعجيل الزكاة بعد ملك النصاب ولايجوزقبله ،كذا فى الخلاصة ج: ۱ص:۱۷۶، كتاب الزكاة درمع الرد ج: ۲ص: ۲۹۳،ط:سعيد، باب زكاة الغنم،ط:سعيد

(۴) فماوجب بدلا عما هومال التجارة فحكمه عند أبى حنيفة أن يكون نصابا قبل القبض تجب فيه الزكاة ولكن لايجب الأداء مالم يقبض منه أربعين درهما تتارخانية ج:۲ ص: ۲۹۹،الفصل الثانى عشرفى زكاة الديون .بدائع ج:۲ص:۱۰ ط:سعيد البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۷، سعيد. وقوى وهومايجب بدلا عن سلع التجارة إذا قبض أربعين زكى لما مضى، كذا فى الزاهدى ج: ۱ص:۱۷۵، كتاب الزكاة ،البدائع الصنائع ج:۲ص:۱۰، سعيد. رد المحتار ج:۲ص:۳۰۵، البحر الرائق ج:۲ص:۲۰۷، سعيد.

قرض حسنہ کی زکوۃ

☆...... جو رقم کسی کو قرضِ حسنہ کے طور پر دی ہے اگر وہ تنہا یا دوسرے روپے وغیرہ کے ساتھ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو رقم وصول ہونے کے بعد اسکی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا (۱) اگر وصول ہونے سے پہلے زکوۃ ادا کرنا چاہے تو ادا کر سکتا ہے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ (۲)

☆...... اگر قرض حسنہ کی رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے اور تین سال کے بعد رقم وصول ہوئی ہے اور تین سال تک زکوۃ ادا نہیں کی تو تین سال کی زکوۃ ڈھائی فیصد کے حساب سے ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۳)

قرض دی ہوئی رقم میں زکوۃ کی نیت کرنا

☆...... اگر کوئی غریب آدمی قرض لی ہوئی رقم واپس نہیں کر پا رہا ہے، اور واپس کی امید بھی نہیں ہے، اب اگر قرض دینے والا آدمی قرض دی ہوئی رقم کو زکوۃ کی نیت کر کے چھوڑ دے تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، (۴) کیونکہ قرض کی رقم دیتے وقت زکوۃ ادا کرنے کی نیت نہیں تھی اور قرض کی رقم کو زکوۃ کی نیت سے پہلے سے الگ بھی نہیں کی گئی، حالانکہ زکوۃ ادا ہونے کے لئے ان دونوں شرطوں سے کسی ایک شرط کا پایا جانا ضروری ہے ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔ (۵)

---

(۱) صفحۂ گذشتہ کا حوالہ نمبر: ۴۔ (۲) صفحۂ گذشتہ کا حوالہ نمبر: ۳

(۳) واما بعد قبضه فتجب زكاته فيما مضى كالدين القوى. البحر ج: ۲ ص: ۲۰۹، ط: سعيد.

(۴) اذا وهب الدين من المديون بعد الحول ينوى به الزكوة إن كان المديون غنيا لايجوز و يضمن الواهب قدرالزكوة استحسانا، وإن كان المديون فقيرا فوهب الدين ينوى به زكوة مال عين عند الواهب لايسقط عنه ذلك المال، وكذا لونوى دين آخرعلى غيره. خلاصة الفتاوى ج: ۱ ص: ۲۴۴، جنس آخرفى هبة الدين، كتاب الزكوة.

(۵) وأما شرط أدائها فنية مقارنة للأداء أولعزل ماوجب، هكذا فى الكنزج: ۱ ص: ۱۷۰، كتاب الزكاة، البحرالرائق ج: ۲ ص: ۲۱۰، ط: سعيد. تتاخانية ج: ۲ ص: ۲۹۹.

☆......اگر قرض کی رقم وصول کرنے کے بعد زکوۃ کی نیت سے دیدے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۱)

قرض قسطوں میں وصول ہو

اگر قرض کی رقم قسطوں میں وصول ہو، تو جس قدر وصول ہو جائے اسکی زکوۃ ادا کرتا رہے(۲) اور اگر ایک دفعہ کل قرض کی رقم کی زکوۃ دے دے خواہ پوری رقم وصول ہونے سے پہلے دیدے یا بعد میں، تو یہ بھی درست ہے۔(۳)

قرض کو زکوۃ میں وضع کرنا

اگر کوئی شخص قرض لیکر ادا نہیں کر رہا ہے، اور قرض دینے والے نے اسکو زکوۃ میں حساب کر لیا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، یا قرض کو زکوۃ کا حساب کر کے معاف کر دیا تو بھی زکوۃ ادا نہیں ہوگی،(۴) کیونکہ زکوۃ ادا ہونے کے لئے رقم دیتے وقت زکوۃ دینے کی نیت ہونا یا زکوۃ دینے کی نیت سے پہلے رقم کو الگ کرنا ضروری ہے، اور قرض دیتے وقت نہ زکوۃ دینے کی نیت ہوتی ہے نہ زکوۃ کی نیت سے رقم کو الگ کیا جاتا ہے، اس لئے قرض کو زکوۃ میں وضع کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔(۵)

---

(۱) ایضا

(۲) أما علی قولهما فالدیون کلها سواء وهی نصاب کله تجب فیه الزکاة قبل القبض إذا حال الحول لکن لایجب الاداء قبل القبض وإذا قبض شیئا منه یجب الاداء بقدرماقبض قلیلا کان أو کثیرا الخ ج:۲ص:۳۰۰. التاتارخانیة، کتاب الزکاة .زکاة الدین .شامی ج:۲ ص: ۳۰۵. البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۷. ط:ایچ ایم سعید.بدائع الصنائع ج:۲ص:۱۰،سعید.

(۳) أیضا ،فتاوی دارالعلوم دیوبند ج:۶ ص:۷۸،دارالاشاعت.

(۴) وفی ردالمحتار:واعلم ان اداء الدین والعین یجوزواداء الدین عن العین وعن دین اداء الدین عن العین وعن الدین سیقبض لایجوزوفی الشامیه وفی صورتین لایجوز:الاولی اداء الدین عن العین کجعله مافی ذإة مدیونه زکاة لماله الحاضر ....الثانیة اداء دین عن دین سیقبض کما تقدم الخ .درمع الشامی ج:۲ص:۲۷۰، ۲۷۱، کتاب الزکاة . البحر ج:۲ص:۲۱۱ .خلاصة الفتاوی ج:۱ ص:۲۴۴.

(۵) وشرط ادائها نیة مقارنة للأداء أولعزل ماوجب (البحرائق ج:۲ص:۲۱۰.هدایه ج:۱ =

البتہ قرض کی رقم کو زکوہ میں شمار کرنے کی صورت یہ ہے کہ قرض دینے والا آدمی اپنی زکوۃ کی رقم مقروض کو دیدے پھر قرض کی وصولی کی بابت واپس لے لے تو قرض بھی وصول ہو جائے گا اور زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی۔(۱)

اگر مقروض کو زکوۃ کی رقم دینے کے بعد وہ قرض میں واپس نہ کرے تو زبرستی واپس لینا جائز ہوگا، اور اگر واپس نہ کرنے کا خطرہ ہو تو مقروض سے کہا جائے کہ کسی کو اپنی طرف سے زکوۃ کی رقم وصول کر کے اس سے قرض ادا کرنے کا وکیل بنائے، اور وکیل زکوۃ کی رقم وصول کر کے مقروض کا قرض ادا کر دے۔(۲)

قرض کی زکوۃ کس پر

جو رقم کسی کو قرض کے طور پر دی گئی اسکی زکوۃ قرض دینے والے کے ذمہ ہے قرض لینے والے کے ذمہ نہیں لہذا رقم وصول ہونے کے بعد قرض دینے والا زکوۃ ادا کرے، (۳) اگر قرض وصول ہونے میں ایک سال سے زیادہ لگ گیا تو گذشتہ

= ص:۱۸۸. کتاب الزکاۃ ط:مکتبة شرکة علمیة. الفتاوی التاتارخانیة ج:۲ص:۲۶۵، کتاب الزکاۃ ،اداء الزکاۃ والنیة فیه ،الهندیه ج:۱ ص:۱۷۰، کتاب الزکاۃ ط:رشیدیه کوئٹه)

(۱) فی الأشباه والنظائر: من له علی فقیر دین وأراد جعله عن زکوة العین فالحیلة أن یتصدق علیه ثم یأخذه منه عن دینه ،وهوأفضل من غیره .ص:۳۹۷، الفصل الثالث فی الزکوة ،کتاب الحیل.شامی ،کتاب الزکاۃ ج:۲ص: ۲۷۱، ط:ایچ ایم سعید. کفایت المفتی ج:۴ ص:۳۰۰ ،کتاب الزکاۃ والصدقات ط:دارالاشاعت. والبحرالرائق ج:۲ص: ۲۱۱، والحیلة فی الجواز أن یتصدق علیه بخمسة دراهم عین ینوی عن زکوة المأتین ثم یأخذها قضاء عن دینه فیجوز ویحل له ذلک .بدائع الصنائع ج:۲ص:۴۳، کتاب الزکاۃ فصل :وأما الذی یرجع الی المؤدی .شامی ج:۲ص: ۲۶۹.

(۲) وفی الأشباه والنظائر: ولوامتنع المدیون من دفعه له مدیده ویأخذه منه ،لکونه ظفر بجنس حقه ؛ فإن مانعه دفعه إلی القاضی فیکلفه قضاء الدین أویوکل المدیون خادم الدائن بقبض الزکاۃ ثم بقضاء دینه فبقبض الوکیل صارملکا للموکل .ص:۳۹۷، ۳۹۸، الفن الخامس ،الحیل الفصل الثالث فی الزکاۃ ، ردالمحتارج:۲ص: ۲۷۱، کتاب الزکاۃ ط: سعید.

(۳) کفایت المفتی ج:۴ص:۲۶۶، کتاب الزکاۃ والصدقات .ط:دارالاشاعت.

سالوں کی زکوۃ بھی حساب کر کے دیدے۔(۱)

قرض کے نام سے زکوۃ دینا

مستحق زکوۃ آدمی کوزکوۃ کی رقم قرض کہہ کر دینا جائز ہے،(۲) بشرطیکہ دل میں زکوۃ دینے کی نیت ہو یااس رقم کو پہلے سے زکوۃ کی نیت سے الگ کیا گیا ہو، اوردل میں وہ رقم واپس لینے کی نیت اورارادہ نہ ہو۔(۳)

اگرایسی صورت میں مستحق آدمی اتنی رقم بعد میں واپس کرے تو واپس لینا جائزنہیں ہوگا کیونکہ زکوۃ اداہوگئی تھی، ایسی حالت میں یہ کہے کہ میں نے قرض معاف کردیا، وہ رقم ہدیہ اورگفٹ کے نام سے اسی آدمی کودوبارہ دےدے۔

قرض لیکر تجارت کی

اگرکسی کے پاس ذاتی سرمایہ، سوناچاندی وغیرہ نہیں ہےاس نے کسی سے قرض لیکرکاروبارشروع کیاتواس پراس وقت تک زکوۃ واجب نہیں ہوگی جب تک کہ قرض کی رقم کومنہاکرنے کے بعدنصاب کے برابررقم نہ ہواورسال نہ گذرے، ہاں اگر نصاب کے برابررقم ہونے کے بعدایک سال گذرگیاتوزکوۃ اداکرنالازم ہوگا۔(۴)

---

(۱) وفی الردالمحتار(ولوكان الدين على مقرملئ ....فوصل الى ملكه لزم زكاة مامضى) ردالمحتارج:۲ص:۲۶۶، كتاب الزكاة . البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۶. بدائع الصنائع ج:۲ص:۹، ط:سعيد.تاتارخانيه ج:۲ص:۲۹۹،الفصل الثالث عشر.

(۲) ومن اعطى مسكينا دراهم وسماها هبة أوقرضا ونوى الزكوة فإنه تجزئى وهوالأصح .هنديه ج:۱ص:۱۷۱، كتاب الزكاة ،ط:رشيديه . البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۲، كتاب الزكاة ط:سعيد.فتاوى تاتارخانيه ج:۲ص:۲۶۴، الفصل السابع .ادارة القرآن .

(۴) (ومنها فراغ المال عن الدين) قال أصحابنا رحمهم الله تعالى كل دين له مطالب من جهة العباد يمنع وجوب الزكاة سواء كان الدين للعباد كالقرض وثمن المبيع ....أولله تعالى كدين الزكاة .ج:۱ص:۱۷۲، كتاب الزكاة . وفى الجوهرالنيرة :قوله وان كان ماله اكثرمن الدين زكى الفاضل اذا بلغ نصابا ،كتاب الزكاة ج:۱ص:۱۴۸، ط:ميرمحمد كتب خانه.بدائع الصنائع ج:۲ص:۶ ،فصل فى شرائط الفرضية ط:سعيد.البحرج:۲ص: ۲۰۲. شامى :۲ص:۲۶۰. (فلازكاة على مكاتب =

قرض لیکر کاروبار کیا

اگر کسی نے قرض لیکر کاروبار کیا یا دکان کھولی، تو سال پورا ہونے کے بعد جتنی مالیت کا سامان قابل فروخت موجود ہے اسکی قیمت میں سے قرض کی رقم منہا کر کے باقی ماندہ رقم میں نقدی وغیرہ جمع کر کے مجموعی رقم میں سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا اگر یہ رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے۔(۱)

قرض مانگا زکوۃ دیدی

اگر کسی مستحق زکوۃ غریب آدمی نے قرض مانگا، اور معلوم ہے کہ وہ زکوۃ کا مستحق ہے تو قرض دینے والے نے قرض کے نام سے زکوۃ کا روپیہ دیدیا، اور دل میں زکوہ کی نیت کرلی تو زکوۃ ادا ہو ہوگئی، البتہ بعد میں اگر یہ آدمی رقم واپس کرے تو وہ رقم واپس لینا جائز نہیں ہوگا۔(۲)

قرض معاف کرنے پر زکوۃ کا حکم

☆......اگر قرض لینے والا غریب ہے، اور قرض دینے والے نے ایک سال پورا

=.........) (ومديون للعبد بقدردينه) فيزكى الزائد ،ان بلغ نصابا.رد المحتار ج:٢ ص: ٢٦٣، كتاب الزكاة ،ط:سعيد. فتاوى دارالعلوم ديوبند ج:٦ص:١٠٥ .أما اموال التجارة فتقدير النصاب فيها بقيمتها من الدراهم فلاشئ فيها مالم تبلغ قيمتها مائتى درهم فتجب فيها الزكاة ، بدائع :٢ص:٢٠، فصل فى اموال التجارة .

(١) أما شرائط وجوبها......ومنها الفراغ عن الدين قال اصحابنا رحمهم الله تعالى كل دين له مطالب من جهة العباد يمنع وجوب الزكاة سواء كان الدين للعباد كالقرض وثمن المبيع . عالمگيرى كتاب الزكاة ج:١ ص:١٧٣ ،ط:رشيديه. بدائع ج:٢ص:٦، فصل فى شرائط الفرضية . وأيضا ومديون للعبد بقدردينه فيزكى الزائد ان بلغ نصابا.الدرمع الردكتاب الزكاة ج:٢ص:٢٦٣ . ط:سعيد.بدائع الصنائع ج:٢ ص:٢٠.ط:سعيد.الجوهرة النيرة ج:١ ص: ١٤٨،كتاب الزكاة .ط:مير محمد كتب خانه .

(٢) ومن أعطى مسكينا دراهم وسماها هبة أوقرضا ونوى الزكوة فانهاتجزيه وهوالاصح ، هكذا فى البحرالرائق.عالمگيرى ج: ١ ص: ١٧١ ، كتاب الزكاة .ط:رشيديه .البحر=

ہونے کے بعد اپنا قرض مقروض کو معاف کر دیا ہے، تو گذشتہ ایک سال کی زکوۃ بھی معاف ہو جائے گی۔(۱)

☆......اور اگر قرض لینے والا غریب نہیں تھا بلکہ مالدار تھا اور قرض دینے والے نے ایک سال گذرنے کے بعد اپنا قرض معاف کر دیا تو زکوۃ معاف نہیں ہوگی بلکہ زکوۃ دینا لازم ہوگا کیونکہ مالدار آدمی کو معاف کرنا گویا کہ اپنے مال کو خود ہلاک کر دینا ہے، سال گذرنے کے بعد مال کو خود ہلاک کر دینے کی صورت میں زکوۃ ساقط نہیں ہوتی، اور غریب کو معاف کر دینا اپنے مال کو خود ہلاک کرنا نہیں کیونکہ اس سے ملنے کی امید نہیں اس لئے دونوں کے حکم میں فرق ہے۔(۲)

قرض معاف کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی

کسی غریب آدمی کا قرض زکوۃ کی نیت سے معاف کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی، (۳) البتہ قرض کی رقم کو زکوۃ میں وضع کرنا چاہے تو اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ قرض دینے والا قرض کے برابر رقم زکوۃ کی نیت سے اس غریب آدمی کو دیدے پھر اس کے بعد قرض کی مد میں واپس لے لے تو زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی اور قرض بھی وصول ہو جائے گا، دونوں کے مسائل حل ہو جائیں گے۔(۴)

= ج:۲ص:۲۱۲، ط:سعید.تاتارخانیة ج:۲ص:۲۶۴، الفصل السابع .ادارة القرآن .

(۱) ولوكان له دين على فقيرفابرأه عنه سقط عنه زكاته نوى به عن الزكوة أولالأنه كالهلاك، عالمگیری،کتاب الزکاة ج:۱ص:۱۷۱.ط:رشیدیه .قال فی البحر:وفی المحیط یکون المدیون معسرا اما لوکان موسرا فهواستهلاك وهوتقیید حسن.البحر ج:۲ص:۲۰۹،۲۱۱،

(۲) ولوكان من عليه الدين غنيا فوهبه منه بعد الحول ففی رواية الجامع يضمن قدرالزكوة وهوالاصح .عالمگیری، کتاب الزکوة ج:۱ص:۱۷۱، ط:رشیدیه . قال فی البحر:لوكان غنيا فوهبه بعد الحول ففيه روايتان اصحهما الضمان.البحر ج:۲ص:۲۱۲، ط:سعید.

(۳) وان كان المديون فقيرا فوهب الدين ينوی به زكاة مال عين الواهب لاتسقط عنه زكاة ذلک المال .فتاوی بزازیه علی هامش الهندیه .فصل فی هبة الدين من المديون بنية الزكاة . ج:۱ص:۲۶۳. ط: ماجدیه کوئٹه.

(۴) (وحيلة الجواز) فيما إذا كان له دين على معسروارادأن يجعله زكاة عن عين عنده =

قرض وصول ہونے کی امید نہ ہو

☆......قرض میں دی گئی رقم کی زکوۃ وصول ہونے کے بعد ادا کرنا واجب ہے، لہذا جو رقم وصول ہونے کی امید نہیں اسکی زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں ۔ہاں جب وصول ہو جائے گی تو گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ بھی حساب کر کے دیدے۔(۱)

☆......جس قرض کی وصولیابی کی امید نہیں تھی اور وہ وصول ہو گیا، تو پچھلے تمام سالوں کی زکوۃ حساب کر کے دیدے ۔اگر یکمشت ادا کر سکتا ہے بہتر ورنہ قسط کر کے ادا کر دے۔(۲)

☆......قرض دینے والے کو اپنا قرض وصول ہونے کی امید نہ ہو، یا وصول ہونے میں تردد ہے، ٹال مٹول کر رہا ہے تو ایسے قرض کی زکوۃ وصول ہونے سے پہلے ادا کرنا لازم نہیں بلکہ وصول ہونے کے بعد ادا کرنا لازم ہے، اور جتنا وصول ہوتا رہے گا اتنے کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہے اور گذشتہ سالوں کی زکوۃ اس پر واجب نہیں ۔(۳)

(امداد الفتاوی ج:۲ص:۳۳ کتاب الزکاۃ والصدقات مکتبہ دار العلوم کراچی)

= ....(قوله أن يعطى مديونه الفقير زكاته ثم يأخذها عن دينه.ردالمحتار على الدرالمختار كتاب الزكاة ج:۲ص: ۲۷۱، ط:سعيد.بدائع الصنائع كتاب الزكاة فصل وأما الذى يرجع الى المؤدى ج:۲ص:۴۳.

(۱) وقوى وهومايجب بدلا عن سلع التجارة اذا قبض أربعين زكى لما مضى كذا فى الزاهدى .عالمگيرى ج:۱ص:۱۷۵ .ط:رشيديه .بدائع ج:۲ص:۱۰، البحرج:۲ص:۲۰۷.

(۲) ويشترط أن يتمكن من الاستمناء بكون المال فى يده أويدنائبه فان لم يتمكن من الاستمناء فلازكاة عليه وذلک مثل مال الضمار، كذا فى التبيين وهو كل مابقى أصله فى ملكه ولكن زال عن يده زوالا لايرجى عوده فى الغالب كذا فى المحيط ومن مال الضمارالدين المجحود.........وان كان الدين على مفلس فلسه القاضى فوصل اليه بعد سنين كان عليه زكاة مامضى فى قول ابى حنيفة وأبى يوسف رحمهما الله تعالى، هنديه . كتاب الزكاة الباب الاول الخ ج:۱ص:۱۷۴، ۱۷۵، ط:المكتبة الحقانية . البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۷،ط:سعيد، بدائع الصنائع ج:۲ص:۱۰ .

(۳) ومنها الملک المطلق فلاتجب الزكاة فى مال الضماروكذا دين المجحود ، بدائع =

قوانین کی خلاف ورزی کرنے والے طلبہ کو زکوۃ دینا

جو طلبہ مدرسہ کے قوانین کی پابندی نہیں کرتے، اور باقاعدہ حاضر بھی نہیں رہتے لیکن مدرسہ والوں نے ان کو مدرسہ سے خارج نہیں کیا، اور وہ غریب ہیں زکوۃ کے مستحق ہیں تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہوگا۔(۱)

قیدیوں کو زکوۃ دینا

☆......اگر قیدی مسلمان ہیں، غریب محتاج ہیں، نصاب کے مالک نہیں ہیں، تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

☆......اگر زکوۃ کی رقم سے مستحق قیدیوں کو کھانا کھلانا چاہے تو زکوۃ سے تیار کیا گیا کھانا قیدیوں کو دے کر مالک بنا دیں پھر وہ کھائیں تو زکوۃ ادا ہو جائے گی اور اگر کھانا ان کے ہاتھ میں دے کر مالک نہیں بنایا گیا بلکہ بیٹھا کر کھانا کھلایا گیا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۳)

= ج:۲ ص:۹، فصل اما شرائط التی ترجع الی المال، وفی البحر: فلو صار فی یدہ بعد ذلک فلابد له من حول جدید لعدم الشرط وهو النمو، البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۷، ط:سعید.

(۱) وبهذا التعلیل یقوی مانسب للواقعات من ان طالب العلم یجوز له أخذ الزکاة ولو غنیا اذا فرغ نفسه لأفادة العلم واستفادته لعجزه عن الکسب والحاجة داعیة الی مالابد منه. الدر مع الردج:۲ ص:۳۴۰،ط:سعید. قال المحقق والاوجه تقییده بالفقیرفیکون طلب العلم مرخصا لجوازسؤاله من الزکاة وغیرها وان کان قادرا علی الکسب اذ بدونه لایحل له السوال. ج:۲ ص:۳۴۰، ط:سعید."فی سبیل الله" قیل الحاج وقیل طلبة العلم قال المحقق فالتفسیر بطالب العلم وجیه خصوصا. ردالمحتار ج:۲ ص:۳۴۳، ط:سعید. باب المصرف.

(۲) قال فی البحر قوله: هو الفقیر والمسکین یجوز دفع الزکاة الی من یملک مادون النصاب اوقدر نصاب غیر نام وهو مستغرق فی الحاجة. البحر الرائق ج:۲ ص:۲۴۰، باب المصرف ط:سعید. هندیه ج:۱ ص:۱۸۷، الباب السابع فی المصارف ط:رشیدیه. درمع رد المحتار ج:۲ ص:۳۳۹، باب المصرف ط:سعید.

(۳) فلو اطعم یتیما ناویا الزکاة لایجزیه الااذا دفع الیه المطعوم لأنه بالدفع الیه بنیة الزکاة یملکه فیصیر آکلا من ملکه بخلاف ماإذا أطعمه معه ولایخفی أنه یشترط کونه فقیرا. =

☆...... قیدیوں کو نفلی صدقات سے کھانا کھلانا جائز ہے، اس میں غریب اور مالدار کا امتیاز کرنا لازم نہیں۔(۱)

قیدیوں کی رہائی کے لئے زکوۃ دینا

☆......اگر مسلمان قیدی غریب ہے، رہائی حاصل کرنے کیلئے پیسے نہیں ہیں تو مسلمانوں کو چاہئے کہ ایسے مسلمان قیدیوں کو زکوۃ دیدیں تا کہ وہ اس پیسے سے رہائی حاصل کرسکیں (۲) جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

وفی الرقاب .توبه آیت : ٦٠

☆......اگر مسلمان قیدی ایسے قید خانہ میں قید ہے کہ وہاں قیدی سے ڈائریکٹ رابطہ کرنا مشکل ہے، اور باہر کے لوگ اس کو پیسہ دیکر چھڑا سکتے ہیں تو ایسی صورت میں زکوۃ دینے کی صورت میں تملیک کرا کردیں تا کہ زکوۃ بھی ادا ہو جائے، اور قیدی بھی رہائی حاصل کرے۔(۳)

= رد المحتارعلی الدرالمختار ج:۲ص:۲۵۷، کتاب الزکاة ،الفتاوی التاتارخانیة ج:۲ ص: ۲۷۵، ط:ادارة القرآن ،البحرالرائق ج:۲ص: ۲۰۱، کتاب الزکاة ط:سعید.

(۱) قال فی البدائع :واما صدقة التطوع فیجوزصرفها الی الغنی لانها تجری مجری الهبة بدائع ج:۲ص:۴۷، فصل اما الذی یرجع الی المؤدی الیه .ط:سعید،تاتارخانیة ج:۲ص: ۲۷۴، من توضع الزکاة فیه .ادارة القرآن .البحرج:۲ص:۳۴۲،باب المصرف .

(۲) قال فی البحر:قوله المکاتب ای یعان المکاتب فی فک رقبته وهوالمراد بقوله تعالی و فی الرقاب وهومنقول عن الحسن البصری وغیره .....فمال الرقاب یملکه السادة و المکاتبون لایحصل فی ایدیهم شیئ ......وانما جازدفع الزکاة الی المکاتب لان الدفع الیه تملیک .البحرالرائق ج:۲ص: ۲۴۱، باب المصرف ط:سعید.تاتارخانیة ج:۲ص: ۲۶۹، من توضع الزکاة فیه.ادارة القرآن .ردالمحتارج:۲ص: ۳۴۱ المصرف، ط:سعید.

(۳) قال فی الدر:ان الحیلة ان یتصدق علی الفقیرثم یأمره بفعل هذه الاشیاء .درمع الرد ج:۲ص:۳۴۵، باب المصرف ط:سعید، البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۳، باب المصرف ط: سعید. تاتارخانیة ج:۲ص: ۲۷۲، ط:ادارة القرآن .

☆......اللہ تعالی نے قرآن مجید میں سورہ بقرہ کی آیت: ۱۷۷ میں یہ بھی حکم دیا کہ جو لوگ اللہ پر، قیامت کے دن آنے پر، فرشتوں پر، اور تمام آسمانی کتابوں پر اور تمام انبیاء کرام پر ایمان لائیں وہ مال کو محبوب ہونے کے باوجود رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو، اور گردنیں چھڑانے میں دیں ۔ ایسے مسلمان قیدیوں کو بھی رہائی کرانے کے لئے پیسے دیں جو کافروں کے ہاتھ میں گرفتار ہیں، یا قیدیوں کے فدیہ دینے میں اپنا مال خرچ کریں، اور اس میں حکم عام ہے صرف زکوہ پر اکتفانہ کریں بلکہ غیر زکوۃ سے بھی دیں۔(۱)

قیمت

☆......''قیمت فروخت'' سے مراد وہ قیمت ہے جس قیمت پر دکاندار کسٹمر کو مال فروخت کرتے ہیں، اور اس میں قیمت خرید پر نفع بھی شامل ہوتا ہے۔

☆......''قیمت خرید'' سے مراد وہ قیمت ہے جس قیمت پر دکاندار مال خریدتے ہیں

☆......زکوۃ میں قیمت فروخت کا اعتبار ہے قیمت خرید کا اعتبار نہیں ہے۔(۲)

☆......اور قیمت فروخت میں اس بازار کی قیمت معتبر ہے جس بازار میں وہ

---

(۱) قال فی البحر:قوله والمکاتب ای یعان المکاتب فی فک رقبته وهوالمراد بقوله تعالی وفی الرقاب فمال الرقاب یملکه السادة والمکاتبون لایحصل فی ایدیهم شیئ والغارمون یصرف نصیبهم لارباب الدیون وکذلک فی سبیل الله تعالی وابن السبیل مندرج فی سبیل الله ..... البحر ج:۲ص: ۲۴۱،تاتارخانیة ج:۲ص: ۲۶۹ .شامی ج:۲ص: ۳۴۱،باب المصرف. ﴿ولکن البرمن امن بالله والیوم الاخروالملئکة و الکتب والنبیین . واتی المال علی حبه ذوی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل . و السائلین و فی الرقاب الایة﴾ .سورة البقرة آیت :۱۷۷ .

(۲) وذکرمحمد فی الرقیات انه یقوم فی البلد الذی حال الحول علی المتاع بمایتعارفه اهل ذلک البلد نقدا فیما بینهم یعنی غالب نقد ذلک البلد .تاتارخانیة ج:۲ص:۲۳۸، زکاة عروض التجارة .ادارة القرآن .یقوم التاجرالعروض أوالبضاع التجاریة فی کل عام بحسب سعرها فی وقت إخراج الزکاة لابحسب سعرشرائها .الفقه الاسلامی وادلته ج:۲ ص: ۷۹۲، ط:دارالفکر.

مال موجود ہے۔(۱)

قیمت بڑھ کر نصاب کو پہنچ گئی

☆......اگر کسی شخص کے پاس صرف کوئی تجارتی مال ہے (سونا، چاندی، نقد رقم وغیرہ کچھ نہیں) مگر اسکی قیمت نصاب سے کم ہے، پھر چند روز کے بعد مہنگائی کی وجہ سے قیمت بڑھ گئی اور تجارتی مال کی قیمت نصاب کے برابر ہوگئی، تو جس وقت سے قیمت بڑھ کر نصاب کے برابر ہوگئی اسی وقت سے اس کے سال کی ابتداء سمجھی جائے گی۔(۲)

☆......ہر چیز کا نفع جو سال کے اندر حاصل ہوتا ہے، اس کو اصل کے ساتھ ملالیا جائے گا اور سال کے آخیر میں جب اصل رقم کی زکوۃ ادا کی جائے گی نفع کی زکوۃ بھی ادا کرنا لازم ہوگا اگر چہ نفع کی رقم پر سال پورا نہ بھی گذرا ہو۔(۳)

قیمت خرید کے اعتبار سے زکوۃ دی

☆......زکوۃ میں قیمت فروخت کا اعتبار ہے، قیمت خرید کا نہیں، لہذا اگر کسی

---

(۱) يقوم في البلد الذى المال فيه ولوفى مفازة ففى أقرب الأمصاراليه .الدرمع الرد،باب زكاة الغنم ج:۲ص:۲۸۶، ط:سعيد.وهكذا في الهنديه :ويقومها المالك في البلد الذى فيه المال حتى لوبعث عبدا للتجارة الى بلد آخرفحال الحول تعتبرقيمته في ذلك البلد و لوكان في مفازة تعتبرقيمته في أقرب الامصارالى ذلك الموضع .هنديه ج:١ ص:١٨٠، الفصل الثانى فى العروض ط:رشيديه ،كويٹه .تاتارخانية ج:۲ص:۲۳۸، زكاة عروض التجارة ،ادارة القرآن .الفقه الاسلامى وادلته ج:۲ ص:۷۹۲، دارالفكر.

(۲) قال في البحر:يجب ربع العشرفى عروض التجارة اذا بلغت نصابا من احدهما .البحر الرائق ج:۲ ص:۲۲۸ .باب زكاة المال ط:سعيد شامى ج:۲ص:۲۹۸ .قال في البدائع : و منها الحول في بعض الاموال ان اصل النصاب وهوالنصاب الموجودفى اول الحول يشترط له الحول لقوله عليه السلام لازكاة في مال حتى يحول عليه الحول .بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۳ .فصل اما الشرائط التى ترجع الى المال .ط:سعيد.

(۳) ومن كان له نصاب فاستفاد في أثناء الحول مالامن جنسه ضمه الى ماله وذكاه...... ثم انما يضم المستفاد عندنا الى اصل المال اذا كان الاصل نصابا .فتاوى عالمگيرى ج:۱ ص: ۱۷۵ . ط: رشيديه .بدائع ج:۲ص:۱۳، اما شرائط التى ترجع إلى المال ، البحرج:۲ ص:۲۲۲ . فصل في الغنم .

نے قیمت خرید کے حساب سے زکوۃ دی تو اس کی تین صورتیں ہیں۔

(الف) قیمت خرید، قیمت فروخت کے موافق ہے دونوں میں کوئی فرق نہیں تو اس صورت میں قیمت خرید کے اعتبار سے زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔

(ب) اگر قیمت خرید قیمت فروخت سے زیادہ ہے تو اس صورت میں قیمت خرید کے اعتبار سے زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۱)

(ج) اگر قیمت فروخت قیمت خرید سے زیادہ ہے، عام طور پر قیمت فروخت زیادہ ہوتی ہے تو اس صورت میں قیمت خرید کے اعتبار سے زکوۃ دینے کی صورت میں پوری زکوۃ ادا نہیں ہوگی بلکہ قیمت فروخت کے اعتبار سے جتنی رقم کی زکوۃ نہیں دی گئی اتنی رقم کی زکوۃ مزید ادا کر دے تو پوری زکوۃ ادا ہو جائے گی ورنہ پوری زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اس لئے ہمیشہ قیمت فروخت کے اعتبار سے زکوۃ ادا کرے۔(۲)

☆......مثلاً کسی تاجر نے ایک ہزار کے حساب سے مال خریدا اور وہ مال بازار میں دو ہزار کے حساب سے فروخت کرے گا تو زکوۃ دو ہزار قیمت کے حساب سے نکالنا ضروری ہوگا، ایک ہزار کے حساب سے دینا کافی نہیں ہوگا۔(۳)

قیمت فروخت پر زکوۃ ہے

زکوۃ قیمت خرید پر واجب نہیں بلکہ قیمت فروخت پر واجب ہے لہذا سال

(۱) وفی شرح الطحاوی ولوازدادت قیمتها قبل الحول تعتبرقیمتها وقت الوجوب بالاجماع تاتارخانیة ج:۲ ص:۲۴۲، زکاة عروض التجارة .ادارة القرآن .

(۲) قال فی البدائع :وانما له ولایة النقل الی القیمة یوم الاداء فیعتبرقیمتها یوم الاداء .بدائع ج:۲ ص:۲۲ .فصل فی صفة الواجب فی اموال التجارة ط:سعید. ردالمحتار ج:۲ ص: ۲۸۶، ط:سعید.هندیه ج:۱ ص:۱۸۰، الفصل الثانی فی العروض ط:رشیدیه .

(۳) فی التاتارخانیة :فان لم یؤد حتی تغیرسعرالحنطة الی زیادة وصارت تساوی اربع مائة فان ادی من عین الحنطة ادی ربع العشرخمسة اقفزة بالاتفاق وان أدی من القیمة عندهما یودی عشرة دراهم قیمتها یوم الاداء .تتارخانیة ج:۲ ص:۲۴۲، زکاة عروض التجارة .

پورا ہونے کے بعد مارکیٹ میں جو قیمت فروخت ہوگی اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، مثلا ایک آدمی نے تجارت کے لئے مال خریدا اور قیمت خرید ایک لاکھ ہے اور اس مال کو ایک لاکھ دس ہزار میں فروخت کیا، تو ایک لاکھ دس ہزار سے زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔(۱)

قیمت فروخت کا اعتبار ہے

سال پورا ہونے کے بعد زکوۃ دیتے وقت مال تجارت کی جو قیمت بازار میں ہے اسی قیمت کے اعتبار سے زکوۃ ادا کی جائے گی، اسی قیمت کو قیمت فروخت کہتے ہیں، اور زکوۃ میں قیمت فروخت کا اعتبار ہے، قیمت خرید کا نہیں۔(۲)

مثلا کوئی چیز ایک لاکھ میں خریدی اور ڈیڑھ لاکھ میں فروخت کی تو زکوۃ ڈیڑھ لاکھ پر آئے گی ایک لاکھ پر نہیں، اسی طرح اگر ایک لاکھ کی چیز پچاس ہزار کی ہوگئی تو زکوۃ پچاس ہزار پر آئے گی ایک لاکھ پر نہیں۔

اسی طرح کوئی چیز ایک لاکھ میں خریدی اور وہ ابھی تک فروخت نہیں ہوئی اور سال مکمل ہونے پر اسکی قیمت دو لاکھ ہوگئی تو زکوۃ دو لاکھ پر ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

اور اگر سال مکمل ہونے پر اس کی قیمت پچاس ہزار ہوگئی تو زکوۃ پچاس ہزار پر ادا کرنا لازم ہوگا ایک لاکھ پر نہیں کیونکہ زکوۃ میں قیمت فروخت کا اعتبار ہے، قیمت خرید کا نہیں۔(۴)

---

(۱) قال فی الدر: وتعتبر القیمة یوم الوجوب وقالا یوم الاداء . قال المحقق وفی المحیط و یعتبر یوم الأداء بالاجماع وهو الاصح فهو تصحیح للقول الثانی الموافق لقولهما وعلیه فاعتبار یوم الاداء یکون متفقا علیه عنده وعندهما .ردالمحتار ج:۲ ص:۲۸۶، باب زکاة الغنم ط:سعید.هندیه ج:۱ ص:۱۸۰، الفصل الثانی فی العروض ط:رشیدیه .

(۲) ایضا

(۳) فان لم یود حتی تغیر سعر الحنطة الی زیادة وصارت تساوی اربع مائة ان ادی من القیمة عندهما یودی عشرة دراهم قیمتها یوم الاداء .تاتارخانیة ج:۲ ص:۲۴۲،

☆...... دوسرے الفاظ میں جو قیمت بازار کے موافق ہے اسکے اعتبار سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کریں۔(۱)

(ک)

کارخانہ

☆......اگر کارخانہ ایسا ہے کہ اس میں تجارت اور خرید وفروخت کا کام نہیں ہوتا، صرف اجرت لیکر لوگوں کا کام کیا جاتا ہے، مثلاً گارمینٹس کا کارخانہ ہے لوگوں سے آرڈر لیکر مال تیار کر دیتا ہے یا لوگوں کا آٹا پیس کر دیتا ہے، یا آرڈر لیکر جوتا یا بیگ وغیرہ بنا دیتا ہے، تو ان صورتوں میں صرف آمدنی ہی پر زکوۃ واجب ہوگی کارخانہ یا اسکے اوزار اور مشینوں کی قیمتوں پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

☆......اگر کارخانہ ایسا ہے کہ اس میں تجارت بھی کی جاتی ہے، چیزیں خرید کر تیار کی جاتی ہیں اور فروخت کی جاتی ہیں، اس صورت میں اخراجات نکالنے کے بعد سال بھر کی آمدنی کے علاوہ خام اور تیار شدہ مال پر بھی زکوۃ واجب ہوگی، (۳) البتہ کارخانہ کی عمارت فرنیچر، اوزار اور مشینوں پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

---

(۱) (۴) فان تغیرسعر الحنطة الی نقصان وصارت تساوی مائة ان ادی من القیمة عندهما یودی درهمین ونصفا قیمتها یوم الاداء.تاتارخانیة ج:۲ص:۲۴۲،زکاة عروض التجارة. ادارة القرآن.

(۲) زکاة العمارات والمصانع ونحوها لاتجب الزکاةفی عینها وانما فی ریعها وغلتها او ارباحها.الفقه الاسلامی وادلته ج:۲ص:۸۶۴، المبحث الخامس ط:دارالفکربیروت.قال فی الدر:وکذلک آلات المحترفین ....وان حال الحول ای لم ینوبها التجارة بل امسکه لحرفته .ردالمحتارج:۲ص:۲۶۵، کتاب الزکاة ط:سعید.البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۰۶، ط:سعید. بدائع الصنائع ج:۲ص:۱۳، فصل اما الشرائط التی ترجع الی المال ط: سعید.

(۳) الزکاة واجبة فی عروض التجارة کائنة ماکانت إذا بلغت قیمتها نصابا من الورق و الذهب ،الفصل الثانی فی العروض ،عالمگیری. کتاب الزکاة ج:۱ ص:۱۷۹، ط:رشیدیه .

☆......کارخانوں کے حصص پر بھی زکوۃ واجب ہے، جب کہ ان کے حصص کی مقدار نصاب کی مقدار کے برابر ہو،(۲) یا دوسری قابل زکوۃ چیزوں کو ملا کر نصاب پورا ہوجاتا ہو۔

☆......اگر کسی نے کوئی کارخانہ اس لئے خریدا ہے کہ اس کو قیمت بڑھنے پر فروخت کر دیگا تو وہ مال تجارت میں داخل ہو جائے گا اور کارخانہ اور اسکے اندر موجود تمام اوزار اور مشینوں کی قیمت فروخت سے ڈھائی فیصد سالانہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

☆......ملوں کا بھی یہی حکم ہے۔

☆......اگر کسی وجہ سے کارخانہ بند ہوگیا، یا بند کر دیا تو کارخانہ اور مشنریوں کی مالیت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، ہاں فروخت کرنے کی صورت میں قیمت کی رقم پر زکوۃ واجب ہوگی۔(۴)

کارخانہ کی مشین

☆......کارخانہ کے مشینوں پر زکوۃ واجب نہیں ہے(۵) البتہ کارخانہ کی آمدنی اور مصنوعات پر زکوۃ واجب ہے، اور سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا لازم ہے۔(۶)

☆......کارخانوں میں جو مشینیں وغیرہ فٹ ہیں وہ مال تجارت نہیں اس لئے

---

(۱)ومنها فراغ المال فليس فى دورالسكنى....زكاة....كذلک آلات المحترفين. عالمگيرى، كتاب الزكاة ،ج: ۱ ص: ۱۷۲ ،ط:رشيديه .البحرج:۲ص:۲۰۶ .شامى ج:۲ص:۲۶۵، ۲۶۶ . بدائع ج:۲ص:۱۳ ،ط:سعيد.

(۲) صفحه گذشته كاحواله نمبر:۳

(۳) والأصل ماعدا الحجرين والسوائم إنما يزكى بنية التجارة .الدرالمختارشامى، كتاب الزكاة ، ج: ۲ص:۲۷۳، ط:سعيد ،كراچى .

(۴) انظرالرقم : ۱

(۵) ومنها كون النصاب ناميا ،ج: ۱ ص: ۱۷۴ . ط:ماجديه كوئته .

(۶) صفحه گذشته كاحواله نمبر:۳

ان پر زکوۃ واجب نہیں۔(۱)

لیکن ان میں جو مال تیار ہوتا ہے اس پر زکوۃ واجب ہے، اسیطرح جو خام مال کارخانوں میں سامان تیار کرنے کے لئے رکھا ہے اسپر بھی زکوۃ واجب ہے خام مال اور تیار شدہ مال سب کی قیمت لگا کر اس کا ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا فرض ہے۔(۲)

کاشت

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک پھلوں سبزیوں ،ترکاریوں اور مویشیوں کے چارے میں بھی جس کو کاشت کیا جاتا ہو عشر واجب ہے(۳)،زرعی پیداوار میں زکوۃ واجب نہیں ہوتی،صرف عشر واجب ہے۔(۴)

کافر کو غلطی سے زکوۃ دیدی

اگر کسی نے کسی کو غریب اور مستحق سمجھ کر زکوۃ دیدی، پھر معلوم ہوا کہ وہ غیر ذمی کافر ہے تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی،زکوۃ پھر دوبارہ ادا کرے۔(۵)

نوٹ:اور غیر ذمی کافر وہ ہے جو دارالاسلام کے شہری حقوق نہ رکھتا ہو۔

---

(۱) صفحہ گذشتہ کا حوالہ نمبر:۳

(۲) أيضا

(۳) ويجب العشر عند ابی حنيفة رحمه الله تعالى فى كل ماتخرجه الارض ....من الحبوب والبقول ....والباذنجان ،ج:۱ ص:۱۸۶ ،باب العشر،فتاوى عالمگيرى .وهكذا فى الخانية على هامش الهنديه ج:۱ ص:۲۷۶،فصل فى العشر. لو استمنى بقوائم الخلاف والحشيش والقصب ....وكان يقطعه ويبيعه يجب فيه العشر كذا فى محيط السرخسى ،هنديه ج:۱ ص:۱۸۶ الباب السادس فى زكاة الزرع والثمار،ط:رشيديه كوئته .

(۴) وإذا ثبت أنه لاسبيل إلى اجتماع العشر والزكاة ....فايجاب العشر....اولى ،بدائع ،فصل :اما زكاة الزرع والثمار،ج:۲ ص:۵۳،ط:سعيد.

(۵) دفع بتحرلمن يظن مصرفا (فبان انه .....حربى ولومستامنا أعادها، شامى ج:۲ ص: ۳۵۲، كتاب الزكاة باب المصرف .

کافروں کی تعلیم گاہوں میں زکوۃ دینا

غیر مسلم کافروں کی تعلیم گاہوں میں زکوۃ دینے سے زکوۃ ادانہیں ہوگی کیونکہ زکوۃ مسلمان فقیر وغریب کو دینا ضروری ہے، غیر مسلموں کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادانہیں ہوتی۔(۱)

کان

☆......زمیں کے اندر کانوں میں جو قدرتی خزانے ہیں ان کی تین قسمیں ہیں:(۲)

(الف) آگ کی گرمی اور حرارت سے پگھلنے والی دھاتیں جیسے سونا، چاندی، لوہا، رانگ، تانبا، کانسی وغیرہ، اگر کان سے یہ دھاتیں برآمد ہوں تو ان میں سے پانچواں حصہ زکوۃ کے طور پر ادا کرنا واجب ہوگا، اور باقی چار حصے برآمد کرنے والا اپنے پاس رکھ سکے گا، پھر اسکے بعد کے حکم کیلئے ہر دھات کا حکم اس عنوان کے تحت دیکھ لیں۔(۳)

(ب) بہنے والی چیزیں جیسے گندھک، نمک، تیل، پٹرول وغیرہ ان چیزوں کو نکالنے کے بعد نکالنے والے پر زکوۃ ادا کرنا واجب نہیں ہے (۴) باقی تجارت کرنے کی صورت میں آمدنی پر سالانہ زکوۃ واجب ہوگی۔

(ج) وہ چیزیں جو آگ سے پگھلنے والی اور پتلی نہ ہوں جیسے چونا، گچ، کوئلہ،

---

(۱)فهي تمليک المال من فقيرمسلم غيرهاشمی ولامولاه بشرط قطع المنفعة عن المملک من کل وجه لله تعالی .عالمگيری کتاب الزکاة ج: ا ص: ۱۷۰ ،ماجديه ،رشيديه. شامی ج:۲ ص: ۲۵۶ .البحرج:۲ ص: ۲۰۱ .واماالحربی المستامن فلايجوزدفع الزکاة و الصدقة الواجبة اليه بالاجماع ،هنديه ج: ا ص: ۱۸۸ ،باب المصرف .وأما اهل الذمة فلايجوزصرف الزکاة اليهم بالاتفاق .

(۲) ماتخرج من المعادن ثلاثة .منطبع بالنارومائع ومالیس منطبع ولامائع .عالمگيری ج: ا ص: ۱۸۴ ،الباب الخامس فی المعادن والرکاز.

(۳) اما المنطبع کالذهب والفضة ....فيه الخمس .أيضا.

(۴) واما المائع کالقيروالنفط والملح .....فلاشئ فيها .هنديه ج: ا ص: ۱۸۵ .أيضا .

جواہر یاقوت وغیرہ، ان چیزوں پر زکوۃ واجب نہیں (۱) البتہ تجارت کرنے کی صورت میں سالانہ آمدنی پر زکوۃ واجب ہوگی۔(۲)

☆......اگر کوئی شخص ''کان'' کنی کا ٹھیکہ لے تو کان سے جو مقدار برآمد کرے گا اسکا وہی مالک ہوگا۔(۳)

کانسی

''کانسی'' اور تانبے کا حکم ایک ہے لہذا ''تانبا'' کو دیکھ لیں۔

کپڑا

اگر پہننے کے کپڑے پر سونا اور چاندی کے تار وغیرہ سے کام کیا گیا ہے تو اس صورت میں اس کام میں سے جتنی چاندی یا سونا نکل سکتا ہے اس کا اندازہ کر کے زکوۃ کے مال میں شامل کرنا اور اسکی زکوۃ ادا کرنا فرض ہے۔(۴)

---

(۱) ومالیس بمنطبع ولامائع کالنورۃ والجص والجواھروالیواقیت فلاشئ فیھا .عالمگیری، ج:۱ ص:۱۸۵ .الباب الخامس فی المعادن والرکازوھکذا فی الفقہ الاسلامی وادلتہ ج:۲ ص:۷۷۷، المطلب الثانی زکاۃ المعادن والرکازط:دارالفکر،دمشق . قال فی التتارخانیۃ و لاخمس فی الفیروزج وکذا فی الیاقوت والزمرد والکحل والمغرۃ والزرنخ والنورۃ ، تتارخانیۃ ج:۲ ص: ۳۴۲،کتاب المعادن والرکاز،ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ ، رد المحتارج:۲ ص:۳۲۲. باب الرکازط:ایچ ایم سعید ،والبحرج:۲ص:۲۳۴،باب الرکازط: سعید.

(۲) الزکاۃ واجبۃ فی عروض التجارۃ کائنۃ ماکانت إذا بلغت قیمتھا نصابا ،فصل فی العروض ،فتاوی عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۹، ماجدیہ .درمع الرد ج:۲ص:۲۹۸،ط:ایچ ایم سعید .باب زکاۃ المال ،بدائع الصنائع ج:۲ص:۲۰،فصل فی اموال التجارۃ ط:سعید. البحرج:۲ص:۲۲۸.

(۳) واذا استاجراجراء للعمل فی المعدن فالمصاب للمستاجرلأنھم یعملون لہ ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۳۴،باب الرکاز.واما المستعیراذا زرع فعلیہ العشردون صاحب الارض، تتارخانیۃ، ج:۲ص:۳۳۰،کتاب العشر.ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ.ھکذا فی البحر ج:۲ص:۲۳۷،باب العشرط:سعید .

(۴) قال فی البحروتضم قیمۃ العروض الی الثمنین والذھب الی الفضۃ قیمۃ ،البحرالرائق ج:۲ ص:۲۳۰،باب زکاۃ المال ،ط:سعید،وبدائع ج:۲ص:۲۱،فصل فی اموال التجارۃ ط:سعید، =

کپڑے

☆ استعمال کے کپڑوں پر زکوۃ واجب نہیں ہے، چاہے کتنے ہی زیادہ قیمتی ہوں۔(۱)

☆...... البتہ تجارت کی نیت سے لئے گئے کپڑے پر زکوۃ واجب ہوگی، اگر کپڑے کی قیمت فروخت کم سے کم نصاب کے برابر ہے یا دوسرے چیزوں کے ساتھ نصاب کی قیمت تک پہنچ جاتی ہے۔(۲)

کتابیں زکوۃ کی رقم سے خرید کر وقف کرنا

زکوۃ کی رقم سے کتابیں خرید کر دینی مدارس یا کتب خانہ کیلئے وقف کرنا درست نہیں اگر کوئی شخص ایسا کرے گا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، کیونکہ زکوۃ ادا ہونے کے لئے تملیک شرط ہے، اسکے بغیر زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔(۳)

ہاں یہ صورت ہوسکتی ہے کہ کسی مستحق زکوۃ آدمی کو کتابیں مالک بنا کر دیدیں اور وہ مالک ہونے کے بعد اپنی خوشی سے مدرسہ یا کتب خانہ کے لئے وقف کردے تو درست ہوجائے گا۔(۴)

=عالمگیری ج: ا ص: ۱۷۹ .شامی ج:۲ ص:۳۰۳.

(۱) ومنها فراغ المال عن حاجته الاصلية فليس فى .....وثياب البدن زكاة ،كتاب الزكاة،عالمگيرى ج: ا ص: ۱۷۲ ،ماجديه ،وهكذا فى البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۶ وشرط فراغه عن الحاجة الاصلية ......والثياب المحتاج اليها لدفع الحروالبرد.بدائع ج:۲ ص: ۱۱ .الدرمع الرد ج:۲ ص: ۲۶۲ كتاب الزكاة ط:سعيد.

(۲) واما اموال التجارة فتقدير النصاب فيها بقيمتها من الدراهم فلاشئ فيها مالم تبلغ قيمتها مائتى درهم . وكذا يضم بعض اموال التجارة الى البعض فى تكميل النصاب .بدائع ج:۲ ص: ۲۱ ،ط: سعيد.

(۳) قال فى البحرلان الزكاة يجب فيها تمليك المال ،البحرج:۲ ص: ۲۰۱ ،كتاب الزكاة ط: سعيد.وعدم الجوازلانعدام التمليك الذى هوالركن،البحرج:۲ ص:۲۴۳ ،باب المصرف ط: سعيد.عالمگيرى ج: ا ص: ۱۷۰ ،الباب الاول .

(۴) وحيلة التكفين بها التصدق على فقيرثم هويكفن فيكون الثواب لهما وكذا فى تعمير المسجد ،الدرمع الردج:۲ ص: ۲۷۱ ،كتاب الزكاة ط:سعيد.البحرج:۲ ص:۲۴۳ .باب المصرف ،ط:سعيد وكذا فى التتارخانية ج: ۲ ص: ۲۷۲ ،باب من توضع الزكاة فيه =

کرا کری پر زکوۃ

☆......اگر کرا کری کے سامان مثلا برتن، شامیانے، فرنیچر یا سائیکلیں وغیرہ یا اور کوئی سامان کرایہ پر دینے کیلئے خریدا اور کرایہ پر چلاتا رہا تو ان چیزوں پر زکوۃ فرض نہیں، کیونکہ کرایہ پر چلانے سے مال مالِ تجارت نہیں بنتا اور اس پر زکوۃ فرض نہیں ہوتی، (۱) البتہ اگر کرایہ کی رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے اور سال گذر جائے تو اس رقم پر زکوۃ فرض ہوگی۔

☆......اگر کرا کری کا سامان تجارت کے لئے ہے اور اسکی قیمت فروخت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سال گذرنے پر اسکی قیمت فروخت سے ڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔ (۲)

کرایہ

اگر زکوۃ کا سامان کسی قریب یا دور دراز علاقے میں گاڑی وغیرہ کے ذریعہ مستحق لوگوں کیلئے بھیجا جا رہا ہے تو اس کا کرایہ زکوۃ کی رقم سے دینا جائز نہیں کیونکہ زکوۃ ادا ہونے کیلئے زکوۃ کی رقم مستحق آدمی کو بلاعوض مالک بنا کر دینا ضروری ہے، اور اگر زکوۃ کا سامان اور رقم کسی مستحق یا اس کے وکیل کو مالک بنا کر دیدیا گیا تو وہ کرایہ دے کر سامان لے جا سکتا ہے۔ (۳)

= .ط:ادارة القرآن والعلوم الاسلامية .

(۱)ولواشترى قدورا من صفريمسكها ويؤجرها لاتجب فيها الزكاة ،هنديه ج:۱ ص: ۱۸۰، فصل فى العروض ط:ماجديه كوئته .تتارخانية ج:۲ ص: ۲۴۱، زكاة عروض التجارة . اذا اشترى دارا اوعبدا للتجارة فآجره خرج من ان يكون للتجارة لانه لما آجره فقد قصد الغلة فخرج عن حكم التجارة ،تتارخانية ،ج:۲ص: ۲۳۹،زكاة عروض التجارة .

(۲) الزكاة واجبة فى عروض التجارة كائنة ماكانت إذا بلغت قيمتهانصابا،عالمگيرى ، فصل فى العروض ،ج:۱ص:۱۷۹ ماجديه . قال فى البحر:يجب ربع العشرفى عروض التجارة اذا بلغت نصابا من احدهما ،ج:۲ص:۲۲۸ط:سعيد،

(۳) هى تمليك جزء مال عينه الشارع من مسلم فقيرغيرهاشمى مع قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى اى لاجل امتثال امره تعالى ،شامى ج:۲ص: ۲۵۶، =

کرایہ پر چلانے کے لئے مکان خریدا

اگر مکان کرایہ پر دینے کیلئے خریدا، اور کرایہ کی رقم بھی محفوظ ہے تو اس صورت میں مکان کی قیمت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، (۱) البتہ اگر کرایہ کی رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سال پورا ہونے کے بعد کرایہ کی رقم سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔

اور اگر کرایہ کی رقم محفوظ نہیں ہے خرچ ہوگئی ہے یا کچھ محفوظ ہے لیکن نصاب سے کم ہے تو اس صورت میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ (۲)

کرایہ پر استعمال ہونے والا سامان

کرایہ پر استعمال ہونے والے سامان کی مالیت پر زکوۃ واجب نہیں ہے (۳) البتہ آمدنی پر سالانہ زکوۃ واجب ہوگی اگر آمدنی کی رقم نصاب کے برابر یا اس سے

= ۲۵۸، البحر ج:۲ ص: ۲۰۱. هنديه ج: ۱ ص: ۱۷۰، الباب الاول، ط:رشيديه.

(۱) صفحه گذشته کاحواله نمبر: ۱. قال الدكتور وهبة الزحيلي :اتجه راس المال فى الوقت الحاضرلتشغيله فى نواح من الاستثمارات غيرالارض والتجارة وذلك عن طريق اقامة المبانى اوالعمارات بقصدالكراء ......تشترك كلها فى صفة واحدة هى انها لاتجب الزكاة فى عينها وانما فى ريعها وغلتها اوارباحها .الفقه الاسلامى وأدلته ج:۲ص:۸۶۴، كتاب الزكاة، المبحث الخامس، ط:دارالفكربيروت .

(۲) ومنها فراغ المال عن حاجته الاصلية ، عالمگيرى ج: ۱ ص: ۱۷۲، كتاب الزكاة ط: ماجديه. قال فى البحر:وشرط فراغه عن الحاجة الاصلية؛ لان المال المشغول بها كالمعدوم ...... فقد صرح فان من معه دراهم وامسكها بنية صرفها الى حاجته الاصلية لاتجب الزكاة اذا حال الحول وهى عنده، البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۰۶، ط:سعيد. شامى ج:۲ ص: ۲۶۲.

(۳) ولواشترى قدورا من صفريمسكها ويؤاجرها لاتجب فيها الزكاة، عالمگيرى، فصل فى العروض، ج: ۱ ص: ۱۸۰. تتارخانية ج:۲ص: ۲۴۱، زكاة عروض التجارة، ادارة القرآن . قال وهبة الزحيلى :اتجه راس المال فى الوقت الحاضرلتشغيله فى نواح من الاستثمارات غيرالارض والتجارة وذلك عن طريق اقامة المبانى اوالعمارات بقصدالكراء ......تشترك كلهافى صفة واحدة هى انها لاتجب الزكاة فى عينها وانما فى ريعها وغلتها او ارباحها. الفقه الاسلامى وأدلته ج:۲ ص:۸۶۴، كتاب الزكاة، المبحث الخامس، ط: دار الفكربيروت .

زیادہ ہے، کیونکہ یہ چیزیں نامی یعنی نفع دینے والی بن گئی ہیں۔(۱)

کرایہ پر دینے کے لئے سامان خریدا

اگر کسی نے بیس ہزار یا اس سے زائد روپے کے برتن، فرنیچر، شامیانے یا گاڑیاں وغیرہ یا کوئی اور سامان کرایہ پر دینے کے لئے خریدا اور کرایہ پر چلاتا رہا، تو ان چیزوں کی مالیت پر بھی زکوۃ فرض نہیں، کیونکہ کرایہ پر چلانے سے تجارت کا مال نہیں ہوتا، البتہ کرایہ سے جو روپیہ حاصل ہوگا اگر وہ نصاب کے برابر یا اس سے زائد ہے تو ایک سال گذرنے پر اس روپے پر زکوۃ فرض ہوگی۔(۲)

کرایہ پر مخصوص ہے

اگر کوئی چیز کرایہ کیلئے مخصوص کر دی گئی ہے تو اس کی مالیت پر زکوۃ فرض نہیں البتہ کرایہ کی رقم اگر نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سالانہ زکوۃ ادا کرنا فرض ہوگا۔(۳)

کرایہ کی رقم پیشگی دیدی

اگر کوئی چیز کرایہ پر لی، اور چار پانچ سال کا کرایہ پیشگی دیدیا، تو کرایہ ادا کرنے والے پر اس رقم کی زکوۃ ادا کرنا واجب نہیں ہے، کیونکہ کرایہ کی رقم پیشگی ادا کرنے کے

---

(۱) ومنها كون النصاب ناميا حقيقة بالتوالد والتناسل والتجارة...عالمگیری ج:۱ ص: ۱۷۴ ط:ماجديه .قال فى البدائع: ومنها كون المال ناميا؛لأن معنى الزكاة هوالنماء لايحصل الا من المال النامى وانما نعنى به كون المال معدا للاستمناء بالتجارة ......والتجارة سبب لحصول الربح فيقام السبب مقام المسبب ،بدائع ج:۲ص:۱۱ ،فصل اما الشرائط ترجع الى المال ط:سعيد.البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۲.

(۲) أيضا

(۳) أيضا . ومنها الملك التام وهوماجتمع فيه الملك واليد.عالمگیری،كتاب الزكاة ، ج: ۱ ص: ۱۷۲ .بدائع ج:۲ص:۹ .شامي ج:۲ص:۲۵۹.

بعد کرایہ دار کی ملکیت ختم ہوگئی، اور کرایہ پر دینے والے کی ملکیت ثابت ہوگئی، لہٰذا اب اس رقم کی زکوۃ ادا کرنے کی ذمہ داری کرایہ پر دینے والے مالک پر ہے۔(۱)

(اگر وہ رقم نصاب کے برابر ہے یا وہ آدمی پہلے سے صاحب نصاب ہے اور سال پورا ہونے تک وہ رقم موجود رہے، ہاں اگر وہ رقم سال پورا ہونے سے پہلے خرچ ہوگئی تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی)۔(۲)

کفن میں زکوۃ صرف کرنا

میت کے کفن میں زکوۃ کی رقم صرف کرنا، اور زکوۃ کی رقم سے کفن خریدنا جائز نہیں ہے۔(۳)

کمپنی میں رقم جمع کی

اگر کسی نے جائز طریقے سے جائز کاروبار کرنے والی کمپنی میں کاروبار کے لئے رقم جمع کی، اور وہ رقم ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہے، تو اس صورت میں رقم جمع کرنے والے آدمی پر لازم ہوگا کہ سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ

---

(۱) ومنها كون المال نصابا .عالمگیری ،کتاب الزكاة ،ج:۱ص:۱۷۲. قال فی البدائع :ومنها الملک المطلق وهوان يكون مملوكا له رقبة ويدا.ج:۲ص:۹.ط:سعید .درمع الرد ج:۲ص:۲۵۹،کتاب الزكاة ط:سعید.

(۲) واموال التجارة فتقديرالنصاب فيها بقيمتها من الدراهم فلاشئ فيها مالم تبلغ قيمتها مائتى درهم ،فتجب فيها الزكاة ،بدائع ج:۲ص:۲۰،هنديه ج:۱ص:۱۷۹. شامی ج:۲ ص:۲۹۸. البحرج:۲ص:۲۲۸.وكمال النصاب شرط وجوب الزكاة وهذا الشرط يعتبر فى اول الحول وفى آخره لافى خلاله .بدائع ،ج:۲ص:۱۵،ط: سعید. البحر ج:۲ ص: ۲۲۹.

(۳) ولايجوزأن يكفن بها ميت ،الباب السابع فى المصارف ،عالمگیری ،ج:۱ص:۱۸۸، ط:ماجدیه .البحرج:۲ص:۲۴۳باب المصرف ط:سعید.تتارخانية ج:۲ص:۲۷۲.ادارة القرآن .وهكذا فى الدرالمختار،لايصرف (إلى بناء) نحو(مسجدو)لا إلى (كفن ميت وقضاء دينه) ......لعدم التمليك وهوالركن .وفى الشامية :(ولاإلى كفن ميت) لعدم صحة التمليك منه، ج:۲ص:۳۴۴.فتح القدیرج:۲ص:۲۰۷،ط:رشیدیه.

ادا کرے۔(۱)

کمپنیوں کی زکوۃ

☆ کمپنیوں کی زکوۃ میں اختیار ہے، اجتماعا اور انفرادا دونوں صورتیں جائز ہیں۔

☆ ......جو کمپنیاں مکمل طور پر سرکاری ہیں ان کے کسی حصے پر زکوۃ واجب نہیں، کیونکہ سرکاری اموال پر کسی کی شخصی ملکیت نہیں۔(۱)

☆ ......غیر سرکاری کمپنیوں کے حصوں پر زکوۃ واجب ہے۔(۲)

☆ ......اور اگر نیم سرکاری کمپنی ہے تو سرکاری حصے پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ (۳) اور غیر سرکاری حصے پر زکوۃ واجب ہوگی کیونکہ وہ شخصی ملکیت ہے ، اور شخصی ملکیت پر زکوۃ واجب ہوتی ہے۔(۴)

کمیشن پر زکوۃ کا چندہ وصول کرنا

☆ ......چندہ یا زکوۃ وصول کرنے کے لئے کمیشن پر سفیر مقرر کرنا جائز نہیں، (۵)

---

(۱) ومنها كون النصاب ناميا ......فالخلقى الذهب والفضة لانهما لايصلحان للانتفاع بأعيانهما فى دفع الحوائج الاصلية فتجب فيهما نوى التجارة اولم ينواصلا،عالمگيرى ج: ا ص: ۱۷۴. الزكاة واجبة فى عروض التجارة كائنة ما كانت إذا بلغت قيمتهما نصابا. عالمگيرى كتاب الزكاة ،الفصل الثانى فى العروض ،ج: ا ص: ۱۷۹. ط:ماجديه .شامى ج: ۲ص: ۲۹۸ .بدائع ج: ۲ص: ۲۰ .البحرج: ۲ص: ۲۲۸. فمنها الملک فلاتجب الزكاة فى سوائم الوقف والخيل المسبلة لعدم الملک ،بدائع ، فصل اما الشرائط التى ترجع الى المال ،ج: ۲ص: ۹،ط:سعيد. درمع الرد ج: ۲ص: ۲۷۷. باب السائمة ط:سعيد.

(۲) الزكاة واجبة فى عروض التجارة ،عالمگيرى ،الفصل الثانى فى عروض التجارة ، ج: ۱ ص : ۱۷۹ .ط:ماجديه .شامى ج: ۲ص: ۲۹۸ .بدائع ج: ۲ص: ۲۰. البحرج: ۲ ص: ۲۲۸.

(۳) انظرالرقم : ۱

(۴) ومنها الملک ......الخ بدائع ج: ۲ص: ۹،ط:سعيد.هنديه ج: ا ص: ۱۷۲ .شامى ج: ۲ ص: ۲۵۹،ط:سعيد.

(۵) دفع الزكاة إلى صبيان اقاربه ......جازإلا إذا نص على التعويض ،الدرمع الرد،باب المصرف ،ج: ۲ص: ۳۵۶.والبحرج: ۲ص: ۲۱۱،ط:سعيد. هنديه ج: ا ص: ۱۹۰ .المصارف.

مدارس کو جو زکوۃ دی جاتی ہے اگر وہ صحیح مصرف پر خرچ کریں گے تو زکوۃ ادا ہوگی ورنہ نہیں (۱)، اس لئے زکوۃ صرف انہی مدارس کو دی جائے جن کے بارے میں اطمینان ہو کہ وہ ٹھیک مصرف پر خرچ کرتے ہیں۔

☆......اگر مدرسہ کے چندہ کرنے کیلئے تنخواہ دار ملازم ہے تو اس کی اچھی کارکردگی کی وجہ سے تنخواہ کے علاوہ بطور انعام فی صد کمیشن دینا جائز ہے، لیکن زکوۃ کے پیسے سے کمیشن دینا جائز نہیں (۲)، بلکہ زکوۃ کا پیسہ مدرسہ میں جمع کرنا لازم ہے، اور یہ انعام مدرسہ اپنے امدادی فنڈ میں سے دے سکتا ہے۔

اور اگر تنخواہ دار ملازم نہیں ہے تو کمیشن پر چندہ کرنا جائز نہیں ہے (۳) اجرت معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اجارہ فاسد ہے۔ (۴)

کنگن آگ کے پہنائے جائیں گے

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے دو عورتوں کے ہاتھ میں سونے کے کنگن دیکھے تو ان سے پوچھا کہ ان کی زکوۃ دیتی ہو یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ ''نہیں'' تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم کو یہ پسند ہے کہ اس کے بدلے میں تم کو آگ کے کنگن پہنائے

(۱) لایصرف (إلی بناء) نحومسجد ولاإلی کفن میت وقضاء دینه ،الدرمع الرد،کتاب الزکاة ،باب المصرف ،ج:۲ص:۳۴۴،ط:سعید. والبحرالرائق ج:۲ص:۲۴۳.قال فی الهندیة :ولونوی الزکاة بمایدفع المعلم الی الخلیفة ولم یستاجره ان کان الخلیفة بحال لو لم یدفعه یعلم الصبیان ایضا ،اجزأه والا فلا، هندیه باب المصرف ، ج:۱ ص:۱۹۰،رشیدیه ، کوئته.تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۸، باب من توضع الزکاة فیه،ط:ادارة القرآن ،وفی التتارخا نیة لایجوزصرفها الی من فرغ نفسه ،لعمل المسلمین نحوالقضاة و المفتین والمؤذنین و المعلمین،تتارخانیة کتاب المعادن ج:۲ص:۳۴۴، ط: ادارة القرآن .

(۲) دفع الزکاة إلی صبیان اقاربه إلا إذا نص علی التعویض .الدرمع الرد،باب المصرف ج:۲ص:۳۵۶،ط:سعید.البحرج:۲ص:۲۱۱.هندیه ج:۱ص:۱۹۰.

(۳) أیضا

(۴) الفساد...... وقد یکون لجهالة البدل .(الباب الخامس عشرفی بیان مایجوزمن الاجارة ومالایجوز،عالمگیری ،کتاب الاجارة ،ج:۴ص:۴۳۹،ط:ماجدیه .

جائیں؟ انہوں نے عرض کیا ''نہیں'' آپ ﷺ نے فرمایا تو اس کی زکوۃ دیا کرو۔ (ترمذی ص:) (۱)

کنویں کی کھدوائی میں زکوۃ لگانا

کنویں کی کھدوائی میں زکوۃ لگانا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے کنویں کی کھدوائی میں زکوۃ لگائی ہے تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی، اتنی زکوۃ دوبارہ ادا کرنا لازم ہے۔(۲)

کولڈ اسٹور

☆...... اگر زمین سے پیداوار اور پھل حاصل کرنے والے نے عشر ادا کرنے کے بعد پیداوار اور پھلوں کو کولڈ اسٹور میں رکھ کر محفوظ کر لیا اور اس پر چند سال گذر گئے تو اس صورت میں ان چیزوں پر دوبارہ زکوۃ یا عشر لازم نہیں ہوگا، کیونکہ عشر میں سال گذرنے کی قید نہیں ہے۔(۳)

☆...... اگر کسی نے تجارت کی نیت سے مذکورہ چیزیں خرید کر کولڈ اسٹور میں محفوظ کر لی ہیں تو اس صورت میں مال تجارت ہونے کی وجہ سے سالانہ مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(اگر مالیت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہو)۔(۴)

---

(۱) فقال لهما رسول الله ﷺ اتحبان أن يسوركما الله لسوارين من نار قالتا لا قال فاديا زكوته سنن ترمذی، ابواب الزكاة باب ماجاء فى زكاة الحلى ،ج: ۱ ص: ۱۳۸ .

(۲) ولايجوزأن يبنى بالزكاة المسجد ......وكذا كرى الانهار،عالمگیری ،باب المصرف ج: ۱ ص: ۱۸۹ ، درمختارمع الردج: ۲ص: ۲۷۱،ط:سعید.البحرالرائق باب المصرف ،ج: ۲ ص: ۲۴۳ .تتارخانيه ،ج: ۲ ص: ۲۷۲،۲۷۴،۲۴۴ ،ط:ادارة القرآن.

(۳) بلاشرط نصاب وبلاشرط بقاء وحولان حول لان فيه معنى المؤنة ، حتى لواخرجت الارض مرارا وجب فى كل مرة ، ولان العشرفى الخارج حقيقة فيتكرربتكرره وكذا خراج المقاسمة ؛ لأنه فى الخارج ، شامی ج: ۲ص: ۳۶۶،باب العشر.بدائع ج: ۲ص: ۶۲ .

(۴) الزكاة واجبة فى عروض التجارة كائنة ماكانت إذابلغت قيمتها نصابا،عالمگیری ، الفصل الثانى فى العروض ،ج: ۱ ص: ۱۷۹ ، البحرج: ۲ ص: ۲۲۸ ،بدائع ج: ۲ص: ۲۰ .

کھاد

☆ ......زمین کیلئے جو کھاد خرید کر رکھ لی جاتی ہے اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۱)

☆ ......جو کھاد فروخت کرنے کی نیت سے خرید کر رکھ لی جاتی ہے وہ مال تجارت ہے، اگر قیمت فروخت نصاب کے برابر ہے یا خریدار صاحب نصاب ہے تو ان صورتوں میں سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا واجب ہے۔(۲)

کھانا پکا کر کھلانا

زکوۃ کی رقم سے کھانا پکا کر غریبوں کو بیٹھا کر کھلانے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی، کیونکہ زکوۃ ادا ہونے کے لئے زکوۃ کی چیزیں غریبوں کو مالک بنا کر دینا شرط ہے، بیٹھا کر کھلانے سے مالک نہیں ہوتا اس لئے زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔(۳)

ہاں اگر زکوۃ کی رقم سے پکایا ہوا کھانا غریبوں کو مالک بنا کر دیدیا جائے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی، اس کی صورت یہ ہے کہ کھانا پیکٹ بنا کر غریبوں کو دیدیا جائے، یا ان کے برتنوں میں دیدیا جائے تو وہ مالک ہو جائیں گے اور زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۴)

---

(۱) ومنها فراغ المال عن حاجته الاصلية ،عالمگیری ،کتاب الزکاة ،ج:۱ ص:۱۷۲. ط:ماجدیه . شامی ج:۲ ص:۲۶۲ .البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۲ .

(۲) صفحه گذشته کاحواله نمبر:۴. قال فی البدائع واما اموال التجارة فتقدیر النصاب فیها بقیمتها من الدراهم ،فلاشیٔ فیها مالم تبلغ قیمتها مائتی درهم فتجب فیها الزکاة ......وسواء کان مال التجارة عروضاوعقارا اوشیئا مما یکال اویوزن لان الوجوب فی اموال التجارة تعلق بالمعنی وهوالمالیة والقیمة .بدائع ،فصل فی اموال التجارة ج:۲ ص: ۲۰.

(۳) ولواطعمه عنده ناویا الزکاة لاتکفی .فتاوی شامی ،باب المصرف ،ج:۲ ص:۳۴۴، ط: سعید.قال فی البحر؛لان الزکاة یجب فیها تملیک المال لوعال یتیما فجعل یکسوه و یطعمه وجعله من زکاة ماله فالکسوة تجوز......وأما الاطعام ان دفع الطعام الیه بیده یجوز ایضا لهذه العلة وان لم یدفع الیه ویاکل الیتیم لم یجزلانعدام الرکن وهوالتملیک ، البحرج:۲ ص:۲۰۱ ،کتاب الزکاة ،ط:سعید.شامی ج:۲ ص:۲۵۷ .

(۴) قوله تملیکا ،فلایکفی فیها الاطعام إلابطریق التملیک ،شامی ج:۲ ص:۳۴۴، ۳۵۷، البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۱ ،ط:سعید.

اورمدارس والوں کیلئے آسان صورت یہ ہے کہ مستحق طلبہ کوزکوۃ کی رقم دیدی جائے اور ہدایت کی جائے کہ کھانے کی فیس ادا کردیں پھروہ رقم واپس جمع ہونے کے بعد کھلانے میں خرچ کی جائے توزکوۃ بھی ادا ہوجائے گی اور طلباء کو کھانا بھی مل جائے گا۔(۱)

کھڑے کھیت کوفروخت کردیا

اگر کھڑے کھیت کو تیار ہونے سے پہلے فروخت کردیا، تو اس کا عشر خریدار پر واجب ہوگا، اوراگر دانہ پک جانے کے بعد بیچا تو اس کا عشر بیچنے والے کے ذمہ لازم ہوگا۔(۲)

کھوٹ

سونے کے زیور میں جو کھوٹ ملادیتے ہیں وہ سونے کے وزن میں شمار ہوتا ہے، اس کھوٹ ملے سونے کی بازار میں جو قیمت ہوگی اس کے حساب سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کی جائے گی۔(۳)(اگر زیور نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے یا کم ہے لیکن دوسرے اموال زکوۃ سے ملکر نصاب کے برابر ہوجاتا ہےاور سال بھی پورا ہوگیا ہے)(۴)۔

---

(۱) وقدمنا أن الحيلة أن يتصدق على الفقيرثم يأمره بفعل هذه الاشياء ،الدرمع الرد،باب المصرف ،ج:۲ص:۳۴۵، ۲۷۱،البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۳،ط:سعيد.تتارخانية ج:۲ ص ۲۷۲ ط:ادارة القرآن .

(۲) ولوباع الذرع إن قبل إدراكه فالعشرعلى المشترى ولوبعده فعلى البائع ،الدرمع الرد، كتاب الزكاة ج:۲ص:۳۳۳.

(۳) فإن كان الغالب هوالفضة فهى كالدراهم الخالصة ......وحكم الذهب المغشوش كالفضة المغشوشة ،عالمگيرى الباب الثالث فى زكاة الذهب والفضة والعروض ، ج:۱ ص:۱۷۹ .درمع الردج:۲ص:۳۰۱،باب زكاة المال ط:سعيد.البحرج:۲ص:۲۲۸ .

(۴) وتضم قيمة العروض الى الثمنين والذهب الى الفضة قيمة .ايضا .البحرج:۲ ص: ۲۳۰، باب زكاة المال ط:سعيد.شامى ج:۲ص:۳۰۳.بدائع ج:۲ص:۱۹ .تتارخانيه ج:۲ ص: ۲۳۲.

کھیت

☆ ......اگر کھیت عشری زمین پر ہے تو پیداوار پر عشر لازم ہوگا۔(۱)

☆ ......عشر اس کھیتی میں بھی ہے جو جانوروں کے چارہ کے لئے ہے۔(۲)

☆ ......اگر کھیت کو پکنے سے پہلے پہلے کاٹ کر جانوروں کو کھلا دیا تو عشر واجب نہیں ہوگا۔(۳)

☆ ......اگر کھڑے کھیت کو تیار ہونے سے پہلے فروخت کر دیا گیا تو اس کا عشر خریدار پر لازم ہوگا، اور اگر دانہ پک جانے کے بعد فروخت کیا ہے تو اس کا عشر فروخت کرنے والے کے ذمہ ہوگا۔(۴)

کھیت کی قیمت پر زکوۃ

کھیت کی قیمت پر زکوۃ نہیں ہے، اگر زمین عشری ہے تو اسکی پیداوار پر عشر یعنی دسواں حصہ واجب ہوگا، اگر زمین عشری نہیں تو کچھ واجب نہیں ہوگا۔(۵)

---

(۱) ویجب العشرفی......ارض غیرالخراج ،باب العشر،الدرالمختارمع الرد ، ج:۲ ص: ۳۲۵، ط: سعید .البحرالرائق ج:۲ص:۲۳۶ .

(۲) قال فی البدائع :ومنها أن یکون الخارج من الأرض مما یقصد بزراعته نماء الارض وتستغل بها عادة .....ویجب فی قصب السکروقصب الذریرة لانه یطلب بهما نماء الارض توجد شرط الوجوب .بدائع ج:۲ص:۵۸، فصل فی شرائط المحلیة . الدرمع الردج:۲ص:۳۲۶.باب العشر.البحرالرائق ج:۲ص:۲۳۷ .

(۳) قال فی البدائع واما سبب فرضیته فالارض النامیة بالخارج حقیقة حتی لواصاب الخارج آفة فهلک لایجب فیه العشرفی الارض العشریة .بدائع ج:۲ص:۵۴. البحر ج:۲ ص: ۲۳۶ .

(۴) قال فی البدائع :ولوباع الارض العشریة وفیها زرع قد ادرک مع زرعها اوباع الزرع خاصة فعشره علی البائع دون المشتری ،وان ترکه حتی ادرك فعشره علی المشتری ،بدائع فصل فی شرائط الفرضیة ،ج:۲ص:۵۷. ط:سعید.

(۵)انظرالرقم : ۱ .

کیش کا نصاب

☆...... اگر کسی آدمی کے پاس سونا اور چاندی نہیں صرف نقد رقم ہے تو اس کا نصاب یہ ہے کہ کیش رقم ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو نصاب پورا ہو جائے گا ایک سال مکمل ہونے کے بعد ڈھائی فیصد زکوۃ کی نیت سے فقیروں کو دینا لازم ہوگا۔(۱)

☆...... اگر کسی کے پاس نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ نقد رقم ہے اور نصاب سے کم سونا ہے تو سال مکمل ہونے پر نقد رقم اور سونا دونوں چیزوں پر زکوۃ واجب ہوگی اور سونے کی قیمت کو نقد رقم کے ساتھ جمع کر کے مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کر دی جائے۔(۲)

☆...... اگر کیش رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سال مکمل ہونے پر زکوۃ ادا کرنا لازم ہے چاہے وہ اس رقم کو کسی کاروبار میں لگا کر بڑھائے یا اپنے پاس یا بینک میں جمع رکھے ہر صورت میں سالانہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہے کیونکہ کیش رقم کا مقصد اس کو کاروبار وغیرہ میں لگا کر بڑھانا ہے نہ کہ جمع کر کے بیکار چھوڑ دے، بلکہ اس کو کاروبار، زمیں جائیداد وغیرہ کی خرید فروخت میں لگائے تا کہ ملک قوم اور اپنی ذات کے لئے فائدہ مند ثابت ہو اور زکوۃ دینا بھاری نہ ہو، ورنہ رقم جمع کر کے رکھنے والا خود

---

(۱) تجب فی کل مائتی درهم خمسة دراهم وفی کل عشرین مثقال ذهب نصف مثقال ،عالمگیری ،فصل فی زکاة الذهب والفضة ،ج: ۱ ص: ۱۷۸ ،ط:ماجدیه .البحرج: ۲ ص: ۲۲۸ ،باب زکاة المال ط:سعید.شامی ج: ۲ص: ۲۹۵.

(۲) وتضم قیمة العروض الی الثمنین ایضا ،عالمگیری فصل فی زکاة الذهب والفضة ج: ۱ ص: ۱۷۹ ، ط:ماجدیه .البحرالرائق ج: ۲ص: ۲۳۰ ، باب زکاة المال ،درمع الرد ج: ۲ ص: ۳۰۳ ،باب زکاة المال ،ط:سعید.بدائع ج: ۲ص: ۲۱ ،فصل فی اموال التجارة ط:سعید. تتارخانیه ج: ۲ص: ۲۳۲ ،باب زکاة المال ،ادارة القرآن.

قصوروار ہوگا ،شریعت نہیں لہذا ہر حال میں زکوۃ ادا کرنا لازم ہے۔(۱)



گارمنٹس

’’کارخانہ‘‘ کو دیکھیں۔

گاڑی

☆......گاڑی خواہ موٹر سائیکل ہو یا کار یا بس ہو یا کوچ ،ٹرک ہو یا ٹرالر ،سوزوکی ہو یا ٹیکسی غرض کہ کسی قسم کی بھی گاڑی ہو اگر ذاتی استعمال کے لئے ہے یا سامان منتقل کرنے کے لئے تو ان گاڑیوں پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۲)

☆......گاڑی خواہ کسی قسم کی بھی ہو اگر ذاتی استعمال کے لئے نہیں بلکہ تجارت کیلئے ہے تو اس پر زکوۃ واجب ہے۔(۳)

☆......اگر گاڑی تجارت اور ذاتی استعمال کیلئے نہیں بلکہ کرایہ پر دی جاتی ہے تو

---

(۱) قال فی البدائع واما اموال التجارة فتقدیرالنصاب فیها بقیمتها من الدنانیروالدراهم فلاشئ فیها مالم تبلغ قیمتها مائتی درهم أوعشرین مثقالامن ذهب فتجب فیها الزکاة ،بدائع ج:۲ص:۲۰ ،فصل فی اموال التجارة ،ط:ایچ ایم سعید.الدرمع الردج:۲ص:۲۹۸، باب زکاة المال ط:ایچ ایم سعید.تتارخانیة، ج:۲ص:۳۳۴و۳۳۶،کتاب الزکاة باب زکاة المال ،ط:ادارة القرآن.البحرج:۲ص:۲۲۵.

(۲) ومنها فراغ المال عن حاجته الاصلیة فلیس فی دورالسکنی ......ودواب الرکوب ...... زکاة ،کتاب الزکاة ،عالمگیری ج:۱ص:۱۷۲،ط:رشیدیه، البحرج:۲ ص:۲۰۶،کتاب الزکاة ط:سعید.ردالمحتارج:۲ص:۲۶۲،کتاب الزکاة ،ط:سعید.بدائع ج:۲ص:۱۱

(۳) ومنها کون النصاب نامیا حقیقة والتوالد والتناسل والتجارة ......وینقسم کل واحد الی قسمین خلقی وفعلی .....فالخلقی الذهب والفضة ....والفعلی ماسواهما ویکون الاستمناء فیه بنیة التجارة اوالاسامة ،عالمگیری کتاب الزکاة ج:۱ص:۱۷۴، البحر ج:۲ ص:۲۰۶،ط:سعید.ردالمحتارج:۲ص:۲۶۳،کتاب الزکاة ،ط:سعید.

اس صورت میں گاڑی کی اصل قیمت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی (۱) البتہ کرایہ کی رقم اگر چاندی کے نصاب کے برابر ہے یا وہ آدمی پہلے سے صاحب نصاب ہے تو ان صورتوں میں کرایہ کی بچی ہوئی رقم سے سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔(۲)

☆...... اگر گاڑی کو آمدنی کے ذریعہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے تو اس صورت میں بھی گاڑی کی اصل قیمت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی (۲) بلکہ آمدنی کی رقم اگر موجود ہے اور وہ چاندی کے نصاب کے برابر ہے یا وہ آدمی پہلے سے صاحب نصاب ہے تو ان صورتوں میں سالانہ آمدنی سے بچی ہوئی رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، اور اگر آمدنی کی رقم باقی نہیں رہتی بلکہ خرچ ہوجاتی ہے تو اس صورت میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

☆......اگر گاڑی بک کرنے کے بعد رقم جمع کرادی لیکن اب تک گاڑی نہیں ملی اس درمیان میں سال مکمل ہوگیا تو جمع کردہ رقم سے بھی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۴)

---

(۱)ولواشتری قدورا من صفریمسکها ویؤاجرها لاتجب فیها الزکاة ،عالمگیری ، ج:۱ ص:۱۸۰ ،ط:ماجدیه .تتارخانیة ج:۲ص: ۲۴۱ ،زکاة عروض التجارة ط:ادارة القرآن.

(۲) زکاة العمارات والمصانع ....اوالعمارات بقصد الکراء والمصانع المعدة للانتاج لاتجب الزکاة فی عینها وانما فی ریعها وغلتها اوارباحها ،الفقه الاسلامی وأدلته ، ج:۲ ص:۸۶۴،المبحث الخامس ط:دارالفکر.

(۳) ومنهافراغ المال عن حاجته الاصلیة ،عالمگیری ،کتاب الزکاة ،ج:۱ ص:۱۷۲، ط: ماجدیه .شامی ج:۲ص:۲۶۲ .البحرج:۲ص:۲۰۶،کتاب الزکاة ،ط:سعید.اذا اشتری جوالق بعشرة آلاف درهم لیؤاجرها من الناس فحال علیها الحول فلازکاة فیها لانه اشتراها للغلة لاللتجارة ،تتارخانیة ج:۲ص: ۲۴۱ ،زکاة عروض التجارة ، ط: ادارة القرآن ،

(۴) منها کون المال فاضلا عن الحاجة الاصلیة لان به یتحقق الغناومعنی النعمة وهوالتنعم و به یحصل الاداء عن طیب النفس اذ المال المحتاج الیه حاجة اصلیة لایکون صاحبه غنیا عنه،بدائع ،فصل اما الشرائط التی ترجع الی المال ،ج:۲ص: ۱۱ ط:سعید.هندیه ج: ۱ ص: ۱۷۲ ،ط:رشیدیه .البحرج: ۲ص: ۲۰۶ ط:سعید.ردالمحتارج: ۲ص: ۲۶۲، ط: سعید .

گاڑی خریدنے کے لئے رقم جمع کی ہے

☆......اگر کسی نے گاڑی خریدنے کے لئے رقم جمع کی اور وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے اور اس پر سال گذر گیا اور اب تک گاڑی نہیں لی تو اس رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہے۔(۱)

☆......اور اگر مذکورہ رقم سے سال مکمل ہونے سے پہلے ذاتی استعمال کے لئے گاڑی خرید لی تو اسپر زکوۃ واجب نہیں ہوگی،(۲) ہاں اگر نصاب کے برابر رقم رہے گی تو اس صورت میں سال پورا ہونے کے بعد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

گاڑی کے کرایہ کی رقم پر زکوۃ

☆کرایہ پر دی گئی گاڑی سے جو نفع حاصل ہوتا ہے اگر وہ نصاب تک پہونچ جائے تو سال گذرنے کے بعد اس پر زکوۃ فرض ہوگی، کرایہ پر دی گئی گاڑیوں کی اصل قیمت پر زکوۃ فرض نہیں ہوگی، کیونکہ یہ نفع حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، اور ذریعہ پر زکوۃ نہیں آتی۔(۴)

گائے کی زکوۃ

☆......۲۹ گائے تک زکوۃ نہیں ہے۔(۵)

---

(۱) أيضا

(۲) ومنها فراغ المال عن حاجته الاصلية ،عالمگيری ج:۱ ص:۱۷۲،ط:ماجديه البحرج:۲ ص:۲۰۶ .شامی ج:۲ ص:۲۶۲ .بدائع ج:۲ ص:۱۱ .

(۳) وملک نصاب حولی فارغ عن الدين وحوائجه الاصلية نام ولوتقديرا لأنه عليه السلام قدرالسبب به ....والزيادة فاضل عن الحاجة ،البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۲،كتاب الزكاة ط:سعيد.درمع الردج:۲ ص:۲۵۹،ط:سعيد.

(۴) ولواشترى قدورا من صفريمسكها ويؤاجرها لاتجب فيها الزكاة ،عالمگيری فصل فی العروض،ج:۱ ص:۱۸۰،ط:ماجديه .تتارخانية ج:۲ص:۲۴۱ العمارات بقصد الكراء .... لاتجب الزكاة فی عينها وانما فی ارباحها ،الفقه الاسلامی وادلته ج:۲ص:۸۶۴، دارالفكر، بيروت.

(۵) ليس فی اقل من ثلاثين من البقرصدقة فإذا كانت ثلاثين سائمة ففيها تبيع وتبيعة ، هنديه ج:۱ ص:۱۷۷ .البحرج:۲ ص:۲۱۵ .

۳۰ سے ۳۹ تک ایک گائے یا ایک سال کا بچھڑا، (۱)

۴۰ سے ۵۹ تک دو سالہ گائے،

۶۰ میں ایک ایک سال کے دو بچھڑے،

پھر جب ۶۰ سے زیادہ ہوجائیں گے تو ہر تیس پر ایک سال کا بچھڑا اور ہر چالیس میں دو سالہ گائے، (۲) مثلاً ستر گائے ہوجائیں تو انمیں تیس پر ایک سالہ بچھڑا اور چالیس پر ایک دو سالہ گائے، کیونکہ ستر گائے میں ایک تیس کا نصاب ہے اور ایک چالیس کا، اور ۸۰ میں دو سالہ دو گائے، کیونکہ اس میں چالیس کے دو نصاب ہیں، اور ۹۰ میں ایک ایک سال کے تین بچھڑے، کیونکہ نوے گائے میں تیس کے تین نصاب ہیں۔

اور ۱۰۰ میں ایک سالہ دو بچھڑے اور دو سالہ ایک گائے، کیونکہ سو میں تیس کے دو نصاب اور چالیس کا ایک نصاب ہے۔ (۳)

☆...... جہاں دونوں نصابوں کا نتیجہ مختلف ہو وہاں جس نصاب کے حساب سے بھی زکوۃ ادا کرے گا زکوۃ ادا ہوجائے گی، مثلاً ایک سو بیس گائے ہیں تو انمیں تیس کے چار نصاب اور چالیس کے تین نصاب ہیں اگر تیس کے حساب سے ایک ایک سال کے چار بچے زکوۃ میں دیدیں یا چالیس کے حساب سے دو دو سال کے تین بچے زکوۃ میں دیدیں دونوں صحیح ہیں۔ (۴)

---

(۱) وفی أربعین مسن اومسنة وهی التی طعنت فی الثالثة .

(۲) وبعد الستین یعتبرالاربعینات والثلاثیات فیجب فی کل اربعین مسنة اومسن وفی کل ثلاثین تبیع اوتبیعة ففی سبعین مسن وتبیع وفی ثمانین مسنتان وفی تسعین ثلاثة أتبعة وفی مائة مسنة وتبیعتان ،عالمگیری الفصل الثالث فی زکاة البقرج: ۱ ص:۱۷۷،ط:ماجدیه.البحر ج:۲ص:۲۱۵،باب صدقة البقر،ط:سعید.ردالمحتارج:۲ص:۲۸۰،باب زکاة البقرط: سعید.

(۳) انظرالرقم : ۱ .

(۴)فإن احتمل تقدیرالمسنة والتبیعة فهومخیرکمائة وعشرین مثلاإن شاء أدی ثلاث مسناة وإن شاء ادی اربعة أتبعة کذا فی التبیین .الفصل الثالث فی زکاة البقر.عالمگیری ج: ۱ ص:۱۷۸.ط:رشیدیه .

☆......ساٹھ گائے کے بعد ہر دہائی سے نصاب بدلتا رہے گا، دہائی سے کم بڑھے تو زکوۃ میں زیادتی نہیں ہوگی، وہی زکوۃ دینی ہوگی جو اس سے پہلے دی جاتی تھی۔(۱)

☆......گائے اور بھینس دونوں ایک ہی قسم میں ہیں، دونوں کا نصاب ایک ہے، اگر دونوں کے ملانے سے نصاب پورا ہوتا ہو تو دونوں کو ملا کر زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔ البتہ زکوۃ میں وہی جانور دیا جائے گا جسکی تعداد زیادہ ہو۔(۲)

☆......اگر گائے تجارت کی نیت سے خریدی ہے تو وہ مال تجارت کے حکم میں ہو جائے گی اور مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

گدھا

گدھوں پر زکوۃ واجب نہیں ہے البتہ اگر تجارت کے لئے رکھے ہیں تو تجارتی مال ہونے کی وجہ سے اگر قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا زیادہ ہوگی تو سالانہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۴)

---

(۱) وبعد الستين يعتبرالاربعينات والثلاثيات فيجب فى كل اربعين مسنة اومسن وفى كل ثلاثين تبيع اوتبيعة ففى سبعين مسن وتبيع وفى ثمانين مسنتان وفى تسعين ثلاثة أتبعة هنديه ج: ا ص:۱۷۷ ،تتارخانية ج:۲ص:۲۲۲ ،صدقة السوائم البقر،ادارة القرآن.

(۲) والجاموس كالبقروعند الإختلاط يجب ضم بعضها إلى بعض لتكميل النصاب ثم تؤخذ الزكاة من اغلبها إن كان بعضها اكثرمن بعض .هنديه،ج: ا ص:۱۷۸ .البحرج:۲ ص:۲۱۵. باب صدقه البقرط:سعيد.ردالمحتارج:۲ص:۲۸۰ .باب زكاة البقر،ط:سعيد.

(۳) الزكاة واجبة فى عروض التجارة كائنة ماكانت إذا بلغت قيمتها نصابا من الورق والذهب ، عالمگيرى ،الفصل الثانى فى العروض ،ج: ا ص:۱۷۹ ،ط:رشيديه .البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۲۸ ، باب زكاة المال ،ط:سعيد.ردالمحتارج:۲ص:۲۹۸ ،باب زكاة المال ط: سعيد.بدائع الصنائع ج:۲ ص:۲۰ ، ط:سعيد.

(۴) وهكذا فى البحرالرائق :ولاشئ فى الخيل ولافى الحمير........إلا أن تكون للتجارة لأن الزكوة حينئذ تتعلق بالمالية كسائرأموال التجارة ،(البحرالرائق ،كتاب الزكاة ،فصل فى الغنم ، ج:۲ص:۲۱۷ ، ط:سعيد.ردالمحتارج:۲ص:۲۸۲ ،باب زكاة الغنم :سعيد،هنديه ج: ا ص:۱۷۸ ،ط:رشيديه .

گذشتہ زمانے کا عشر

اگر کسی کے ذمہ میں گذشتہ زمانے کا عشر باقی ہے، اور اس نے اب تک عشر ادا نہیں کیا تو وہ ساقط نہیں ہوگا بلکہ گذشتہ زمانے کا عشر ادا کرنا واجب ہے، مرنے لگے تو وصیت واجب ہے۔(۱)

گذشتہ سالوں کی زکوۃ

☆......اگر کسی صاحب نصاب آدمی نے گذشتہ سالوں کی زکوۃ ادا نہیں کی، تو یہ زکوۃ معاف نہیں ہوگی، بلکہ وہ زکوہ اسکے ذمہ میں ہے، لہذا گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ حساب کر کے ادا کرنا لازم ہے ورنہ آخرت میں پکڑ ہوگی۔

اب سابقہ زکوۃ ادا کرنے کی صورت یہ ہے کہ گذشتہ سالوں میں ہر سال کتنی رقم تھی یا نصاب کی مالیت کی مقدار کیا تھی معلوم ہے تو اس حساب سے ہر سال کی رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کردے۔

اور اگر گذشتہ سالوں کی رقم یا نصاب کی مالیت کی مقدار معلوم نہیں تو اندازہ لگا کر تعیین کرے کہ گذشتہ سالوں میں سے ہر سال کتنی رقم تھی یا نصاب کی مالیت کی مقدار کیا تھی اور اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کردے۔

جہاں تک ممکن ہو اس بات کی کوشش کرے کہ اندازہ لگاتے وقت کم اندازہ نہ کرے بلکہ کچھ زیادہ ہی لگائے تاکہ زکوۃ ذمہ میں نہ رہ جائے۔

☆......اگر رقم یا نصاب کی مالیت کا اندازہ لگانا مشکل ہے تو اس صورت میں اتنا

(۱) (من علیه عشر........ومات أخذ من ترکته وفی روایة لا) بل یسقط بالموت والأول ظاهرالروایة ،الدرالمختارمع الرد باب العشرج:۲ص:۳۳۲،ط:سعید.البحرج:۲ص: ۲۳۷. بدائع ج:۲ص:۵۳.

(۲) قال فی البدائع اذا کان لرجل مائتادرهم اوعشرون مثقال ذهب فلم یؤد زکاته سنتین یزکی السنة الاولی وکذا هکذا فی مال التجارة وکذا فی السوائم ،بدائع ج:۲ص:۷ فصل واماشرائط الفرضیة ط:سعید.ردالمحتارج:۲ص:۲۶۰،کتاب الزکاة ، البحرج:۲ص:۲۰۴

معلوم کرلے کہ کتنے سال کی زکوۃ باقی ہے، مثلاً اندازہ یہ ہوا کہ دس سال کی زکوۃ ذمہ میں باقی ہے تو موجودہ مال سے دس دفعہ زکوۃ نکالی جائے اگر آخر تک مال نصاب سے کم نہ ہو مثلاً ایک لاکھ کی رقم دس سال سے ہے اور دس سال تک زکوۃ ادا نہیں کی تو سب سے پہلے پہلے سال کے لئے ڈھائی فیصد زکوۃ نکالے تو ڈھائی ہزار روپیہ زکوۃ میں نکل گیا پھر اسکے بعد دوسرے سال کے لئے بقیہ ۹۷۵۰۰ سے دوبارہ ڈھائی فیصد زکوۃ نکالی تو ۵۰/ ۲۴۳۷ روپے زکوۃ میں نکل گئے، پھر تیسرے سال کیلئے ۵۰/ ۹۵۰۶۲ روپے تیسری دفعہ زکوۃ نکالے تو ۵۶۱۴/ ۲۳۷۶ روپے زکوۃ میں نکل گئے اس طرح دس سالوں کی زکوۃ نکال لے اور ادا کردے، چاہے اکٹھے دیدے یا قسط وار دیدے دونوں صورتیں درست ہیں، باقی جتنی جلدی ادا کرسکے بہتر کیونکہ موت کا پتہ نہیں۔(۱)

گذشتہ سال کی زکوۃ ادا نہیں کی

☆......اگر گذشتہ سال زکوۃ ادا نہیں کی تو وہ زکوۃ معاف نہیں ہوگی بلکہ وہ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

☆......اگر گذشتہ سال زکوۃ ادا نہیں کی، دوسرا سال شروع ہوگیا تو نئے سال کا حساب کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس تاریخ کو پہلا سال ختم ہوا، اس دن جتنی مالیت تھی اس پر پہلے سال کی زکوۃ فرض ہوگی، اگلے دن سے دوسرا سال شروع سمجھا جائے گا۔(۳)

---

(۱) أیضا

(۲) وسبب افتراضها ملک نصاب حولی تام فارغ عن دین له مطالب من جهة العباد ،قال المحقق قوله لحولانه علیه ای لان حولان الحول علی النصاب شرط لکونه سببا........ ردالمحتار ج:۲ص:۲۵۹،کتاب الزکاة ط:سعید.قال فی البحر:والمرادبکونه حولیا ان یتم الحول علیه هوفی ملکه لقوله علیه السلام لازکاة فی مال حتی یحول علیه الحول ،البحر، کتاب الزکاة ج:۲ص:۲۰۳.ط:سعید. هندیه ج:۱ص:۱۷۲.

(۳) (قوله کزکوة) فلوکان له نصاب حال علیه حولان فلم یزکه فیها لازکوة فی الحول الثانی ،بدائع ج:۲ص:۲۶۰،کتاب الزکاة ط:سعید.اذا کان لرجل مائتادرهم اوعشرون مثقال ذهب فلم یؤد زکوته سنتین یزکی السنة الاولی الخ بدائع ج:۲ص:۷ط: سعید. البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۴،کتاب الزکاة ط:سعید.شامی ج:۲ص:۲۶۰.

گروی رکھی ہوئی چیز کی زکوۃ

گروی یعنی رہن دی ہوئی چیز کی زکوۃ نہ رہن دینے والے پر ہے اور نہ رہن رکھنے والے پر ہے۔(۱)

گفٹ کے نام سے زکوۃ دینا

مستحق زکوۃ آدمی کو گفٹ کے نام سے زکوۃ دینا جائز ہے، بشرطیکہ دل میں زکوۃ دینے کی نیت ہو۔(۲)

گنجا سانپ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من اتاه اللّٰه مالا فلم يودزكوته مثل له ماله يوم القيمة شجاعا اقرع له زبيبتان يطوقه يوم القيمة ثم ياخذبلهزمتيه يعني بشدقيه ثم يقول انامالك اناكنزك.(۳).

”جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا، اور اس نے زکوۃ ادا نہ کی، تو قیامت کے دن اس کے مال کو بڑا زہریلا گنجا سانپ بنا کر اس کی گردن میں لپیٹا جائے گا، پھر وہ اس کے دونوں جبڑے نوچے گا اور کہے گا میں ہی تیرا مال ہوں میں ہی تیرا خزانہ ہوں“۔

---

(۱) (قوله ولافی مرهون) لاعلی المرتهن لعدم ملک الرقبة ولاعلی الراهن لعدم اليد اه شامی ج:۲ص:۲۶۳،مطلب فی زکاة المبیع وفاء،ط:سعید.هندیه ج:۱ص:۱۷۲،کتاب الزکاة ط:رشیدیه .

(۲) ومن اعطی مسکینا دراهم سمّٰها هبة اوقرضا ونوی الزکوة فانها تجزیة وهوالاصح .هندیه ،کتاب الزکاة ،ج:۱ص:۱۷۱ .البحرج:۲ص:۲۱۲،کتاب الزکاة ط:سعید.

(۳)بخاری ج: ۱ص: ۱۸۸باب اثم مانع الزکاة .قدیمی کتب کانه .مسلم شریف ج:۱ ص:۳۲۰،باب اثم مانع الزکاة ،قدیمی کتب خانه ،مشکوة شریف ص:۱۵۵،کتاب الزکاة ، قدیمی کتب خانه .

گھاس

جو گھاس کسی اور پیداوار کے تابع ہو کر کسی کھیت میں ہو، اس سے پیداوار مقصود نہیں تو اس پر عشر لازم نہیں۔(۱)

گھٹتی بڑھتی رقم کا حکم

☆......زکوۃ واجب ہونے کیلئے سال کے اول اور آخر میں نصاب کا پورا ہونا شرط ہے اگر سال کے درمیان میں رقم نصاب سے کم ہو جائے اس کا اعتبار نہیں، مثلاً ایک شخص سال کے شروع میں پچاس ہزار روپے کا مالک تھا، تین مہینے کے بعد اس کے پاس پانچ ہزار روپے رہ گئے، پھر چھ مہینے کے بعد ستر ہزار روپے ہو گئے، اور سال کے ختم پر اَسّی ہزار روپے کا مالک تھا تو سال پورا ہونے کے وقت اس پر اَسّی ہزار روپے کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، اور سال کے درمیان میں جو رقم گھٹتی اور بڑھتی رہی اس کا اعتبار نہیں۔(۲)

☆......سال کے اول و آخر میں مالدار صاحب نصاب ہو، اور سال کے درمیان میں مال یا رقم نصاب کی مقدار سے کم رہ جائے، تب بھی زکوۃ واجب ہے تھوڑے دن کم ہو جانے سے زکوۃ معاف نہیں ہوتی، (۳) البتہ اگر کل مال یا سب رقم ختم ہو گئی کچھ باقی نہ رہا، اسکے بعد پھر مال ملا یا رقم ملی، تو جب سے پھر ملا ہے تب سے سال کا حساب دوبارہ شروع کیا جائے گا۔(۴)

---

(۱) وکذا لاعشرفیما ھوتابع للارض کالنحل والاشجارلانه بمنزلة جزء الارض لانه یتبعها فی البیع الخ ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۳۸،درمع الردج:۲ص:۳۲۷،باب العشرط:سعید. بدائع ج:۲ص:۵۸،فصل واماشرائط المحلیة ط:سعید.

(۲و۳) وشرط کمال النصاب فی طرفی الحول فلایضرنقصانه بینهما ،تنویرالابصار شامی،باب زکاۃ المال ،ج:۲ص:۳۰۲.ط:سعید.بدائع ج:۲ص:۱۵.فصل اما الشرائط التی ترجع الی المال ط:سعید.البحرج:۲ص:۲۲۹باب زکاۃ المال .

(۴) قال فی البدائع ھلاك النصاب فی خلال الحول یقطع حکم الحول حتی لواستفادفی =

☆...... کسی کے پاس نصاب کے برابر سونا، یا چاندی یا رقم یا مال تجارت تھا، پھر سال گذرنے سے پہلے دو چار تولہ سونا یا چاندی یا کچھ رقم اور مل گئی تو بعد میں ملنے والی چیزوں کا حساب الگ شمار نہیں ہوگا، بلکہ جب شروع کے نصاب کا سال پورا ہوگا تو یہ سمجھا جائے گا کہ بعد میں ملی ہوئی چیزوں کا سال بھی پورا ہوگیا، تو ان تمام چیزوں کی زکوۃ ادا کی جائے گی۔(۱)

گھر کا سامان

گھر کے سامان پر زکوۃ واجب نہیں ہے کیونکہ یہ ضرورت میں داخل ہے اور ضرورت کے سامان پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی۔(۲)

گھر کے مصارف وغیرہ

☆...... جو رقم سال مکمل ہونے سے پہلے گھر کے مصارف اور دیگر ضروریات میں خرچ ہوجاتی ہے اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۳)

= ذلک الحول نصابا یستأنف له الحول لقول النبی ﷺ لازکاة فی مال حتی یحول علیه الحول والهالک ماحال علیه الحول .بدائع ج:۲ص:۱۵ ،فصل اما الشرائط التی ترجع الی المال ط:سعید.رد المحتارج:۲ص:۳۰۲،باب زکاة المال ،ط:سعید.البحرج:۲ص:۲۹۹

(۱) ویضم مستفاد عن جنس نصاب الیه لان النبی ﷺ اوجب فی خمس وعشرین من الابل بنت مخاض الی خمس وثلاثین فاذا زادت واحدة ففیها بنت لبون من غیرفصل بین الزیادة فی اول الحول اوفی اثنائه ولانه عند المجانسة یتعسرالتمییزفیعسراعتبارالحول لکل مستفاد.البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۲ .ودرمع الرد ج:۲ص:۲۸۸،باب زکاة الغنم ط: سعید.وبدائع ج:۲ص:۱۳ ، فصل اما الشرائط التی ترجع الی المال ط:سعید.

(۲) ولافی ثیاب البدن وأثاث المنزل ودورالسکنی ونحوها الخ الدرمع الردج:۲ص:۲۶۵.مطلب فی زکاة ثمن المبیع وفاء ط:سعید.البحرج:۲ ص:۲۰۶، ط:سعید.بدائع ج:۲ص:۱۱ ،ط: سعید

(۳) (ومنها فراغ المال) عن حاجته الاصلیة فلیس فی دورالسکنی وثیاب البدن وأثاث المنازل ودواب الرکوب وعبید الخدمة وسلاح الاستعمال زکاة ،عالمگیری ،ج:۱ ص: ۱۷۲ .البحرج:۲ص:۲۰۶،ط:سعید. ردالمحتارج۲ص:۲۶۲ کتاب الزکاة ط:سعید. =

گھوڑا

گھوڑوں پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی، ہاں اگر گھوڑے تجارتی ہیں تو ان پر تجارتی نوعیت کی زکوۃ واجب ہوگی، یعنی اگر ان کی بازاری قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہوگی تو سالانہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، اور زکوۃ مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد نکالی جائے گی۔(۱)

گیس

☆......اگر گیس کا کاروبار ہے تو مال تجارت ہونے کی وجہ سے اس پر زکوۃ واجب ہوگی۔(۲)

☆......اگر زمین سے گیس نکلی ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں البتہ فروخت کرنے کے بعد جو آمدنی ہوگی اس پر زکوۃ واجب ہوگی۔(۳)

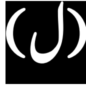
= بدائع ج:۲ ص:۱۱ ط:سعید.

(۱) (قوله ولاشئ فی خیل سائمة).....وقید بالسائمة لأنها محل الخلاف، أما التی نوی بها التجارة فتجب فیها زکاة التجارة اتفاقا، شامی باب زکاة الغنم، ج:۲ ص:۲۸۲، ط: سعید البحر ج:۲ ص:۲۱۶، فصل فی الغنم ط:سعید. بدائع الصنائع ج:۲ ص:۳۴، فصل فی حکم الخیل ط:سعید. هندیه ج:۱ ص:۱۷۸، الفصل الخامس فیما لاتجب فیه الزکاة ط: رشیدیه

(۲) قال فی الهندیه: الزکاة واجبة فی عروض التجارة کائنة ماکانت اذا بلغت قیمتها نصابا من الورق والذهب، عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۹، الفصل الثانی فی العروض ط:رشیدیه. البحر الرائق ج:۲ ص:۲۲۸، باب زکاة المال، ط:سعید. درمع الرد ج:۲ ص:۲۹۸، باب زکاة المال ط:سعید. تتارخانیة ج:۲ ص:۲۳۰، الفصل الثانی.

(۳) زکاة العمارات والمصانع لاتجب الزکاة فی عینها وانما فی ارباحها. الفقه الاسلامی و ادلته، ج:۲ ص:۸۶۴، المبحث الخامس ط:دارالفکر.

(۲و۳) (وما اشتراه لها) ای للتجارة (کان لها) لمقارنة النیة بعقدالتجارة. شامی، لان الشرط فی التجارة مقارنتها لعقدها، الدرمع الرد ج:۲ ص:۲۷۲، کتاب الزکاة، ط:سعید.



لاوارث میت کے لئے چندہ کرنا

لاوارث میت کی تجہیز و تکفین کیلئے چندہ کرنا جائز ہے، لیکن اس میں زکوۃ کی رقم دینا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے لاوارث مردہ کی تجہیز و تکفین کیلئے زکوۃ کی رقم دی تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ زکوۃ ادا ہونے کیلئے مستحق آدمی کا زندہ ہونا شرط ہے، مردہ آدمی زکوۃ کا مستحق نہیں۔(۱)

لڑکی کو زکوۃ دینا

اپنی لڑکی کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔(۲)

لڑکی کے لئے سونا وغیرہ خریدا

☆......اگر لڑکی نابالغ ہے اسکو دینے کیلئے سونا، چاندی، یا زیور خرید کے رکھا اور باپ نابالغ لڑکی کو ان چیزوں کا مالک سمجھتا ہے تو ان چیزوں پر زکوۃ واجب نہیں کیونکہ لڑکی ابھی تک بالغ نہیں نابالغ پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی۔(۳)

☆......اگر ماں یا باپ نے بالغ لڑکی کیلئے سونا چاندی یا زیور خریدا ہے، اور وہ

(۱) ولایجوزأن یکفن بها میت ولایقضی بها دین المیت کذا فی التبیین ،عالمگیری ،ج: ا ص:۱۸۸ .وهکذا فی الفتاوی التتارخانیة :ولایبنی بها قبر،ولایقضی بها دین میت .... ولایکفن میتا.(تاتارخانیة ج:۲ص:۲۷۲،کتاب الزکاة من توضع الزکاة فیه .البحر الرائق ج:۲ص:۲۴۳،باب المصرف ط:سعید.ردالمحتار ج:۲ص:۳۴۶.ط:سعید.

(۲) ولایدفع الی اصله وإن علاوفرعه وإن سفل کذا فی الکافی،هندیه ج:ا ص:۱۸۸،باب المصرف ط:رشیدیه .بدائع ج:۲ص:۴۹ . البحرج:۲ص:۲۰۱، ۲۴۳. شامی ج:۲ ص: ۳۴۶

(۳) (وشرط وجوبها) ای افتراضها (العقل والبلوغ والاسلام والحریة الخ) مجمع الانهر کتاب الزکاة ،ج:ا ص:۱۹۱ .البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۲،کتاب الزکاة ط:سعید. هندیه ج:ا ص: ۱۷۲،کتاب الزکاة ط:رشیدیه .درمع الرد ج:۲ص:۲۵۸ .ط:سعید.بدائع ج:۲ ص:۴،۶، سعید.

نصاب کے برابر ہے اور ماں باپ نے ان چیزوں کو اپنے پاس رکھا ہوا ہے، لڑکی کو ابھی مالک بنا کر قبضہ نہیں دیا تو ابھی تک ان چیزوں میں لڑکی کی ملکیت نہیں آئی، کیونکہ ملکیت ثابت ہونے کے لئے قبضہ دینا ضروری ہے، اور یہاں قبضہ نہیں دیا گیا، لہذا ان چیزوں کی زکوۃ ادا کرنا خریدار یعنی ماں باپ یا ان دونوں میں سے جس نے خریدا ہے زکوۃ اسکے ذمہ ادا کرنا لازم ہے بالغ لڑکی پر نہیں۔(۱)

☆......اگر والدین نے یا اس میں سے کسی ایک نے بالغ لڑکی کے لئے سونا وغیرہ خرید کر لڑکی کو قبضہ دیدیا یا پھر اس سے لیکر امانت کے طور پر محفوظ کر لیا تو ان چیزوں کی زکوۃ ادا کرنا والدین یا ان میں سے کسی ایک پر لازم نہیں ہوگا، البتہ مذکورہ سونا وغیرہ لڑکی کی ملکیت میں آنے کے بعد جب ایک سال گذر جائے گا تو اس پر زکوۃ واجب ہوگی اور اس لڑکی کے ذمہ زکوۃ واجب ہو جائے گی اب چاہے زکوۃ وہ لڑکی ادا کرے یا اسکی اجازت سے والد ادا کرے دونوں صورتوں میں زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۲)

لڑکیوں کا نکاح حوائج اصلیہ میں داخل ہے

جب تک لڑکیوں کا نکاح نہیں ہوتا ہے تب تک ان کا نفقہ اور ضروری خرچہ دینا اور نکاح کرنا باپ کے ذمہ ہے، لہذا یہ اخراجات حوائج اصلیہ میں داخل ہیں البتہ لڑکیوں کی شادیوں کے رسمی اخراجات حوائج اصلیہ میں داخل نہیں ہیں اور وہ زکوۃ واجب ہونے کے مانع نہیں۔(۳)

---

(۱) لاتتم الهبة الابالقبض الكامل الدرمع الرد ج:۵ص:۶۹۰،ط:سعيد.لم يختلفوا ان الحلى اذا كان فى ملك الرجل تجب فيه الزكوة فكذا لک اذا كان فى ملک المرأة كالدراهم والدنانيروايضا لايختلف حكم الرجل والمرأة فيما يلزمها من الزكوة فوجب ان لايختلفافى الحلى اه احكام القرآن ج:۳ص:۱۳۳،باب زكاة الحلى ،ط:سهيل اكيڈمى .

(۲) لاتتم الهبة الابالقبض الكامل الدرمع الرد ج:۵ص:۶۹۰،ط:سعيد.ومنها كون المال نصابا ، عالمگیری ج:۱ص:۱۷۲.ومنها حولان الحول على المال عالمگیری ج:۱ص: ۱۷۵. البحرج:۲ص:۲۰۲. شامى ج:۲ص: ۲۵۹ .بدائع ج:۲ص:۱۱.ط:سعيد.

(۳) ونفقة الاناث واجبة مطلقا على الآباء مالم يتزوجن اذا لم يكن لهن مال كذا فى =

لڑکی کو شادی میں دینے کے لئے سامان خرید کے رکھا

لڑکی کی شادی کے لئے سونا، چاندی، اور زیورات کے علاوہ جو سامان خرید کے رکھا جاتا ہے ان پر زکوۃ نہیں کیونکہ یہ مال تجارت نہیں ہے، مثلا برتن، فریج، واشنگ مشین، سلائی مشین، کپڑے، اور گھر کا ضروری سامان خرید کے رکھا ہے تو ان پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۱)

لڑکی کے لئے زیور بنا کر رکھا

☆...... جو زیور لڑکیوں کی شادی کیلئے بنا کر رکھا جاتا ہے، اگر لڑکی کو اس کا مالک بنا دیا ہے یعنی تحریری یا زبانی طور پر کہہ دیا کہ یہ زیور فلاں لڑکی.... کا ہے تو وہ لڑکی جب تک بالغ نہیں ہوگی تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، باپ پر اس لئے نہیں کہ وہ مالک نہیں، اور لڑکی پر اس لئے نہیں ہوگی کہ وہ بالغ نہیں ہے، نابالغ پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی۔(۲)

ہاں جب لڑکی بالغ ہوجائے گی تو سال گذرنے کے بعد اس پر زکوۃ واجب ہو جائے گی، چاہے وہ لڑکی خود زکوۃ ادا کرے یا اُس کی طرف سے اجازت لیکر باپ ادا کرے دونوں صورتیں درست ہیں۔(۳)

= الخلاصة ،عالمگیری ،باب النفقة، ج: ا ص: ۵۶۳ .فصل ونفقة اولاد الصغار على الاب ،فتح القدير ج: ۴ ص: ۲۱۷ ،ط: رشيديه.

(۱) فليس فى دورالسكنى وثياب البدن واثاث المنزل ودواب الركوب وعبيد الخدمة وسلاح الاستعمال زكوة ،فتاوى عالمگيرى ،كتاب الزكوة ج: ا ص: ۱۷۲ .

(۲) لاتتم الهبة الا بالقبض الكامل ،الدرمع الردج: ۵ ص: ۶۹۰ ،ط:سعيد.(ومنها العقل و البلوغ) فليس الزكاة على صبى ومجنون الخ ،عالمگيرى ج: ا ص: ۱۷۲ ط:رشيديه ، البحرالرائق ج: ۲ ص: ۲۰۲ .شامى ج: ۲ ص: ۲۵۸ .

(۳) وكذا الصبى اذا بلغ يعتبر ابتداء الحول من وقت بلوغه هكذا فى التبيين.عالمگيرى ج: ا ص: ۱۷۲ ،ط: رشيديه، كوئته. ردالمحتار ج: ۲ ص: ۲۵۸ ،ط: سعيد. البحرالرائق ج: ۲ ص: ۲۰۲ ، ط: سعيد.

☆......اوراگرزیورلڑکیوں کی شادی کس لئے بنا کررکھاہےلیکن تحریری یازبانی طور پرلڑکی کو مالک نہیں بنایا تو اس صورت میں زیور بنا کررکھنے والے پرزکوۃ واجب ہوگی۔(۱)

☆......اگرزیورلڑکیوں کی شادی کے لئے بنا کررکھاہےاوروہ لڑکیاں بالغ ہیں تو لڑکیوں کوان زیورات کا مالک بنانے کے لئے ان کے ہاتھ میں ایک دفعہ دینالازم ہوگا ورنہ قبضہ کے بغیر ملکیت ثابت نہیں ہوگی، اور جب تک قبضہ میں نہیں دیا جائے گا بنا کررکھنے والااس کا مالک ہوگا بالغ لڑکیاں نہیں اس میں زکوۃ بنا کررکھنے والے پرفرض ہوگی لڑکیوں پرنہیں۔(۲)

اوراگرلڑکیوں کے قبضہ میں دیدیااوراسکے بعدسال پوراہوگیاتواس صورت میں لڑکیوں پرزکوۃ واجب ہوگی، چاہے وہ دیدیں یاان کی طرف سے اجازت لیکرکوئی اوردیدے دونوں صورتوں میں زکوۃ اداہوجائے گی۔(۳)

لڑکیوں کے نام سونا کردیا

☆......اگرکسی نےلڑکیوں کی شادی کے لئے سونالیکررکھاہےا، اوراس نے سونے کا مالک اپنی لڑکیوں کو بنادیاہے،توان کے بالغ ہونے تک ان پرزکوۃ واجب

---

(۱) (ومنها الملك التام) وهوما اجتمع فيه الملك واليد واما اذا وجد الملك دون اليد كالصداق وقبل القبض أووجد اليد دون الملك كملك المكاتب والمديون لاتجب فيه الزكاة كذا فى السراج الوهاج ،عالمگیری ج:١ص:١٧٣.بدائع ج:٢ص:٩ فصل اما الشرائط التى ترجع الى المال ط:سعيد.شامى ج:٢ص:٢٥٩.

(٢) الزكاة واجبة على الحرالعاقل البالغ المسلم اذا بلغ نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول ، الملك التام ان يكون ملكه ثابتا من جميع الوجوه .تتارخانية ج:٢ص:٢١٧،كتاب الزكاة ، ط:ادارة القرآن.فتح القديرج:٢ص:٢١٢،كتاب الزكاة ط:رشيديه .البحرالرائق ج:٢ ص: ٢٠١.ط:سعيد.ردالمحتارج:٢ص:٢٥٧،ط:سعيد.

(٣) ولاتتم الهبة الا بالقبض الكامل .الدرمع الرد ج:٥ص:٦٩٠،كتاب الهبة ،ط:سعيد.

نہیں ہوگی (۱)، بالغ ہونے کے بعد ان میں جو صاحب نصاب ہوں سال گذرنے کے بعد ان پر زکوۃ واجب ہوگی، چاہے زکوۃ وہ ادا کریں یا ان کی اجازت سے والد ادا کرے دونوں صورتوں میں زکوۃ ادا ہو جائے گی، اگر والد ادا نہیں کریگا تو لڑکیوں کے لئے اپنی زکوۃ ادا کرنا فرض ہوگا۔(۲)

☆ اور اگر باپ نے لڑکیوں کو سونے کا مالک نہیں بنایا تو اس صورت میں باپ مالک ہے سالانہ باپ کیلئے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا اگر باپ صاحب نصاب ہے۔(۳)

☆...... جو سونا یا زیور لڑکیوں کے نام کر دیا جاتا ہے یعنی یہ اعلان کر دیا جاتا ہے کہ فلاں زیور فلاں لڑکی کا ہے تو وہ لڑکی اس زیور کی مالک ہو جائے گی، اور اگر اسطرح اعلان نہیں کیا گیا بلکہ لڑکیوں کو شادی میں دینے کی نیت سے خرید کے رکھا ہے تو لڑکیاں ان زیورات کی مالک نہیں ہیں، ایسے زیورات کی زکوۃ باپ کے ذمہ ہے اگر باپ صاحب نصاب ہے۔(۴)

لڑکے کو زکوۃ دینا

اپنے حقیقی لڑکے کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔(۵)

---

(۱) قوله عقل وبلوغ الخ فلاتجب على مجنون، وصبى، لانها عبادة محضة وليسا مخاطبين بها الخ. شامى، كتاب الزكاة، مطلب فى احكام المعتوه، ج:۲ص:۲۵۸. هنديه ج:۱ ص:۱۷۲. ط:رشيديه. البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۲. ط:سعيد. بدائع ج:۲ص:۴ فصل اما شرائط الفرضية

(۲و۴) الزكاة واجبة على الحرالعاقل البالغ المسلم اذا بلغ نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول، تتارخانية ج:۲ص:۲۱۷، ط:ادارة القرآن. فتح القدير، كتاب الزكاة ج:۲ص: ۲۱۲. ط:رشيديه.

(۳) لم يختلفوا ان الحلى اذا كان فى ملك الرجل تجب فيه الزكوة فكذلك اذا كان فى ملك المرأة كالدراهم والدنانيروايضا لايختلف حكم الرجل والمرأة فيما يلزمها من الزكوة فوجب ان لايختلفا فى الحلى اه احكام القرآن، ج:۳ص:۱۳۳. بب زكوة الحلى، سهيل اكيڈمى. لاتتم الهبة الا بالقبض الكامل، الدرالمختارشامى ج:۵ص:۶۹۰، كتاب الهبة.

(۵) ولاالى ولاد ....اى أصله وان علاكابويه واجداده وجداته من قبلهما وفرعه وان سفل. شامى، باب المصرف، ج:۲ص:۲۴۳. البحرج:۲ص:۲۰۱. هنديه ج:۱ ص:۱۸۸. بدائع ج:۲ ص:۴۹

لکڑیاں

جلانے کے قابل لکڑیوں میں عشر واجب نہیں ہے۔(۱)

لوہا

☆...... اگر لوہا کان سے نکالا ہے، تو نکالنے کے بعد پانچواں حصہ یعنی ۲۰٪ فیصد زکوۃ کے طور پر ادا کرنا واجب ہوگا اور باقی چار حصے یعنی ۸۰٪ فیصد اپنے استعمال میں رکھنا جائز ہوگا (۲)، اور باقی چار حصے فروخت کرنے کی صورت میں آمدنی پر زکوۃ واجب ہوگی، فروخت کرنے سے پہلے نہیں۔(۳)

☆...... اگر کوئی شخص بازار سے لوہا خرید کر کاروبار کرتا ہے تو یہ مال تجارت ہے اور مال تجارت کی مالیت اگر نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے، یا دوسری چیزوں کے ساتھ ملکر نصاب کے برابر ہو جاتا ہے تو اس صورت میں سالانہ جو لوہا دکان اور گودام میں موجود ہوگا اسکی قیمت فروخت اور کیش رقم پر زکوۃ واجب ہوگی۔(۴)

---

(۱) ومنها ان یکون الخارج من الارض مما یقصد بزراعته نماء الارض وتشتغل الارض به عادة فلاعشرفی الحطب والحشیش والقصب الفارسی الخ ،بدائع الصنائع،فصل واما شرائط المحلیة ،ج:۲ص:۵۸.البحرالرائق ج:۲ص:۲۳۸،باب العشرط:سعید.الدرمع الرد ج:۲ص:۳۲۷،باب العشرط:سعید.

(۲) الرکازهومال مرکوز تحت ارض ....معدن خلقی خلقه الله تعالی ......لأنه الذی یخمس وجد مسلم......معدن نقد ونحوحدید وهوکل جامد ینطبع بالنار...الدرمع الرد ج: ۲ ص:۳۱۸،باب الرکازط:سعید.البحرالرائق ج:۲ص:۲۳۴،باب الرکاز ط:سعید. هندیه ج:۱ص:۱۸۴،الباب الخامس فی المعادن والرکاز،ط:رشیدیه ،تتارخانیة ج:۲ص: ۳۳۹، کتاب المعادن والرکاز،ط:ادارة القرآن.

(۳) زکاة العمارات والمصانع لاتجب الزکاة فی عینها،وانما فی ارباحها،الفقه الاسلامی وادلته ج:۲ص:۸۶۴،المبحث الخامس ط:دارالفکر.بیروت .

(۴) الزکاة واجبة فی عروض التجارة کائنة ماکانت إذا بلغت قیمتها نصابا ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۸،عالمگیری ج:۱ص:۱۷۹،فصل فی العروض .الدرمع الرد ج:۲ص:۲۹۸، باب زکاة المال ط:سعید.بدائع ج:۲ص:۲۰، فصل واما اموال التجارة .ط:سعید.

(م)

ماسی

☆ ......اگر ماسی، مسلمان ہے، غریب اور محتاج ہے، نصاب کی مالک نہیں تو اس کو تنخواہ کے علاوہ محتاج ہونے کی بناپر زکوۃ سے مدد کرنا جائز ہے۔(۱)

☆ ...... اگر'' ماسی '' مسلمان نہیں عیسائی ہندووغیرہ ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز نہیں (۲) کیونکہ زکوۃ کا مستحق ہونے کے لئے مسلمان ہونا شرط ہے اگر کسی نے جان بوجھ کر غیر مسلم'' ماسی'' کو زکوۃ دی ہے تو اتنی زکوۃ دوبارہ مسلمان فقیروں کو دینا ضروری ہے ورنہ زکوۃ ادا کرنے کی ذمہ داری ادا نہیں ہوگی۔

مال پر زکوۃ کب فرض ہوتی ہے

نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ مال کے مالک ہوتے ہی زکوۃ فرض نہیں ہوتی بلکہ پورا سال اس میں سے جتنا چاہے جہاں چاہے خرچ کرتا رہے، سال کے آخر میں کھانے پینے اور تمام اخراجات پورا کرنے کے بعد جتنا مال باقی بچ کے رہے گا اگر وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اسپر زکوۃ فرض ہوگی، اور اس سے ڈھائی فیصد

---

(۱) ویجوزدفعها الی من یملک اقل من النصاب وان کان صحیحا مکتسبا کذا فی الزاهدی ،هندیه ،الباب السابع فی المصارف ج: ا ص: ۱۸۹ ،بدائع ج: ۲ ص: ۴۸ط: سعید. البحرج: ۲ ص: ۲۴۰ ،باب المصرف ط:سعید.الدرمع الرد ج: ۲ ص: ۳۳۹، ط: سعید.

(۲) وشرعا (تملیک جزء مال عینه الشارع من مسلم فقیرالخ) الدرمع الردج: ۲ ص: ۲۵۶ .فتاوی دارالعلوم دیوبندج: ۶ ص: ۱۸۲ .البحرج: ۲ ص: ۲۰۱ ،ط:سعید.هندیه ج: ا ص: ۱۷۰ ،ط:رشیدیه . وهکذا فی التتارخانیة :ولایجوزان یدفع الزکاة إلی ذمی ،وفی الخانیة : ولاإلی حربی .... فالجملة فی هذا أن جنس الصدقة یجوزصرفها الی المسلم ولایجوز صرفهاالی الحربی ،وأما اهل الذمة لایجوزصرف الزکاة الیهم بالاتفاق ،تتارخانیة ج: ۲ ص: ۲۷۳، ۲۷۴ ،بدائع الصنائع ج: ۲ ص: ۴۹ ،ط:سعید.هندیه ج: ا ص: ۱۸۸ ،ط:رشیدیه . شامی ج: ۲ ص: ۳۵۱ ،باب المصرف .

زکوۃ کے طور پر نکال کر مستحق لوگوں کو دینا لازم ہوگا۔(۱)

اور اگر سال پورا ہونے سے پہلے سارا مال خرچ کر دیا، یا خرچ کرنے کے بعد جو مال باقی رہا ہے وہ نصاب سے کم ہے تو اس پر زکوۃ فرض نہیں ہوگی۔(۲)

مال تجارت

مال تجارت وہ مال ہے جو فروخت کرنے کی نیت سے لیا ہو، اس کا نصاب بھی وہی ہے جو نقد روپے کا نصاب ہے، یعنی کل مال کی قیمت اگر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو سال گذرنے کے بعد اس پر ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا فرض ہوگا۔(۳)

مال تجارت کی زکوۃ نکالنے کا طریقہ

☆......تجارت کے مال کی زکوۃ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب صاحب نصاب آدمی کا سال مکمل ہو، تو جس دن سال مکمل ہو اس دن تمام اموال تجارت کی قیمت،

---

(۱) وفی فتح القدیر :الزکاۃ واجبة علی الحرالبالغ المسلم اذا ملک نصابا ملکا تاما وحال علیه الحول ......والمراد بالواجب الفرض .فتح القدیر، کتاب الزکاۃ ج:۲ ص:۱۱۲، ط: المکتبة الرشیدیه ،وھکذا فی الفتاوی التتارخانیة :ج:۲ص:۲۱۷. روی مالک والنسائی عن نافع أن رسول الله ﷺ قال :من استفاد مالا فلازکوۃ علیه حتی یحول علیه الحول ..... ولیس فی مال زکاۃ حتی یحول علیه الحول ،فتح القدیرج:۲ص:۱۱۳.کتاب الزکاۃ ط:رشیدیه .

(۲) قال فی البدائع :کمال النصاب شرط وجوب الزکاۃ فلاتجب الزکاۃ فیما دون النصاب لانهالاتجب الا علی الغنی ......ومادون النصاب لایفضل عن الحاجة الاصلیة .بدائع الصنائع ج:۲ص:۱۵.ط:سعید.شامی ج:۲ص:۲۶۷.

(۳) قال فی البدائع وأما اموال التجارۃ فتقدیرالنصاب فیها بقیمتها من الدراھم فلاشیئ قیمتها مائتی درھم فتجب فیها الزکاۃ .بدائع الصنائع ج:۲ص:۲۰فصل فی اموال التجارۃ ط: سعید.البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۸،باب زکاۃ المال ط:سعید.ھندیه ج:۱ص:۱۷۹، الفصل الثانی فی العروض ،ط:رشیدیه .الدرمع الرد ج:۲ص:۲۹۸.باب زکاۃ المال، ط: سعید.

قیمت فروخت کے اعتبار سے معلوم کر کے جمع کر لیں، اسیطرح سال کے دوران جو نفع ہوا اور وہ موجود ہے اسکو بھی مال کی قیمت میں شامل کر لیں، نیز تجارت کے علاوہ کسی اور جائز ذریعہ سے جو مال حاصل ہوا مثلا وراثت یا ھبہ کی صورت میں اس کو بھی جمع کر لیں ان سب کے مجموعہ سے ڈھائی فیصد زکوۃ نکالیں۔(۱)

☆......نقدی، سونا، چاندی اور تجارتی سامان کی قیمت فروخت کو متعین کرنے کے بعد واجب الاداء قرض کو منہا کر کے بقیہ رقم میں سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کر دیں۔(۲)

☆......کسی کے پاس کچھ سونا کچھ چاندی اور کچھ روپیہ اور کچھ مال تجارت ہے، لیکن الگ الگ ان میں سے کوئی چیز نصاب کے برابر نہیں، تو اس صورت میں سب کو ملا کر دیکھا جائے اگر ان تمام چیزوں کی مجموعی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہے تو زکوۃ فرض ہوگی، اور اگر مجموعی قیمت اس سے کم ہے تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

---

(۱) يقوم التاجر العروض اوالبضائع التجارية فى آخر كل عام بحسب سعرها فى وقت اخراج الزكاة لابحسب سعرشرائها ويخرج الزكاة المطلوبة وتضم السلع التجارية بعضها الى بعض عند التقويم ولواختلفت اجناسها كثياب وجلود ومواد تموينة وتجب الزكاة بلاخلاف فى قيمة العروض لافى عينها ....وواجب التجارة هوربع عشرالقيمة كالنقد باتفاق العلماء ، الفقه الاسلامى وادلته ج:۲ص:۷۹۲،ط:دارالفكر،بيروت.قال الحنفية يضم الربح الناتج عن التجارة ....والمال المستفاد من غيرالتجارة كالارث والهبة الى اصل راس المال اذا كان مالكا للنصاب ، ويزكى الجميع فى تمام الحول ،الفقه الاسلامى وادلته ج:۲ص:۷۹۵.ثالثا تقويم العروض ،دارالفكر.

(۲) اذا كان على الرجل دين فله مال الزكاة وغيره .....فان الدين يصرف الى مال الزكاة سواء من جنس الدين ام لا،بدائع ج:۲ص:۸ط:سعيد.ردالمحتار ج:۲ص:۲۶۴. البحر ج:۲ص:۲۰۴،ط:سعيد.

(۳) قال فى البحر:وتضم قيمة العروض الى الثمنين والذهب الى الفضه قيمة ، البحر ج:۲ ص:۲۳۰،ط:سعيد.ردالمحتارج:۲ص:۳۰۳،باب زكاة المال ،ط:سعيد. هنديه ج:۱ ص: ۱۷۹،ط:رشيديه .بدائع ج:۲ص:۱۹ .اما مقدارالواجب .

مال تجارت میں قیمت خرید یا لاگت کا حساب

مال تجارت میں زکوۃ نکالنے کے لئے اپنی خرید یا لاگت کا حساب لگانا کافی نہیں، بلکہ قیمت فروخت کے حساب سے زکوۃ نکالنا ضروری ہے مثلاً کسی نے کچھ مال تاجرانہ قیمت سے خریدا یا اپنے کارخانہ سے مال تیار کیا، اور وہ ایک ہزار روپے میں اس کو پڑ گیا مگر بازار میں وہ دو ہزار کا ہے، تو زکوۃ دو ہزار کے حساب سے نکالنا لازم ہوگی، ایک ہزار کے حساب سے زکوۃ ادا کرنے سے پوری زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۱)

مال جہاں ہے وہاں کی قیمت کا اعتبار ہے

زکوۃ کی ادائیگی میں مال زکوۃ کی قیمت وہاں کی معتبر ہے جہاں مال موجود ہے، جہاں زکوۃ دینے والا موجود ہے وہاں کی قیمت کا اعتبار نہیں ہے، مثلاً زید سعودی عرب میں رہتا ہے، اور اس کا مال کراچی میں ہے تو کراچی کی قیمت کا اعتبار ہوگا سعودی عرب کا نہیں اسیطرح اگر زید لاہور میں ہے اور مال کراچی میں تو کراچی کی قیمت کے اعتبار سے زکوۃ نکالی جائے گی لاہور کی قیمت کے اعتبار سے نہیں۔(۲)

---

(۱) يقوم التاجرالعروض فى اخركل عام بحسب سعرهافى وقت اخراج الزكاة لابحسب سعرشرائها ويخرج الزكاة المطلوبة ،الفقه الاسلامى وادلته، ج:۲ص:۷۹۲،ط:دارالفكر.

(۲) وفى الهنديه :ويقومها المالك فى البلد الذى فيه المال حتى لوبعث عبدا للتجارة إلى بلد آخرفحال الحول تعتبرقيمته فى ذلك البلد ولوكان فى مفازة تعتبرقيمته فى أقرب الامصار إلى ذلك الموضع .هنديه ،كتاب الزكاة ،الفصل الثانى فى العروض ،ج:۱ص:۱۸۰ . و هكذا فى الهنديه :ثم المعتبرفى الزكاة مكا ن المال حتى لوكان هوفى بلد وماله فى بلد آخر يفرق فى موضع المال ......وعليه الفتوى ،هنديه ،باب المصارف ،ج:۱ ص: ۱۹۰، ط:رشيديه .تتارخانية ج:۲ص:۲۳۸،زكاة عروض التجارة ،البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۲۹، باب زكاة المال ،ط:سعيد.شامى ج:۲ ص:۳۰۰.باب زكاة المال .

مالدار اولاد والی بیوہ کو زکوۃ دینا

اگر کوئی عورت بیوہ ہے، اور اسکی اولاد برسر روزگار مالدار ہے، تو اس بیوہ کے اخراجات اس کی اولاد کے ذمہ ہیں (۱)، لیکن اگر وہ عورت غریب ہے، اور لڑکے ماں کی امداد نہیں کرتے یا تھوڑی بہت کرتے ہیں جو اس کی روزمرہ کی ضروریات کیلئے کافی نہیں ہے تو اسکو زکوۃ دینا اور اس کے لئے زکوۃ لینا جائز ہے۔ (۲)

مالدار بیوی کا شوہر

اگر بیوی مالدار ہے اور شوہر غریب ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے تو اسکو زکوۃ دینا جائز ہے بیوی مالدار ہونے کی وجہ سے غریب شوہر کو زکوۃ دینا منع نہیں ہے۔

مالدار تھا فقیر ہو گیا

اگر کوئی شخص پہلے مالدار تھا لیکن اب کسی وجہ سے فقیر بن گیا، یا اتنا زیادہ مقروض ہو گیا کہ قرض ادا کرنے کی استطاعت نہیں تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہوگا۔ (۳)

اس لئے مالداروں کو غریبوں کا خیال رکھنا چاہئے تاکہ اللہ کی نعمت کا شکر ادا ہو ورنہ حالت بدلنے میں دیر نہیں لگتی اللہ چاہے تو وزیر اعظم کو اسیر اعظم بنا سکتا ہے تخت و

---

(۱) والام اذا كانت فقيرة فانه يلزم الابن نفقتها وان كان معسرا، هنديه، الفصل الخامس في نفقة ذوى الارحام، ج: ا ص: ۵۶۵. يجبر الولد الموسر على نفقة الابوين المعسرين مسلمين كاناأو ذميين، هنديه ج: ا ص: ۵۶۴. ط: رشيديه.

(۲) ويجوز دفعها الى من اقل من النصاب الخ، عالمگيرى ج: ا ص: ۱۸۹، كتاب الزكاة باب المصارف. بدائع ج: ۲ ص: ۴۹، ط: سعيد. البحر ج: ۲ ص: ۲۴۰، باب المصرف ط: سعيد. رد المحتار ج: ۲ ص: ۳۳۹، باب المصرف ط: سعيد. ط:

(۳) والدفع الى من عليه الدين أولى من الدفع الى الفقير كذا فى المضمرات، عالمگيرى، الباب السابع فى المصارف ج: ا ص: ۱۸۸. شامى ج: ۲ ص: ۳۴۳، تتارخانيه ج: ۲ ص: ۲۷۰. فان كان عليه دين فلا باس بان يتصدق عليه قدر دينه وزيادة مادون المائتين وكذا اذا كان له عيال يحتاج الى نفقتهم وكسوتهم، بدائع ج: ۲ ص: ۴۹، ط: سعيد. البحر ج: ۲ ص: ۲۴۱، فتح القدير ج: ۲ ص: ۲۰۴. تتارخانيه ج: ۲ ص: ۲۶۹. من توضع الزكاة فيه.

تاج کے مالک کو ایک ایک نوالہ کے لئے در در گھر گھر کا محتاج بنا سکتا ہے۔

مالدار ضرورت مند کو زکوۃ دینا

☆......اگر کسی نے اپنا روپیہ پیسہ لوگوں کو قرض دے رکھا ہے، جو کسی میعاد پر ہی وصول ہوگا اور اس دوران اس کو اخراجات کے لئے پیسے کی ضرورت ہو، اور اسکے پاس پیسے وغیرہ نہ ہوں تو اس وقت اس آدمی کے لئے اتنی زکوۃ لینا جائز ہوگا جو اپنے قرض کی میعاد پوری ہونے تک اس کے اخراجات کو کافی ہو۔(۱)

☆......اگر قرض غیر میعادی ہے، اور جس کو اس نے قرض دیا ہے، وہ محتاج اور غریب ہے اور اس آدمی کے پاس اخراجات کیلئے پیسے وغیرہ نہیں ہیں تو اس وقت اس آدمی کے لئے زکوۃ لینا جائز ہوگا، کیونکہ وہ اس وقت مسافر کے مانند ہو جائے گا۔(۲)

☆......اگر قرضدار پیسے والا آدمی ہے اور اس کے قرض کو تسلیم کرتا ہے، تو اس مالدار ضرورت مند آدمی کو زکوۃ لینا جائز نہیں ہوگا۔(۳)

☆......اگر وہ قرضدار قرض کو تسلیم نہ کرے، اور قرضے کے گواہ موجود ہیں اور وہ عادل ہیں، تو اس صورت میں بھی اس آدمی کیلئے زکوۃ لینا جائز نہیں ہوگا اور اگر گواہ عادل نہیں ہیں تو اس صورت میں مذکورہ آدمی کے لئے اس وقت تک زکوۃ لینا جائز نہیں

(۱) لاباس بان یعطی من الزکاۃ من له مسکن ومایتأثث به فی منزله وخادم وفرس وسلاح ،بدائع ج:۲ ص:۴۸،ط:سعید.البحر، ج:۲ ص:۲۴۴. والذی له دین مؤجل علی انسان اذا احتیج الی النفقة یجوزله ان یاخذ من الزکاۃ قدر کفایته الی حلول الاجل ،البحر ج:۲ ص: ۲۴۰، باب المصرف ط:سعید.

(۲) واما قوله تعالی وابن سبیل فهوالغریب المنقطع عن ماله وان کان غنیا فی وطنه لانه فقیرفی الحال ،بدائع ج:۲ص:۴۶،فصل اما الذی یرجع الی المؤدی ،ط:سعید،تتارخانیه ج:۲ ص:۲۷۰.وان کان الدین غیرمؤجل فان کان من علیه الدین معسرا یجوزله اخذ الزکاۃ لانه بمنزلة ابن سبیل ،البحرج:۲ ص:۲۴۰،باب المصرف ،ط:سعید.

(۳) وان کان المدیون موسرا معترفا لایحل له اخذ الزکاۃ ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۰، ط: سعید.تتارخانیة ج:۲ ص:۲۷۰.الفصل الثامن.

ہوگا جب تک کہ یہ شخص عدالت سے رجوع کر کے دعوی نہ کرے اور جج قرض دار سے اس کے انکار پر قسم نہ لے، قرضدار کے قسم کھانے کے بعد اسے زکوۃ لینا جائز ہوگا۔ (عالمگیری ج:۴،ص:۴۰)۔(۱)

مالدار فقیر کو زکوۃ دینا

نام نہاد فقراء جو مالدار صاحب نصاب ہیں، اور لوگوں کو معلوم ہے، تو ان کو زکوۃ صدقۂ فطر، اور صدقات واجبہ دینا جائز نہیں ہوگا، ہاں اگر کسی کو فقیروں کی اصلی حالت معلوم نہیں مستحق سمجھ کر زکوۃ وغیرہ دیدی تو زکوۃ ادا ہوجائے گی، فقیروں کی حالت معلوم ہونے کے بعد دوبارہ زکوۃ دینے کی ضرورت نہیں ہوگی۔(۲)

مالدار فقیر ہوگیا

حالت بدلنے میں دیر نہیں لگتی، سیلاب اور زلزلہ آ گیا، آگ لگ گئی، دشمنوں کا قبضہ ہوگیا، مال غرق ہوگیا، کاروبار خراب ہوگیا، ناگہانی آفت یا مصیبت آگئی یا بیماری میں اتنا خرچہ ہوگیا ساری جمع پونجی ختم ہوگئی، اور مالدار مفلس اور غریب ہوگیا، اگر

---

(۱) وکذا اذا کان جاحدا وله علیه بینة عادلة وان لم تکن بینة عادلة لایحل له اخذ الزکاة مالم یرفع الامر الی القاضی فیحلفه فاذا حلف بعد ذلک یحل له اخذ الزکاة ، البحر الرائق ج:۲ص:۲۴۰، ط:سعید.هندیه ج: ۱ص:۱۷۵ .تتارخانیة ج:۲ص:۳۰۴.بدائع ج:۲ص: ...

(۲) دفع بتحرلمن یظن مصرفا الی قوله وان بان غناه اوکونه ذمیا الی ان قال لایعید لانه اتی بما فی وسعه ،شامی ج:۲ص:۳۵۲،۳۵۳.بدائع ج:۲ص:۵۰.البحرج:۲ص:۲۴۷ . شک فی امره وتحری ووقع تحریه علی انه محل الصدقة فدفع الیه جازبالاجماع اورآه فی صف الفقراء اوعلی زی الفقرآء فدفع فان ظهرانه کان محلا جازواماذا ظهرانه لم یکن محلا بان ظهرانه غنی اوهاشمی یجوزوتسقط عنه الزکاة ،بدائع ج:۲ص:۵۰ط:سعید.قال فی البحر:لودفع بتحرفبان انه غنی اوهاشمی صح لحدیث البخاری لک مانویت یازید ،ولک مااخذت یامعن ،حین دفعها زید الی ولده ، و لیس المراد بالتحری الاجتهاد بل غلبة الظن بانه مصرف بعد الشک فی کونه مصرفا، البحر ج:۲ص:۲۴۷ط:سعید.شامی ج:۲ ص: ۳۵۳.هندیه ج: ۱ص:۱۸۹ـ۱۹۰ .

گذشتہ زمانے میں معزز اور مالدار تھا لیکن اب کچھ نہیں، تو ایسے آدمی کو بھی زکوۃ دینا جائز ہے۔

مالداروں کو چاہئے کہ ہمیشہ غریبوں کا خیال رکھیں تا کہ اللہ کی رحمت بھی ان پر قائم دائم ہو، ورنہ رحمت کا سلسلہ بند ہو جائے تو آدمی راستہ پر آجاتا ہے، پھر اسکو احساس ہوتا ہے زندگی میں غریبوں کی کسطرح حق تلفی کی۔(۱)

مالدار کتنا خرچ کریں

شریعت میں مالداروں کو جو خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اس میں کوئی حد مقرر نہیں ہے، بلکہ اپنی ضروریات سے جو فاضل اور زائد مال ہے، جس کے بغیر ان کے کام بند نہ ہوں وہ سب ضرورت مندوں پر خرچ کر دینا شریعت کا اصل منشاء ہے، لیکن ظاہر ہے اسکی ہمت ہر ایک نہیں کر سکتا تھا، اسلئے اس کو لازمی تو نہیں قرار دیا لیکن پسند اسی کو کیا ہے اور ترغیب بھی اسی کی دی کہ جتنا مال اپنی ضرورت سے زائد ہو وہ سب راہ خدا میں خرچ کر دو۔

یسئلونک ماذا ینفقون ، قل العفو . بقرہ آیت ۲۱۹

مالدار کو زکوۃ دینا

مالدار صاحب نصاب آدمی کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔(۲)

---

(۱) منها الفقیر وهو من له ادنی شیئ وهو ما دون النصاب اوقدر نصاب غیر نام وهو مستغرق فی الحاجة فلایخرجه عن الفقر ملک نصب کثیرة غیر نامیة اذا کانت مستغرقة بالحاجة ، فتاوی هندیه ج:۱ ص:۱۸۷، کتاب الزکاة ،الباب السابع فی المصارف ،ط:رشیدیه . بدائع ج:۲ ص:۴۳ .هندیه ج:۱ ص:۱۸۹ ،شامی ج:۲ ص:۳۳۹ .تتارخانیة ج:۲ ص:۲۶۷ .فتح القدیر ج:۲ ص:۲۰۲ .البحر الرائق ج:۲ ص:۲۴۰ ، باب المصرف .

(۲) ولایجوز دفع الزکاة الی من یملک نصابا ای مال کان دنانیر أو دراهم أو سوائم أو عروضا للتجارة أو لغیر التجارة فاضلا عن حاجته فی جمیع السنة ،الفتاوی الهندیه ج:۱ ص:۱۸۹ ، کتاب الزکاة الباب السابع فی المصارف .تتارخانیة ج:۲ ص:۲۷۵ . البحر=

مالدار کی اولاد

اگر مالدار باپ کی بالغ اولاد غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں ہے تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے اور اگر اولاد بالغ نہیں تو مالدار باپ کی نابالغ اولاد کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔(۱)

مالدار کی بیوی کو زکوۃ دینا

اگر مالدار آدمی کی بیوی غریب ہے، زکوۃ کی مستحق ہے، اور شوہر اس کو خرچہ نہیں دیتا تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

مالدار کے نابالغ بچوں کو زکوۃ دینا

مالدار صاحب نصاب آدمی کے نابالغ بچوں کو زکوۃ کی رقم سے وظیفہ دینا جائز نہیں۔(۳)

=ج:۲ص:۲۴۴ .شامی ج:۲ص:۳۴۷. قوله وغنی یملک نصابا قال فی البحرای لایجوز الدفع له لحدیث معاذ المشهورخذها من اغنیائهم وردها فی فقرائهم .ردالمحتارج۲ص: ۳۴۶. البحرج:۲ص:۲۴۴ .باب المصرف ،ط:سعید.

(۱) ولایعطی منها غنیا ولاولد غنی اذا كان صغیرا ،فان كان كبیرا فقیرااجازالدفع الیه. الفتاوی التتارخانیة ج:۲ص:۲۷۲،كتاب الزكاة ،من توضع الزكاة فیه .البحرج:۲ ص: ۲۴۶ .شامی ج:۲ص: ۳۴۹ .بدائع ج:۲ص:۴۷؛هندیه ج:۱ص:۱۸۹ .قال فی البدائع :واما ولد الغنی ان كان كبیرا فقیرا یجوزلأنه لایعد غنیا بمال ابیه فكان كالاجنبی ،بدائع ج:۲ ص:۴۷. ط:سعید.ردالمحتارج:۲ص:۳۵۰.

(۲) قال ابوحنیفة ومحمد:یجوزالدفع إلی امرأة الغنی إذا كانت فقیرا .وفی الخانیة فرض لها النفقة أولم یفرض وفی الظهیریة وهوالأصح وعن أبی یوسف انه لایعطی امرأة الغنی اذا قضی لها بالنفقة .الفتاوی التاتارخانیة .ج:۲ص:۲۷۳.كتاب الزكاة ،من توضع الزكاة فیه.هندیه ج:۱ص:۱۸۹ . بدائع ج:۲ص:۴۷. قال فی البدائع ولودفع الی امرأة فقیرة فزوجها غنی جازلان المرأة لاتعد غنیة بغناء زوجها . بدائع ج:۲ص:۴۷. ط:سعید. ورد المحتارج:۲ص:۳۵۰.باب المصرف ط:سعید.

(۳) ولایدفع إلی مملوك غنی لأن الملك واقع لمولاه ولاإلی ولد غنی اذا كان صغیرا لأنه یعد غنیا بیسارأبیه ،الهدایه مع فتح القدیرج:۲ص:۲۱۱ .باب من یجوزدفع الصدقة الیه ومن لایجوز.شامی ج:۲ص:۳۴۸ .كتاب الزكاة،هندیه ج:۱ص:۱۸۹ .قال فی البدائع و اما ولد الغنی فان كان صغیرا لم یجز الدفع الیه وان كان فقیرا لان الولد الصغیریعد غنیا =

مالدار کے والدین

اگر مالدار اولاد کے والدین غریب ہیں، نصاب کے مالک نہیں ہیں لوگوں کیلئے مالدار کے والدین کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

مالدار ہونے کی امید پر پیشگی زکوۃ دیدی

اگر کوئی شخص فی الحال مالدار صاحب نصاب نہیں، بلکہ کہیں سے مال ملنے کی امید پر مال ملنے سے پہلے ہی زکوۃ ادا کردی، تو یہ زکوۃ ادا نہیں ہوئی جب نصاب کے برابر یا اس سے زائد مال مل جائے اور اس پر سال گزر جائے تو دوبارہ زکوۃ دینا فرض ہے۔(۲)

مال کی سپلائی پر زکوۃ

اگر کوئی شخص مال ادھار لیکر سپلائی کرتا ہے، تو اس کی زکوۃ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ سال پورا ہونے کے بعد اس کے پاس مال تجارت، سونا، چاندی، اور وہ قرضے جو لوگوں کے ذمہ ہیں سب کو جمع کرلے، پھر اس مجموعی رقم سے قرضہ جات منہا کردے، پھر اس کے بعد جتنی مالیت باقی رہے اس میں سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کردے۔(۳)

= بغناء ابیه ، بدائع ج: ۲ ص: ۴۷، ط: سعید. ردالمحتار ج: ۲ ص: ۳۴۹. ط: سعید.

(۱) ویجوز صرفها الی الأب المعسر وإن کان ابنه موسرا کذا فی شرح الطحاوی ،الفتاوی الهندیه، ج: ۱ ص: ۱۸۹ ، کتاب الزکاة ،الباب السابع فی المصارف .تتارخانیة ج: ۲ ص: ۲۷۳ قال فی البدائع : وکذا یجوز الدفع الی فقیر له ابن غنی وان کان یجب علیه نفقته، بدائع ج: ۲ ص: ۴۷، فصل اما الذی یرجع الی المودی الیه ط: سعید.

(۲) اما اذا عجل الزکاة ثم کمل النصاب بعد التعجیل فما عجل لایکون زکوة وانما کان تطوعا، الفتاوی التاتارخانیة ج: ۲ ص: ۲۵۴. کتاب الزکاة ،هندیه ج: ۱ ص: ۱۷۶ .تعجیل الزکاة . قال فی البحر: قید بقوله ذونصاب لانه لوعجل قبل ان یملک تمامه ثم تم الحول علی النصاب لایصح . البحر ج: ۲ ص: ۲۲۴، ط: سعید.

(۳) وان کان ماله اکثر من دینه زکی الفاضل اذا بلغ نصابا ،الهدایه مع فتح القدیر ج: ۲ ص: ۱۱۸ . کتاب الزکوة ،ثم اذا کان علی الرجل دین وله مال الزکاة وغیره من عبید الخدمة فان الدین یصرف الی مال الزکاة عند نا سواء کان من جنس الدین أولا ،بدائع ج: ۲ ص: ۸، کتاب الزکاة .اما شرائط =

مالدار کے مال سے اجازت کے بغیر زکوۃ لینا

اگر کسی آدمی پر زکوۃ واجب ہے مگر وہ زکوۃ ادا نہیں کرتا، تو کسی مستحق زکوۃ محتاج کو یہ اجازت نہیں کہ مالدار آدمی کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں سے زکوۃ کی نیت سے کچھ رقم لے لے، اگر کسی محتاج آدمی نے ایسا کیا ہے تو مالک کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ اس سے اپنا مال یا رقم واپس لے لے، اگر فی الحال اس آدمی کے پاس مال موجود ہے، ورنہ اجازت کے بغیر مال لینے والا محتاج اس رقم کا ضامن ہوگا اور اس کو اتنی رقم ادا کرنی ہوگی۔(۱)

مال دوسرے کے قبضہ میں رہا

☆......اگر کسی کا مال یا رقم مثلاً دس سال سے والدین یا بھائی کے قبضہ میں رہی اور اب دس سال کے بعد سارا مال اس کو مل گیا تو اس صورت میں مال ملنے کے بعد جب ایک سال پورا ہو جائے گا تو اس کی زکوۃ واجب ہوگی گذشتہ دس سال کی زکوۃ لازم نہیں ہوگی (کیونکہ یہ دین ضعیف کے حکم ہے)۔(۲)

☆......اگر والد کے انتقال کے بعد اسکے ترکہ پر کسی ایک بیٹے نے قبضہ کر رکھا ہے اور اس نے بھائی اور بہنوں کے مطالبہ پر ترکہ کو تقسیم نہیں کیا تو اس پر مثلاً دس سال گذر گئے پھر ترکہ تقسیم کیا تو اب جن بھائی اور بہنوں کو دس سال کے بعد رقم ملی ہے ان

= الفرضية .شامي ج:۲ص: ۲۶۴. البحرج:۲ص:۲۰۴،ط:سعيد.

(۱) وإذا وجبت الزكاة على رجل وهولايؤديها لايحل للفقيرأن يأخذ من ماله بغيرعلمه وإن أخذ كان لصاحب المال أن يستردها إن كان قائما وإن كان هالكا يضمن لأن الحق ليس لهذا الفقيربعينه ،التاتارخانية ج:۲ص:۲۸۶،كتاب الزكاة ،المسائل المتعلة بمعطى الزكاة . البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱.ط:سعيد.

(۲) وأما الدين الضعيف فهوالذى وجب له بدلا عن شئ سواء وجب له بغيرصنعه ......ولا زكاة فيه مالم يقبض كله ويحول عليه الحول بعد القبض ،بدائع ج:۲ص:۱۰،كتاب الزكاة ، مراتب الديون ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۷.فتح القديرج:۲ص:۱۲۳.شامي ج:۲ ص: ۳۰۵.هنديه ج:۱ص:۱۷۵.

کو گذشتہ دس سال کی زکوۃ دینا لازم نہیں بلکہ رقم ملنے کے بعد جب سال پورا ہو جائے گا یا پہلے سے صاحب نصاب ہے اس اعتبار سے سال پورا ہو جائے پھر اس پر زکوۃ واجب ہوگی۔(۱)

مال ضمار

''قرض'' کے عنوان کے تحت کو دیکھیں۔

مالک کو اطلاع دیئے بغیر زکوۃ دیدی

جس آدمی پر زکوۃ واجب ہے، اگر اس کے گھر کے افراد نے زکوۃ کی نیت سے کسی مستحق آدمی کو کچھ رقم دیدی تو اسکی دو صورتیں ہیں اگر مذکورہ صاحب نصاب آدمی نے پہلے سے اپنے گھر کے لوگوں کو زکوۃ ادا کرنے کی اجازت دیدی تھی تو اس صورت میں گھر کے لوگوں نے زکوۃ کی نیت سے جو رقم دی ہے وہ زکوۃ میں ادا ہوگی۔(۲)

اور اگر مذکورہ صاحب آدمی نے پہلے سے گھر کے لوگوں کو زکوۃ ادا کرنے کی اجازت نہیں دی تھی، اور گھر کے لوگوں نے زکوۃ کی نیت سے فقیروں کو کچھ رقم دی ہے اور وہ رقم اب تک اس فقیر کے پاس موجود ہے اس نے خرچ نہیں کی ہے اور مالک نے

---

(۱) وأما الدين الاضعف مايملكه بغيرفعل كالميراث والوصية فحكمه حكم الضعيف وهذا اذا لم يكن مال سواه اما اذا كان له مال بلغ نصابافبقدرماأخذ قليلا كان أو كثيرايضم الى ماعنده ويزكى النصاب وماضم اليه جميعا.تاتارخانية ،كتاب الزكاة ،زكاة الديون ج:٢ ص: ٣٠١. البحرج:٢ص:٢٠٧ كتاب الزكاة ،ط:سعيد.شامي ج:٢ص:٣٠٥.بدائع ج:٢ص:١٠.

(٢) رجل امررجلا أن يؤدى عنه زكاة ماله فأداها قال يجوزعنه ولايرجع على الامربماأدى . من ادى زكاة مال غيره من مال نفسه بأمرمن عليه الزكاة جازبخلاف ماإذا ادى بغيرامره ثم أجاز. التاتارخانية، ج:٢ص:٢٨٤،كتاب الزكاة ،المسائل المتعلقة بمعطى الزكاة . البحرج:٢ ص:٢١٠ .هنديه ج:١ص:١٧١ . قال فى البحر:وانما تشترط النية لدفع المزاحم كما اذا دفع بلانية ثم حضرته النيه والمال قائم فى يد الفقيرفانه يجزيه بخلاف ما اذا نوى بعد هلاكه ط:سعيد.البحرالرائق ج:٢ص:٢١٠. كتاب الزكاة ،ط:سعيد.شامي ج:٢ص: ٢٦٨.

زکوۃ کی نیت کی تو نیت صحیح ہوگی اور زکوۃ ادا ہو جائے گی، اور اگر وہ رقم فقیر کے پاس نہیں بلکہ اس نے خرچ کردی ہے اور مالک نے اب زکوۃ کی نیت کی تو اس نیت کا اعتبار نہیں ہوگا اور زکوۃ ادا نہیں ہوگی البتہ صدقہ کا ثواب ملے گا۔(۱)

مالک ہونا

☆......''مالک'' ہونے سے مراد قبضے میں ہونا۔(۲)

☆......اگر کوئی شخص کسی چیز کا مالک ہوا، لیکن وہ چیز ابھی تک قبضے میں نہیں آئی، تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، جیسے عورت کا مہر جب تک اسکے قبضہ میں نہیں آئے گا، اس کی زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

☆......اگر کوئی کسی مال پر قابض ہے مالک نہیں اس پر بھی زکوۃ واجب نہیں جیسے مقروض کہ مال اس کے قبضہ میں ہوتا ہے لیکن وہ مالک نہیں ہوتا بلکہ مالک کوئی اور ہوتا ہے تو اس صورت میں مقروض کے ذمہ زکوۃ واجب نہیں ہوگی بلکہ قرض دینے

---

(۱) (وشرط صحة ادائها نية مقارنة له) اى للاداء (ولو) كانت المقارنة (حكما) كمالودفع بلانية ثم نوى والمال قائم فى يد الفقيروفى حاشية ابن عابدين بخلاف ما اذا نوى بعد هلاكه بحر،(ردالمحتارعلى الدرالمختار،كتاب الزكاة ج:۲ص:۲۶۸ط:سعيد.البحرج: ۲ ص ۲۱۰.رجل أدى زكاة غيره عن مال ذلك الغيرفاجازه المالك فإن كان المال قائما فى يد الفقيرجاز وإلا فلا. الفتاوى الهنديه ج:۱ص:۱۷۱،كتاب الزكاة ،البحرج:۲ص:۲۱۰ تتارخانية ج:۲ص:۲۸۴ . وإن تصدق بمال المتصدق عنه وقف على إجازته فإن أجازوالمال قائم جازعن الزكاة و إن كان المال هالكا جازعن التطوع ولم يجزعن الزكاة .بدائع ،كتاب الزكاة ،ج:۲ص:۱۴ .

(۲) المراد بالملك التام المملوك رقبة ويدا،(رد المحتارج:۲ص:۲۵۹،كتاب الزكاة ووجوب الزكاة وظيفة الملك المطلق وعلى هذا يخرج قول أبى حنيفة فى الدين الذى وجب للانسان لابد لا عن شئ (الى) أوجب بدلا عما ليس بمال اصلا كالمهرللمرأة على الزوج ،أنه لاتجب الزكاة فيه ،بدائع ،كتاب الزكاة،ج:۲ص:۹و۱۰،ط:سعيد.هنديه ج:۱ ص: ۱۷۳ .ومنها الملك المطلق وهوأن يكون مملوكارقبة ويدا الخ .

والا ہی زکوۃ ادا کرے۔(۱)

مال کیسا دے زکوۃ میں

☆......اگر کل مال عمدہ ہے تو زکوۃ میں عمدہ مال دینا چاہئے، اور اگر سب مال خراب ہے تو خراب مال دیا جائے، اور اگر کچھ مال عمدہ ہے اور کچھ خراب ہے، تو زکوۃ میں متوسط اور درمیانے درجہ کا مال دینا چاہئے۔(۲)

☆......اگر اعلی درجہ کے مال کی زکوۃ ادنی درجہ کی چیزوں سے دی تو اس میں جس قدر کمی ہوئی ہے اس کے بدلے میں قیمت دیدی جائے تا کہ زکوۃ میں کمی نہ رہ جائے۔(۳)

☆......اگر ادنی درجہ کے چیزوں کی زکوۃ اعلی درجہ کے چیزوں سے دی ہے تو اس میں جس قدر زیادتی ہوئی اس کی قیمت وضع کر سکتے ہیں۔(۴)

---

(۱) ومنها ان لايكون عليه دين مطالب به من جهة العباد عندنا فان كان فانه يمنع وجوب الزكاة بقدره حالا كان اومؤجلا.بدائع ج:۲ص:۶،فصل اما شرائط الفرضية ط:سعيد.قال في موضع آخر:ان مال الزكاة مشغول بحاجة الدين فكان ملحقا بالعدم ،بدائع ج:۲ ص:۸، ط: سعيد.شامی ج:۲ص؛۲۶۰ .فتح القديرج:۲ص:۱۱۷ .هنديه ج:۱ ص:۱۷۳ . البحر ج:۲ ص: ۲۰۲ .

(۲) والمصدق لايأخذ الاالوسط وهوأعلى الادنى وأدنى الاعلى ولوكله جيدا فجيد. الدرالمختارمع الردج:۲ص:۲۸۷،كتاب الزكاة ،باب زكاة الغنم . قال في البدائع فان كان من جنسه يراعى فيه صفة الواجب من الجيد والوسط والردى ،بدائع ج:۲ص:۴۱ تاتارخانية ج:۲ ص:۲۲۳ .شامی ج:۲ص:۲۸۶ .

(۳) قال في البدائع :فان ادى المنصوص عليه من الشاة ونحوذلک يراعى فيه صفة الواجب وهوان يكون وسطا فلايجوزالردئ الاعلى طريق التقويم فيقدرقيمته وعليه التكميل لانه لم يؤد الواجب .بدائع ج:۲ص:۴۱. فصل اما الذى يرجع الى المؤدى .

(۴) ولوادى الجيد جازلانه ادى الواجب وزيادة وان أدى القيمة ادى قيمة الوسط فان ادى قيمة الردى لايجوزالا بقدرقيمته وعليه التكميل ،بدائع ج:۲ص:۴۱،فصل اما الذى يرجع الى المؤدى ،ط:سعيد.شامی ج:۲ص:۲۸۷. تتارخانية ج:۲ص:۲۲۳ .

مال کی قیمت بدلتی رہتی ہے

☆......جس مال کی قیمت بدلتی رہتی ہے، بلکہ بعض وقت قیمت خرید سے بھی کم ہوجاتی ہے اور مال فروخت ہونے کی کوئی صورت نہیں ہوتی ، تو اسکی زکوۃ دینے کی صورت یہ ہے کہ جس وقت مذکورہ مال پر سال مکمل ہوگا اس وقت بازار میں اس مال کی جو قیمت ہوگی (۱) اس کا حساب کر کے ڈھائی فیصد زکوۃ میں ادا کردیں ، یا اس مال کا چالیسواں حصہ دیدیں۔(۲)

☆......اور مال کی قیمت وہ لگائی جائے گی جو اس شہر میں رائج ہے اگر اس شہر کے بازار میں وہ چیز نہیں ہے تو قریب والے شہر کی قیمت کے اعتبار سے حساب لگا کر زکوۃ ادا کردی جائے۔(۳)

---

(۱) وتعتبرالقيمة يوم الوجوب وقالايوم الأداء وفى السوائم يوم الأداء اجماعاوهوالاصح ، الدرالمختارمع الردج:۲ص:۲۸۶،کتاب الزكاة ،باب زكاة الغنم، هنديه ج:۱ص:۱۸۰. البحر ج:۲ص:۲۲۱. بدائع ج:۲ص:۲۲.تاتارخانية ج:۲ص:۲۳۸، زكاة عروض التجارة

(۲) وفى الولوالجية يقوم يوم حال عليها الحول بالغة مابلغت بعد ان كانت قيمتها فى أول الحول مائتين ويزكى مائتى درهم خمسة دراهم ،تاتارخانيه ج:۲ص:۲۳۸.زكاة عروض التجارة .

(۳) ويقوم فى البلد الذى المال فيه ولوفى مفازة ففى اقرب الأمصارإليه ،فتح ،الدر المختارمع الرد ج:۲ص:۲۸۶،كتاب الزكاة ،باب زكاة الغنم ،البحرج:۲ ص: ۲۲۹. تاتارخانية ج:۲ ص: ۲۳۸ .هنديه ج:۱ ص:۱۸۰ وذكرمحمد فى الرقيات أنه يقوم فى البلد الذى حال الحول على المتاع بمايتعارفه أهل ذلک البلد نقدا فيما بينهم يعنى غالب نقد ذلک البلد ولاينظر الى موضع الشراء ولاإلى موضع المالک وقت حولان الحول ،التاتارخانية ج:۲ص: ۲۳۸،کتاب الزكاة ،زكاة عروض التجارة ، ط:ادارة القرآن . البحرج:۲ص:۲۲۹.قال فى البدائع :وانما له ولاية النقل الى القيمة يوم الاداء فيعتبرقيمتها يوم الاداء ،بدائع ج:۲ ص:۲۲.ط:سعيد.

مال محفوظ

☆...... نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنے مالوں کو زکوۃ کے ذریعے محفوظ کرو، اپنے بیماروں کا صدقہ سے علاج کرو، اور مصائب کے طوفان کا دعاء وتضرع سے مقابلہ کرو۔(۱)

☆......ایک اور حدیث میں ہے کہ جس شخص نے اپنے مال کی زکوۃ ادا کردی اس نے اسکے شر کو دور کر دیا۔ مجمع الزوائد ج/۳ص/۶۳۔(۲)

☆...... ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کرتا، قیامت میں اس کا مال گنجے سانپ کی شکل میں آئے گا اور اسکی گردن سے لپٹ کر گلے کا طوق بن جائے گا۔(نسائی ص:۳۳۳)۔

جس شخص کو اللہ جل شانہ نے مال عطا کیا ہو اور وہ اسکی زکوۃ ادا نہیں کرتا ہو تو وہ سانپ بن کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا اور وہ کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں، تیرا خزانہ ہوں۔ اور اسکے منہ کے دونوں اطراف میں کاٹتا رہے گا، اسکو برداشت کرنا ممکن نہیں ہوگا۔

آج اگر کسی گھر میں اچانک سانپ نکل آتا ہے، تو خوف ودہشت کی وجہ سے سب نکل کر بھاگ جاتے ہیں کل قیامت کے دن کیا ہوگا اور کیسے برداشت کیا جائے گا۔(۳)

---

(۱) عن عبداللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ حصنوا اموالکم بالزکاۃ وداووا مرضاکم بالصدقة واعدوا للبلاء الدعاء ،رواہ الطبرانی فی الاوسط والکبیر،مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ج:۳ص:۶۳،۶۴ ،باب فرض الزکاۃ ط:درالکتاب العربی ،بیروت.

(۲) عن جابر قال قال رجل من القوم یارسول اللہ أریت ان ادی الرجل زکاۃ مالہ فقال رسول اللہ ﷺ من ادی زکاۃ مالہ فقد ذھب عنہ شرہ .رواہ الطبرانی فی الاوسط ،مجمع الزوائد و منبع الفوائد ج:۳ص:۶۳،کتاب الزکاۃ باب فرض الزکاۃ ط:درالکتاب العربی ،بیروت . عن أبی ھریرةؓ قال قال رسول اللہ ﷺ :إذا أدیت زکوۃ مالک فقد قضیت ماعلیک ،ابن ماجة ج:۱ ص:۱۲۸ .قدیمی

(۳) عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ ﷺ ما من رجل لہ مال لایؤدی حق مالہ الاجعل لہ طوقا فی عنقہ شجاع اقرع وھویفر منہ وھویتبعہ ثم قرأ مصداقہ من کتاب اللہ عزوجل "ولایحسبن =

مال مخلوط

☆......اگر کل مال حرام ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے بلکہ کل مال واپس کرنا لازم ہے اگر واپس کرنا ممکن ہے، اور اگر واپس کرنا ممکن نہیں تو ثواب کی نیت کے بغیر مال صدقہ کردینا لازم ہے۔(۱)

☆......اور اگر مال حرام اور حلال سے مخلوط ہے، اور حلال غالب ہے تو دونوں کے مجموعہ پر زکوۃ واجب ہوگی ،جیسا کہ غصب کردہ مال کو اپنے مال کے ساتھ مخلوط کردے تو غصب کردہ مال پر بھی زکوۃ واجب ہوتی ہے۔(۲)

درمختار میں ہے : ولوخلط السلطان المال المغصوب بماله ملكه فتجب الزكوة فيه .ج:۲ص :۲۹۰

☆......اور اگر حرام غالب ہے تو حلال کی زکوۃ ادا کریں اور حرام کو واپس کردیں اگر ممکن ہے، اور اگر مالک نہ ملے تو ثواب کی نیت کے بغیر مستحق زکوۃ آدمی کو صدقہ کردیں۔(۳)

= الذين يبخلون بمااتاهم الله من فضله هوخيرلهم بل هوشرلهم .سيوطوقون مابخلوا به يوم القيامة" . سنن نسائى باب التغليظ فى حبس الزكاة ط:قديمى كتبخانه ج:١ ص:٣٣٣.وابن ماجه ج:١ ص:١٢٨ .ط:قديمى كتب خانه .فى رواية قال رسول الله ﷺ من أتاه الله مالا فلم يؤد زكاته مثل له ماله يوم القيامة شجاعا اقرع له زبيبتان ياخذ بلهزمتيه يوم القيامة فيقول انا مالك انا كنزك ثم تلاهذه الاية .نسائى ج:١ ص٣٤٣.باب مانع زكاة ماله ،ط: قديمى.

(١) فى القنية لوكان الخبيث نصابا لايلزمه الزكاة ؛لأن الكل واجب التصدق عليه فلايفيد ايجاب الصدقة ببعضه ،ردالمحتارج:٢ص:٢٩١.كتاب الزكاة .ولوبلغ المال الخبيث نصابا لايجب فيه الزكاة لان الكل واجب التصدق ،البزازيه على هامش الهنديه،ج:٤ ص: ٨٦،كتاب الزكاة .

(٢) فى فتح القديروغيره لايخرج عن ملك النصاب المذكورماملك بسبب خبيث ولذا قالوا لوان سلطانا غصب مالا وخلطه صارملكا له حتى وجبت عليه الزكاة ،البحرج:٢ ص: ٢٠٥،كتاب الزكاة ط:سعيد، شامى ج:٢ص:٢٩٠ ،باب زكاة الغنم .

(٣) ....وهذا إذا كان له مال غيرما استهلكه بالخلط منفصل عنه يوفى دينه وإلا فلازكاة الخ الدرالمختارشامى ج:٢ص:٢٩١ .

مال مشترکہ کی زکوۃ

اگر کسی گھر میں متعدد افراد ہیں، اور سب نے ملکر خوشی سے ایک آدمی کو مختار بنایا ہے، اور اس کو سب کی طرف سے زکوۃ ادا کرنے کا اختیار دیا ہے، تو اس آدمی کو سب کی طرف سے زکوۃ ادا کرنے کی اجازت ہوگی اور زکوۃ سب کی طرف سے ادا ہو جائے گی اور ثواب سب کو ملے گا۔(۱)

اور اگر تمام افراد نے زکوۃ ادا کرنے کی اجازت نہیں دی تو اس آدمی کے لئے سب کی طرف سے مشترکہ طور پر زکوۃ ادا کرنا جائز نہیں ہوگا بلکہ ہر صاحب نصاب آدمی کو اپنی اپنی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

مال ہلاک ہو جاتا ہے

☆...... جب کسی آدمی پر زکوۃ واجب ہو جاتی ہے تو خدائی کھاتے میں خود بخود اس مال کا چالیسواں حصہ علیحدہ مستحق کے نام لکھدیا جاتا ہے، اب جب زکوۃ ادا نہیں کرتا ہے تو گویا کہ غریبوں کی زکوۃ اپنے مال میں دوبارہ شامل کرلی۔

اور زکوۃ کا مال جس مال میں بھی شامل ہوتا ہے اس کو ہلاک کر دیتا ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ماخالطت الزکوة مالاقط الااهلكته : (مشکوة ج: ۱ ص ۱۵۷)

---

(۱) قال فی البحر: كما اذا وكل رجلا بدفع زكاة ماله ونوى المالک عند الدفع الى الوكيل فدفع الوكيل بلانية فانه يجزيه ،لان المعتبرنية الآمرلانه المؤدى حقيقة ،هنديه ج:۱ ص: ۱۷۱ ،البحرج:۲ ص:۲۱۰ .وفى المنتقى : رجل أمررجلا أن يؤدى عنه زكاة ماله فأداها ، قال :يجوزعنه ولايرجع على الأمربماأدى ،تتارخانية :ج:۲ ص: ۲۸۴ .الفصل التاسع.

(۲)ولوادى زكاة غيره بغيرامره فبلغه فاجازلم يجزلأنها وجدت نفاذا على المتصدق لأنها ملكه ولم يصر نائبا عن غيره فنفذت عليه ،البحرج:۲ ص:۲۱۰،ط:سعيد. شامى ج:۲ ص: ۲۶۹ .تاتارخانية ج:۲ ص:۲۸۴، الفصل التاسع .

ماموں

اگر ماموں غریب ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے، تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

ماموں کی اولاد

اگر ماموں کی اولاد (ماموں زاد بھائی بہن) غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

ماں سید ہے

اگر کسی شخص کی صرف ماں سید ہے، باپ سید نہیں، اور وہ غریب ہے نصاب کا مالک نہیں تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے، کیونکہ نسب باپ کی طرف سے ثابت ہوتا ہے، ماں کی طرف سے نہیں، اس لئے صرف ماں سید ہونے سے بیٹا یا بیٹی سید نہیں ہوگی۔(۳)

ماں کو زکوۃ دینا

اپنی ماں کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔(۴)

---

(۱) قال فی فتح القدیر: وسائر القربات غیر الولاد یجوز الدفع الیهم وهو اولی لما فیه من الصلة مع الصدقة کالاخوة والاخوات .... والاخوال والخالات، فتح القدیر ج:۲ ص: ۲۰۹، باب المصرف ط: رشیدیه. وبدائع ج:۲ ص:۵۰، شامی ج:۲ ص:۳۴۶. البحر ج:۲ ص:۲۴۳. ط: سعید.

(۲) قال فی البحر: واشار الی ان الدفع الی کل قریب لیس باصل ولا فرع جائز، البحر ج:۲ ص:۲۰۱، کتاب الزکاة. البحر ج:۲ ص:۲۴۳. فتح القدیر ج:۲ ص:۲۱۷، ط: سعید.

(۳) ویؤخذ من هذا أن من کانت أمها علویة مثلا وأبوها عجمی یکون العجمی کفوا لها وان کان لها شرف ما؛ لأن النسب للأباء ولهذا جاز دفع الزکاة الیها، فلایعتبر التفاوت بینهما من جهة شرف الام. ردالمحتار ج:۳ ص:۸۷، کتاب النکاح، باب الکفاءة.

(۴) ولایعطی من الزکاة والدا وإن علا ولاولدا وإن سفل، وفی الخانیة من قبل الذکور و الاناث، التاتارخانیة ج:۲ ص:۲۷۱، کتاب الزکاة من توضع الزکاة فیه. شامی ج:۲ ص:۳۴۶. هندیه ج:۱ ص:۱۸۸. البحر ج:۲ ص:۲۴۳. باب المصرف.

مبلغین کو زکوۃ کی رقم سے وظائف دینا

☆......زکوۃ کی رقم سے مبلغین کو وظیفہ اور تنخواہ دینا جائز نہیں ہے، کیونکہ زکوۃ کیلئے تملیک ضروری ہے، اور تنخواہ میں زکوۃ دینے کی صورت میں تملیک نہیں ہوتی۔(۱)

☆......زکوۃ کی رقم سے وظیفہ دینے کی شرط پر مبلغین کا تقرر کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

متروکہ مال کی زکوۃ ورثاء پر ہے

☆......میت کا متروکہ مال ابھی وارثوں پر تقسیم نہیں ہوا، امین کے تحویل میں ہے، اور سب وارث بالغ ہیں، بعض کے حصے مقرر ہوئے اور بعض کے ابھی مقرر نہیں ہوئے، اس مناقشہ میں پورا سال گذر گیا تو اگر مال سونا چاندی یا نقد رقم ہے اور ہر وارث کا حصہ نصاب تک پہنچ جاتا ہے تو ہر وارث پر اپنے اپنے حصے کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، اور اس عرصہ میں چند سال گذر گئے تو گذشتہ سالوں کی زکوۃ ادا کرنا بھی لازم ہوگا، اگر ورثاء نابالغ ہیں تو ان پر واجب نہیں ہوگی۔(۲)

☆......اگر جائیداد وغیرہ ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

---

(۱) قال فی البحر: وعدم الجواز لانعدام التملیک الذی هوالرکن فیها ،البحرج:۲ ص ۲۴۳ ،ط:سعید. ولونوی الزکاة بما یدفع المعلم الی الخلیفة ولم یستأجره إن کان الخلیفة بحال لولم یدفعه یعلم الصبیان ایضااجزأه وإلافلا،وکذا مایدفعه الی الخدم من الرجال والنساء فی الاعیاد وغیرها بنیة الزکاة کذا فی معراج الدرایة .الهندیه ج:۱ ص:۱۹۰ ، الباب السابع فی المصارف .شامی ج:۲ ص:۳۵۶ .تتارخانیة ج:۲ ص؛۲۷۸ .معارف القرآن ج:۴ ص:۳۹۹، سورة التوبة ،آیت :۶۰ ،ط:ادارة المعارف .معارف القرآن کاندهلوی ج:۳ ص: ۳۶۶ ،مکتبه عثمانیه .

(۲) ان الزکاة تجب فی النقد کیفما کان امسکه للنماء أوللنفقة الخ البحرج:۲ ص: ۲۰۶. شامی ج:۲ ص:۲۶۲ .

(۳) وأما المائع کالقیروالنفط ومالیس بمنطبع ولامائع کالنورة والجص والجواهر و الیواقیت فلاشئ فیهاکذا فی التهذیب ،الهندیه ج:۱ ص:۱۸۵ ،کتاب الزکاة ،الباب الخامس فی المعادن والرکاز .تتارخانیة ج:۲ ص:۳۴۱ .شامی ج:۲ ص:۳۲۱ .البحرج:۲ ص: ۲۳۶

مٹی کا تیل

☆......اگر تجارت کیلئے مٹی کا تیل خرید کر رکھا ہے تو اس پر زکوۃ واجب ہے۔

☆......اگر کان سے مٹی کا تیل نکلا ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں البتہ فروخت کرنے کے بعد جو آمدنی ہوگی اس پر زکوۃ واجب ہے۔(۱)

مجاہد

مجاہدین دین کے محافظ ہیں، اسلامی ممالک کی سرحدوں کے محافظ ہیں، مسلمانوں کے جان ومال عزت وآبرو کے محافظ ہیں، مساجد اور دینی اداروں کے محافظ ہیں اگر یہ نہیں ہوں گے تو کفار آسانی سے مسلمانوں کے ممالک پر قابض ہوجائیں گے دین ختم کردیں گے، مساجد کو شراب خانہ میں تبدیل کردیں گے مدارس کو سینما گھر میں بدل دیں گے، قرآن مجید کو جلائیں گے، اور گٹر میں پھینکیں گے، دینی کتابوں کو دریا میں ڈال دیں گے، دینداروں کو زندہ دفن کردیں گے جیسا کہ روس اور چنگیز خان نے کیا ہے، گذرے ہوئے حالات سے سبق لینا چاہئے، اس لئے مسلمانوں پر ضروری ہے کہ جو واقعی مجاہد ہیں دل کھول کر ان کی مدد کریں اور آخرت میں کامیابی حاصل کریں۔(۲)

---

(۱) الزکاۃ واجبة فی عروض التجارۃ کائنة ما کانت اذا بلغت قیمتها نصابا من الورق و الذهب کذا فی الهدایه ،الهندیه ،کتاب الزکاۃ ،الباب الثالث فی الذهب ج: ۱ ص: ۱۷۹. البحرج:۲ص:۲۲۸ .شامی ج:۲ص:۲۲۸. تتارخانیة ج:۲ص:۲۳۷.بدائع ج:۲ ص ۲۰. فتح القدیرج:۲ص:۱۶۵ ،ط:رشیدیه.

(۲) قال ابن عابدین فی حاشیة البحر:ومنقطع الغزاۃ وابن السبیل فیدفع الی کلهم اوالی صنف وفی المبسوط لایجوزدفع الزکاۃ الی من یملک نصابا الا الی طالب العلم والغازی والمنقطع. منحة الخالق علی هامش البحرج:۲ص:۲۴۲،باب المصرف ،ط:سعید.رد المحتارج:۲ص:۳۴۰،باب المصرف ط:سعید.قال فی الهدایه ولایصرف الی اغنیاء الغزاۃ عندنا،لان المصرف هوالفقراء وذکرتلک الخمسة فی التجنیس فقال لاتحل الصدقة لغنی الا لخمسة الغازی والعامل علیها،......وذکرفی المصابیح وفی روایة وابن سبیل فان قیل قوله وفی سبیل الله مکررسواء کان منقطع الغزاۃ اومنقطع الحاج لانه اما ان یکون له فی وطنه مال اولا فان کان فهوابن سبیل وان لم یکن فهوفقیر،فمن این یکون العدد سبعة اجیب بانه فقیر=

مجاہدین کو دہشت گرد کہنا

اگر مجاہدین غریب ہیں، نصاب کے مالک نہیں ہیں، تو ان کو زکوۃ دینا یا زکوۃ کی رقم سے جنگی سامان، استعمال کے کپڑے، جوتے، بستر اور گرم کپڑے وغیرہ دینا جائز ہے، بلکہ کافر اور ان کے اتحادیوں کے خلاف جہاد جاری رہنے کی صورت میں زکوۃ کے لئے مجاہدین کو ترجیح دینا چاہئے۔

مجاہدین کو یہودیوں اور عیسائیوں کی تقلید میں ''دہشت گرد کہنا جائز نہیں کیونکہ دونوں جہان میں سب سے بڑے مجاہد مدنی آقا ﷺ ہیں اس کے بعد خلفائے راشدین اور تمام صحابۂ کرام مجاہد ہیں۔

اگر کافر اور ان کے اتحادیوں کے خلاف جہاد کرنے والوں کو ''دہشت گرد'' کہنا جائز ہو تو نبی کریم ﷺ کو سب سے بڑا ''دہشت گرد'' کہنا لازم آئے گا (نعوذ باللہ) اور بشمول حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ حضرت خالد بن ولیدؓ تمام صحابۂ کرام، محمد بن قاسم، طارق بن زیاد وغیرھم سب کو ''دہشت گرد'' کہنا لازم آئے گا کیونکہ ان حضرات نے کافر اور ان کے اتحادیوں کے خلاف جنگ کی ہے، اور جو شخص ایسے لوگوں کو دہشت گرد کہے گا وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔(۱)

= لا انه ازدادفيه شئ اخرسوى الفقروهوالانقطاع فى عبادة الله من جهاد أو حج فلذلك غاير الفقير المطلق ويظهر اثر التغاير فى حكم آخروهوزيادة التحريض والترغيب فى رعاية جانبه،عناية فى هامش فتح القدير ج: ۲ ص: ۲۰۵، ط: رشيديه .

(۱) رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مجاہد اعظم تھے، لہذا جو لوگ مجاہدین کو دہشت گرد کہتے ہیں وہ حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ کو نعوذ باللہ دہشت گرد کہتے ہیں اور جو ایسا کہے وہ کافر ہیں اگرچہ وہ اسلام کا مدعی ہوں، جیسا کہ محقق علامہ ابن عابدین شامیؒ فرماتے ہیں: قال محمد بن سخنون اجمع العلماء فى كفره وشاتم النبى ﷺ والمنتقص له كافر والوعيد جار عليه، بعذاب الله له ومن شك فى كفره وعذابه كفر، عن اسحاق بن راهويه احد الأئمة الاعلام قال اجمع المسلمون =

مجاہدین کو زکوۃ دینا

☆......سورہ توبہ کی آیت ۶۰ میں " فی سبیل اللہ " سے بے سروسامان مجاہدین کی اعانت اور مدد کرنا مراد ہے، مطلب یہ ہے کہ مجاہد غازی فقیروں کو زکوہ دینا جائز ہے تا کہ وہ اس مال سے ہتھیار اور جہاد کا سامان خرید سکیں (۱) ، اور جہاد کیلئے سفر کر سکیں، البتہ جو مجاہد مالدار ہے، نصاب کا مالک ہے اس کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔

☆......موجودہ زمانہ میں عیسائیوں نے مسلمانوں کے خلاف صلیبی جنگ شروع کر رکھی ہے، اور مسلمانوں کے ممالک پر قبضہ کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے مال و

= ان من سب اللہ تعالی اوسب رسوله ﷺ اودفع شيئا مما انزل الله تعالى اوقتل نبيا من انبياء الله عزوجل انه كافربذلک وان كان مقرا بكل ماانزل الله تعالى .فاما الدليل على كفره: فالكتاب والسنة والاجماع والقياس .اما الكتاب :فقوله تعالى :ان الذين يوذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والآخرة واعدلهم عذابا مهينا، قوله تعالى والذين يوذون رسول الله فلهم عذاب اليم .فهذه الايت تدل على كفره وقتله والاذى هوالشرالخفيف فان زاد كان ضررا كذا. ومن السنة :ماروا ه القاضى عياض ان رسول الله ﷺ قال من سب نبيافاقتلوه ،ومن سب اصحابى فاضربوه . وأما القياس:فلان المرتد ثبت قتله بالاجماع ،والنصوص المتظاهرة ومنها قوله ﷺ :من بدل دينه فاقتلوا والساب مرتد مبدل لدينه .مجموعه رسائل ابن عابدين:ج:١ ص:٣١٦ و ٣١٧ و٣١٨ .ط:سهيل اكيدمى ،لاهور.قال المحقق فى رد المحتار:قال ابو بكر بن منذر: اجمع عوام اهل العلم ان من سب النبى ﷺ يقتل .... و حاصله انه نقل الاجماع على كفرالساب. ردالمحتارج:۴ص: ۲۳۱و۲۳۲،مطلب مهم فى حكم ساب الانبياء ، ط: سعيد .

(١) وفى الدرالمختارعلى ردالمحتار:وفى سبيل الله وهومنقطع الغزاة،ج:٢ص: ٣٤٣، كتاب الزكاة ،باب المصرف .وأما قوله فى سبيل الله ،قال القدورى فى كتابه :قال أبويوسفؒ المراد به فقراء الغزاة الخ .وفى المضمرات والصحيح قول ابى يوسف ؛لأن الطاعات كلها فى سبيل الله إلا أن عند الإطلاق يفهم منه الغزاة ،التاتارخانية ج:٢ ص: ٢٧٠،كتاب الزكاة من توضع فيه الزكاة .الفقه الاسلامى وادلته ج:٢ص:٨٧۴. وأما قوله وفى سبيل الله عبارة عن جميع القرب فيدخل فيه كل من سعى فى طاعة الله وسبيل الخيرات اذا كان محتاجا وقال ابويوسف المرادمنه فقراء الغزاة لان سبيل الله اذا اطلق فى عرف الشرع يراد به ذلک ،وان كان غنيا فلايجوز الاعند اعتبارحدوث الحاجة ،بدائع ج:٢ ص:۴٦، فصل اما الذى يرجع الى المؤدى ط:سعيد.

جائیداد پر اجارہ داری قائم کررہے ہیں، ماں بہنوں کو اذیت اور تکلیفیں دے دے کر عزت اور عصمت کو لوٹ رہے ہیں اور بے دردی سے قتل کررہے ہیں، قرآن مجید کی بے حرمتی کر رہے ہیں باتھ روم کے گٹر میں قرآن مجید کو پھینک رہے ہیں (نعوذ باللہ) کعبۃ اللہ پر حملہ کرنے کا عزم ظاہر کررہے ہیں۔

ایسی صورت میں مسلمانوں کو چاہئے کہ مجاہدین کی خوب مدد کریں ورنہ وہ دن دور نہیں ہوگا کہ یہ عیسائی ہمارے گھر، ہمارے کاروبار، ہمارے بنگلے اور ہماری ہر چیز کے مالک ہوجائیں گے اور فرعون کی طرح ہر خسیس کام کے لئے مسلمانوں کو جانوروں کی طرح استعمال کریں گے۔(۱)

مجنون

''پاگل'' کے عنوان کے تحت دیکھیں۔

مچھلی

جو مچھلی سمندر یا ندی وغیرہ سے پکڑی جاتی ہے، اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے، (۲) ہاں اگر مچھلی کی تجارت کی جائے گی تو اس پر زکوۃ واجب ہوگی، اور فروخت کرنے کے بعد جو رقم حاصل ہوگی اگر وہ نصاب کے برابر یا اُس سے زیادہ ہے تو سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

---

(۱) ولاتلقوا بأيديكم الى التهلكة. آيت: ۱۹۵، سورة البقرة.

(۲) الزكاة واجبة فى عروض التجارة ،التاتارخانية ،ج:۲ص:۲۳۷،كتاب الزكاة ،زكاة عروض التجارة. فتح القدير ج:۲ص:۱۶۵. هنديه ج:۱ص:۱۷۹. تتارخانية ج:۲ص:۲۳۷.

(۳) الزكاة واجبة فى عروض التجارة ،التاتارخانية ،ج:۲ص:۲۳۷،كتاب الزكاة ،زكاة عروض التجارة. قال فى البدائع :واما اموال التجارة فتقدير النصاب فيها بقيمتها من الدنانير والدراهم فلاشيئ فيها مالم تبلغ قيمتها مائتى درهم اوعشرين مثقالا من ذهب فتجب فيها الزكاة ،بدائع ج:۲ص:۲۰،شامى ج:۲ص:۲۹۸،ط:سعيد. البحر ج:۲ص:۲۲۸.

مچھلی کا فارم

مچھلی کے فارم کی زمین، تالاب، مکان اور متعلقہ سامان پر زکوۃ واجب نہیں البتہ مچھلی کے فارم سے مچھلی فروخت کرنے کے بعد جو آمدنی حاصل ہوگی سالانہ اس پر زکوۃ واجب ہوگی، اگر آمدنی کی رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہوگی۔(۱)

مختلف مدات کا روپیہ یکجا جمع کرنا

☆......زکوۃ صدقۂ فطر اور کفارہ اور فدیہ کی رقم کو عام عطیات کی رقم کے ساتھ خلط ملط کر کے یکجا جمع کر کے رکھنا درست نہیں ہے بلکہ صدقات واجبہ اور صدقات نافلہ کو الگ الگ رکھا جائے تا کہ خلط ملط نہ ہوں۔(۲)

☆......اسی طرح اگر مدرسہ اور مسجد کا چندہ الگ الگ نام سے جمع کیا جاتا ہے تو ان رقوم کو الگ الگ کر کے رکھنا چاہئے یکجا جمع کر کے رکھنا درست نہیں ہوگا۔(۳)

مخلوط النسل جانور

☆......جو جانور کسی دیسی اور جنگلی جانور سے مل کر پیدا ہوں، تو اگر ان کی ماں

---

(۱) ولیس فی دورالسکنی وثیاب البدن الخ زكاة ......علی هذا كتب العلم لأهلها والآلات المحترفين، وفی فتح القدير: المراد بها مالايستهلک عينه فی الانتفاع، الهدايه مع فتح القدير ج:۲ص:۱۲۱، كتاب الزكاة، ط:رشيديه. شامی ج:۲ص:۲۶۲. البحر ج:۲ ص: ۲۰۶. قال فی البدائع: واما آلات الصناع وظروف امتعة التجارة لاتكون مال التجارة لأنها لاتباع مع الامتعة عادة، بدائع ج:۲ص:۱۳، ط:سعيد. قال فی البحر: ان الزكاة تجب فی النقد كيفما كان امسكه للنماء اوللنفقه ومن آلات الحرفة الصابون، والحرض للغسال لاللبقال......وشرط ان يكون النصاب ناميا والنماء الزيادة وفی الشرع نوعان: حقيقی وتقديری. فالحقيقی الزيادة بالتوالد والتجارات. البحر ج:۲ص:۲۰۶، كتاب الزكاة، ط:سعيد. بدائع ج:۲ص:۱۱. اما الشرائط التی ترجع الی المال. شامی ج:۲ص:۲۶۲. هنديه ج:۱ ص:۱۷۳. ط:رشيديه.

(۲،۳) ذكروا أنه يجب عليه ان يجعل لكل نوع منها بيتا يخصه ولايختلط بعضه ببعض الخ شامی ج:۲ص:۳۳۷، ط:سعيد.

دیسی ہے تو وہ دیسی جانور کے حکم میں ہوں گے، اور شریعت کے قانون کے مطابق ان پر زکوۃ واجب ہوگی، اور اگر ماں جنگلی ہے تو وہ جنگلی جانور کے حکم میں ہوں گے، مثلا بکری اور ہرن سے کوئی جانور پیدا ہو تو وہ بکری کے حکم میں ہے، اور نیل گائے اور گائے سے کوئی جانور پیدا ہوا تو وہ گائے کے حکم میں ہے۔(۱)

اور جو جانور جنگلی جانور کے حکم میں ہوں گے ان پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی ہاں اگر تجارت کی نیت سے رکھا ہے تو مال تجارت ہونے کی وجہ سے زکوۃ واجب ہوگی، یعنی اگر قیمت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اس صورت میں سالانہ مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

---

(۱) والمتولد بين الغنم والظبآء يعتبرفيه الأم فان كانت غنما وجبت فيه الزكاة ويكمل به النصاب والا فلا،وكذا المتولد بين البقرالاهلى والوحشى كذا فى محيط السرخسى، الهنديه ج:۱ ص:۱۷۸،كتاب الزكاة ،الباب الثانى،الفصل الخامس .منها أن يكون الجنس فيه واحدا...... وسواء كان متولدا من الأهلى ، أومن أهلى ووحشى بعد أن كان الأم اهليا كالمتولد من الشاة والظبى اذا كان أمه شاة ،والمتولد من البقرالأهلى والوحشى اذا كان أمه أهلية فتجب فيه الزكاة ويكمل به النصاب عندنا ،بدائع كتاب الزكاة ،صفة نصاب السائمة ج:۲ ص:۳۰،ط:سعيد. قال فى البحر:ان الشرع ورد بنصابها باسم الابل والبقروالغنم و اسم الجنس يتناول جميع الانواع باى صفة كانت كاسم الحيوان وسواء كان متولدا من الاهليين او من اهلى والوحشى اذا كانت امه اهلية فتجب فيه الزكاة ، تاتارخانيه ج:۲ص:۲۲۳،الفصل الاول . البحر الرائق ج:۲ص:۲۱۴.باب صدقة السوائم ،ط:سعيد

(۲) الزكاة واجبة فى عروض التجارة كائنة ما كانت اذا بلغت قيمتها نصابا من الورق و الذهب كذا فى الهداية ،هنديه ج:۱ ص:۱۷۹،كتاب الزكاة ،الباب الثالث.البحرالرائق ج:۲ ص:۲۲۸.تتارخانية ج:۲ص:۲۳۷.فتح القديرج:۲ص:۱۶۵ .بدائع ج:۲ص: ۲۰. شامى ج:۲ ص:۲۹۸. واما صفة نصاب السائمة فله صفات منها ان يكون معدا للاسامة لما ذكرنا ان مال الزكاة هو المال النامى وهوالمعد للاستمناء فان اسميت للحمل اوللركوب اوللحم فلازكاة فيها ولو اسميت للبيع والتجارة ففيها زكاة مال التجارة ،بدائع ج:۲ص: ۳۰،ط: سعيد .

مدارس کے سفراء عاملین میں داخل نہیں

مدارس کے سفراء عاملین میں داخل نہیں کیونکہ یہ حضرات اسلامی حکومت کی طرف سے زکوۃ وصول کرنے کیلئے مامور نہیں (۱)، لہذا سفراء کرام کی تنخواہ زکوۃ سے دینا جائز نہیں، اور سفراء کے لئے زکوۃ کی رقم سے تنخواہ لینا بھی جائز نہیں۔

مدارس کے طلباء زیادہ مستحق ہیں

☆...... ہر مسلمان کو معلوم ہے کہ دینی ومذھبی تعلیم سب سے افضل ہے، اور نہایت ضروری ہے۔

☆...... دینی مدارس کے غریب طلباء کو زکوۃ دینے میں شریعت کی ترویج اور اشاعت ہے، کیونکہ دین وشریعت کے حامل یہی طلباء ہیں، انہیں کے ذریعہ نبی کریم ﷺ کی لائی ہوئی شریعت ظہور فرما ہے، قیامت کے دن شریعت ہی کی پوچھ گوچھ ہوگی، جنت میں داخل ہونا اور دوزخ سے بچنا شریعت پر عمل کرنے سے وابستہ ہے، تمام کائنات میں سب سے افضل انبیاء علیہم السلام نے شریعت کے احکام پر عمل کرنے کی دعوت دی، اور شریعت کے احکام کی پابندی پر ہی آخرت کی نجات کو موقوف رکھا ہے، اور انبیاء علیہم السلام کو بھیجنے کا مقصد شریعت کی تبلیغ ہی ہے۔

لہذا اسکول کالج میں پڑھنے والے طلباء کو اسکالرشپ یا امداد اور وظیفہ کے طور پر زکوۃ دینے سے دینی مدارس کے غریب طلباء کو زکوۃ دینا زیادہ بہتر اور زیادہ اجر کا باعث ہے، کیونکہ اس میں زکوۃ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ صدقۂ جاریہ بھی اور دین کی ترویج اور تبلیغ بھی ہے، یہ تمام فضیلتیں کسی اور جگہ زکوۃ دینے سے حاصل نہیں ہوتی ہیں۔

---

(۱) معارف القرآن ج:۴ص:۳۹۹،سورۃ التوبہ ،آیت :۶۰ ،ط:ادارۃ المعارف ،معارف القرآن کاندھلوی ج:۳ص:۳۶۶.واما العاملون :فھم الذین نصبھم الإمام لاستیفاء صدقات المواشی ، فیعطیھم مما فی یدہ ، الخ ،تتارخانیة ج:۲ص:۲۶۸، من توضع الزکاۃ . البحر ج:۲ ص: ۲۴۱ .شامی ج:۲ص: ۳۳۹،باب المصرف،ط:سعید.

☆ ...... نیز یہ کہ اسکولوں، کالجوں کو سرکاری ایڈ، امداد اور حمایت حاصل ہے، اس کے برخلاف دینی مدارس کا مدار ظاہری اسباب کے اعتبار سے اہل خیر مسلمانوں کی امداد پر ہے ان کو نہ حکومت سے امداد ملتی ہے نہ یہ لیتے ہیں، ورنہ امداد لینے کی صورت میں نصاب اور نظام میں حکومت مداخلت کر کے دینی مدارس کا حلیہ بگاڑ دیتی ہے جیسا کہ بنگلہ دیش کے سرکاری بریلوی مدارس اور دنیا کی سب سے قدیم جامعہ تیونس کے جامعہ زیتونیہ کی مثال دنیا کے سامنے موجود ہے، نام مدرسہ کا ہے لیکن نصاب اسکول کالج اور یونیورسٹی کا ہے مخلوط تعلیم ہے، اکثر طلباء کلین شیو ہوتے ہیں، سر پر ٹوپی بھی نہیں ہوتی ہے، نماز کی پابندی نہیں کرتے، انگریزی بال رکھتے ہیں اور انگریزی لباس پہنتے ہیں، رشوت دیکر ملازمت لینی ہوتی ہے، وغیرہ وغیرہ۔(۱)

اب ہر مسلمان آسانی سے فیصلہ کر سکتا ہے کہ زکوۃ کہاں اور کس کو دینی چاہئے۔(۲)

☆ ...... دینی مدارس اسلام کے قلعے ہیں، ان کو مالی امداد کے ذریعہ مضبوط کر کے باقی رکھنا دین کی بقاء ہے، ورنہ جب دین اسلام کی تعلیم دینے والا کوئی نہیں

---

(۱) عن عثمان رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ ﷺ خیرکم من تعلم القرآن وعلمه ،رواہ البخاری . وقال الطیبی ای خیرالناس باعتبارالتعلم والتعلیم من تعلم القرآن وعلمه .مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح ج:۴ص:۱۱۶،کتاب فضائل القرآن .قال فی الدر:و بھذا التعلیل یقوی مانسب للواقعات من أن طالب العلم یجوزله اخذ الزکاۃ ولوغنیا اذا فرغ نفسه لافادۃ العلم واستفادته لعجزه عن الکسب والحاجة داعیة الی مالابد منه . قال المحقق فی الرد:وفی المبسوط لایجوزدفع الزکاۃ الی من یملک نصابا الا الی طالب العلم والغازی ....لقوله ﷺ یجوزدفع الزکاۃ لطالب العلم وان کان له نفقة اربعین سنة .ردالمحتار ج: ۲ ص:۳۴۰،باب المصرف ط:سعید. ومنحة الخالق علی ھامش البحرج:۲ص:۲۴۲، باب المصرف ،ط:سعید.قال فی الھندیه :التصدق علی الفقیرالعالم افضل من التصدق علی الجاھل ،ھندیه ج: ۱ ص:۱۸۷،الباب السابع فی المصارف ط:رشیدیه .شامی ج:۲ص:۳۵۴.

(۳)التصدق علی الفقیرالعالم افضل من التصدق علی الجاھل ،عالمگیری الباب السابع فی المصرف ،ج: ۱ ص:۱۸۷،ط:ماجدیه .شامی ج:۲ص:۳۵۴. باب المصرف .

ہوگا تو دین کیسے باقی رہے گا۔

اس لئے موجودہ زمانہ میں یہود، نصاریٰ، امریکہ، برطانیہ وغیرہ کی کوشش ہے کہ دین واسلام کے قلعے دینی مدارس کو ختم کر دیا جائے، اگر ختم کرنا ممکن نہ ہو تو کم سے کم نصاب اور نظام کو بدل کر بے دین بنا دیا جائے۔

☆ ......اگر مسلمان دینی مدارس اور ان میں پڑھانے والے طلباء اساتذہ، خادم اور کارکنوں کو نظرانداز کرکے ان کو بے بسی اور بے کسی کے عالم میں چھوڑ دیں گے تو آخرت میں پکڑ ہوگی (ان تنصروا اللّٰہ ینصرکم).(۱)

مدرسہ کی تعمیر زکوۃ کی رقم سے

زکوۃ کی رقم سے مدرسہ کی تعمیر کرنا اور کرانا جائز نہیں ہے کیونکہ زکوۃ میں فقراء کی تملیک شرط ہے، اور یہاں تملیک نہیں ہوتی۔(۲)

مدرسہ کی تعمیر میں زکوۃ دینا

مدرسہ کی تعمیر میں زکوۃ دینا جائز نہیں ہے، البتہ شدید مجبوری کی صورت میں حیلہ تملیک کرکے تعمیر میں خرچ کرنا جائز ہے۔(۳)

---

(۱) سورۃ محمد، آیت نمبر:۷

(۲) اما تفسیرها فهی تملیک المال من فقیر مسلم، عالمگیری، الباب الاول، کتاب الزکاۃ ج:۱ ص:۱۷۰، ط:رشیدیه. وفی الشامیة: ویشترط ان یکون الصرف (تملیکا) لااباحة کما مر (لا) یصرف (الی بناء) وهو الرکن، وفی الرد: (قوله: نحو مسجد) کبناء القناطر والسقایات واصلاح الطرقات وکری الانهار والحج والجهاد وکل مالا تملیک فیه، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج:۲ ص:۳۴۴ ط:سعید. البحر ج:۲ ص:۲۴۳، باب المصرف، ط:سعید. تاتارخانیة، ج:۲ ص:۲۷۲. ط:ادارۃ القرآن.

(۳) وفی الدر: وقدمنا ان الحیلة ان یتصدق علی الفقیر ثم یأمره بفعل هذه الاشیاء. وفی الرد: (قوله ان الحیلة) ای فی الدفع الی هذه الاشیاء مع صحة الزکاۃ، (قوله: ثم یأمره الخ) ویکون له ثواب الزکاۃ وللفقیر ثواب هذه القرب، بحر. فتاوی شامیه، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ط: سعید. تاتارخانیة ج:۲ ص:۲۷۲، من توضع الزکاۃ فیه، ط:ادارۃ القرآن. البحر ج:۲ ص:۲۴۳. باب المصرف.

مدرسہ کے بقاء کے لئے زکوۃ لینا

مدرسہ میں فی الحال زکوۃ کے پیسوں کی ضرورت نہیں ہے، البتہ مدرسہ کی بقاء ،ترقی اوراستحکام کے پیش نظر بطور پیشگی زکوۃ کی رقم لینا جائز ہے۔(۱)

مدرسہ کے روپے کا حکم

مدرسہ کا روپیہ مہتمم صاحب کے پاس امانت ہے، اس کو اپنے ذاتی کام میں صرف کرنا جائز نہیں ،اگر ذاتی کام میں صرف کرے گا تو وہ اس کے ذمہ قرض ہو جائے گا اس کا ضمان ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

مدرسہ میں زکوۃ کی مد نہیں

اگر مدرسہ میں زکوۃ کی مد نہیں تو وہاں زکوۃ دینا جائز نہیں ہے، اگر کوئی شخص جان بوجھ کر ایسے مدرسہ میں زکوۃ دے گا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۳)

مدرسین کی تنخواہ زکوۃ سے دینا

مدرسین کی تنخواہ زکوۃ سے دینا جائز نہیں ہے، کیونکہ زکوۃ کی رقم بلاعوض (مفت

---

(۱) (قوله اذا وكله الفقراء)لأنه كلما قبض شيئا ملكوه وصارخالطا مالهم بعضه ببعض ووقع زكاة عن الدافع ،لكن بشرط ان لايبلغ المال الذى بيد الوكيل نصابا ،فلوبلغه وعلم به الدافع لم يجزه إذا كان الآخذ وكيلا عن الفقير كما فى البحرعن الظهيرية . قلت :وهذا إذا كان الفقيرواحدا ،فلوكانوامتعددين لابد ان يبلغ لكل واحد نصابا لان مافى يد الوكيل مشترك بينهم الخ ،شامى ج:٢ ص:٢٦٩ ،كتاب الزكاة .

(٢) اذا كان عند رجل وديعة دراهم أودنانيرأوشيئا من المكيل أوالموزون وانفق شيئا منها فى حاجته حتى صارضامنا لما انفق .عالمگيرى، كتاب الوديعة ،الباب الرابع فيما يكون تضييعا للوديعة ومالايكون ،ج:٤ص:٣٤٨،ط:مكتبه ماجديه .

(٣) اما اذا شک ولم يتحر أو تحرى ودفع وفى اكبررأيه أنه ليس بمصرف لايجزيه الا اذا علم انه فقيرفيجزيه ،البنايه فى شرح الهدايه ،كتاب الزكاة ،باب من يجوزدفع الصدقات ، ......ج:٤ص:٢٠٩،٢١٠.ط:مكتبه حقانيه ،ملتان.البحرج:٢ص:٢٤٧،باب المصرف ط:سعيد.شامى ج:٢ ص:٣٥٢.باب المصرف،ط:سعيد.

میں) مالک بنا کر دینا ضروری ہے، ہاں اگر مدرسہ غریب علاقہ میں ہے، علاقے کے لوگ تنخواہ کی رقم کا انتظام کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے تو ایسی مجبوری کی صورت میں بقدر ضرورت زکوۃ کی رقم لیکر شرعی حیلہ کر کے مدرسین کی تنخواہ میں دینے کی گنجائش ہوگی ۔(۱)

مدفون رقم کا حکم

جو روپیہ زمین میں مدفون ہے، اور اس سے کسی قسم کا نفع نہیں ہوتا ہے، لیکن دفن کی جگہ وغیرہ سب معلوم ہے، اور وہ رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سالانہ اس رقم کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہے ۔(۲)

مدرسہ میں زکوۃ کی رقم جمع ہے

اگر کسی مدرسہ میں پہلے سے زکوۃ کی رقم جمع ہے، تو وہاں مزید زکوۃ کی رقم دینا منع نہیں ہے البتہ ایسے مدارس میں زکوۃ دینا زیادہ بہتر ہے جہاں زیادہ ضرورت ہے ۔(۳)

---

(۱) والحيلة فى الجوازفى هذا ان يتصدق بمقدارزكاته على فقيرثم يأمره بعد ذلك بالصرف الى هذه الوجوه ،البحرج:۲ص:۲۴۳،باب المصرف ط:سعيد.شامى ج:۲ص:۳۴۵. تتارخانية ج:۲ص:۲۷۲.قال محمد فى كتاب الزكاة من الاصل فى قوله تعالى انما الصدقات للفقراء لانه لايجوزصرفها الى من فرغ نفسه لعمل المسلمين نحوالقضاة والمفتين والمؤذنين والمعلمين .تاتارخانية ج:۲ ص: ۳۴۴، كتاب المعادن ،ط: ادارة القرآن.

(۲) فإن كان مدفونا فى البيت تجب فيه الزكاة بالاجماع ،وفى المدفون فى الكرم و الدارالكبيرة اختلاف المشائخ احتجا بعمومات الزكوة من غيرفصل ولان وجوب الزكاة يعتمد الملك دون اليد بدليل ابن السبيل فإنه تجب الزكوة فى ماله وان كانت يده فائتة لقيام ملكه ، (بدائع الصنائع ،فصل فى الشرائط التى ترجع الى المال ،ج:۲ ص:۹. ط:سعيد.وان كان مدفونا فى ارضه أوكرمه قيل تجب الزكوة لان حفرجميع الارض المملوكه له ممكن ، عالمگيرى الباب الاول ،ج: ا ص:۱۷۴ ،ط:رشيديه .

(۳) صفحه گذشته كاحواله نمبر: ا

مدہوش

اگر مدہوش آدمی صاحب نصاب ہے تو اس پر بھی زکوۃ واجب ہوگی۔(۱)

مذہب کے لحاظ کے بغیر زکوۃ دینا

زکوۃ کی رقم مذہب کے لحاظ کے بغیر عام محتاج، معذور، سیلاب زدگان یا زلزلہ زدگان وغیرہ کو دینا جائز نہیں ہے۔ بلکہ زکوۃ کی رقم یا سامان وغیرہ صرف مسلمان فقیر و غریب کو مالک بنا کر دینا ضروری ہے(۲)، غیر مسلم کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی، (۳) اس لئے زکوۃ کی رقم جہاں غیر مسلم کو بھی پہنچنے کا خطرہ ہو وہاں پہلے زکوۃ کی رقم یا سامان میں حیلہ تملیک کرالیا جائے (۴)، اور پھر وہاں تقسیم کیا جائے تاکہ زکوۃ بھی ادا ہو جائے اور مدد بھی۔

مرتد کو زکوۃ دینا

جو مسلمان دائرۂ اسلام سے خارج ہو کر مرتد ہو گیا ہے (اللہ کی پناہ) وہ اسلام کی نظر میں زندہ رہنے کے قابل نہیں، یا وہ مسلمان ہو جائے یا تین دن کے بعد شبہات و غیرہ دور کرنے کے باوجود توبہ کر کے مسلمان نہ ہو تو اس کو قتل کر دیا جائے اور اگر عورت

---

(۱) وتجب على المغمى عليه وإن استوعب الاغماء حولا كاملا ،عالمگیری ،الباب الاول ، ج: ۱ ص: ۱۷۲ ،ط:ماجدیه .ردالمحتار،مطلب فی احکام المعتوه ،ج:۲ص:۲۵۹،ط: سعید.البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۳،ط:سعید.

(۲) اما تفسیرها فهی تملیک المال من فقیر مسلم غیر هاشمی ولا مولاه ،عالمگیری ،الباب الاول ،ج: ۱ ص: ۱۷۰ ،ط:ماجدیه .الدرمع الرد ج:۲ص:۲۵۷، کتاب الزکاة ،ط: سعید. و البحر ج:۲ص: ۲۰۱،ط:سعید.

(۳) وفی مراقی الفلاح :ولایصح دفعها لکافر، کتاب الزکاة ،باب المصرف ،ص: ۲۰۷، ط:قدیمی کتب خانه.ردالمحتار ج:۲ص: ۳۵۱،باب المصرف ،ط: سعید.البحر ج:۲ ص: ۲۴۲ .باب المصرف.بدائع ج:۲ص:۴۸،فصل اما الذی یرجع الی المؤدی الیه ،سعید.

(۴) ان الحیلة ان یتصدق علی الفقیر ثم یأمره بفعل هذه الاشیاء ،الدرالمختار مع الرد ج:۲ =

ہے تو اس کو توبہ نہ کرنے کی صورت میں موت تک قید میں رکھا جائے، اس لئے مرتد کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔(۱)

مرجان

مرجان یا مرجان کے بنے ہوئے زیورات پر زکوۃ واجب نہیں ہاں اگر تجارت کے لئے ہے تو سالانہ زکوۃ واجب ہوگی۔(۲)

مردہ کا قرض زکوۃ سے ادا کرنا

اگر میت کے ذمہ قرض ہے تو اس قرض کو زکوۃ کی رقم سے براہ راست ادا نہیں کیا جاسکتا، ہاں اگر اس کے وارث غریب اور زکوۃ کے مستحق ہیں تو ان کو مالک بنا کر دیا جاسکتا ہے، تاکہ وہ زکوۃ کی رقم کے مالک ہو کر اپنی رضا مندی کے ساتھ اس رقم سے میت کا قرض ادا کردیں، اس طرح زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی اور قرض بھی ادا ہو جائے گا اور میت کو نجات مل جائے گی۔(۳)

= ص:۳۴۵،باب المصرف ،ط:سعید.البحر ج:۲ص:۲۴۳،ط:سعید.تتارخانیة ج:۲ص: ۲۷۲

(۱) ومنها ان یکون مسلمافلایجوزصرف الزکاة الی الکافربلاخلاف ،بدائع ج:۲ص:۴۹، ط:سعید.طحطاوی علی مراقی الفلاح ص:۷۲۰، باب المصرف .البحر ج:۲ ص: ۲۴۲. باب المصرف.شامی ج:۲ص:۳۵۲.باب المصرف.

(۲) واما الیواقیت واللآلی والجواهرفلازکوة فیها وان کانت حلیا الا ان تکون للتجارة. عالمگیری،الباب الثانی فی زکوة الذهب والفضه والعروض ،الفصل الثانی فی العروض ، ج:۱ص:۱۸۰،ط:ماجدیه .الدرمع الرد ج:۲ص:۲۷۳.باب الزکاة .

(۳) قال فی البحر:لومات من علیه الزکاة لاتوخذ من ترکته لفقد شرط صحتها وهوالنیة ، البحر ج:۲ص:۲۱۱،ط:سعید.وحیلة الجوازان یعطی المدیون الفقیرخمسة زکاة ثم یأخذها منه قضاء عن دینه ،البحر ج:۲ص:۲۱۱،کتاب الزکاة ،الدرمع الرد ج:۲ :۲۷۱، کتاب الزکاة ،ط:سعید. ویشترط ان یکون الصرف (تملیکا)لااباحة کما مر(لا)یصرف (إلی بناء) نحو(مسجد و)لاإلی (کفن میت وقضاء دینه)..........لعدم التملیک وهو الرکن .الدر المختارعلی هامش الفتاوی الشامیه ،کتاب الزکاة ،باب المصرف ،ج:۲ ص: ۳۴۴، ۳۴۵، ط:سعید. البحر ج:۲ ص:۲۴۳.تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۲.هندیه ج:۱ص: ۱۸۸.الباب السابع فی المصارف.

مرغی فارم

☆......مرغی فارم کی زمین، مکان، اور متعلقہ سامان پر زکوۃ واجب نہیں (۱) البتہ اگر مرغیاں اور چوزے خریدتے وقت بیچنے کی نیت تھی تو یہ مال تجارت ہے سالانہ قیمت فروخت پر زکوۃ واجب ہوگی، یعنی جس دن سال مکمل ہوگا اس دن مرغیوں کی جو مالیت ہوگی اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔(۲)

☆......اور مرغیوں کو فروخت کرنے کے بعد آمدنی میں سے جو رقم باقی رہے گی اگر وہ نصاب کے برابر ہے تو زکوۃ واجب ہوگی۔(۳)

☆......مرغی ادھار پر فروخت کرنے کے بعد اب تک جو رقم وصول نہیں ہوئی اس پر بھی زکوۃ واجب ہے، البتہ زکوۃ ادا کرنا اس وقت لازم ہوگا جب رقم وصول ہوگی، وصولی سے پہلے دینا چاہے تو دے سکتا ہے(۴)، اگر وصولی میں چند سال گذر گئے تو گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ دینا لازم ہوگا۔(۵)

---

(۱) وفی الهداية :وليس فی دورالسكنی ....وعلی هذا كتب العلم وآلات المحترفين لما قلنا، وفی البناية :(والآت المحترفين لما قلنا) اشارة ماقلنا من قوله لانها مشغولة بالحاجة الاصلية وليست بنامية ، وآلات المحترفين مثل قدورالطباخين والصباغين و قواريرالعطارين وآلات النجارين وظروف الامتعة ،البناية شرح الهداية ،كتاب الزكاة ،ج:۴ ص:۱۹ ،ط: حقانيه ، ملتان. البحرج:۲ص:۲۰۶ .شامی ج:۲ص:۲۶۲ .هنديه ج:۱ص: ۱۷۲ .بدائع ج:۲ص:۱۳ .سعيد.

(۲) الزكاة واجبة فی عروض التجارة كائنة ما كانت اذا بلغت قيمتها نصابا ،عالمگيری ج:۱ص ۱۷۹ ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۸ ،ط:سعيد.شامی ج:۲ص:۲۹۸ .ط:سعيد.تتارخانية ج:۲ص: ۲۳۷ .ط:ادارة القرآن.بدائع ج:۲ ص:۲۰ ،ط:سعيد.

(۳) ومنهاكون المال نصابا ،عالمگيری ج:۱ص:۱۷۲ .بدائع ج:۲ص:۱۶ .شامی ج:۲ ص: ۲۵۹ .البحرج:۲ص:۲۰۲ ،ط:سعيد.

(۴) (ولوعجل ذونصاب) زكاته (لسنين أولنصب صح) لوجوب السبب وفی ردالمحتار: (قوله لوجوب السبب) أی سبب الوجوب وهوملک النصاب النامی فيجوزالتعجيل لسنة أواكثر،الدرالمختارمع رد المحتار،كتاب الزكاة ،باب زكاة الغنم ،ج:۲ص:۲۹۳ ،ط: سعيد.

(۵) (و) اعلم :ان الديون عند الامام ثلاثة :قوی ومتوسط وضعيف ،و(تجب) زكاتها اذاتم نصاباوحال الحول لكن لافورا بل (عند قبض اربعين درهما من الديون)القوی كقرض (وبدل مال تجارة)........ =

☆......اگر مرغی فارم میں مرغیاں اس نیت سے خریدی ہیں کہ صرف چوزے یا انڈے فروخت کرے گا تو اس صورت میں مرغی کی مالیت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی (۱)، البتہ چوزے اور انڈے فروخت کرنے کے بعد جو آمدنی حاصل ہوگی اس پر زکوۃ واجب ہوگی، اگر آمدنی کی رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہوگی۔(۲)

مزدوری

☆......مزدور مزدوری کی رقم وصول ہونے کے بعد مالک ہوتا ہے اس سے پہلے نہیں، اس لئے مزدوری کی رقم وصول ہونے سے پہلے زکوۃ واجب نہیں ہوتی، البتہ جب مزدوری کی رقم وصول ہو جائے تو دو صورتیں ہیں:

☆......اگر مزدور پہلے سے صاحب نصاب ہے تو جب مزدور کی زکوۃ کا سال پورا ہوگا تو اس وقت مزدوری کی جتنی رقم وصول ہو جائے گی اس کی زکوۃ بھی ادا کرے اور جو رقم آئندہ سال وصول ہوگی اس کی زکوۃ آئندہ سال ادا کرے۔(۳)

= ویعتبر مامضی من الحول قبل القبض فی الاصح ،الدرالمختار علی هامش ردالمحتار، باب زکوة المال، ج:۲ ص:۳۰۵،ط:سعید. البحر ج:۲ ص:۲۰۷، ط: سعید. هندیه ج:۱ ص: ۱۷۵ .بدائع ج:۲ ص:۱۰ .

(۱) وفی الهدایة :ولیس فی دورالسکنی ....وعلی هذا کتب العلم واٰلات المحترفین لما قلنا، وفی البنایة :(والآت المحترفین لماقلنا) اشارة ماقلنا من قوله لانها مشغولة بالحاجة الاصلیة ولیست بنامیة ، واٰلات المحترفین مثل قدورالطباخین والصباغین وقواریرالعطارین وآلات النجارین وظروف الامتعة ،البنایة شرح الهدایة ،کتاب الزکاة ،ج:۴ص:۱۹ ،ط: حقانیه، البحر ج:۲ص:۲۰۶ .شامی ج:۲ص:۲۶۲ . هندیه ج:۱ ص:۱۷۲ .بدائع ج:۲ص:۱۳ط: سعید.

(۲) (ومنها کون المال نصابا) فلاتجب فی اقل منه ،عالمگیری ،کتاب الزکاة ،الباب الاول فی تفسیرها ،ج:۱ ص:۱۷۲ ،ط:مکتبه ماجدیه .وشرط وجوب ادائها حولان الحول علی النصاب الاصلی،مراقی الفلاح علی هامش حاشیة الطحطاوی ،کتاب الزکاة ،ص:۷۱۴. ط: مکتبه حقانیه ،ملتان .

(۳) ومن کان له نصاب فاستفاد فی اثناء الحول مالا من جنسه ضمه الی ماله وزکاه سواء کان المستفاد من نمائه اولا،وبای وجه استفاد ضمه سواء کان بمیراث أوهبة أوغیرذلک ، عالمگیری ،کتاب الزکاة ،الباب الاول فی تفسیرها،ج:۱ ص:۱۷۵ ،ط:ماجدیه ، کوئته. =

☆......اور اگر مزدور پہلے سے صاحب نصاب نہیں تو مزدوری کی رقم نصاب کے برابر وصول ہونے کے بعد جب سال پورا ہوگا تو زکوۃ دینا لازم ہوگا ورنہ نہیں۔(۱)

مساجد پر قبضہ واگذار کرانے کے لئے زکوۃ دینا

اگر کسی شہر میں مساجد غیر مسلموں کے قبضہ میں آگئی ہیں، اور ان میں نہایت بے ادبی ہوتی ہے، تو ایسی مساجد کو کافروں کے قبضہ سے چھڑانے کے لئے زکوۃ دینا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ زکوۃ ادا ہونے کیلئے یہ ضروری ہے کہ زکوۃ کی رقم کسی مستحق زکوۃ آدمی کو بلا معاوضہ دیکر مالک بنا دیا جائے۔(۲)

مسافر پر زکوۃ

اگر مسافر صاحب نصاب ہے تو سال گذرنے کے بعد زکوۃ نکالنا اس پر بھی لازم ہے مسافر ہونے کی وجہ سے زکوۃ معاف نہیں ہوگی (۳)، کیونکہ وہ اپنے نائب کے ذریعہ اپنے مال پر تصرف کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔

مسافر خانہ کی تعمیر میں زکوۃ لگانا

مسافر خانہ کی تعمیر میں زکوۃ لگانا جائز نہیں، اگر کسی نے تملیک کے بغیر مسافر خانہ

= بدائع ج:۲ص:۱۳.البحرج:۲ص:۲۲۹. ولو آجرعبده أوداره بنصاب ان لم يكونا للتجارة لاتجب مالم يحل الحول بعد القبض وان كان للتجارة كان حكمه كالقوى ،البحر ج:۲ص:۲۰۸. كتاب الزكاة ،ط:سعيد.

(۱) صفحه گذشته كاحواله نمبر:۲

(۲) هى تمليك جزء مال عينه الشارع من مسلم فقيرغيرهاشمى ولامولاه مع قطع المنفعة عن المملك من كل وجه ،الدرالمختارمع شرحه ردالمحتار،كتاب الزكاة ،ج:۲ ص:۲۵۶،ط:سعيد.هنديه ج:۱ص:۱۷۰،ط:رشيديه .البحرج:۲ص:۲۰۱.قال فى التاتارخانية: قال محمد فى قوله تعالى :﴿انما الصدقات للفقراء﴾لانه لايجوزصرفها الى عمارة المساجد والقناطر، تاتارخانية ج:۲ص:۳۴۴،كتاب المعادن ،ط:ادارة القرآن.

(۳) وسببه ملک نصاب حولى تام فارغ عن دين له مطالب من جهة العباد،الدرالمختارمع ردالمحتار،كتاب الزكاة ،ج:۲ص:۲۵۹،ط:سعيد.وملک نصاب حولى فارغ عن الدين =

کی تعمیر میں زکوۃ لگائی ہے تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اتنی زکوۃ دوبارہ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

مسافر کو زکوۃ دینا

☆......اگر مسافر کے پاس نصاب کے برابر مال یا رقم نہیں تو اس کو زکوۃ دینا اور اس کے لئے زکوۃ لینا جائز ہے۔(۲)

☆......اگر مسافر کے گھر میں پیسے موجود ہیں لیکن سفر میں اس کے پاس پیسے نہیں اور گھر سے فوری طور پر منگوانے کی بھی کوئی صورت نہیں، اور جہاں خود موجود ہے وہاں کسی دوست احباب سے قرض کے طور پر لینے کی بھی کوئی صورت نہیں، تو ایسے مسافر کو زکوۃ دینا اور اس کے لئے زکوۃ لینا جائز ہوگا۔(۳)

مستحق آدمی کو پیشگی زکوۃ دی اور وہ بعد میں مستحق نہ رہا

☆......اگر کسی مستحق زکوۃ آدمی کو پیشگی زکوۃ دیدی تھی اور وہ شخص سال پورا ہونے سے پہلے مالدار بن گیا، یا اس کا انتقال ہوگیا، یا مرتد ہوگیا، تو جو زکوۃ اس کو دی گئی تھی وہ ادا ہوگئی۔(۴)

= و حاجته الاصلية نام ولو تقديرا، البحر الرائق ، كتاب الزكاة ج:۲ ص:۳۵۵، ط:دار الكتب ، بيروت. كل من يكون مسافرا يسمى ابن السبيل وهو غنى بمكانه حتى تجب الزكاة فى ماله ويؤمر بالأداء اذا وصلت اليه يده ،البحر الرائق ج:۲ ص:۲۴۲،باب المصرف ، ط:سعيد.

(۱) ولايجوز ان يبنى بالزكاة المسجد وكذا القناطر والسقايات واصلاح الطرقات و كرى الانهار والحج وكل مالاتمليك فيه ،عالمگيرى ،كتاب الزكاة ،باب السابع فى المصارف ج: ۱ ص:۱۸۸ ،ط:ماجديه ،كوئته. الفتاوى الشاميه ،كتاب الزكاة ،باب المصرف، ج:۲ ص: ۳۴۴، ط:سعيد. تتارخانية ج:۲ ص: ۲۷۲ . البحر ج:۲ ص:۲۴۳ .باب المصرف،سعيد.

(۲) ومنها:ابن السبيل وهو الغريب المنقطع عن ماله جاز الاخذ من الزكوة قدر حاجته ، عالمگيرى، كتاب الزكاة ،الباب السابع فى المصارف ،ج: ۱ ص:۱۸۸،ط:ماجديه . البحر الرائق ج:۲ص: ۲۴۲،باب المصرف ط:سعيد. الدر مع الرد ج:۲ص:۳۴۳. وابن السبيل و هو كل من له مال لامعه سواء كان هو فى غير وطنه او فى وطنه ،ردالمحتار ج:۲ ص: ۳۴۳، باب المصرف ط:سعيد.

(۳) أيضا

(۴) اذا شک وتحرى فوقع فى اكبر رأيه انه محل الصدقة فدفع اليه أوسأل منه فدفع أورآه=

☆ ...... مستحق آدمی کو جس وقت زکوۃ دی جاتی ہے اس وقت کا اعتبار ہے بعد میں کچھ بھی ہو جائے اس کا اعتبار نہیں ہے۔

مستحق رشتہ دار کو زکوۃ دینے میں دہرا ثواب

مستحق زکوۃ رشتہ داروں کو زکوۃ دینے میں دو ثواب ملتے ہیں: ایک زکوۃ ادا کرنے کا اور دوسرا صلہ رحمی کا ثواب ملتا ہے۔(۱)

مستحق طلباء کی آمد کی امید پر زکوۃ لینا

اگر مدرسہ میں فی الحال غریب طلباء نہیں ہیں تو مستقبل کی امید پر زکوۃ نہیں لینی چاہیئے، ہاں اگر فی الحال غریب مستحق طلباء موجود ہیں لیکن ان کے لئے رقم ناکافی ہونے کی وجہ سے کھانے کا انتظام نہیں، اور وہ اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ اس کا انتظام کریں تو اس صورت میں زکوۃ کی رقم جمع کرنے کی اجازت ہوگی۔(۲)

= فی صف الفقراء فدفع فان ظهرانه محل الصدقة جازبالاجماع وكذا ان لم يظهرحاله عنده واما اذا ظهرانه غنى أوهاشمى أوكافرأومولى الهاشمى ....فإنه يجوزوتسقط عنه الزكاة ، الفتاوى العالمگيريه ،كتاب الزكاة ،الباب السابع فى المصارف ج: ا ص: ۱۹۰، ط: ماجديه .البحرالرائق ج: ۲ص: ۲۴۷،باب المصرف ،ط:سعيد.

(۱) وقيد بأصله وفرعه لان من سواهم من القرابة يجوزالدفع لهم وهواولى لما فيه من الصلة مع الصدقة كالاخوة والاخوات ....الفقراء ،البحرالرائق ،كتاب الزكاة ،باب المصرف ، ج: ۲ص: ۲۴۳،ط:سعيد. وقيد بالولاد لجوازه لبقية الاقارب كالاخوة والاعمام ....بل هم أولى لأنه صلة وصدقة ،شامى،كتاب الزكاة ، باب المصرف، ج: ۲ص: ۳۴۶، ط: سعيد.

(۲) وكذا ولوكان معيلا جازان يعطى له مقدارمالووزع على عياله يصيب كل واحد منهم دون المأتين .الفتاوى العالمگيريه ،كتاب الزكاة ،الباب السابع فى المصارف ،ج: ا ص: ۱۸۸، ط:ماجديه . وفى الدرالمختار:ان طالب العلم يجوز له اخذ الزكاة ،وفى ردالمحتار: قلت: وهوكذلک والاوجه تقييده بالفقير،ويكون طلب العلم مرخصالجواز سواله من الزكاة وغيرها وان كان قادرا على الكسب اذ بدونه لايحل له السوال كماسيأتى ،شامى ، كتاب الزكاة ، باب المصرف ج: ا ص: ۳۴۰،ط:سعيد.

مستحق کو زکوۃ دے کر غیر مستحق پر خرچ کروانا

مثلاً اگر بھائی غریب ہے، زکوۃ کا مستحق ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے(۱)، مگر اس سے یہ فرمائش کرنا کہ وہ باپ پر خرچ کرے، یہ درست نہیں، جب بھائی نے بھائی کو زکوۃ دیدی تو وہ اس کی ملکیت ہوگئی، اب وہ اس کا جو چاہے کرے۔(۲)

اور اگر بھائی کو زکوۃ دینا مقصود نہیں بلکہ والد کو زکوۃ دینا مقصود ہے، اور بھائی محض وکیل ہے، تو بھائی کو دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۳)

مستحق کی تصدیق کرنا

رشتہ دار، احباب اور اقارب جو ظاہر کے اعتبار سے زکوۃ کے مستحق نظر آتے ہیں اور دل بھی مانتا ہے کہ یہ زکوۃ کے مستحق ہیں، تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہوگا مزید تصدیق کی ضرورت نہیں ہوگی۔(۴)

---

(۱) وقيد بالولاد لجوازه لبقية الاقارب كالاخوة والاعمام ....بل هم أولى لأنه صلة وصدقة ،شامى ،كتاب الزكاة ، باب المصرف ،ج:۲ ص:۳۴۶،ط:سعيد.

(۲) وفى الدر:وقدمنا ان الحيلة ان يتصدق على الفقيرثم يأمره بفعل هذه الاشياء وهل له يخالف امره ؟ لم أره والظاهرنعم .وفى الشامية :(قوله والظاهرنعم) البحث لصاحب النهر قال: لانه مقتضى صحة التمليك قال الرحمتى .والظاهرانه لاشبهة فيه لانه ملكه اياه عن زكاة ماله،وشرط عليه شرطا فاسدا والهبة والصدقة لايفسد ان بالشرط الفاسد.شامى ، كتاب الزكاة ،باب المصرف ،ج:۲ص:۳۴۵،۳۴۶،ط:سعيد.

(۳) قوله :(واصله وان علاوفرعه وان سفل) بالجرأى لايجوزالدفع الى أبيه وجده وان علا، البحرالرائق كتاب الزكاة ،باب المصرف ،ج:۲ص:۲۴۳،ط:سعيد.شامى ج:۲ص:۳۴۶.

(۴) اذا شك وتحرى فوقع فى اكبررأيه انه محل الصدقة فدفع اليه أوسأل منه فدفع أورآه فى صف الفقراء فدفع فان ظهرانه محل الصدقة جازبالاجماع ،عالمگيريه ،كتاب الزكاة ، الباب السابع فى المصارف ،ج:۱ص:۱۹۰،ط:ماجديه .البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۷،باب المصرف ،ط:سعيد.

مستحق کے حالات کی تفتیش ضروری نہیں

جو شخص اپنے آپ کو اپنے قول یا عمل سے مستحق زکوۃ حاجت مند ظاہر کرے اور صدقات وغیرہ کا سوال کرے یا اسکے ظاہری حال سے یہ گمان غالب ہو کہ یہ شخص حقیقت میں فقیر حاجت مند ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے مزید حقیقی حالات کی تحقیق اور تفتیش کی ضرورت نہیں۔(۱)

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں کچھ لوگ نہایت شکستہ حال آئے، آپ ﷺ نے ان کے لئے لوگوں سے صدقات وغیرہ جمع کرنے کیلئے فرمایا، کافی مقدار جمع ہوگئی تو ان کو دیدی گئی، آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کے اندرونی حالات کی تحقیق کی ضرورت محسوس نہیں کی۔(۲)

---

(۱) أيضا

(۲) واذا دفعها ولم يخطر بباله انه مصرف أم لافهوعلى الجوازالااذا تبين انه غيرمصرف واذا دفعها اليه وهوشاک ولم يتحرأوتحرى ولم يظهرله انه مصرف أوغلب على ظنه انه ليس بمصرف فهوعلى الفساد الا اذا تبين له مصرف ،عالمگيرى ،كتاب الزكاة ،الباب السابع فى المصرف، ج: ۱ ص: ۱۹۰ ،ط:ماجديه ،البحرج: ۲ ص: ۲۴۸ ،باب المصرف ،ط:سعيد. الرابعة والعشرون فان جاء وادعى وصفا من الاوصاف هل يقبل، قوله ام لاويقال له اثبت ماتقول فاما الدين فلابد ان يثبته واما سائرالصفات فظاهرالحال يشهد له ويكتفى به فيها و الدليل على ذلک حديثان صحيحان اخرجهما اهل الصحيح وهوظاهرالقرآن روى مسلم عن جريرعن ابيه قال كنا عند النبى ﷺ فى صدرالنهارقال فجاء قوم حفاة عراة مجتابى النماء اوالعباء متقلدى السيوف عامتهم من مضربل كلهم من مضرفتمعروجه رسول الله ﷺ لما راى بهم من الفاقة فدخل ثم خرج فأمربلالافاذن واقام فصلى ثم خطب فقال "ياايها الناس اتقواربكم الذى خلقكم" الاية،الى قوله رقيبا والاية التى فى الحشر "والتنظر نفس ماقدمت لغد" ،تصدق رجل من ديناره من درهمه من ثوبه من صاع بره حتى قال ولو بشق تمرة قال فجاء رجل من الانصار بصرة كادت كفه تعجزعنهابل قد عجزت قال ثم تتابع الناس حتى رايت كومين من طعام وثياب حتى رايت وجه رسول الله ﷺ يتهلل كانه مذهبة فقال رسول الله ﷺ من سن فى الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجرمن عمل بها بعده من غير ان ينقص من اجورهم شئ الخ ، فاكتفى رسول الله ﷺ بظاهرحالهم وحث على الصدقة =

مستحق ہے یا نہیں معلوم نہیں اس کو زکوۃ دینا

اگر مدرسہ کے مہتمم کو معلوم نہیں کہ مدرسہ کے طلبہ کے والدین یا پرورش کرنے والے صاحب نصاب ہیں یا نہیں تو ایسے طلبہ کو زکوۃ دینا جائز نہیں، بلکہ زکوۃ سے امداد کرنے کے لئے معلوم کرنا ضروری ہے، ہاں اگر طالب علم داخلہ فارم میں لکھدے کہ میں غریب ہوں، امداد کا مستحق ہوں، یا زبانی کہدے کہ میں غریب ہوں اور میرے والدین بھی غریب ہیں تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہوگا۔(۱)

مسجد کی تعمیر میں زکوۃ صرف کرنا

مسجد کی تعمیر میں زکوۃ کی رقم خرچ کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ مسجد زکوۃ کے مصارف میں سے نہیں ہے۔(۲)

مسجد کے لئے حیلۂ تملیک کرنا

مسجد کے لئے حیلۂ تملیک کرنا مناسب نہیں ہے تاہم اگر مسجد غریب اور پسماندہ علاقے میں ہے اور علاقے کے لوگوں میں زکوۃ کے علاوہ عطیات کے مدّات سے مسجد کی ضرورت پورا کرنے کی استطاعت نہیں ہے تو اس مجبوری کی بنا پر حیلۂ تملیک کی گنجائش ہوگی۔

اور حیلہ کی صورت یہ ہوگی کہ کوئی غریب آدمی کسی سے قرض لیکر مسجد کی ضرورت کو

= ولم يطلب منهم بينة ولا استقصى هل عندهم مال ام لا، الجامع لاحكام القرآن المعروف بتفسير القرطبی ج:۸ ص:۱۸۷، سورة التوبة، آیت: ۶۰، ط: الهيئة المصرية العامة للكتاب، ط: ۱۹۸۷. معارف القرآن ج:۴ ص:۴۱۲، ط: ادارة القرآن.

(۱) أيضا

(۲) ولايجوز ان يبنی بالزكاة المسجد .... وكل مالاتمليك فيه، هنديه، كتاب الزكاة، الباب السابع فی المصارف، ج:۱ ص:۱۸۸، ط: ماجديه. البحرالرائق ج:۲ ص:۲۴۳، ط: سعيد. تتارخانية ج:۲ ص:۲۷۲، ط: ادارة القرآن.

پورا کرنے کے لئے پیسہ دیدے اور اس غریب کو قرض اتارنے کے لئے زکوۃ کی رقم دیدے۔(۱)

مسجد میں زکوۃ دینا

مسجد کی تعمیر اور سامان کے لئے زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔(۲)

مسجد کی تعمیر زکوۃ کی رقم سے

زکوۃ کی رقم سے مسجد کی تعمیر کرنا درست نہیں کیونکہ زکوۃ میں فقراء کی تملیک شرط ہے اور یہاں تملیک نہیں ہوئی۔(۳)

مسکین

☆ جو شخص نصاب کا مالک نہیں، اور وہ محتاج ہے، اس کو فقیر و مسکین کہتے ہیں۔(۴)

☆ ...... اصطلاح میں مسکین اسے کہا جاتا ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو، بالکل بدحال ہو۔(۵)

---

(۱) والحیلة فی الجوازان یتصدق بمقدارزکاته علی فقیرثم یأمره بعد ذلک بالصرف الی هذا الوجه ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۳،باب المصرف ط:سعید.الدرمع الرد ج:۲ ص: ۳۴۵،باب المصرف ط:سعید.تاتارخانیة ج: ۲ص: ۲۷۲،ط:ادارة القرآن.

(۲،۳) ویشترط ان یکون الصرف (تملیکا)لااباحة کما مر(لا) یصرف (ال بناء) نحو (مسجد و)........لعدم التملیک وهوالرکن ،الدرالمختارعلی صدرردالمحتار،کتاب الزکاة، باب المصرف ج:۲ص:۳۴۴،۳۴۵،ط:سعید. البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۳،ط:سعید.بدائع ج:۲ ص: ۳۹. قال فی البحر:لان الزکاة یجب فیها تملیک المال،البحرج:۲ص: ۲۰۱،ط: سعید. وعدم الجواز لانعدام التملیک الذی هوالرکن فی الاربعة ،البحرج:۲ص:۲۴۳،باب المصرف، ط:سعید.

(۴) والاصل:ان الفقیروالمسکین کل واحد منهما اسم ینبئ عن الحاجة الاان حاجة المسکین اشد،بدائع الصنائع ،کتاب الزکاة ،فصل فی الذی یرجع الی المؤدی الیه ،ج:۲ ص:۴۳، البحرج:۲ص: ۲۴۰،باب المصرف ط:سعید.شامی ج: ۲ص: ۳۳۹.باب المصر ف.

(۵) وفی الدرالمختار:(ومسکین من لاشئ له) علی المذهب ،لقوله تعالی :"أومسکینا ذامتربة" ،وفی ردالمحتار:(قوله علی المذهب) من أنه اسوأ حالا من الفقیر،الفتاوی الشامیة ، باب المصرف ،ج: ۲ص: ۳۳۹،ط:سعید.

☆ ...... مسکین وہ ہے جس کے پاس ایسے وسائل نہیں جس سے وہ مالدار ہوجائے اور وہ اپنے فقر وغربت کو ظاہر نہیں کرتا تاکہ لوگ خیرات دیں اور وہ خود سوال کرنے کیلئے بھیک مانگنے کے لئے کھڑا نہیں ہوتا۔(۱)

اردو زبان میں مسکین اور فقیر ایک ہی معنی میں بولا جاتا ہے، یعنی جو زکوۃ کا مستحق ہے وہ مسکین بھی ہے اور فقیر بھی۔(۲)

☆ ...... قوم کے ایسے افراد جن پر وسائل معیشت کی تنگی کی وجہ سے معیشت کے دروازے بند ہو رہے ہیں، پوری کوشش کے باوجود نہ تو ملازمت اور نوکری ملتی ہے، نہ ذریعۂ معاش کا کوئی انتظام ہے، ایسے افراد ''مسکین'' میں داخل ہیں ایسے لوگوں کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۳)

☆ ...... قوم کے ایسے افراد جو خوش حال تھے لیکن کاروبار یا ذریعۂ معاش کی خرابی

---

(۱) قال النبی ﷺ لیس المسکین الذی ترده التمرة والتمرتان ولااللقمة ولااللقمتان انما المسکین الذی یتعفف واقرؤا ان شئتم یعنی قوله :لایسألون الناس الحافا،صحیح البخاری، کتاب التفسیر،باب قول الله تعالی :"لایسألون الناس الحافا"،ج:۲ص:۶۵۱،ط:قدیمی کتب خانه. وماروی ابوهریرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ انه قال :لیس المسکین الطواف الذی یطوف علی الناس ترده اللقمة واللقمتان والتمرة والتمرتان .قیل فما المسکین یارسول الله؟ قال: الذی لایجد مایغنیه ولایفطن به فیتصدق علیه ولایقوم ، فیسأل الناس ،فهومحمول علی ان الذی یسأل وان کان عندکم مسکینا فإن الذی لایسأل ولایفطن به اشد مسکنة من هذا بدائع ،کتاب الزکاة ،فصل فی الذی یرجع الی المؤدی الیه ، ج:۲ ص: ۴۳،ط:سعید.

(۲) وقال ابن الاعرابی :المسکین هوالفقیر،وهوالذی لاشئ له ، القاموس الفقهی ،حرف السین ،ص:۱۷۸،ط:ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة ،کراچی .

(۳) ویجوزدفعها الی من یملک اقل من النصاب ،وان کان صحیحا مکتسبا ،هندیه ،کتاب الزکاة ،الباب السابع فی المصارف ،ج:۱ص:۱۸۹،ط:ماجدیه. بدائع الصنائع ج:۲ص: ۴۸،ط:سعید.البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۰،باب المصرف،ط:سعید. شامی ج:۲ص:۳۳۹.و ذکرفی الفتاوی فیمن له حوانیت ودورللغلة لکن غلتها لاتکفیه و عیاله انه فقیرویحل له أخذ الصدقة عند محمد رحمه الله تعالی .الفتاوی الشامیة ، کتاب الزکاة ،باب المصرف ،ج:۲ ص: ۳۴۸،ط:سعید.بدائع الصنائع ج:۲ص:۴۸، ط: سعید. البحرج:۲ص:۲۴۴.

کی وجہ سے یا کسی اور ناگہانی آفت یا مصیبت کی وجہ سے مفلس اور محتاج ہو گئے ہیں، اگر سابقہ زمانہ کے اعتبار سے مالدار اور معزز سمجھے جاتے تھے لیکن اب وہ حال نہیں بلکہ حالت یکسر الٹ ہو گئی ہے تو وہ مسکین میں داخل ہیں، ایسے لوگوں کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

مسلمانوں کی زمین

اگر زمین عشری ہے یا خراجی معلوم نہیں تو احتیاطا خیر و برکت کے حصول کیلئے عشر یا نصف عشر نکال کر فقراء یا دینی مدارس کے غریب طلباء کو دیدینا چاہئے، کیونکہ زمین کے بارے میں مسلمانوں کی اصل ذمہ داری عشر ادا کرنا ہے، لہذا اشتباہ کی حالت میں عشر نکالنا ہی احتیاط ہے تا کہ آخرت میں گرفت اور مواخذہ کا خطرہ باقی نہ رہے۔(۲)

مشترکہ مال پر زکوۃ

☆......اگر چند افراد کے درمیان مال مشترک ہے، اور مال کو تقسیم کرنے کی صورت میں ہر شریک کے حصے میں نصاب کے برابر مال آتا ہے تو سال پورا ہونے کے بعد ہر شریک کیلئے اپنے اپنے حصے کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا(۳)، البتہ اگر سب کی

---

(۱) أیضا

(۲) قلت :ولایخفی مافیه لانهم قد صرحوا بأن فرضیة العشرثابتة بالکتاب والسنة و الاجماع ،والمعقول وبأنه زکوة الثماروالزروع وبأنه یجب فی الارض الغیرالخراجیة وبانه یجب فیما لیس بعشری ولاخراجی کالمفاوزوالجبال وبأن سبب وجوبه الأرض النامیة بالخارج حقیقة بأنه یجب فی ارض الصبی والمجنون والمکاتب لانه مؤنة الارض ،الفتاوی الشامیة ،کتاب الجهاد،باب العشروالخراج ،ج:۴ص۱۷۸ ،ط:سعید. وعلی فرض سقوط الخراج لایسقط العشرفان الارض المعدة للاستغلال لاتخلو من احدی الوظیفتین لما ذکرنا من مسئلة الدار،الفتاوی الشامیة ،کتاب الزکوة ،باب العشر،ج:۲ ص: ۳۲۷، ط: سعید. بدائع الصنائع ج:۲ص:۵۷،فصل فی شرائط المحلیة ط:سعید.

(۳) الزکاة واجبة علی الحرالبالغ المسلم اذا بلغ نصابا ملکا تاما وحال علیه الحول الملک التام ان یکون ملکه ثابتا من جمیع الوجوه ،تاتارخانیة ج:۲ص:۲۱۷،کتاب الزکاة ، ط:ادارة القرآن.فتح القدیر ج:۲ص:۱۱۲ ،ط:رشیدیه .قوله : (وملک نصاب حولی فارغ عن الدین حوائجه الاصلیة نام ولوتقدیرا) لانه علیه الصلوة والسلام قدر السبب به ،البحرالرائق ، =

طرف سے کسی ایک شریک کو اجتماعی طور پر زکوۃ ادا کرنے کیلئے وکیل بنایا جائے گا تو اس وکیل کے لئے اجتماعی طور پر سب کی طرف سے زکوۃ ادا کرنا جائز ہوگا۔(۱)

اور اگر مشترکہ افراد میں سے کسی ایک فرد کو اجتماعی طور پر سب کی طرف سے زکوۃ ادا کرنے کی اجازت نہیں تو ایک شریک کیلئے سب کی طرف سے زکوۃ ادا کرنا جائز نہیں ہوگا (۲) بلکہ اس صورت میں ہر شریک اپنے اپنے حصے کی زکوۃ ادا کرے۔

☆......اگر مشترکہ مال کو تقسیم کرنے کے بعد ہر ایک شریک کے حصے میں نصاب کے برابر مال نہیں آتا بلکہ اس سے کم آتا ہے اور ان لوگوں کے پاس زکوۃ واجب ہونے والی کوئی اور چیز نہیں ہے تو اس صورت میں ان شرکاء میں سے کسی شریک پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

مشک

مشک پر زکوۃ واجب نہیں ہے (۴)، البتہ اگر اس سے تجارت کی جائے گی، اور اسکی قیمت فروخت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہوگی تو سالانہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۵)

= كتاب الزكاة ،ج:۲ص:۲۵۲،ط:سعيد.الدرمع الرد ج:۲ ص:۲۵۹ط:سعيد.

(۱) اذا وكل فى اداء الزكاة أجزأته النية عند الدفع الى الوكيل ،الفتاوى العالمگيريه ،كتاب الزكوة ،الباب الاول فى تفسيرها،ج:۱ ص:۱۷۱،ط:ماجديه .البحر الرائق ج:۲ص:۲۱۰.

(۲) ولوادى زكاة غيره بغير امره فبلغه فاجازلم يجزلانها وجدت نفاذا على المتصدق ،لانها ملكه ولم يصرنائبا عن غيره فنفذت عليه،البحرج:۲ص:۲۱۰،كتاب الزكاة،ط: سعيد.شامى ج:۲ ص:۲۶۹.كتاب الزكاة ،ط:سعيد.

(۳) (ومنها كون المال نصابا) فلاتجب فى اقل منه ، الفتاوى العالمگيريه ،كتاب الزكوة ، الباب الاول فى تفسيرها ،ج:۱ ص:۱۷۲،ط:ماجديه .بدائع ج:۲ص:۱۱ ،ط:سعيد.

(۴) ولازكاة فى الخضر.......لافى المسک والزهركالوردوالبنفسج والنرجس و اللينوفر.الفقه الاسلامى وادلته ،كتاب الزكاة ،المطلب الرابع زكاة الزرع والثمار،ج:۲ ص: ۸۰۸،ط:دارالفكر،بيروت.

(۵) الزكاة واجبة فى عروض التجارة كائنة ما كانت اذا بلغت قيمتها نصابا من الورق و الذهب ،الفتاوى العالمگيريه ،كتاب الزكاة ،الباب الثالث فى زكوة الذهب والفضة و=

مشینری

☆......اگر مشینری تجارتی ہے تو اسکی مالیت یعنی قیمت فروخت پر سالانہ زکوۃ فرض ہے، اگر قیمت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے۔(۱)

☆......اگر مشینری تجارتی نہیں بلکہ استعمال کی ہیں تو ان کی مالیت پر زکوۃ فرض نہیں (۲) البتہ آمدنی پر سالانہ زکوۃ فرض ہوگی اگر آمدنی نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے۔(۳)

مصنوعی اعضاء پر زکوۃ

☆......اگر مصنوعی اعضاء سونا چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کے بنے ہوئے ہیں تو ان پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔

☆......اگر مصنوعی اعضاء جیسے ناک، کان اور دانت وغیرہ سونا یا چاندی کے بنے ہوئے ہیں اور اس کو انسان کے جسم میں اس طرح لگایا گیا ہے کہ فکس ہوگیا ہے الگ کرنا ممکن نہیں تو جسم کے حکم میں ہونے کی وجہ سے اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔

= العروض ،ج:۱ ص:۱۷۹،ط:ماجدیه .بدائع الصنائع ج:۲ص:۲۰،فصل فی اموال التجارة ط: سعید.تتارخانیة ج:۲ ص:۲۳۷.شامی ج:۲ ص:۲۹۸.البحرج:۲ص:۲۲۵.

(۱) یجب ربع العشرفی عروض التجارة اذا بلغت نصابا من احدهم ،البحرج:۲ ص:۲۲۸، باب زکاة المال ط:سعید.سواء کان مال التجارة عروضا اوعقارااوشیئا مما یکال اویوزن ، بدائع ج:۲ص:۲۰. شامی ج:۲ص۲ .تتارخانیة ج:۲ص:۲۳۷.

(۲) وفی الهداية :ولیست فی دورالسکنی ....وعلی هذا کتب العلم وآلات المحترفين لما قلنا ،وفی البناية :(وآلات المحترفين لما قلنا) اشارة الی ما قلنا من قوله لانها مشغولة بالحاجة الاصلية ولیست بنامية وآلات المحترفين مثل قدورالطباخين والصباغين وقواریرالعطارين وآلات النجارين وظروف الامتعة ،البناية فی شرح الهدایه ،کتاب الزکاة ، ج:۴ ص:۱۹، حقانیه ،ملتان .شامی ج:۲ص:۲۶۲.البحرج:۲ص:۲۰۶.

(۳) زکاة العمارات والمصانع لاتجب الزکاة فی عینها وانما فی ریعها وغلتها او ارباحها، الفقه الاسلامی وادلته ج:۲ص:۸۶۴،المبحث الخامس ،ط:دارالفکر،بیروت.

اور اگر سونا اور چاندی کے مصنوعی اعضاء کو اس طرح جسم میں لگایا گیا ہے کہ الگ کرنا چاہے تو آسانی سے الگ کر کے دوبارہ لگایا جا سکتا ہے تو یہ زیورات کے حکم میں ہو جائیں گے ،جسطرح زیورات پر زکوۃ واجب ہوگی اسیطرح ایسے مصنوعی اعضاء پر بھی سالانہ زکوۃ واجب ہوگی اگر وہ صاحب نصاب ہے یا مصنوعی اعضاء نصاب کے برابر ہیں۔(۱)

مضاربت والے کاروبار کی زکوۃ

☆......مضاربت والے کاروبار میں لگی ہوئی رقم میں سے اصل رقم کی زکوۃ اس کے مالک کے ذمہ ہے،اوراس کے ذمہ منافع کے اس حصہ کی زکوۃ ادا کرنا بھی واجب ہے جو اسے ملے گا۔(۲)

اور جو نفع پر کام کرتا ہے اگر اس کا نفع نصاب کی مقدار کو پہنچے اور اس پر سال بھی گذر جائے تو اپنے حصے کی زکوۃ ادا کرنا اس پر بھی لازم ہوگی۔(۳)

---

(۱)سوال: اکثر لوگ دانت سونے کے تاروں سے بندھوا لیتے ہیں یا کھوکھلے دانت کے اندر سونا بھروا لیتے ہیں سونے کی ناک بنوا کر چہرہ پر لگاتے ہیں اور یہ ناک بلا حرج جدا بھی ہو سکتی ہے لیکن دانت میں سے اس طرح سونا جدا نہیں ہو سکتا سوال یہ ہے کہ آیا صاحب نصاب پر اس سونے میں بھی زکوۃ واجب ہوگی؟

الجواب :فی الدر المختار بعد عد الجزئیات المتعددة التی لا فیها الزکوة مانصه :لعدم النمو وفی ردالمحتار:لانه متمکن من الزیادة ....الخ ،الدرالمختار علی صدر رد المحتار، کتاب الزکوة ،ج:۲ص:۲۶۶،ط:سعید.

اس تعلیل سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ناک میں تو زکوۃ واجب ہے اور جو سونا دانت میں لگایا بھرا ہے اس میں واجب نہیں۔واللہ اعلم۔امداد الفتاوی، کتاب الزکوۃ والصدقات،ج:۲ص:۴۹،ط: مکتبہ دار العلوم، کراچی۔

(۲) یزکی رب المال (المالک) رأس المال وحصته من الربح .

(۳) ویزکی العامل حصته من الربح علی النحو الآتی عند الفقهاء ،قال ابوحنیفة رحمه الله:یزکی کل واحد من المالک والعامل بحسب حظه أونصیبه کل سنة ،الفقه الاسلامی و ادلته ،کتاب الزکاة ،المطلب الثالث زکاة عروض التجارة ،سادسا،زکاة شرکة المضاربة ، ج:۲ص:۷۹۹،ط:دارالفکر. والبحرالرائق ج:۲ص:۲۳۷،باب العشر،ط:سعید.بدائع ج:۲ص:۵۶،فصل فی شرائط الفرضیة ،ط:سعید.

اگر نفع پر کام کرنے والا پہلے سے صاحب نصاب ہے تو اپنے نصاب پر سال مکمل ہونے پر نفع کی رقم کی بھی زکوۃ ادا کردے چاہے نفع پر سال مکمل بھی نہ ہوا ہو۔(۱)

☆...... جب کسی کاروبار کے لئے مال دیا جائے، اور نفع میں حصہ رکھا جائے مثلا اس کاروبار میں جو نفع ہوگا اس نفع کا آدھا حصہ یا دوتہائی کاروبار کرنے والے کو اور آدھا نفع یا ایک تہائی پیسہ لگانے والے کو تو یہ مضاربت ہے۔(۲)

مطلقہ بیوی کو زکوۃ دینا

مطلقہ بیوی کو عدت گذرنے کے بعد زکوۃ دینا جائز ہے اگر مطلقہ بیوی غریب اور زکوۃ کی مستحق ہے۔(۳)

معمولی آمدنی والے کو زکوۃ دینا

اگر کسی کی آمدنی کم ہے اور وہ اس کے لئے کافی نہ ہونے کی وجہ سے زکوۃ کا مستحق

---

(۱) ومن كان له نصاب فاستفاد فى اثناء الحول مالامن جنسه ضمه الى ماله وزكاه سواء كان المستفاد من نمائه أولا وبأى وجه استفاد ضمه سواء كان بميراث اوهبة أوغيرذلك، عالمگيرى ،كتاب الزكاة ،الباب الاول فى تفسيرهاج: ا ص: ۱۷۹ ،ط:ماجديه. البحرج:۲ ص: ۲۲۲ ،فصل فى الغنم ط:سعيد. بدائع ج:۲ ص:۱۳ ،ط:سعيد.

(۲) واما ركن العقد فالايجاب والقبول وذلك بالفاظ تدل عليهما فالايجاب هولفظ المضاربة والمقارضة والمعاملة ومايؤدى معانى هذه الالفاظ بأن يقول رب المال:خذ هذا المال مضاربة على ان مارزق الله أواطعم الله تعالى منه من ربح فهوبيننا على كذا من نصف أو ربع أوثلث أوغيرذلك من الاجزاء المعلومة ....أويقول المضارب أخذت أورضيت أو قبلت ونحوذلك فيتم الركن بينهما .بدائع ،كتاب المضاربة ،فصل اما ركن العقد ج:٦ ص: ۷۹.

(۳) قال فى الفتح: والافضل فى صرفها ان يصرفها الى اخوته الفقراء ثم اولادهم ثم ذوى ارحامه ثم جيرانه ثم اهل سكته ثم اهل مصره ،فتح القديرج:۲ص:۲۱۷ ،باب المصرف ط: رشيديه.البحرج:۲ص:۲۴۳ .شامى ج:۲ ص:۳۴۶. قال فى البحر:هى تمليك المال من فقيرمسلم غيرهاشمى بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى ،البحر ج:۲ ص: ۲۰۱ ،كتاب الزكاة ،ط:سعيد.شامى ج:۲ ص:۲۵٦ .هنديه ج: ا ص:۱۷۰ .ط:رشيديه

ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

مفقود مال کا حکم

☆......اگر کسی آدمی کے پاس نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ زیور، نقد رقم یا مال تجارت وغیرہ ایک سال یا دو سال تک رہا اور اس نے اب تک زکوۃ ادا نہیں کی اور وہ مال از خود گم ہو گیا تو گذشتہ سالوں کی زکوۃ ساقط ہو جائے گی۔(۲)

اور اگر گم ہونے کے بعد مل گیا تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر سال مکمل ہونے کے بعد ملا ہے تو گذشتہ ایام کی زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔

باقی آئندہ کے لئے زکوۃ کب واجب ہوگی اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر اس آدمی کے پاس پہلے سے گم شدہ نصاب کے علاوہ دوسرا کوئی نصاب ہے، تو اس کے ساتھ اس کی زکوۃ بھی ادا کرے۔

اور اگر اس آدمی کے پاس مال وغیرہ گم ہونے کے بعد پہلے سے اور کوئی نصاب نہیں تو اس صورت میں گم شدہ مال ملنے کے بعد جب ایک سال پورا ہوگا تو زکوۃ

---

(۱) ویجوزدفعها الی من یملک اقل من النصاب وان کان صحیحا مکتسبا کذا فی الزاهدی ،عالمگیری ،کتاب الزکاة ،الباب السابع فی المصارف ،ج: ا ص: ۱۸۹ ،ط: کوئٹہ امدادالفتاوی ج: ۲ص: ۲۲، قال فی البدائع :وکذا اذا کان له عیال یحتاج إلی نفقتهم و کسوتهم ،بدائع ج: ۲ص: ۴۹ ،ط:سعید.البحرج: ۲ص: ۲۴۴.

(۲) وان هلک المال بعد وجوب الزکاة سقطت الزکوة ،عالمگیری ،کتاب الزکاة ،الباب الثالث فی زکوة الذهب والفضة والعروض ،ج: ا ص: ۱۱۰ ،ط: کوئٹه، قال فی البدائع :منها الملک المطلق فلاتجب الزکاة فی المال الضمارو تفسیرمال الضمارهوکل مال غیر مقدورالانتفاع به مع قیام اصل الملک کالمال المفقود والمال الساقط فی البحروماروی مرفوعا عن علی انه لازکاة فی مال الضمارولان المال اذا لم یکن مقدورالانتفاع به فی حق المالک لایکون المالک به غنیا ولازکاة علی غیرالغنی بالحدیث ،بدائع الصنائع ج: ۲ ص: ۹، ط: سعید.شامی ج: ۲ص: ۲۶۲ .ط:سعید.

واجب ہوگی اس سے پہلے نہیں۔(۱)

☆......اگر گم شدہ مال سال کے اندر مل گیا تو اس صورت میں یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اس آدمی کے پاس گم شدہ مال کے علاوہ اس قسم کا اور مال ہے یا نہیں اگر نہیں تو گم شدہ مال ملنے کے بعد جب ایک سال گذر جائے گا تو زکوۃ واجب ہوگی، اور اگر اور مال بھی ہے اور دونوں ملکر نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہو جاتے ہیں تو گم شدہ مال کی زکوۃ بھی باقی مال کے ساتھ دی جائے گی۔(۲)

وشرط كمال النصاب فى طرفى الحول فلايضر نقصانه بينهما، فلو هلك كله بطل الحول . درمختار،شامي ج:۲ ص: ۳۰۲،ط:سعيد

مقدمہ کرنے کے بعد رقم وصول ہوئی

عدالت میں مقدمہ کرنے کے بعد رقم وصول ہوئی تو وصول ہونے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی سابقہ زمانہ کی زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

---

(۱) قال فى البحر: ولو ضاع المال الاول فانه يستقل الحول على المستفاد منه منذ ملكه فإن وجد درهما من دراهم قبل الحول بيوم ضمه الى ماعنده فيزكى الكل لان بالضياع لاينعدم اصل الملك وانما تنعدم يده وتصرفه فاذا ارتفع ذلك قبل كمال الحول كأن الضياع لم يكن ،البحرالرائق ج: ۲ ص: ۲۲۲،فصل فى الغنم ط:سعيد.

(۲) قال فى البحر: ونقصان النصاب فى الحول لايضران كمل فى طرفيه لانه يشق اعتبار الكمال فى اثنائه اما لابد منه فى ابتدائه للانعقاد وتحقيق الغناء فى انتهائه للوجوب و شرط الكمال فى الطرفين لنقصانه فى الحول لان نقصانه بعد الحول من حيث القيمة لايسقط شيئا من الزكاة ،البحر: ج: ۲ ص: ۲۲۹،باب زكاة المال ،ط:سعيد.شامى ج: ۲ ص: ۳۰۲.بدائع ج: ۲ ص: ۱۵ .ط:سعيد.

(۳) قال فى البدائع :ومنها الملک المطلق وهوان يكون مملوكا رقبة ويدا فلاتجب الزكاة فى المال الضماروتفسيرالمال الضمارهوكل مال غيرمقدورالانتفاع به مع قيام اصل الملک والمال الذى اخذه السلطان مصادرة ،بدائع ج: ۲ ص: ۹، فصل اما الشرائط التى ترجع الى المال ،ط:سعيد.شامى ج: ۲ ص: ۲۵۹ .هنديه ج: ۱ ص: ۱۷۲،ط:رشيديه.

مقدمہ میں زکوۃ دینا

☆......اگر صاحب مقدمہ غریب ہے، زکوۃ کا مستحق ہے اور حق پر ہے، تو اس کو مقدمہ کے خرچہ کے لئے زکوہ کی رقم دینا جائز ہوگا۔(۱)

طریقہ یہ ہے کہ زکوۃ کی رقم اس آدمی کے ہاتھ میں دی جائے پھر اس کے بعد وہ اپنے مقدمہ میں خرچ کرے۔ اگر برادری یا پنچائیت والے خود جمع کر کے صاحب مقدمہ کے ہاتھ میں دیئے بغیر خود خرچ کریں گے تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، کیونکہ اس میں تملیک نہیں ہوئی۔(۲)

☆......اگر صاحب مقدمہ زکوۃ کا مستحق نہیں تو اس کو مقدمہ کے خرچہ کے لئے زکوۃ کی رقم دینا جائز نہیں ہوگا۔(۳)

مقروض پر زکوۃ

اگر کسی کے پاس ایک لاکھ روپے ہیں، اور اتنے ہی روپے کا وہ مقروض بھی ہے، تو اس پر زکوۃ فرض نہیں، چاہے وہ ایک لاکھ روپے پورے سال اس کے پاس رکھے رہیں، کیونکہ قرض کی رقم منہا کرنے کے بعد نصاب کے برابر روپے باقی نہیں رہتے۔

اور اگر کسی کے پاس ایک لاکھ روپے ہیں اور اس پر پچاس ہزار روپے کا قرض ہے

---

(۱) قال فی البدائع :ولوکان الفقیرقویا مکتسبا یحل له اخذ الصدقة ،بدائع الصنائع ج.۲ ص:۴۸،ط: سعید.البحرج:۲ص:۲۴۰. شامی ج:۲ص:۳۳۹.باب المصرف.

(۲) قال فی البحر:والحیلة فی الجوازفی هذا ان یتصدق بمقدارزکاته علی فقیرثم یأمره بعد ذلک بالصرف الی هذا الوجه فیکون لصاحب المال ثواب الزکاة وللفقیرثواب هذه القرب كذا فی المحیط ،البحرج:۲ص:۲۴۳،باب المصرف ،ط:سعید. قال فی البحر:وعدم الجواز لانعدام التملیک الذی هوالرکن فی هذا ،البحرج:۲ص:۲۴۳،ط:سعید،وفتح القدیرج:۲ ص:۲۰۸، باب المصرف ط:رشیدیه .شامی ج:۲ص:۳۴۵تتارخانیة ج:۲ص: ۲۷۲.ط: ادارة القرآن.

(۳) قال فی البحر:قوله وغنی یملک نصابا ای لایجوزالدفع له لحدیث معاذ المشهورخذها من اغنیائهم وردها فی فقرائهم .البحرج:۲ص:۲۴۴،باب المصرف ،ط:سعید.شامی ج:۲ص:۳۴۷.باب المصرف.

ہے تو پچاس ہزار قرض کی بابت منہا کرنے بعد پچاس ہزار روپے باقی رہ جاتے ہیں ،اور وہ نصاب کے برابر ہیں لہذا پچاس ہزار پر زکوۃ فرض ہوگی ،ایک سال پورا ہونے پر ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

مقروض تاجر کو زکوۃ دینا

☆......اگر کوئی تاجر اتفاق سے قرض دار ہوگیا اور ساری جمع پونجی ختم ہوگئی تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

☆......اگر مقروض تاجر کی بیوی کی ملکیت میں زیور ہے، مقروض تاجر کی ملکیت میں نہیں تو اس صورت میں بھی مقروض تاجر کو زکوۃ دینا جائز ہوگا ، بیوی کے زیو کی وجہ سے شوہر کو مال دار نہیں سمجھا جائے گا۔(۳)

☆...... اگر کوئی شخص بیس ہزار کا مقروض ہے اور اس کے پاس دس ہزار موجود ہیں تو اس صورت میں دس ہزار کی زکوۃ دینے کی اجازت ہوگی۔(۴)

---

(۱) ومن كان عليه دين يحيط لماله فلازكوة عليه ،فان كان ماله اكثرمن دينه زكى الفاضل اذا بلغ نصابا لفراغه عن الحاجة الاصلية ،كتاب الزكاة ،فتح القديرج:۲ص:۱۱۷، ط: رشيديه. ومنها ان لايكون عليه دين مطالب به من جهة العباد فان كان فانه يمنع وجوب الزكاة بقدره حالاكان اومؤجلا ،بدائع الصنائع ج:۲ص:۶،فصل اما شرائط الفرضية ،ط: سعيد.ماروى عن عثمان رضی اللہ عنہ انه خطب فى شهررمضان وقال الاان شهر زكاتكم قد حضرفمن كان له مال وعليه دين فليحسب ماله بماعليه ثم ليزك بقية ماله ،بدائع ج:۲ص:۶، ط: سعيد.والبحرالرائق ج:۲ص:۲۰۴،كتاب الزكاة ط:سعيد.شامى ج:۲ص:۲۶۰.

(۲) قال فى البدائع :فان كان عليه دين فلاباس بان يتصدق عليه قدردينه وزيادة مادون المائتين ،بدائع ج:۲ص:۴۹،ط:سعيد.قال فى الدر:ومديون لايملك نصابا فاضلا عن دينه وفى الظهيرية الدفع للمديون اولى منه للفقير،قال المحقق فى الرد ،والغارم من لزمه دين و لايملك نصابا فاضلاعن دينه اوكان له مال على الناس ولايمكنه اخذه ،رد المحتار ج: ۲ص:۳۴۳،باب المصرف ،ط:سعيد،هنديه ج:۱ص:۱۸۸،باب السابع،باب المصارف ط:رشيديه . البحرج:۲ص:۲۴۲.باب المصرف.

(۳) انظررقم :۲

(۴) انظررقم :۲

☆......اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میرے ذمہ اتنا قرض ہے، اسکی ادائیگی کے لئے مجھے زکوۃ کی رقم دے دی جائے تو اس قرض کا ثبوت اس سے طلب کرنا چاہے۔

معارف القرآن۔ج۔۴ص۴۱۲

مقروض کوزکوۃ دے کر اپنا قرض وصول کرنا

☆......اگر مقروض غریب اور مفلس ہے، قرض واپس کرنے کی استطاعت نہیں ہے، تو قرض دینے والے کے لئے اپنی زکوۃ کی رقم مقروض کو دیکر واپس قرض میں وصول کر لینا جائز ہوگا، اس طرح زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی اور قرض بھی وصول ہو جائے گا۔(۱)

☆...... اگر کسی نے مقروض کوزکوۃ کی رقم دی، تو قرض دینے والا اس سے اپنا قرضہ مانگے، اگر دیدے بہتر ورنہ جبرا چھین کر لینا بھی جائز ہوگا۔

☆......اگر قرض دینے والے کو یہ خطرہ ہو کہ مقروض کے ہاتھ میں زکوۃ کی رقم پہنچنے کے بعد قرض کے نام سے واپس نہیں دے گا، یا فرار ہو جائے گا، تو اس صورت میں قرض دینے والا مقروض کوزکوۃ کی رقم دے کر فوراً قرض کے نام سے واپس لے لے اور ٹال مٹول کرنے والے مقروض سے اپنا قرض زبردستی وصول کرنا بھی جائز ہے۔

یا تو قرض لینے والا قرض دینے والے کے کسی خادم یا ملازم کوزکوۃ وصول کرنے کے لئے وکیل بنائے، وہ وکیل مقروض کی طرف سے قبضہ کرے، پھر مقروض کی طرف سے قرض ادا کرنے کا وکیل بن کر قرض کے نام سے قرض دینے والے کو دیدے تو اس

---

(۱) وفی ردالمحتار: واعلم ان اداء الدين عن الدين والعين عن العين وعن الدين يجوز واداء الدين عن العين وعن دين سيقبض، وحيلة الجواز أن يعطى مديونه الفقير زكاته ثم ياخذها عن دينه ،شامی ،کتاب الزکاۃ ج:۲ص: ۲۷۱،ط:سعيد. بدائع الصنائع ج:۲ص:۴۳،فصل اما الذی یرجع الی المؤدی.ط:سعيد.

طرح زکوۃ اور قرض دونوں ادا ہو جائیں گے۔(۱)

مقروض منکر ہو گیا

اگر مقروض قرض لینے کے بعد منکر ہو گیا، اور قرض دینے والے کے پاس گواہ اور کوئی تحریری ثبوت بھی نہیں تو اس صورت میں قرض وصول ہونے سے پہلے اس کی زکوۃ لازم نہیں ہوگی، اور وصول ہونے کے بعد بھی گذشتہ سالوں کی زکوۃ واجب نہیں ہوگی، بلکہ وصول ہونے کے بعد جب ایک سال گذر جائے گا یا صاحب نصاب ہونے کی صورت میں سال پورا ہوگا تو زکوۃ لازم ہوگی۔(۲)

مقروض نے قرض کی رقم کی زکوۃ دیدی

قرض لینے والے آدمی نے قرض دینے والے آدمی کی اجازت کے بغیر زکوۃ ادا کردی تو قرض دینے والے آدمی کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۳)

اور اگر قرض دینے والے آدمی کی اجازت سے زکوۃ ادا کردی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی، اور قرض کی رقم واپس کرتے وقت زکوۃ میں دی گئی رقم وضع کرنا لازم ہوگا ورنہ مقروض کے ذمہ اپنی طرف سے زکوۃ ادا کرنے کی شرط لگانے کی صورت میں سود

---

(۱) وحیلة الجواز أن یعطی مدیونه الفقیر زکاته ثم یأخذها عن دینه ، ولو امتنع المدیون مد یده وأخذها لکونه ظفر بجنس حقه ،الدرالمختار. وفی الشامیة :والحیلة اذا خاف ذلک مافی الاشباه :وهو أن یوکل المدیون خادم الدائن بقبض الزکاة ثم بقضاء دینه ،فبقبض الوکیل صار ملکا للمؤکل الخ ،شامی ج:۲ص:۲۷۱ .بدائع ج:۲ص:۴۳.ط:سعید.

(۲) قال فی البحر:وانما الحق فی التعلیل عن الولواجی من انه بمنزلة الهالک بعد الوجوب ومال الضمار هو الدین المجحود والمغصوب اذا لم یکن علیهما بینة فان کان علیهما بینة وجبت الزکاة ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۷،کتاب الزکاة ،ط:سعید.

(۳) قال فی البحر:ولو ادی زکاة غیره بغیر امره فبلغه فاجاز لم یجز لانها وجدت نفاذا علی المتصدق لانها ملکه ولم یصر نائبا عن غیره فنفذت علیه .البحرج:۲ص:۲۱۰،کتاب الزکاة ،ط:سعید.شامی ج:۲۶۹.

ہونے کی وجہ سے حرام ہوگا۔(۱)

مکان

☆......رہائش کے مکان پر زکوۃ نہیں ہے۔(۲)

☆......اگر رہائش کی نیت سے مکان خریدا ہے تو اس پر زکوۃ نہیں ہے۔(۳)

☆......اور اگر مکان تجارت کی نیت سے خریدا ہے تو اس پر سالانہ زکوۃ واجب ہوگی اور زکوۃ موجودہ مارکیٹ قیمت پر واجب ہوگی قیمت خرید یا اصل سرمایہ پر نہیں۔(۴)

☆......اگر پیسہ محفوظ کرنے کیلئے مکان لیا ہے اس پر بھی زکوۃ واجب ہوگی۔(۵)

☆......اگر کسی نے مکان اس نیت سے خریدا ہے کہ بیٹے، بیٹیوں کی شادی کے وقت ان کو دیدیگا تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۶)

---

(۱) قال فی التاتارخارنیة :الااذا وجد الاذن اواجازالمالکان اه ای اجازقبل الدفع الی الفقیر ...... و لوأدی زکوة غیره بغیرامره فبلغه فاجازلم یجزلانها وجدت نفاذا علی المتصدق لانها ملکه ...... رد المحتارج:۲ص:۲۶۹ .قال فی البحر :ولوتصدق عنه بأمره جاز، البحرج:۲ص:۲۱۰،ط: سعید.

(۲) ولازکوة فی ثیاب البدن......واثاث المنزل ودورالسکنی ونحوها،الدرمع الرد،کتاب الزکاة ج:۲ص:۲۶۵ .قال فی البحر :وشرط فراغه عن الحاجة الاصلیة لان المال المشغول بها کالمعدوم کالنفقة ودورالسکنی صارت کالمعدومة ،البحرج:۲ص:۲۰۶، ط:سعید.بدائع ج: ۲ ص: ۱۱.

(۳) أیضا

(۴) وقیمة العروض للتجارة تضم الی الثمنین لان الکل للتجارة وضعاوجعلا ،الدرالمختار شامی کتاب الزکاة ،ج:۲ص:۳۰۳.البحرج:۲ص:۲۳۰.قال فی البدائع :واما اموال التجارة فتقدیرالنصاب فیها بقیمتها من الدنانیروالدراهم فلاشئ مالم تبلغ قیمتها مائتی درهم او عشرین مثقالا من ذهب فتجب فیها الزکاة سواء کان مال التجارة عروضا اوعقارا اوشیئا مما یکال لان الوجوب فی اموال التجارة تعلق بالمعنی وهوالمالیة والقیمة ،بدائع ج:۲ ص: ۲۰،ط:سعید.

(۵) اذا امسکه لینفق منه کل مایحتاجه فحال الحول وقد بقی معه منه نصاب فانه یزکی ذلک الباقی انکان قصده الانفاق منه فی المستقبل لعدم استحقاقه صرفه الی حوائجه الاصلیة وقت حولان الحول .ردالمحتارج:۲ص:۲۶۲،ط:سعید.

(۶) ولازکوة ....ودارالسکنی ونحوها .....الدرالمختارکتاب الزکاة ،ج:۲ص: ۲۶۵. البحرج:۲ص:۲۰۶. کتاب الزکاة، ط:سعید.

☆......اگر مکان لیکر کرایہ پر چڑھا دیا تو مکان کی قیمت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی البتہ اگر کرایہ کی رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے یا دوسری چیزوں کے ساتھ ملکر نصاب کے برابر ہے تو سال پورا ہونے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی۔(۱)

مکان خریدنے کے بعد فروخت کرنے کا ارادہ کیا

رہائش کی نیت سے مکان لیا لیکن خریدنے کے بعد پسند نہیں آیا اور فروخت کرنے کا ارادہ کیا، تو جب تک فروخت نہیں ہوگا زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

مکان خریدنے کے بعد رقم جمع کی

☆......اگر کسی آدمی کے پاس مکان نہیں ہے، اور اس نے مکان خریدنے کے لئے رقم جمع کی اور اب تک اس نے مکان نہیں خریدا، اور سال گذر گیا، اور وہ رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے، تو اس رقم پر زکوۃ واجب ہوگی، اور ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

☆......اور اگر رقم جمع کی اور سال پورا ہونے سے پہلے مکان خرید لیا اور نصاب کے برابر رقم جمع نہیں تھی تو اس صورت میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۴)

---

(۱) قال فی الدر: ولافی ثیاب البدن ودور السکنی ونحوها اذا لم تنو التجارة قال فی الرد: ای کالحوانیت والعقارات ،ردالمحتار ج:۲ ص:۲۶۵ ،ط:سعید.البحر ج:۲ ص:۲۰۶.سعید. بدائع ج:۲ص:۱۱.ط:سعید.

(۲) (ثم) مانواه للخدمة (لایصیر للتجارة) وإن نواه لها مالم یبعه بجنس مافیه الزکاة، و الفرق ان التجارة عمل فلایتم بمجرد النیة ،الدرالمختار،شامی ج:۲ ص:۲۷۲،کتاب الزکاة، ط:سعید.عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۴،ط:رشیدیه.

(۳) الزکوة واجبة علی الحر العاقل ....اذا ملک نصابا ملکا تاما وحال علیه الحول ، فتح القدیر ج:۲ ص:۱۱۲،کتاب الزکاة ،ط:رشیدیه .تتارخانیة ج:۲ص:۲۱۷.ط:ادارة القرآن.

(۴) (ومنها کون المال نصابا) فلاتجب فی أقل منه ،عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۲.شامی ج:۲ ص:۲۵۹. البحر ج:۲ ص:۲۰۲،ط:سعید.

مکان کا سودا کیا رقم ادا کردی

اگر مکان کا سودا کیا رقم ادا کردی ، اوراب تک مکان پر قبضہ نہیں ہوا تو اس صورت میں جو رقم ادا کی گئی اس کی زکوۃ کا حکم یہ ہے اگر مشتری نے سالانہ اپنی زکوۃ ادا کرنے سے قبل مکان کی قیمت ادا کردی تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے، اوراگر مشتری نے نصاب کا سال مکمل ہونے کے بعد مکان کی قیمت ادا کی تو اس سے زکوۃ ساقط نہیں ہوگی بلکہ قیمت کی بابت جتنی رقم ادا کی ہے اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

مل

مل کی مشینوں پر زکوۃ فرض نہیں، لیکن اس میں جو مال تیار ہوتا ہے اس پر زکوۃ فرض ہے، اسی طرح جو خام مال ہیں سامان تیار کرنے کیلئے رکھا ہے اس پر بھی زکوۃ فرض ہے. خام مال اور تیار شدہ مال سب کی قیمت لگا کر اس کا ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا فرض ہے۔(۲)

---

(۱) (وشرطه) أی شرط افتراض ادائها (حولان الحول) وهوفی ملکه (وثمنية المال (کالدراهم والدنانير)لتعينهما للتجارة بأصل الخلقة ،فتلزم الزکاة کيفما أمسکهما ولو للنفقة .الدرالمختار،شامی ج۲:ص۲۶۷،کتاب الزکاة .البحرج:۲ص:۲۰۲.

(۲) وکذلک آلات المحترفين الا مايبقی اثرعينه ای سواء کانت مما لاتستهلک عليه فی الانتفاع اوتستهلک لکن هذا منه مالايبقی اثرعينه ......ومنه مايبقی فلازکاة فی الاولين و فی الاخيرالزکاة اذا حال عليه الحول ،ردالمحتارج:۲ص:۲۶۵،ط:سعيد. قال فی البدائع : واما آلات الصناع وظروف امتعة التجارة فلاتکون مال التجارة لانهالاتباع مع الامتعة عادة و الحاصل ان کان شيئا يبقی اثره فی المعمول فيه کالصبغ والزعفران فانه مال التجارة ؛لأن الاجريکون مقابلة ذلک الاثروذلک الاثرمال قائم وان کان شيئا لايبقی اثره فی المعمول فيه مثل الصابون والاشنان فلايکون مال التجارة لان عينها تتلف ولم ينتقل اثرها الی الثوب المغسول ....بدائع :۲ص:۱۳،ط:سعيد.شامی ج:۲ص:۲۶۲. البحرج:۲ص:۲۰۶.
اتجه راس المال فی الوقت الحاضرلتشغيله فی نواح من الاستثمارات غيرالارض والتجارة وذلک عن طريق اقامة المبانی اوالعمارات بقصد الکراء والمصانع المعدة للانتاج =

ملازمین کو زکوۃ کا کھانا دینا

اگر ملازمین کو تقرری کے وقت تنخواہ کے ساتھ ساتھ کھانا دینے کی بھی شرط تھی تو اس صورت میں ملازمین کو زکوۃ کی رقم سے پکایا ہوا کھانا دینا، یا زکوۃ کی رقم سے کھانے کا انتظام کرنا جائز نہیں ہوگا، اگر کسی نے ایسا کیا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ یہ بھی تنخواہ کا ایک حصہ ہے اور زکوۃ کی رقم سے تنخواہ دینا جائز نہیں ہے۔(۱)

اور اگر ملازمین کی تقرری کے وقت کھانا دینے کی شرط نہیں تھی اور ملازمین زکوۃ کے مستحق ہیں تو ان کو زکوۃ کی رقم سے کھانا دینا جائز ہوگا بشرطیکہ کھانا ان کے ہاتھ میں الگ کر کے دیدیا جائے۔(۲)

اور اگر اس صورت میں ملازمین زکوۃ کے مستحق نہیں تو ان کو زکوۃ کی رقم سے کھانا دینا جائز نہیں ہوگا، اور اس سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۳)

ملاوٹی اشیاء

ملاوٹی اشیاء میں اس دھات کا اعتبار ہے جس کی مقدار زیادہ ہے، خواہ سونا ہو یا چاندی یا کوئی اور دھات، لہذا سونے کیساتھ چاندی ملی ہوئی اشیاء میں اگر سونا زیادہ

= وتشترک کلها فی صفة واحدة هی انها لاتجب الزکاة فی عینها وانما فی ریعها وغلتها اوارباحها ،الفقه الاسلامی وادلته ، ج:۲ ص: ۸۶۴،المبحث الخامس ،ط:دارالفکر.

(۱) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا إباحة کما مر لایصرف الی بناء نحو مسجد ولاالخ .الدرالمختارشامی ج:۲ص:۳۴۴،ط:سعید.هندیه ج: ۱ ص: ۱۸۹ .البحرج: ۲ ص: ۲۴۳. معارف القرآن ج:۴ص: ۳۹۹،سورة التوبه آیت :۶۰،بدائع ج:۲ص: ۳۹.ادارة المعارف. معارف القرآن کاندهلوی ج:۳ص: ۳۶۶،مکتبه عثمانیه

(۲) ویجوزدفعها الی من یملک اقل من النصاب ،هندیه ج: ۱ص: ۱۸۹ .البحرج:۲ ص: ۲۴۰ .

(۳) انظررقم :۱، وقال فی البحر:هی تملیک المال من فقیرمسلم .بشرط قطع المنفعة عن المملک من کل وجه لله تعالی ،البحرج:۲ص: ۲۰۱ .کتاب الزکاة ،ط:سعید.شامی ج:۲ص: ۲۵۶ .هندیه ج: ۱ ص: ۱۷۰ ،الباب الاول ،ط:رشیدیه.

ہے تو سونے کے مطابق زکوۃ ادا کی جائے گی، اور اس پوری چیز کو سونا تصور کیا جائے گا، اور اگر چاندی کی مقدار زیادہ ہے تو چاندی تصور کیا جائے گا اگر نصاب پورا ہو تو سالانہ زکوۃ نکالی جائے گی، اور اگر نصاب پورا نہیں تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

ملحد کو زکوۃ دینا

جو شخص اللہ ورسول اور آخرت کا منکر ہے وہ ملحد ہے، وہ اسلام اور مسلمانوں کا دشمن ہے، ایسے آدمی کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے، کیونکہ ایسے آدمی کو زکوۃ دینا دین دشمنی میں تعاون کرنا ہے، اور یہ جائز نہیں: **ولا تعاونوا علی الأثم والعدوان (پ ٦ سورۃ المائدۃ آیت ٢)** .(۲)

ممانی

اگر مامی غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں ہے، تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۳)

منت کی رقم

☆......اگر کسی نے زبان سے نذر یا منت کے لفظ کے ساتھ یہ کہا کہ مثلاً آمدنی کا تیسرا حصہ اللہ کے نام نذر کروں گا، اور وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اس

(۱) قال فی البدائع :فاما اذا کانت مغشوشة فان کان الغالب هو الفضة فکذلک لان الغش فیها مغمور مستهلک ،بدائع ج:۲ ص:۱۷،ط:سعید. قال فی البحر:ان الدراهم اذا کانت مغشوشة فان کان الغالب وهو الفضة فهی کالدراهم الخالصة وحکم الذهب المغشوش کالفضة المغشوشة ،البحر ج:۲ ص:۲۲۸ ،شامی ج:۲ ص:۳۰۰.ط:سعید.

(۲) هی تملیک المال من فقیر مسلم ......واحترز بالفقیر الموصوف عن الغنی والکافر، البحر: ج: ۲ص:۲۰۱،کتاب الزکاة ،ط:سعید.شامی ج:۲ص:۲۵۶. هندیه ج:۱ ص: ۱۷۰. قال فی البدائع :ومنها ان یکون مسلما فلایجوز صرف الزکاة الی الکافر بلاخلاف ، بدائع ج:۲ ص:۴۹،ط:سعید.تملیک جزء مال عینه الشارع من مسلم فقیر،الخ الدر مع الرد ج:۲ ص: ۲۵۶.

(۳) وقید باصله وفرعه لان من سواهم من القرابة یجوز الدفع لهم وهو اولی لما فیه من الصلة =

پر بھی زکوۃ واجب ہوگی، البتہ الگ سے زکوۃ ادا کرنا ضروری نہیں ہے، بلکہ، اسی رقم کا ڈھائی فیصد زکوۃ کی نیت سے دے سکتا ہے، اور ساڑھے ستانوے فیصد نذر کی مد میں صدقہ کردے۔(۱)

☆......اگر اس قسم کی کل رقم زکوۃ کی نیت کے بغیر فقیر کو دیدی، اور یہ تیسرے حصے کی رقم الگ متعین تھی تو اس صورت میں زکوۃ اور نذر دونوں ادا ہوگئے۔(۲)

منافع

☆......تجارت میں سال کے درمیان میں جو منافع ہوتا ہے سال کے ختم ہونے پر اصل کے ساتھ منافع کی زکوۃ نکالنا بھی فرض ہے اگرچہ منافع کی رقم پر سال پورا نہ ہوا ہو کیونکہ منافع کی رقم اصل رقم کی تابع ہے، جب اصل پر سال گذر گیا گویا کہ منافع پر بھی سال گذر گیا۔

☆......سال گذرنے پر اصل اور منافع کے مجموعہ رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا فرض ہے۔(۳)

= مع الصدقة كالاخوة ....والاخوال والخالات الفقراء ،البحر:ج۲: ص: ۲۴۳،ط: سعيد. بدائع ج:۲ص:۵۰.شامي ج:۲ص:۳۴۶.فتح القدير ج:۲ص:۲۱۷،ط:رشيديه.

(۱) قال فی البحر:ودين النذرلايمنع، بيانه: له مائتادرهم نذربان يتصدق بمائة منها وحال الحول سقط النذربقدردرهمين ونصف ويتصدق للنذربسبعة وتسعين ونصف ولوتصدق بمائة منها للنذريقع درهمان ونصف عن الزكاة لانه متعين بتعيين الله فلايبطل بتعيينه لغيره. البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۴،كتاب الزكاة ،ط:سعيد.

(۲) ومن تصدق بجميع نصابه ولاينوى الزكوة سقط فرضها،عالمگيرى ج:۱ ص: ۱۷۱، و هكذا فى البدائع ج:۲ص:۴.فصل فى شرائط الفرضية ط:سعيد.رجل اعطى رجلا دراهم ليتصدق بها تطوعا اوقال له تصدق بها عن كفارة أيمانى..........ثم تصدق المأموربها جاز عن زكوة ماله ،خلاصة الفتاوى ج:۱ ص:۲۴۳،ط:رشيديه .

(۳)قال فى البدائع:والمستفادفى الحول ان كان من جنسه فاما ان كان حاصلابسببه كالربح اوحاصلا بسببه يضم الى الاصل ويربى بحول الاصل بالاجماع لان ذلك تبع للاصل فى الملك لكونه تبعا له فى سبب الملك فيكون تبعا فى الحول،بدائع ج:۲ص:۱۴. ط: سعيد. والبحر: ج:۲ص:۲۲۲،فصل فى الغنم ،ط:سعيد.

منکر زکوۃ کا حکم

☆...... زکوۃ اور اسکی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر ہے اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے، ایسے آدمی پر ضروری ہے کہ توبہ استغفار کر کے ایمان کی تجدید کرے اگر شادی شدہ ہے تو نکاح کی بھی تجدید کرے اور اگر صاحب نصاب ہے تو زکوۃ بھی دے ورنہ حکومت وقت اس کو قتل کر دے۔(۱)

☆...... اگر کوئی شخص زکوۃ ادا نہیں کرتا ہے بلکہ ادائیگی سے انکار کرتا ہے تو حکومت کو اس سے جنگ کرنے کا حکم دیا ہے۔(۲)

نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد زکوۃ نہ دینے پر اصرار کرنے والے عربوں کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جنگ کا اعلان کیا اور تمام صحابہ کرام نے اس موقف کی تائید کی اور آپ کے ساتھ زکوۃ نہ دینے والے لوگوں کے خلاف جنگ میں شریک ہوئے۔(۳)

---

(۱) واما صفتها فهى فريضة محكمة يكفرجاحدها ويقتل مانعها هكذا فى المحيط. عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۷۰، ط:ماجديه. قال الشيخ وهبة الزحيلى :واجمع المسلمون فى جميع الاعصارعلى وجوب الزكاة واتفق الصحابة على قتال مانعيها فمن انكرفرضيتهاكفر وارتد ان كان مسلما ناشئا ببلاد الاسلام بين اهل العلم وتجرى عليه احكام المرتدين و يستتاب ثلاثا فان تاب والاقتل ، قال فى موضع اخرفان كان مانع الزكاة جاحدا لوجوبها فقد كفروقتل كما يقتل المرتد لان وجوب الزكاة معلوم من دين الله ضرورة فمن جحد وجوبها فقد كذب الله تعالى وكذب رسول ﷺ فحكم بكفره .الفقه الاسلامى وادلته ج:۲ ص : ۷۳۴، ۷۳۵. الفصل الاول الزكاة ،ط:دارالفكر.

(۲) وتقاتل الجماعة مانعة الزكاة جحودا كما فعل الصحابة فى عهد الخليفة الاول ابى بكررضى الله عنه قال ابوبكروالله لاقاتلن من فرق بين الصلوة والزكاة فان الزكاة حق المال والله لومنعونى عناقاكانوا يؤدونها الى رسول الله ﷺ لقاتلتهم على منعها وبناء عليه قال العلماء بالاتفاق اذا منع واحدا وجمع الزكاة وامتنعوا بالقتال وجب على الامام قتالهم وان منعهاجهلا بوجوبها اوبخلابها لم يكفر ،الفقه الاسلامى وادلته ج: ۲ ص: ۷۳۵، ط:دارالفكر.

(۳) عن ابى هريرة رضى الله عنه قال لما توفى النبى ﷺ استخلف ابوبكربعده وكفرمن =

☆......زکوۃ نہ دینے والوں سے جنگ کی وجہ یہ ہے کہ معاشرے کے کمزور افراد اور فقراء ومساکین کے حقوق ضائع نہ ہوں، اور یہ دین اسلام کی خصوصیت ہے ورنہ دنیا کی تاریخ میں ہمیشہ یہی ہوتا رہا ہے کہ معاشرہ کے طاقتور طبقے کمزور طبقوں کے حقوق کھاتے ہے جبکہ حکام اور امراء مالداروں کی حمایت کرتے ہیں غریبوں کی نہیں۔(۱)

منی آرڈر سے زکوۃ بھیجنا

☆......زکوۃ کی رقم منی آرڈر سے بھیجنا جائز ہے، کیونکہ یہ مجبوری ہے، اور اس صورت میں رقم کی تبدیلی کی وجہ سے زکوۃ کی ادائیگی میں کوئی اثر نہیں پڑے گا البتہ منی آرڈر کی فیس زکوۃ سے ادا کرنا جائز نہیں بلکہ وہ اپنے جیب سے یا چندہ اور عطیات کی مد سے ادا کرنا ہوگا۔(۲)

☆......اگر خود زکوۃ دینے والا زکوۃ کی رقم منی آرڈر کے ذریعہ کسی اور جگہ بھیج رہا ہے۔تو منی آرڈر کی فیس اپنے پاس سے الگ دے۔

☆......اگر منی آرڈر کے ذریعہ رقم بھیجنے کے بعد رقم نہیں پہنچی تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی زکوۃ دوبارہ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

= کفرمن العرب قال عمربن الخطاب ....فقال ابوبکروالله لأقاتلن من فرق بین الصلوۃ والزکوۃ الخ ،مشکوۃ ج: ۱ ص: ۱۵۷ ،ط:قدیمی.

(۱) قال فی البدائع :واما المعقول فمن وجوہ احدھا ان اداء الزکاۃ من باب اعانة الضعیف واغاثة اللھیف واقدارالعاجزوتقویته علی اداء ما افترض الله علیه من التوحید والعبادات والوسیلة الی اداء المفروض مفروض والثانی ان الزکاۃ تطھرنفس المؤدی ...ترک الشح والضن اذا النفس مجبولة علی الضن بالمال فتتعودالسماحة وترتاض لاداء الامانات و ایصال الحقوق الی مستحقیھاالخ ،بدائع ج: ۲ ص: ۳،کتاب الزکاۃ ، ط:سعید.

(۲) فتاوی دارالعلوم دیوبند،مؤلفه: مفتی اعظم مفتی عزیزالرحمن صاحب ،کتاب الزکاۃ ، ج: ۶ ص: ۸۰،ط:دارالاشاعت.

(۳) ولایخرج عن العھدة بالعزل بل بالأداء للفقراء ،الدرالمختارشامی ج:۲ص: ۲۷۰. البحرالرائق ج:۲ص: ۲۱۰،ط:سعید.

منی آرڈر فیس

اگر زکوۃ کی رقم منی آرڈر کے ذریعہ کسی اور جگہ بھیجی گئی تو منی آرڈر کی فیس زکوۃ بھیجنے والا برداشت کریگا، منی آرڈر فیس کو زکوۃ کی رقم سے وضع کرنا درست نہیں، ورنہ پوری زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اور فیس کے برابر رقم مزید زکوۃ کی نیت سے ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

موبائیل فون

☆......اگر موبائیل استعمال کا ہے تو اسکی قیمت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

☆......اگر موبائیل استعمال کے لئے نہیں بلکہ تجارت کے لئے ہے اور اسکی قیمت فروخت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہے یا دوسری چیزوں کیساتھ ملکر چاندی کے نصاب کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہوجاتی ہے تو سالانہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگی اور زکوۃ ڈھائی فیصد ہے۔(۳)

---

(۱) ولایخرج عن العهدة بالعزل بل بالأداء للفقراء ،الدرالمختارشامی ج:۲ص:۲۷۰. البحرج:۲ص:۲۱۰. یہ مسلم ہے کہ منی آرڈر فیس فقراء کو نہیں ملتی، اس لئے فیس کی رقم زکوۃ میں شمار نہیں ہوگی. قال فی البحر:وشرط فراغه عن الحاجة الاصلية لان المال المشغول بها كالمعدوم كالنفقة ودورالسكنى والثياب المحتاج اليها ،واثاث المنزل ،البحرج:۲ ص:۲۰۶،كتاب الزكاة ط:سعيد.شامی ج:۲ص:۲۶۲،ط:رشيديه.

(۲) ولازكوة فی ثياب البدن واثاث المنزل ،كتاب الزكاة ،شامی ج:۲ص:۲۶۵. قال فی البدائع : واما اموال التجارة فتقديرالنصاب فيها بقيمتها من الدنانيروالدراهم فلاشيئ فيها مالم تبلغ قيمتها مائتی درهم فتجب فيها الزكاة سواء كان مال التجارة عروضا اوعقارا .... وكذا يضم بعض اموال التجارة الى البعض فی تكميل النصاب ،واذا كان تقديرالنصاب من اموال التجارة بقيمتها من الذهب والفضة هوان تبلغ قيمها مقدارنصاب من الذهب والفضة فلابد من التقويم حتى يعرف مقدارالنصاب ،بدائع ج:۲ص:۲۱،فصل واما اموال التجارة . شامی ج:۲ص:۲۹۵. البحرج:۲ص:۲۲۵.

(۳) وقيمةالعروض للتجارة تضم الى الثمنين لان الكل للتجارة وضعا وجعلا ،الدرالمختار شامی. ج: ۲ ص:۳۰۳،كتاب الزكاة .البحرج:۲ص:۲۳۰.تتارخانية ج:۲ص:۲۳۵.

موت کے معاوضہ پر دیت کی رقم ملی

اگر گاڑی وغیرہ کے اکسیڈنٹ میں کسی کا انتقال ہوگیا، اور گاڑی والے یا کمپنی نے جان کے معاوضہ میں دیت کی رقم دی، اور رقم کو تقسیم کرنے کے بعد تمام وارثوں کے حصے میں نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ رقم آئی تو اس صورت میں جو وارث نابالغ ہیں ان کے حصے کی رقم پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی (۱)۔ البتہ جب نابالغ وارث بالغ ہوجائیں گے تو بالغ ہونے کے بعد جب ایک سال پورا ہوجائے گا تو زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔

اور اگر وارث بالغ ہیں، اور یہ رقم ملنے کے بعد نصاب کے مالک ہوتے ہیں تو ایک سال پورا ہونے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی۔ (۲)

اور اگر بالغ وارث پہلے سے صاحب نصاب ہے اور اس کو اب دیت کی رقم بھی ملی تو جب سابقہ نصاب پر سال پورا ہوجائے گا تو دیت کی رقم سے بھی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۳)

موتی

☆......اگر موتی تجارت کے لئے نہیں تو اس پر زکوۃ واجب نہیں۔ (۴)

(۱) ومنها البلوغ عندنا فلاتجب على الصبى وهوان الزكاة عبادة عندنا والصبى ليس من اهل وجوب العبادة فلاتجب عليه كما لايجب عليه الصوم والصلوة ،بدائع واما شرائط الفرضية ،ج:۲ص:۴،ط:سعيد.هكذا فى فتح القديرج:۲ص:۱۱۵،ط:رشيديه .شامى ج:۲ص:۲۵۸ .البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۲،ط:سعيد.

(۲) الزكوة واجبة على الحرالعاقل .....اذا ملك نصاباملكاتاما اوحال عليه الحول ،فتح القديرج:۲ص:۱۱۲،كتاب الزكاة،ط:رشيديه .تتارخانية ج:۲ص:۱۱۷،ط:ادارة القرآن.

(۳) قال فى البدائع :وهكذا يضم بعض اموال التجارة الى البعض فى تكميل النصاب ،بدائع ج:۲ص:۲۱،فصل فى اموال التجارة ،ط:سعيد.

(۴) قال فى الهداية : ولاخمس فى اللؤلؤ والعنبريعنى اذا استخرجا من البحروهذا لان =

☆......اگر موتی تجارت کے لئے ہیں اور قیمت نصاب کے برابر ہے یا اس سے زیادہ ہے یا موتی کا مالک پہلے سے صاحب نصاب ہے تو ان صورتوں میں سالانہ موتی کی قیمت فروخت سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

☆......اصلی موتیوں کے ہار پر زکوۃ واجب نہیں، ہاں اگر تجارت کے لئے ہو تو پھر نصاب کے برابر ہونے کی صورت میں سال گذرنے پر زکوۃ واجب ہوگی۔(۲)

موذن کو زکوۃ دینا

☆......اگر موذن غریب ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے، یا مقروض ہے، تو اسکو غریب اور زکوۃ کا مستحق سمجھ کر زکوۃ دینا اور موذن کے لئے زکوۃ لینا جائز ہے۔

☆......موذن کو اجرت کے طور پر زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔اجرت کی شرط کے بغیر غریب ہونے کی صورت میں مستحق سمجھ کر زکوۃ دینا جائز ہے۔(۳)

=العنبرحشیش واللؤلؤماء مطرالربیع یقع فی الصدف فیصیرلؤلوا:ولاشیئ فی الماء ولافیما یؤخذ من الحیوان ،فتح القدیرج:۲ص:۱۸۵،باب المعادن والرکازط:رشیدیہ .وھندیہ ج:۱ ص:۱۸۵،ط:رشیدیہ .

(۱) قال فی البدائع :واما اموال التجارة فتقدیرالنصاب فیھا من الدنانیروالدراھم فلاشیئ فیھا مالم تبلغ قیمتھا مائتی درھم سواء کان مال التجارة عروضاوعقارا،بدائع ،ج:۲ ص: ۲۰،ط:سعید.

(۲) قال فی الدر:لازکاة فی اللآلی والجواھروان ساوت الفا،کاللؤلووالیاقوت والزمردالا ان یکون للتجارة والاصل ان ماعدا الحجرین والسوائم انما یزکی بنیة التجارة بشرط عدم المانع المؤدی الی الثنی وشرط مقارنتھا لعقدالتجارة ،الدرمع ردالمحتارج:۲ ص: ۲۷۳، کتاب الزکاة ،ط:سعید. عالمگیری ج:۱ص:۱۷۹.قال فی البحر:والمراد بالحلی ھنا ماتتحلی بہ المرأة من ذھب وفضة ولایدخل الجوھرواللؤلؤفانہ ماتتحلی بہ المرأة مطلقا ، البحرج:۲ص:۲۲۶،ط:سعید.

(۳) ویجوزدفعھا الی من یملک اقل من النصاب وان کان صحیحامکتسبا ،عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۹ .البحرج:۲ص:۲۴۰ .شامی ج:۲ص:۳۳۹،باب المصرف ،ط:سعید.

مونگا

مونگا پر زکوۃ واجب نہیں ہے، ہاں اگر مونگا سے تجارت کی جائے گی تو زکوۃ واجب ہوگی۔(۱)

مہتمم طلباء کا وکیل ہے

دینی مدارس کے مہتمم طلباء کے وکیل ہیں، مالداروں کے وکیل نہیں ہیں، کیونکہ مدرسہ کے طلباء نے جب اسکے اہتمام کو تسلیم کرلیا تو گویا یہ کہہ دیا کہ آپ ہمارے واسطے مالداروں سے زکوۃ وغیرہ وصول کر کے ہماری ضروریات میں صرف کر دیں، لہذا زکوۃ کی رقم مہتمم صاحب یا اس کے نمائندے کے پاس جمع ہوتے ہی زکوۃ ادا ہو جائے گی (۲) البتہ مہتمم صاحب پر ضروری ہوگا کہ وہ زکوۃ کی رقم صرف طلباء کی ضروریات مثلا کھانا پینا کپڑا وظیفہ اور علاج وغیرہ میں خرچ کریں، تنخواہ، تعمیر، بل وغیرہ میں خرچ نہ کریں۔

مہتمم یا اس کے نائب سے زکوۃ کی رقم گم ہوگئی

اگر زکوۃ کی رقم مہتمم صاحب یا ان کے نائب کو ملنے کے بعد مکمل طور پر حفاظت کے باوجود کسی ناگہانی حادثے یا کسی اور وجہ سے تلف ہو جائے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی

---

(۱) صفحۂ گذشتہ کاحوالہ نمبر:۳

(۲) (قوله اذا وكله الفقراء) لانه كلما قبض شيئا ملكوه وصار خالطا مالهم بعضه ببعض و وقع الزكاة عن الدافع الخ ،ردالمحتار ج:۲ص:۲۶۹. معارف القرآن ج:۴ص:۳۹۹، سورة التوبة ،آیت:۶۰،ادارة القرآن،معارف القرآن کاندهلوی ج:۳ص:۳۶۶،مکتبه عثمانیه . قال فى البحر:وبه يعلم حكم من يجمع للفقراء ومحله ما اذا لم يوكلوه فان كان وكيلا من جانب الفقراء واشار المصنف الى انه لايخرج بعزل ماوجب عن العهدة بل لابدمن الاداء الى الفقير .البحرج:۲ص:۲۱۱،ط:سعيد.

ضمان نہیں آئے گا کیونکہ یہ طلباء کے وکیل ہیں اور وکیل کا قبضہ موکل کا قبضہ ہے۔(۱)
البتہ حفاظت میں کوتاہی کی تو مہتمم یا اس کے نائب پر ضمان آئے گا۔(۲)

مہر

☆ ......مہر وصول ہونے سے پہلے زکوۃ واجب نہیں۔(۲)

☆ ......مہر کی رقم یا زیور وصول ہونے کے بعد اگر وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سال گذرنے کے بعد ڈھائی فیصد زکوۃ بیوی کے ذمہ لازم ہوگی، چاہے بیوی دیدے یا اسکی اجازت سے اس کا شوہر دیدے۔(۳)

☆ ......اگر کسی عورت کو نکاح کے بعد پورا مہر مل گیا اور وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے اور ایک سال تک اس کے قبضے میں رہے، اور اسکے بعد اس کا شوہر رخصتی اور خلوت صحیحہ سے پہلے اس عورت کو طلاق دیدے، اور دئے ہوئے مہر میں سے آدھا مہر واپس لے لے (رخصتی سے پہلے طلاق دینے کی صورت میں عورت کو مقررہ مہر کا آدھا ملتا ہے) تو اگر وہ مہر نقد رقم یا سونا چاندی کی قسم سے ہے تو اس عورت کو پورے

---

(۱) قال فی البحر:وبه یعلم حکم من یجمع للفقراء ومحله مااذا لم یوکلوه فان کان وکیلامن جانب الفقراء فلاضمان علیه ،البحرج:۲ص:۲۱۱.تتارخانیة ج:۲ص:۲۸۶، کتاب الزکاة ،ط:ادارة القرآن .

(۲) قال فی البدائع :واما الدین الضعیف فهوالذی وجب له بدلا عن شیئ اووجب بدلا عما لیس بمال کالمهرولازکاة فیه مالم یقبض کله ویحول علیه الحول بعدالقبض ،بدائع ج:۲ ص: ۱۰ ،ط:سعید.ردالمحتارج:۲ص:۳۰۶،ط:سعید.البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۷،کتاب الزکاة ، ط: سعید.فتح القدیرج:۲ص:۱۲۳ .ط:رشیدیه .

(۳) وضعیف وهوبدل مالیس بمال کالمهر،قال فی البحر:وفی الضعیف لاتجب مالم یقبض نصابا ویحول الحول بعدالقبض علیه ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۷،کتاب الزکاة ،ط:سعید. فتح القدیرج:۲ص:۱۲۳ ،ط:رشیدیه.الزکاة واجبة علی الحرالعاقل البالغ المسلم اذا ملک نصابا ملکاتاما وحال علیه الحول ،فتح القدیرج:۲ص:۱۱۲،کتاب الزکاة ،ط: مکتبه رشیدیه ،کوئته.تتارخانیة ج:۲ص:۱۱۷ .

مہر کی زکوۃ دینا ہوگی ، اور اگر وہ نقد یا سونا چاندی کی قسم سے نہیں تو اس صورت میں پورے مہر کی زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں ہوگی بلکہ آدھے مہر کی زکوۃ ادا کرے۔(۱)

مہر کی رقم کو شوہر اپنے نصاب سے وضع کرے یا نہ کرے

☆...... مہر کی دو قسمیں ہیں:۱۔مہر موجل: جو فوری طور پر ادا کرنا واجب نہیں۔

☆......مہر معجّل :جس وقت بھی بیوی مہر طلب کرے شوہر کے لئے ادا کرنا ضروری ہے۔(۲)

☆......اگر مرد کے ذمہ مہر موجل ہو یعنی فوری طور پر ادا کرنا لازم نہ ہو، اور اس کی ادائیگی کا ارادہ نہ ہو تو یہ مہر شوہر کے نصاب سے وضع نہیں کیا جائے گا، اور کل رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگی (۳)، مثلاً کسی کے پاس ایک لاکھ روپیہ موجود ہے اور پچاس ہزار مہر موجل اس کے ذمہ ہے،تو یہ شخص پورے ایک لاکھ روپے سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرے گا، یہ نہیں کہ پچاس ہزار روپیہ مہر کے قرض میں وضع کردے۔

---

(۱) قال فی الدر:ویجب علی المرأة زكاة نصف مهرمن نقد مردودبعد مضی الحول من الف كانت قبضته مهراثم ردت النصف لطلاق قبل الدخول بها فتزكی الكل لما تقرران النقود لاتتعين فی العقود والفسوخ . قال فی الرد:صورتها تزوج امرأة بالف وقبضتها وحال الحول ثم طلقها قبل الدخول فعليها رد نصفها اتفاقا لكن زكاة النصف المردود لاتسقط عنها (قوله من نقد) هوالذهب اوالفضة احترازا عما لوكان المهرسائمة اوعرضا ففی المحيط انها تزكی النصف لانه استحق عليها نصف عين النصاب والاستحقاق بمنزلة الهلاک ،رد المحتارج:۲ص:۳۰۷،ط:سعيد.

(۲) ولها منعه من الوطء والسفربها ولوبعد وطء وخلوة رضيتهما لأخذ مابين تعجيله أو قدرمايعجل لمثلها عرفا إن لم يؤجل كله،تنويرالابصار،شامی ج:۳ص:۱۴۳،باب المهر، مطلب فی بيان مهرالمثل.

(۳) قال فی البحر:قيل المهرالمؤجل لايمنع لانه غيرمطالب به عادة بخلاف المعجل ، البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۴،ط:سعيد.بدائع الصنائع ج:۲ص:۶،ط:سعيد.فصل فی شرائط الفرضية .ولوكان علی الرجل مهرمؤجل لامرأته وهولايريده أداء ه لايجعل مانعا من الزكاة ، (خلاصة الفتاوی ، ج:۱ص:۲۴۰،كتاب الزكاة ،الفصل السادس فی الديون ومسائلها.شامی ج:۲ص:۲۶۱.

اور باقی پچاس ہزار کی زکوۃ دے تو درست نہیں ہوگا اور پوری رقم کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔

☆ ......شوہر کے ذمہ مہر ادا کرنا واجب ہے، اگر وہ معجّل ہے یعنی جس وقت بھی بیوی طلب کرے اس کا ادا کرنا ضروری ہے، یا مہر موجل ہے یعنی فوری ادا کرنا ضروری نہیں ہے لیکن شوہر خود ہی مہر کو ادا کرنے کی فکر اور کوشش میں لگا ہوا ہے اور جمع کر رہا ہے تا کہ ادا کر دے تو ایسے قرض کو نصاب سے وضع کر دیا جائے گا(۱)، اس صورت میں اگر مہر کی رقم کو وضع کرنے کے بعد بقیہ رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو زکوۃ واجب ہوگی، اور اگر بقیہ رقم نصاب سے کم ہے اور زکوۃ واجب ہونے والی دوسری چیزیں بھی نہیں ہیں تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔

☆ ......اور اگر شوہر کو مہر موجل ادا کرنے کی فکر نہیں اور اس کے لئے کوشش بھی نہیں کر رہا ہے بلکہ وہ ادا کرنا ہی نہیں چاہتا تو اس صورت میں مہر کی رقم کو نصاب سے وضع نہیں کیا جائے گا(۲) اور پوری رقم سے زکوۃ نکالی جائے گی، باقی مہر ادا نہ کرنے کی فکر مناسب نہیں کیونکہ اگر مہر زندگی میں ادا نہیں کرے گا موت کے بعد ترکہ سے ادا کیا جائے گا۔(۳)

---

(۱) قال فی البدائع :ومنها ان لایکون علیه دین مطالب به من جهة العباد وعلی هذا یخرج مهر المرأة فانه یمنع وجوب الزکاة ،معجلا کان اومؤجلا لانها اذا طالبته ،یواخذ به ،بدائع ج:۲ ص ۶، ط:سعید.فصل فی شرائط الفرضیة ،والبحرالرائق ج:۲ص:۲۰۴،کتاب الزکاة ، ط: سعید .شامی ج:۲ص:۲۶۰.

(۲) قال فی البدائع :وقال بعضهم ان کان الزوج علی عزم من قضائه یمنع وان لم یکن علی عزم القضاء لایمنع لانه لایعد دینا،بدائع ج:۲ص:۶،ط:سعید.والبحرالرائق ،ج:۲ ص: ۲۰۴،ط:سعید. وذکرالبزدوی فی شرح الجامع الکبیر:قال مشائخنا رحمهم الله تعالی فی رجل علیه مهرمؤجل لإمرأته وهولایریدأداء ہ لایجعل مانعا من الزکاة لعدم المطالبة فی العادة وإنه حسن ایضا ،هکذا فی جواهرالفتاوی ،فتاوی عالمگیری ج: ا ص:۱۷۳،کتاب الزکاة ،الباب الاول فی تفسیرها وصفتها وشرائطها ،ط:رشیدیه .شامی ج:۲ ص: ۲۶۱.

(۳) والمهر یتأکد بأحد معان ثلاثة الدخول والخلوة الصحیحة وموت أحد الزوجین سواء کان مسمی أومهرالمثل الخ ،عالمگیری ج: ا ص:۳۰۳،باب المهر،الباب السابع فی المهر ، الفصل الثانی فیما یتأکد به المهروالمتعة .

مہر میں ملی ہوئی زمین کا حکم

☆......اگر بیوی کو مہر کی عوض میں زمین ملی تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

☆...... اگر بیوی نے مہر کی رقم کے عوض میں شوہر سے زمین خریدی ہے اور خریدتے وقت تجارت کی نیت سے لی ہے تو اس صورت میں سال گذرنے کے بعد زکوۃ فرض ہوگی اگر اسکی قیمت فروخت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہے۔(۲)

مہر والی عورت کو زکوۃ دینا

ایک عورت کا مہر نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے، لیکن اس کا شوہر بہت زیادہ غریب ہے، ادا نہیں کرسکتا، اور عورت بھی غریب ہے، تو ایسی عورت کو زکوۃ کا پیسہ دینا جائز ہے اور اگر اس کا شوہر امیر ہے لیکن مہر نہیں دیتا، یا اس عورت نے اپنا مہر معاف کردیا ہے اور وہ عورت غریب ہے تو اس کو زکوۃ دینا درست ہے۔

لیکن جس عورت کو یہ امید ہو کہ جب وہ اپنے شوہر سے مہر مانگے گی شوہر مہر ادا کردیگا، تو ایسی عورت کو زکوۃ دینا درست نہیں ہے۔(۳)

---

(۱) ومنها فراغ المال عن حاجته الأصلية (الى)اذا لم يكن للتجارة،عالمگيرى ج:۱ ص: ۱۷۳،كتاب الزكوة ،الباب الاول فى تفسيرها وصفتها وشرائطها . وشرط فراغه عن الحاجة الاصلية ؛ لان المال المشغول بها كالمعدوم كالنفقة ودورالسكنى ،البحرج:۲ص: ۲۰۶، ط: سعيد. ردالمحتارج:۲ص:۲۶۲و ۲۶۵ط:سعيد.

(۲) الزكاة واجبة فى عروض التجارة كائنة ماكانت إذا بلغت قيمتها نصابامن الورق أوالذهب وتشترط نية التجارة ليثبت الإعداد ،فتح القديرج:۲ص:۱۶۵،كتاب الزكاة ،باب زكوة المال .بدائع ج:۲ص:۲۰،فصل فى اموال التجارة ،ط:سعيد.تتارخانية ج:۲ص:۲۳۷.

(۳) ولودفع الى أخته ولها على زوجها مهريبلغ نصابا ان كان الزوج مليا مقراولوطلبت لايمتنع عن الاداء لايجوزوان كان فقيراأوغنيا إلاأنه لايعطى لوطلبت جازالصرف إليها و يجوزدفع الزكوة الى فقيرة زوجها موسرعند ابى حنفية ومحمد رحمهما الله تعالى فرض لها النفقه أولم تفرض ،خلاصة لفتاوى ،ج:۱ ص:۲۴۲،كتاب الزكاة ،الفصل الثامن فى أداء الزكوة ، =

مہر وصول نہیں ہوا

☆ ...... اگر شوہر نے عورت کا مہر ادا نہیں کیا تو مہر وصول ہونے سے پہلے بیوی کے ذمہ زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

☆ ...... اگر مہر وصول ہوگیا اور عورت صاحب نصاب ہے تو سالانہ مہر کی رقم اور زیور کی بھی زکوۃ ادا کرے۔(۲)

☆ مہر وصول ہونے کے بعد گذشتہ سالوں کی زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

مہر میں جو زیور دیا گیا

جو زیور عورت کو مہر میں دیا گیا ہے، اس کی مالک بیوی ہے شوہر نہیں، اس لئے زکوۃ ادا کرنے کی ذمہ داری بیوی پر ہے شوہر پر نہیں، ہاں اگر شوہر بیوی کی اجازت سے ادا کر دیگا تو زکوۃ ادا ہو جائے گی، اگر شوہر ادا نہیں کریگا تو بیوی کیلئے ادا کرنا لازم

= جنس آخر. ویدفع الی امرأة غنی اذا کانت فقيرة ،عالمگیری ج: ا ص: ۱۸۹،کتاب الزکاۃ ، الباب السابع فی المصارف.بدائع ج:۲ ص:۴۷.

(۱) ومنها الملک التام وهومااجتمع فيه الملک والید وأما إذا وجد الملک دون الید کالصداق قبل القبض اووجد الید دون الملک کملک المکاتب والمدیون لاتجب فيه الزکوة کذا فی السراج الوهاج ،عالمگیری ج: ا ص:۱۷۲،کتاب الزکاۃ ،الباب الاول فی تفسیرها وصفتها وشرائطها،ط:رشیدیه .شامی ج:۲ ص:۲۵۹.

(۲) وضعيف کبدل مال ليس بمال وهوالمهروبدل الخلع ودم العمد والکتابة والسعاية انما یخاطب بأداء زكوته إذا قبض مائتين وحال عليها الحول بعد القبض ،خلاصة الفتاوی ، ج: ا ص:۲۳۸،کتاب الزکاۃ ،الفصل السادس فی الدیون ومسائلها، البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۷، کتاب الزکاۃ ،ط:سعید.بدائع ج:۲ص:۱۰. وعند قبض مائتین مع حولان الحول بعده ای بعد القبض من دین ضعیف و هوبدل غیرمال کمهرودية وبدل کتابة وخلع إلاإذا کان عنده مایضم الی الدین الضعیف ، الفتاوی الشامی ج:۲ ص:۳۰۶،کتاب الزکاۃ، مطلب فی وجوب الزکوة فی دین المر صد.

(۳) وهذا غیرصحیح فی الدین الضعیف لأنه لاتجب زکاته إلا بعد قبض نصاب وحولان الحول علیه بعد القبض فقبله لاتجب ،ردالمحتارج:۲ ص:۳۰۷،کتاب زکاۃ ،مطلب فی وجوب الزکوة فی دین المرصد.بدائع ج:۲ ص:۱۰ ،ط:سعید.البحرج:۲ ص:۲۰۷.

ہوگا ورنہ قبر اور آخرت میں عذاب ہوگا۔(۱)

میت کے مال سے زکوۃ وصول کرنا

☆......میت کے مال سے زکوۃ وصول کرنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ زکوۃ کی ادائیگی درست ہونے کیلئے نیت کرنا شرط ہے(۲)، اور میت موت کے بعد زکوۃ دینے کی نیت نہیں کرسکتی ہے۔(۳)

☆......ہاں اگر میت نے زکوۃ ادا کرنے کی وصیت کی تھی تو ایک تہائی مال سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، اور اگر ورثاء بالغ ہیں ایک تہائی سے زیادہ سے دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں تو ثواب ملے گا اور میت پر احسان ہوگا۔(۳)

مینڈھے کی زکوۃ

''بکریوں کی زکوۃ'' کے عنوان کو دیکھیں۔

---

(۱) وتجب عند قبض أربعين درهما من الدين وبدل مال التجارة ومائتين منه بغيرها ومائتين مع حولان الحول بعده من بدل غيرمال الخ ،تنويرالابصارشامى ج:۲ص:۳۰۶،كتاب الزكاة ، مطلب فى وجوب الزكوة فى دين المرصد.

(۲-۳) وشرط صحة أدائها نية مقارنة له أى للأداء ولوكانت المقارنة حكما الخ ،الشامى ج:۲ص:۲۶۸،كتاب الزكاة ،مطلب فى زكوة ثمن المبيع وفاء ،ط:سعيد. وإلى أنه لومات من عليه الزكوة لاتؤخذ من تركته لفقد شرط صحتها وهوالنية الا إذا أوصى بها فتعتبرمن الثلث كسائرالتبرعات ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱،كتاب الزكاة . عن ابن عباس رضى الله عنه ان رجلا قال يارسول الله ان امى توفيت افينفعها ان تصدقت عنها قال نعم فان لى مخرفا فاشهدک إنى قد صدقت به عنها،الترمذى ج:۱ص:۱۴۵،ابواب الزكاة ،باب ماجاء فى الصدقة عن الميت .

(ن)

نابالغ طالب علم

اگر طلبہ نابالغ ہیں، اور ان کے والدین مالدار ہیں تو ان کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے (۱)، اس لئے نابالغ بچوں کو زکوۃ دینے سے پہلے ماں باپ مالدار ہیں یا نہیں اس کی تحقیق کر لینی چاہئے۔ (۲)

ہاں اگر طلبہ نابالغ ہیں اور والدین مالدار ہیں، لیکن والدین بچے کا خرچہ نہیں دیتے تو اس صورت میں نابالغ طلبہ کو بھی زکوۃ دینے کی اجازت ہوگی۔ (۳)

نابالغ کو زکوۃ دینا

اگر باپ غریب ہے زکوۃ کا مستحق ہے، لیکن ماں مالدار صاحب نصاب ہے تو ایسے غریب باپ کے نابالغ محتاج بچوں کو زکوۃ دینا جائز ہے۔ (۴)

---

(۱) ولاإلى طفله اى الغنى فينصرف إلى البالغ ولوذكراصحيحا قهستانى ،فافادأن المراد بالطفل غيرالبالغ ذكرا كان أوانثى فى عيال أبيه أولا على الاصح لما أنه يعد غنيا بغناه ، رد المحتار: ج ۲ ص: ۳۴۹، كتاب الزكاة ،مطلب فى الحوائج الاصلية. قال فى البدائع واما ولد الغنى فان كان صغيرا لم يجزالدفع اليه وان كان فقيرا لامال له لان الولد الصغيريعد غنيا بغناء ابيه ،بدائع ج: ۲ص: ۴۷،ط:سعيد.البحرج: ۲ص: ۲۴۳.تتارخانية ج: ۲ص: ۲۷۲.

(۲) حتى لودفع بلاتحرلم يجزإن أخطاء أى تبين له أنه غيرمصرف ،الشامى ج: ۲ ص ۳۵۳،كتاب الزكاة ،مطلب فى الحوائج الاصلية . وإذا دفعها إليه وهوشاك ولم يتحر أو تحرى ولم يظهرله أنه مصرف أوغلب على ظنه أنه ليس بمصرف فهوعلى الفساد ، عالمگيرى ج: ۱ ص: ۱۹۰، كتاب الزكاة ،الباب السابع فى المصارف.

(۳) قد ذكروا على قول أبى حنيفة يجوزالدفع إلى أولاد الأغنياء إذا كانوا فقراء صغارا كانت الأولاد أوكبارا(الى)إذا كان الاب يوسع عليهم فى النفقة لايجوزالدفع اليهم وإن كانوا كبارا،التاتارخانية ،ج: ۲ص: ۲۷۲، كتاب الزكاة ،الفصل الثامن فى المسائل المتعلقة بمن توضع فيه الزكوة .

(۴) وهويفيد أن الدفع لولد الغنية جائزاذا لايعد غنيا بغنى أمه ولولم يكن له أب وقد صرح به فى القنية ،البحرالرائق ج: ۲ص: ۲۴۶، كتاب الزكاة ،باب المصرف .

ناجائز اولاد کو زکوۃ دینا

☆......زانی کیلئے اپنے اس بیٹے کو زکوۃ دینا جائز نہیں جو زنا سے پیدا ہوا ہے (۱)، اس طرح اس بیٹے کو بھی زکوۃ دینا جائز نہیں ہے جس کے نسب کا وہ انکار کر چکا ہے (۲)، البتہ اس لڑکے کو زکوۃ دینا جائز ہے جو ایسی عورت کا لڑکا ہے جس کے شوہر کو لوگ جانتے پہچانتے ہیں۔ (۳)

☆......شادی کے بعد چھ ماہ سے پہلے بچہ کی ولادت ہوئی، وہ شرعاً حرامی ہے مگر جس کے نطفہ سے وہ بچہ ہے وہ شخص اس بچہ کو زکوۃ کی رقم نہیں دے سکتا اگر زکوۃ دی تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی دوبارہ ادا کرنا لازم ہوگی (۴)۔

ناجائز کاموں میں خرچ کرنے والے فقیروں کو زکوۃ دینا

جن فقیروں کے بارے میں غالب گمان یہ ہے کہ وہ زکوۃ خیرات کو لیکر ناجائز کاموں میں صرف کرتے ہیں، ایسے فقیروں کو زکوۃ اور خیرات دینا ناجائز اور گناہ ہے کیونکہ یہ گناہ کے کاموں میں مدد کرنا ہے، اور گناہ کے کاموں میں مدد کرنا جائز نہیں۔

---

(۱) کما لایجوزدفع زکوة الزانی لولده منه ای من الزنی ،الشامی ج:۲ ص:۳۵۴،کتاب الزکاة ،مطلب فی الحوائج الاصلية .

(۲) وفی الجامع الکبیر:لایعطی الرجل زکاته ولده الذی نفاه ،التاتارخانية ،ج:۲ ص ۲۷۱،کتاب الزکاة ،الفصل الثامن فی المسائل المتعلقه بمن توضع فيه الزکوة .وکذا الذی نفاه کولد أم الولد إذا نفاه کذا فی البحرومثله المنفی باللعان کما یأتی فی بابه وهل مثله ولد قنته إذا سکت عنه أونفاه فلیراجع ،الشامی ج:۲ص:۳۵۴،کتاب الزکاة،مطلب فی الحوائج الاصلية .

(۳) وکذا الذی نفاه احتیاطا إلا إذا کان الولد من ذات زوج معروف ،الشامی ج:۲ص: ۳۵۴، کتاب الزکاة ،مطلب فی الحوائج الاصلية .

(۴) ولایعطی للولد المنفی ولاالمخلوق من مائه بالزناکذا فی التمرتاشی ،عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۸،کتاب الزکاة ،الباب السابع فی المصارف .ولودفع الزانی لایجوزعندنا ،الشامی ج:۲ص:۳۵۴،کتاب الزکاة ،مطلب فی الحوائج الاصلية .

قرآن کریم میں ہے:

ولاتعاونوا على الاثم والعدوان: سورۂ مائدہ آیت ۲) .(۱)

نانا

اپنے نانا کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے، پڑنانا کو بھی زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔(۲)

نانی کو زکوۃ دینا

اپنی نانی کو زکوۃ دینا جائز نہیں، پڑنانی کو بھی زکوۃ دینا جائز نہیں۔(۳)

ناواقف کو زکوۃ کی تقسیم کا ذمہ دار بنانا

جو شخص زکوۃ کی تقسیم کے مسائل سے واقف نہیں، مستحق اور غیر مستحق کا عالم نہیں ایسے آدمی کو زکوۃ کی تقسیم کے لئے ذمہ دار بنانا درست نہیں ہے، کیونکہ شریعت کے خلاف تقسیم کرنے کی صورت میں زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۴)

---

(۱) " فأطعموا طعامكم الاتقياء " الحديث ،"أطعموا "جزاء شرط محذوف أى إذا كان حكم الإيمان حكم الآخية فقووا الوسائل بينكم وبينه وأطعموا الخ وروى :لاتأكل الاطعام تقى ولايأكل طعامك إلا تقى ،مرقاة المفاتيح ،ج:۸ص:۷۹،كتاب الأطعمة ،الفصل الثاني

(۲،۳) ولا الى والديه وأجداده وجداته وان علومن قبل الاباء والامهات ،الفتاوى القاضي خان ،ج:۱ص:۱۲۸،كتاب الزكاة ،فصل فيمن يوضع فيه الزكوة ،مصرف الزكوة . ولاالى من بينهما ولاد أى بينه وبين المدفوع اليه (الى) أى أصله وإن علاكأبويه وأجداده وجداته من قبلهما وفرعه وان سفل ،الشامى ج:۲ص:۳۴۶،كتاب الزكاة ،باب المصرف .البحر ج:۲ص:۲۴۳.قال فى البدائع :ومنها ان لاتكون منافع الاملاك متصلة بين المودى وبين المؤدى اليه لان ذلك يمنع وقوع الاداء تمليكا من الفقيرمن كل وجه بل يكون صرفا الى نفسه من وجه وعلى هذا يخرج الدفع الى الوالدين وان علوا لان احدهما ينتفع بمال الآخر . ج:۲ص:۴۹،فصل اما الذى يرجع الى المؤدى اليه ط:سعيد.تتارخانية ج:۲ص:۲۷۲.

(۴) اذا وسد الأمر إلى غيراهله فانتظرالساعة ،رواه البخارى ،مشكوة ص:۴۶۹،باب شرائط الساعة .ط:قديمى .

نسل حاصل کرنے کے لئے جانور رکھا ہے

اگر کسی نے نسل حاصل کرنے کے لئے جانور رکھا ہے اور وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اگر وہ جانور سائمہ ہے تو زکوۃ واجب ہوگی اور اگر سائمہ نہیں ہیں تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

نشہ کے عادی کو زکوۃ دینا

اگر نشہ کے عادی لوگ مسلمان، مفلس اور غریب ہیں، نصاب کے مالک نہیں ہیں تو ان کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی (۲) البتہ زکوۃ صدقات اور خیرات کی رقم نیک صالح لوگوں کو دینا زیادہ بہتر ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے **ولیاکل طعامکم الابرار** تمہارا کھانا نیک لوگ کھائیں۔

اگر یہ پختہ اور پکا یقین ہے کہ نشہ کا عادی.....زکوۃ کی رقم لیکر نشہ میں ہی صرف کرے گا تو اس کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہوگا کیونکہ اس صورت میں نشہ کرنے کیلئے زکوۃ

---

(۱) هی الراعیة وشرعا المکتفیة بالرعی المباح ذکره الشمنی فی اکثر العام لقصد الدر و النسل والزیادة والسمن لیعم الذکور فقط. الشامی ج:۲ ص:۲۷۵، کتاب الزکاة، باب السائمة. قال فی البدائع: واما صفة نصاب السائمة فله صفات منها ان یکون معدا للاسامة وهو ان یسمیها للدر والنسل ان مال الزکاة هو المال النامی وهو المعد للاستنماء ثم السائمة هی الرعیة التی تکتفی بالرعی عن العلف ویمونها ذلک فإن کانت تسام فی بعض السنة و تعلف فی البعض یعتبر فیه الغالب، بدائع ج:۲ ص:۳۰، ط:سعید. والبحر باب صدقه السوائم ج:۲ ص:۲۱۲.

(۲) هو فقیر وهو من له أدنی شئ ومسکین من لاشئ له، تنویر الابصار شامی ج:۲ ص: ۳۳۹، باب المصرف، بدائع ج:۲ ص:۴۳، ط:سعید. البحر ج:۲ ص:۲۴۰ باب المصرف ط: سعید. وعنه ای عن انس قال قال رسول الله ﷺ أفضل الصدقة أن تشبع کبدا جائعا قال الطیبی یعم المؤمن والکافر والناطق الخ وتقدم المستثنی رواه البیهقی فی شعب الایمان، مرقاة المفاتیح، کتاب الزکاة، باب افضل الصدقة، الفصل الثالث. ج:۴ ص:۴۳۴. ط:امدادیه.

دیگر تعاون کرنا لازم آئے گا، اور گناہ کے کام میں تعاون کرنا جائز نہیں ہے، قرآن کریم میں ہے: ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان .(سورۃ المائدۃ آیت ۲).

نصاب پر اضافہ ہوا

☆......کسی کے پاس ساڑھے سات تولہ یا اس سے زیادہ سونا تھا، پھر سال گزرنے سے پہلے دو چار تولہ سونا یا نو دس تولہ چاندی کا اضافہ ہو گیا، مثلاً ہدیہ میں ملا یا خریدا ہے تو اس سونے اور چاندی کا سال الگ شمار نہیں ہو گا بلکہ جب اس سونے کا سال پورا ہو گا تو یہ سمجھا جائیگا کہ بعد میں ملے ہوئے سونے اور چاندی کا سال بھی پورا ہو گیا، چنانچہ اس پورے سونے چاندی کی زکوۃ کی ادائیگی اسی وقت فرض ہو جائے گی۔(۱)

☆......کسی کے پاس ساڑھے باون تولہ یا اس سے زیادہ چاندی تھی، پھر سال پورا ہونے سے پہلے دو چار تولہ یا پچاس ساٹھ تولہ چاندی اور مل گئی، تو یہاں بھی یہی سمجھا جائے گا کہ اس پوری چاندی پر سال گذر گیا، چنانچہ اس پوری چاندی کی زکوۃ فرض ہوگی۔ بعد میں ملنے والی چاندی کا سال علیحدہ شمار نہیں کیا جائیگا۔(۲)

☆......کسی کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ روپیہ یا ڈالر تھا، پھر قمری سال پورا ہونے سے ایک دو روز پہلے اتنا ہی یا اس سے

---

(۱) ومن كان له نصاب فاستفاد فى اثناء الحول مالامن جنسه ضمه الى ماله وزكاه سواء كان المستفاد من نمائه اولاوبأى وجه استفاد ضمه سواء كان بميراث اوهبة اوغيرذلك الخ عالمگیری ج:١ص:١٧٥،كتاب الزكاة ،الباب الاول فى تفسيرهاوصفتها وشرائطها. بدائع ج:٢ص:١٤. البحرج:٢ص:٢٢٢.فصل فى الغنم.

(٢) حتى لواستفاد واحدة أخرى قبل الحول ثم تم الحول تجب الزكوة عندنا،الفتاوى التاتارخانية ج:٢ص:٢٥١،كتاب الزكاة ،انقطاع حكم الحول وعدم انقطاعه.الفصل الثانى : إذا استفاد صاحب المال خمسة قبل الحول فتم الحول وفى يده مائتادرهم فانها تجب الزكاة فى الوجوه كلها،الفتاوى التاتارخانية ،ج٢ص:٢٥٦، كتاب الزكاة ،الفصل السادس فى تعجيل الزكاة .

کم یا زیادہ روپیہ یا ڈالر اور مل گیا، تو جب پہلے روپے اور ڈالر کا سال پورا ہو گیا تو یہاں بھی یہی سمجھا جائے گا کہ بعد میں ملنے والے روپے کا سال بھی پورا ہو گیا، لہذا پہلے والے روپے اور ڈالر پر سال پورا ہوتے ہی بعد میں ملنے والے روپے اور ڈالر پر بھی زکوۃ فرض ہو جائے گی، بعد میں ملنے والے روپے اور ڈالر کا سال الگ شمار نہیں کیا جائے گا۔(۱)

☆......کسی کے پاس مثلاً پچاس ہزار روپئے تھے، پھر سال پورا ہونے سے پہلے دس ہزار روپے اور مل گئے تو ان دس ہزار کا حساب الگ نہیں کیا جائے گا، بلکہ جب ان پچاس ہزار روپے کا سال پورا ہوگا تو پورے ساٹھ ہزار روپے کی زکوۃ فرض ہوگی، اور یہ سمجھا جائے گا کہ پورے ساٹھ ہزار روپے پر سال گزر گیا۔

غرضیکہ سال کے درمیان میں مال کے گھٹنے یا بڑھنے سے زکوۃ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا سال کے اختتام پر جتنا مال موجود ہوگا اگر وہ نصاب کے برابر ہے تو اس پورے مال پر زکوۃ فرض ہوگی۔(۲)

نصاب پورا نہیں ہے

اگر کسی کے پاس سونے کا نصاب بھی پورا نہیں، اور چاندی کا نصاب بھی پورا نہیں بلکہ کچھ سونا اور کچھ چاندی ہے، تو اگر دونوں کی قیمت ملا کر ساڑھے باون تولہ

---

(۱) أیضا

(۲) ویعتبرفی الزکوۃ کمال النصاب فی طرفی الحول وعدم الانقطاع فیما بین ذلک و نقصان النصاب فی خلال الحول عندنا لایمنع ،الفتاوی القاضی خان ج: ۱ ص: ۱۲۰، کتاب الزکاۃ ،فصل فی مال التجارۃ .ولوکان الزیادۃ والنقصان فی العین قبل الحول ثم حال الحول وهی کذلک ففی الزیادۃ تجب الزکاۃ زائدۃ لأن تلک الزیادۃ مستفادۃ فی خلال الحول فیضم إلی الاصل،الفتاوی التاتارخانیة ج: ۲ ص: ۲۴۴،کتاب الزکاۃ ،الفصل الثالث فی بیان زکاۃ عروض التجارۃ والمسائل المتعلقة بها.البحرج: ۲ص: ۲۲۹ .بدائع ج: ۲ص: ۱۵ .

چاندی کی قیمت کے برابر ہو جائے تو زکوۃ فرض ہوگی، اور اگر دونوں چیزیں کم کم ہیں لیکن دونوں کی قیمت ملا کر بھی ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر نہیں ہوتی تو زکوۃ فرض نہیں ہوگی۔(۱)

نصاب کا معنی

نصاب، سونا، چاندی، کیش یا مال تجارت یا جانوروں کی وہ خاص مقدار ہے جس پر شریعت نے زکوۃ فرض کی ہے مثلاً سونا کیلئے ساڑھے سات تولہ، چاندی کیلئے ساڑھے باون تولہ اور اونٹ کیلئے پانچ اور بکری کیلئے چالیس وغیرہ عدد مقرر ہے۔(۲)

نصاب کا وزن

☆......چاندی کا نصاب دوسو درہم یعنی (۵۲) ساڑھے باون تولہ چاندی ہے۔

☆......سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ سونا ہے۔(۳)

---

(۱) وشرط كمال النصاب فى طرفى الحول فلايضر نقصانه بينهما (الى) ويضم الذهب الى الفضة وعكسه بجامع الثمنية قيمة وقالابالأجزاء ،الشامى ج:۲ص:۳۰۲،كتاب الزكاة، باب زكوة المال. تتارخانية ج:۲ص:۲۳۲،كتاب الزكاة ،الفصل الثانى فى زكوة المال. الفتاوى القاضى خان ج:۱ ص:۱۲۰ ، كتاب الزكوة ،فصل فى مال التجارة .قال فى البدائع : كمال النصاب شرط وجوب الزكاة ،فلاتجب الزكاة فيمادون النصاب لانها لاتجب الا على الغنى والغنا لايحصل الابالمال الفاضل عن الحاجة الاصلية ومادون النصاب لايصير الشخص غنيا به ،بدائع ج:۲ص:۱۵ ،فصل اما الشرائط التى ترجع الى المال ط: سعيد. فان لم يكن كل واحد منهما نصابا بان كان له عشرة مثاقيل ومائة درهم فانه يضم احدهما الى الآخرفى حق تكميل النصاب ،بدائع ج:۲ص:۱۹ ،فصل فى مقدارالواجب ،ط :سعيد.

(۲) قال فى البدائع :اما الاثمان المطلقة وهى الذهب والفضة فان كان له فضة فلازكاة فيها حتى تبلغ مائتى درهم وزناوزن سبعة واذا كان له ذهب مفردفلاشيئ فيه حتى يبلغ عشرين مثقالا ،بدائع ج:۲ص:۱۶و۱۸ ،.اما نصاب الابل فليس فيمادون خمس من الابل زكاة ، بدائع ج:۲ص:۲۶. واما نصاب البقرفليس فى اقل من ثلاثين بقرازكاة واما نصاب الغنم فليس فى اقل من اربعين من الغنم زكاة ،بدائع ج:۲ص:۲۸،ط:سعيد.تنويرالابصارمع الدرشامى ج:۲ ص:۲۹۶ ، كتاب الزكاة ،باب زكوة المال .

(۳) أيضا

نصاب کا وزن اور مقدار

☆......سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ سونا ہے موجودہ اوزان کے اعتبار سے ستاسی ۸۷ گرام چار سو اناسی ۴۷۹ ملی گرام سونا ہے۔

☆...... چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ چاندی ہے، موجودہ وزن کے اعتبار سے چھ سو بارہ ۶۱۲ گرام پینتیس ۳۵ ملی گرام چاندی ہے۔(۱)

☆......مال تجارت کا نصاب کم سے کم ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر مالیت ہو۔(۲)

☆ نقد کیش کا نصاب کم سے کم ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو۔

☆...... زیورات کا نصاب اگر سونے کے زیورات ہیں تو کم سے کم ساڑھے سات تولہ وزن ہو اور اگر چاندی کے زیورات ہیں تو کم سے کم ساڑھے باون تولہ چاندی کا وزن ہو۔(۳)

☆......اگر کچھ سونا جس کی مقدار ساڑھے سات تولہ سے کم ہے اور کچھ چاندی ہے، جس کی مقدار ساڑھے باون تولہ سے کم ہے تو اس صورت میں اگر دونوں کی

---

(۱) كانت المائتادرهم وزن سبعة مثاقيل والدنانيرعشرون قيراطا والقيراط خمس شعيرات فيكون الدرهم الشرعى سبعين شعيرة والمثقال مائة شعيرة وهناك مطابقة بين المثقال و الديناروالدرهم الشرعى عندالحنفية ،۳،۵۰.غم المثقال عند الحنفية يساوى خمسة غرامات ، حاشية الفقه الاسلامى وادلته ج:۲ص:۷۵۹،ط:دارالفكر،بيروت.المبحث الخامس . تتارخانية ج:۲ص: ۲۳۱ . الفصل الثانى ،ط:ادارة القرآن.

(۲) الزكوة واجبة فى عروض التجارة كائنة ماكانت اذا بلغت قيمتها نصابامن الورق و الذهب كذا فى الهداية ،عالمگيرى ج: ا ص: ۱۷۹ ،كتاب الزكاة ،الفصل الثانى فى العروض. بدائع ج:۲ص: ۲۰ .شامى ج:۲ص:۲۹۸البحرج:۲ص: ۲۲۸ .تتارخانية ج:۲ ص:۲۳۷ .

(۳) واللازم فى مضروب كل منهما ومعموله ولوتبرا أوحليا مطلقا مباح الاستعمال أولاالخ من ذهب أوورق مقوما بأحدهما الخ ربع عشرالخ ،تنويرالابصارمع الدرشامى ج:۲ ص:۲۹۷، كتاب الزكاة ،باب زكوة المال .بدائع ج:۲ص:۲۰ .

قیمت کا مجموعہ کیا جائے تو ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو جاتا ہے، تو اس صورت میں مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔

اور اگر سونا اور چاندی کی مجموعی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت سے کم ہے پھر اس صورت میں نصاب مکمل نہیں زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

☆......اگر کسی کے پاس کچھ رقم ہے اور کچھ سونا یا چاندی ہو لیکن دونوں چیزوں کے قیمت کے اعتبار سے ملائی جائیں تو ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو جائے تو زکوۃ واجب ہوگی اور اگر اس سے کم ہے پھر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

☆......اسی طرح مال تجارت کا بھی حکم ہے۔(۳)

☆......خلاصہ یہ ہے کہ سونا چاندی، نقدی، مال تجارت میں سے دو چیزوں کی مالیت جب چاندی کے نصاب کے برار ہو تو اس پر زکوۃ واجب ہے۔

☆......ان چیزوں کے علاوہ چرنے والے مویشیوں پر بھی زکوۃ واجب ہے، اور بھیڑ، بکری، گائے، بھینس اور اونٹ کے الگ الگ نصاب ہیں۔(۴)

---

(۱) ویضم الذهب الى الفضة وعكسه بجامع الثمنية قيمة الخ وفى البدائع ايضا أن ماذكرمن وجوب الضم إذا لم يكن كل واحد منهما نصابا بأن كان اقل الخ الشامى ج:۲ص:۳۰۳ كتاب الزكاة ،باب زكوة المال .بدائع ج:۲ص:۱۹،ط:سعيد. البحرج:۲ص:۲۳۰، ط: سعيد. تتارخانية ج:۲ ص: ۲۴۵،ط:ادارة القرآن.

(۲) وقيمة العرض للتجارة تضم إلى الثمنين الخ تقدم قريبا تقويم العرض إذا بلغ نصابا و ماهنا فى بيان ماإذا لم يبلغ عنده من الثمنين مايتم به النصاب ،الشامى ج:۲ص:۳۰۳،كتاب الزكاة ،باب زكوة المال .بدائع ج:۲ص:۲۰.البحرج:۲ص:۲۳۰.تتارخانية ج:۲ص: ۲۴۵.

(۳) قال فى البدائع :وإذا كان تقدير النصاب من اموال التجارة بقيمتها من الذهب والفضة فلابد من التقويم حتى يعرف مقدارالنصاب ثم مماذا تقوم ذكرالقدورى انه يقوم بأوفى القيمتين من الدراهم والدنانيرحتى انها اذا بلغت بالتقويم بالدراهم نصابا ولم تبلغ بالدنانير قومت بما تبلغ به النصاب ،بدائع ج:۲ص:۲۱،ط:سعيد.

(۴) حدثنا موسى بن اسماعيل نا حماد قال أخذت من ثمامة بن عبدالله بن انس كتابا زعم =

نصاب کی مقدار ہمیشہ کے لئے ہے

نصاب کی مقدار اللہ تعالی کے نزدیک متعین ہے، اللہ تعالی نے اس معین حق کی مقدار بتلانے کا کام بھی رسول کریم ﷺ کے سپرد فرمایا، اسی لئے آپ ﷺ نے اس کا اس قدر اہتمام فرمایا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صرف زبانی بتلانے پر اکتفانہیں کیا بلکہ اس معاملہ کے متعلق مفصل فرمان لکھوا کر حضرت فاروق اعظم اور عمر بن خزام رضی اللہ عنہما کے سپرد فرمائے۔(۱)

جس سے معلوم ہوگیا کہ زکوۃ کے نصاب اور ہر نصاب میں زکوۃ کی مقدار ہمیشہ کے لئے اللہ تعالی نے اپنے رسول اللہ ﷺ کے واسطے سے متعین کر کے بتلادی، اس میں کسی زمانہ اور کسی ملک میں کسی کو کمی بیشی یا تغیر و تبدل کا کوئی حق نہیں ہے۔

نصاب متعدد ہے

اگر کسی کی ملکیت میں سونا، چاندی رقم اور مال تجارت وغیرہ کا نصاب الگ الگ ہے تو ہر نصاب کا حساب الگ الگ کر کے زکوۃ نکال کر ادا کرے۔(۲)

= ان ابابکر کتبه لانس وعليه خاتم رسول الله ﷺ حين بعثه مصدقا وكتبه له فاذا فيه هذه فريضة الصدقة التى فرضها رسول الله ﷺ على المسلمين التى امر الله بها نبيه ﷺ ،فمن سئلها من المسلمين على وجهها فليعطها ومن سئل فوقها فلايعطه فيما دون خمس عشرين من الابل الغنم فى كل خمس ذودشاة فاذا بلغت خمسا وعشرين ففيها بنت مخاض الى ان تبلغ خمسا وثلاثين الخ ،السنن لأبى داود، ج: ۱ ص: ۲۲۵، كتاب الزكاة ،باب زكوة السائمة .

(۱) ولنا انه عليه الصلوة والسلام كتب فى آخرذلك فى كتاب عمروبن حزم فما كان اقل من ذلك ففى كل خمس ذودشاة الخ ،الهدايه ج: ۱ ص: ۲۰۵، كتاب الزكاة ،باب صدقة السوائم ،فصل فى الابل .

(۲) فلوكان كل منهما نصابا تاما بدون زيادة لايجب الضم بل ينبغى ان يؤدى من كل واحد زكاته ،ردالمحتار ج: ۲ ص: ۳۰۳، كتاب الزكاة ،باب زكوة المال .

نقدرقم

اگر نقدم رقم ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ایک سال تک موجود رہے تو سال پورا ہونے کے بعد اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

نگ

سونے کے زیور میں جو نگ لگاتے ہیں، ان پر زکوۃ نہیں، کیونکہ ان کو الگ کیا جا سکتا ہے۔(۲)

نمک

☆...... زمین یا کان سے جو نمک نکلتا ہے اسپر زکوۃ واجب نہیں ہے البتہ فروخت کرنے کی صورت میں جو آمدنی ہوگی اگر وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سالانہ زکوۃ واجب ہوگی۔(۳)

(۱) أوعرض تجارة قيمته نصاب من ذهب أوورق ،تنويرالابصارشامی ج:۲ص:۲۹۸، كتاب الزكاة ،باب زكاة المال. وسببه ملك نصاب حولی تام الخ ،تنويرالابصارشامی ج:۲ص: ۲۵۹، كتاب الزكاة . واما الفلوس فلازكاة فيها اذا لم تكن للتجارة وان كانت للتجارة فإن بلغت مائتين وجبت الزكاة ،هنديه ج: ا ص:۱۷۹ ،الباب الثالث فی زكاة الذهب والفضة ، ط: رشيديه . الفتاوی القاضی خان ج: ا ص: ۱۱۹ ،فصل فی مال التجارة . البحرج:۲ص:۲۲۸ . تتارخانية ج:۲ص:۲۳۷ .ط:ادارة القرآن.

(۲) وأما اليواقيت واللآلی والجواهرفلازكوة فيها وان كانت حليا الا أن تكون للتجارة ، كذا فی الجوهرةالنيرة ،عالمگيری ج: ا ص:۱۸۰ ،كتاب الزكوة ،الباب الثالث فی زكوة الذهب والفضة والعروض ،الفصل الثانی فی العروض .

(۳) الزكوة واجبة فی عروض التجارة كائنة ماكانت اذا بلغت قيمتها نصابا من الورق والذهب كذا فی الهداية ويقوم بالمضروبة كذا فی التبيين وتعتبرالقيمة عند حولان الحول بعد أن تكون قيمتها فی ابتداء الحول مائتی درهم من الدراهم الغالب عليها الفضة كذا فی المضمرات ،عالمگيری ج: ا ص: ۱۷۹ ،كتاب الزكاة ،الباب الثالث فی زكوة الذهب و =

☆......اگر تجارت کے لئے نمک خرید کر رکھا ہے، اور خریدار صاحب نصاب ہے تو سالانہ قیمت فروخت پر زکوۃ واجب ہوگی، یعنی جس دن سال مکمل ہوگا اس دن بازار میں نمک کی جو قیمت ہوگی اس قیمت کے حساب سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

☆......اگر کھانے کے لئے نمک جمع کر کے رکھا ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۲)

نواسی کو زکوۃ دینا

اپنی نواسی کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے، اور پڑنواسی وغیرہ کا حکم بھی یہی ہے۔(۳)

نواسے کو زکوۃ دینا

اپنے نواسے کو زکوۃ دینا جائز نہیں، پڑنواسے وغیرہ کا بھی یہ حکم ہے۔(۴)

= الفضة والعروض ،الفصل الثانی فی العروض.شامی ج:۲ص:۲۹۸. قال الدکتوروهبة الزحیلی:المصانع المعدة للانتاج ومزارع الابقاروالدواجن وتشترك كلها فی صفة واحدة هی انها لاتجب الزكاة فی عينها وإنما فی ريعها وغلتها أوارباحها،الفقه الاسلامی وادلته ، ج:۲ص:۸۶۴،ط:دارالفكر،بیروت.

(۱) واما اموال التجارة فتقدیرالنصاب فیها بقیمتها من الدنانیروالدراهم فلاشیئ فیها مالم تبلغ قیمتها مائتی درهم فتجب فیها الزكاة ،بدائع ج:۲ص:۲۰.شامی ج:۲ص:۲۹۸. البحر ج:۲ص:۲۲۸.تتارخانیة ج:۲ص:۳۳۷.قال فی البحر:ویقوم العرض بالمصرالذی هوفیه ثم تعتبرالقیمة عندهما یوم الاداء ،باب زكاة المال، البحرج:۲ ص: ۲۲۹،ط:سعید.

(۲) والخبازاذا اشتری حطبا أوملحا لأجل الخبزفلازكاة فیه ،عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۰، كتاب الزكاة ،الباب الثالث فی زكوة الذهب والفضة والعروض ،الفصل الثانی فی العروض .

(۳) ولایعطی من الزكاة والدا وإن علاولاولدا وإن سفل وفی الخانیة :من قبل الذكورو الإناث ،الفتاوی التاتارخانیة ،كتاب الزكوة ،ج۲ص:۲۸۱،الفصل الثامن فی المسائل المتعلقة بمن توضع فیه الزكوة . قال فی البدائع :ومنها ان لاتكون منافع الاملاك متصلة بین المودی وبین المودی إلیه ،علی هذا یخرج الدفع الی المولودین وان سفلوا لان احدهما ینتفع بمال الآخر،بدائع ج:۲ص:۴۹،ط:سعید.

(۴) ولایجوزدفع الزكوة الی اولاده واولاد اولاده من قبل الذكوروالاناث وان سفلوا. الفتاوی القاضی خان :ج۱ ص:۱۲۸ ،كتاب الزكاة ،فصل فیمن یوضع فیه الزكوة .

نہروں کی کھدوائی میں زکوۃ لگانا

نہروں کی کھداوائی میں زکوۃ لگانا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے ایسا کیا تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی، اتنی زکوۃ دوبارہ ادا کرنا لازم ہے۔(۱)

نیت

☆......زکوۃ ادا ہونے کے لئے نیت کرنا ضروری ہے ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اور نیت کی دو صورتیں ہیں:

(الف) زکوۃ دیتے وقت دل میں نیت کرے کہ میں زکوۃ دے رہا ہوں۔

(ب) یا اپنے مال سے زکوۃ کی رقم الگ کرتے وقت یہ نیت کرے کہ یہ زکوۃ کی رقم ہے چاہے مستحق آدمی کو دیتے وقت زکوۃ کی نیت ہو یا نہ ہو، ان دونوں صورتوں میں زکوۃ ادا ہوجائے گی۔(۲)

☆......اگر کسی نے زکوۃ کی نیت سے رقم الگ نہیں کی لیکن سال کے اخیر تک کچھ نہ کچھ رقم فقیروں کو دیتا رہا اور دیتے وقت بھی زکوۃ دینے کی نیت نہیں کی تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی اور فقیروں کو جو رقم دی ہے وہ زکوۃ نہیں ہوگی بلکہ صدقہ ہوگا، اور صدقہ کا ثواب ملے گا، اور زکوۃ کی نیت سے الگ رقم فقیروں کو دینا لازم ہوگا۔(۳)

---

(۱) ولایجوز أن یبنی بالزکاۃ المسجد وکذا القناطر والسقایات واصلاح الطرقات وکری الانهار والحج والجهاد وکل مالاتملیک فیه ،عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۸،کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف. بدائع ج:۲ ص:۳۹،ط:سعید.البحر ج:۲ ص:۲۴۳.تتارخانیة ج:۲ ص:۲۷۱.شامی ج:۲ ص:۳۴۵.

(۲) وأما شرط أدائها فنیة مقارنة للأداء اولعزل ماوجب هکذا فی الکنز،عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۰،کتاب الزکاۃ ،الباب الاول فی تفسیرها وصفتها وشرائطها .البحرالرائق ج:۲ ص:۲۱۰،ط:سعید.شامی ج:۲ ص:۲۶۸.

(۳) فاذا نوی أن یؤدی الزکاۃ ولم یعزل شیئا فجعل یتصدق شیئا فشیئا الی آخرالسنة ولم تحضره النیة لم یجزعن الزکاۃ ،کذا فی التبیین، عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۰،کتاب الزکاۃ ، الباب الاول فی تفسیرها وصفتها وشرائطها .الفتاوی التاتاخانیة ج:۲ ص:۲۶۵.

☆......اگرکسی نے فقیروں کو کچھ رقم زکوۃ کی نیت کے بغیر دی اور وہ رقم اب تک فقیروں کے ہاتھ میں ہے اوراس نے زکوۃ کی نیت کی تو نیت معتبر ہوگی اور زکوۃ ادا ہوجائے گی ،اوراگر زکوۃ کی نیت کرنے سے پہلے فقیر نے خرچ کرلی تو نیت درست نہیں ہوگی اورزکوۃ ادانہیں ہوگی۔(۱)

☆......زکوۃ ادا کرنے کے لئے کسی کو وکیل بنایا،اوررقم دیتے وقت زکوۃ کی نیت کی ، یازکوۃ کی نیت سے رقم الگ کرنے کے بعد تقسیم کرنے کیلئے وکیل کودی تو دونوں صورتوں میں نیت کافی ہےاورزکوۃ ادا ہوجائے گی۔(۲)

☆......اگروکیل بنانے کے وقت زکوۃ کی نیت نہیں کی ، البتہ رقم وکیل کودیتے وقت زکوۃ کی نیت کرلی تو یہ بھی کافی ہے زکوۃ ادا ہوجائے گی۔(۲)

☆......زکوۃ میں وکیل کی نیت معتبرنہیں صرف موکل کی نیت معتبر ہے ، لہذا موکل کی نیت کے بغیر صرف وکیل کی نیت سے زکوۃ ادانہیں ہوگی۔(۳)

☆......کسی ذمی کے ذریعہ مسلمان فقیروں میں زکوۃ کی رقم تقسیم کرانا جائز ہے،

---

(۱) واذ دفع الی الفقیربلانیة ثم نواہ عن الزکاة فان کان المال قائما فی ید الفقیرأجزأہ و إلافلاکذا فی معراج الدرایة والزاھدی والبحرالرائق والعینی شرح الھدایة ،عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۱، کتاب الزکاة ، الباب الاول فی تفسیرھا وصفتھا و شرائطھا، البحرج:۲ ص:۲۱۰، تاتارخانیة ج:۲ص:۲۶۶.کما لودفع بلانیة ثم نوی والمال قائم فی یدالفقیر، شامی ج:۲ص:۲۶۸،کتاب الزکاة ، مطلب فی زکاة ثمن المبیع وفاء .

(۲) اذا وکل فی أداء الزکاة أجزأته النیة عند الدفع الی الوکیل فان لم ینوعند التوکیل ونوی عند دفع الوکیل جازکذا فی الجوھرة النیرة ،عالمگیری ج:۱ص:۱۷۱،کتاب الزکاة ، الباب الاول فی تفسیرھاوصفتھا وشرائطھا.قال فی البحر:وکما اذا وکل رجلا بدفع زکاة مالہ ونوی المالک عند الدفع إلی الوکیل فدفع الوکیل بلانیة فانہ یجزیہ ، البحر ج:۲ ص:۲۱۰، ط:سعید.تتاخانیة ج:۲ص:۲۶۶.

(۳) وتعتبرنیة الموکل فی الزکاة دون الوکیل کذا فی معراج الدرایة ،عالمگیری ج: ۱ ص:۱۷۱،کتاب الزکاة ،الباب الاول فی تفسیرھاوصفتھا وشرائطھا.قال فی البحر:لان المعتبرنیة الآمرلانہ المؤدی حقیقة ،البحرج:۲ص:۲۱۰،ط:سعید.تاتارخانیة ج:۲ =

کیونکہ زکوۃ دینے والے آدمی کی نیت زکوۃ کے لئے کافی ہے، ذمی کو نیت کرنے کی ضرورت نہیں۔(۱)

☆......اگر وکیل کو رقم دینے کے بعد موکل کی نیت بدل گئی، اور اب تک رقم وکیل کے پاس ہے، تو موکل کی نیت کا اعتبار رہوگا، مثلاً کسی نے وکیل کو زکوۃ ادا کرنے کے لئے کچھ رقم دی، اور وکیل نے اب تک وہ رقم فقیروں میں تقسیم نہیں کی اور موکل نے یہ رقم اپنی منت میں دینے کی نیت کر لی تو اب یہ رقم منت کی شمار ہوگی زکوۃ کی نہیں۔(۲)

اور اگر وکیل نے وہ رقم فقیروں کو دیدی اسکے بعد موکل نے اپنی نذر کی نیت کی تو اس نیت کا اعتبار نہیں ہوگا اور وہ رقم نذر کی شمار نہیں ہوگی بلکہ زکوۃ کی شمار ہوگی۔(۳)

☆...... اگر کسی غریب آدمی کی امانت کسی مالدار آدمی کے پاس سے ضائع ہوجائے، اور مالدار آدمی جھگڑا ختم کرنے کے لئے امانت کے بقدر رقم زکوۃ کی نیت سے اس غریب آدمی کو دیدے تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۴)

= ص: ۲۶۶، ط:ادارۃ القرآن. خلاصۃ الفتاوی ج: ۱ ص: ۲۴۳، کتاب الزکاۃ، ط:رشیدیہ.

(۱) قال فی البحر: ولودفعها الی ذمی لیدفعها الی الفقراء جازلوجودالنیة من الآمر، البحر ج:۲ص:۲۱۰، کتاب الزکاۃ. شامی ج:۲ص:۲۶۹، مطلب فی زکاۃ ثمن المبیع وفاء. عالمگیری ج:۱ ص: ۱۷۱، کتاب الزکاۃ، الباب الاول فی تفسیرها وصفتهاوشرائطها.

(۲) قال فی البحر: ولو اعطاه دراهم لیتصدق بها تطوعا فلم یتصدق بها حتی نوی الآمر ان تکون زکاته ثم تصدق بها اجزأه وکذا لوتصدق بها عن کفارة یمینی ثم نوی عن زکاة ماله، البحر ج:۲ ص: ۲۱۰، کتاب الزکاۃ، ط:سعید.

(۳) فان تجدد للموکل نیة أخری بعدالدفع الی الوکیل قبل دفع الوکیل الی الفقیر کان عما نوی أخیرا حتی لودفع الیه دراهم یتصدق بها عن زکاة ماله فلم یدفع المأمورحتی نوی الآمر ان یکون عن نذره وقعت عن ذلک کذا فی السراج الوهاج، عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۷۱، کتاب الزکاۃ، الباب الاول فی تفسیرهاوصفتها وشرائطها.

(۴) واذا هلکت الودیعة عند المودع فدفع القیمة الی صاحبها وهوفقیرلدفع الخصومة یرید به الزکاة لایجزیه کذا فی فتاوی قاضیخان فی فصل اداء الزکاة، عالمگیری ج:۱ ص: ۱۷۱، الباب الاول فی تفسیرهاوصفتها وشرائطها. قاضی خان ج: ۱ ص:۱۲۶. فصل فی اداء الزکاة.

☆......اگرکسی آدمی نے دوسرے آدمی کی جانب سے اجازت کے بغیر خود اسی کے مال سے اس کی زکوۃ ادا کردی پھر دوسرے آدمی نے پہلے آدمی کو زکوۃ دینے کی اجازت دے دی تو اس وقت تک اگر دی ہوئی رقم اس مستحق کے پاس موجود ہے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی، اور اگر مستحق آدمی نے رقم خرچ کرلی اس کے بعد اجازت دی تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۱)

☆......اگرکسی نے اپنا سارا مال خیرات کردیا مگر زکوۃ کی نیت نہیں کی تو اس کی زکوۃ بھی ادا ہوجائے گی۔(۲)

☆......زکوۃ دیتے وقت دل میں نیت کرنا یا زکوۃ کی نیت سے پہلے سے رقم الگ کرنا ضروری ہے لیکن مستحق کو یہ کہنا کہ یہ زکوۃ دے رہا ہوں یہ ضروری بھی نہیں، مناسب بھی نہیں، کیونکہ اس سے مستحق آدمی کی توہین ہوتی ہے، اس لئے کسی کو زکوۃ دینے سے پہلے اطمینان حاصل کرلے لیکن دیتے وقت زبانی طور پر یہ نہ کہے کہ زکوۃ ہے (۳)، ہاں کسی مدرسہ یا ادارہ میں دیں پھر کہہ دیں کہ یہ زکوۃ ہے تاکہ اس کو زکوۃ کے مصرف میں خرچ کریں۔

---

(۱) رجل أدى زكاة غيره عن مال ذلك الغيرفأجازه المالك فإن كان المال قائما فى يد الفقيرجازو الافلاكذا فى السراجية ،عالمگیری ج: ا ص: ۱۷۱ ،کتاب الزکاة ،الباب الاول فى تفسيرها وصفتهاوشرائطها.

(۲) ومن تصدق بجميع نصابه ولاينوى الزكاة سقط فرضهاوهذا استحسان كذا فى الزاهدى ، هنديه ج: ا ص: ۱۷۱ ،کتاب الزکاة ،الباب الاول فى تفسيرهاوصفتها و شرائطها. البحر: ج:۲ص: ۲۱۰ .بدائع ج:۲ص:۴ .من اعطى مسكينا دراهم وسماها هبة أو قرضا، ونوى الزكاة ، فإنها تجزيه ،البحرج:۲ ص: ۲۱۲ .شامی ج:۲ص:۲۶۸ ،ط:هنديه ج: ا ص: ۱۷۱ .

(۳) لأن المعتبرنية الدافع ولذا جازت وان سماهاقرضا اوهبة فى الأصح كما قدمناه فافهم . الشامی ج:۲ص: ۳۴۵ ،کتاب الزكاة ،باب المصرف،شامی ج:۲ص: ۲۶۸ . البحر ج:۲ ص: ۲۱۲ . ولايخرج عن العهدة بالعزل فلوضاعت لاتسقط عنه الزكاة ،الشامی ج:۲ ص: ۲۷۰ ،کتاب الزكاة ،مطلب فى زكاة ثمن المبيع وفاء .البحرج:۲ص: ۲۱۰ .فتح القدير ج:۲ ص: ۱۲۵ ،ط:رشيديه.



والدین نے لڑکی کو زیور دیا

والدین نے لڑکی کو شادی کے وقت جو زیور دیا ہے اسکی زکوۃ والدین اور شوہر کے ذمہ نہیں بلکہ جس لڑکی کو دیا اس کے ذمہ ہے، ہاں اگر اسکی طرف سے والدین یا شوہر ادا کر دے تو زکوہ ادا ہو جائے گی۔(۱)

والدین کو جو رقم دی

☆......اولاد والدین کو جو رقم دیتی ہے، وہ احسان و بھلائی کے طور پر دیتی ہے، اس لئے والدین اس رقم پر قبضہ کرنے کے بعد مالک ہو جاتے ہیں، اسیطرح اولاد والدین کو خرچہ کے طور پر جو رقم دیتی ہے، والدین اس رقم کے بھی مالک ہو جاتے ہیں، اگر والدین میں سے ہر ایک کے پاس وہ رقم خرچہ وغیرہ کے بعد نصاب کے برابر ہو گئی اور اس پر سال پورا ہو گیا، قرض وغیرہ نہیں تو اس صورت میں سال گذرنے کے بعد ڈھائی فیصد کر کے زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔(۲)

☆......اور اگر اولاد نے اپنی رقم والدین کو امانت کہہ کر دی ہے تو اس صورت میں والدین مالک نہیں ہوں گے، اس رقم کی زکوۃ والدین پر فرض نہیں ہوگی بلکہ امانت رکھنے والی اولاد پر ہوگی اگر وہ رقم نصاب کے برابر ہے۔(۳)

---

(۱) قال فی التاتارخانية :الزكاة واجبة على الحر العاقل البالغ المسلم اذا بلغ نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول الملك التام ان يكون ملكه ثابتامن جميع الوجوه ولايتمكن النقصان فيه بوجه كما فی المديون ،تاتارخانية ج:۲ص:۲۱۷،كتاب الزكاة ،ط:ادارة القرآن.فتح القديرج:۲ص:۱۱۲،ط:رشيديه.

(۲) تتم الهبة بالقبض الكامل ،ردالمحتارج:۵ص:۶۹۰،ط:سعيد.انظررقم : ۱ أيضا.

(۳) هولغة :من الودع ای الترك وشرعا تسليط الغيرعلى حفظ ماله صريحا اودلالة والوديعة تترك عند الامين ، رد المحتارج:۵ص:۶۶۲،كتاب الايداع،ط:سعيد.(وسببه) أی سبب افتراضها (ملک نصاب حولی) الدر المختارشامی ج:۲ص:۲۵۹.البحرج:۲ص:۲۰۲.

وجہ تسمیہ

''زکوۃ'' کوزکوۃ کے لفظ سے نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ زکوۃ دینے سے انسان کو باطنی پاکی حاصل ہوتی ہے، اورزکوۃ ادا کرنا مال میں برکت اورزیادتی کا سبب ہے ، واضح رہے کہ زکوۃ کا معنی لغت میں بڑھنا اور پاک ہونا ہے اسی طرح ،لغوی معنی اور لفظ میں مناسبت واضح ہے۔(۱)

وکیل اپنا نائب بنا سکتا ہے؟

اگر کسی نے کسی کوزکوۃ کی رقم دی تا کہ وہ کسی مستحق کودیدے تو اسکو اختیار ہوگا کہ وہ خود وہ رقم کسی غریب کودیدے یا کسی نائب کودیدے تا کہ وہ کسی مستحق آدمی کودیدے۔(۲)

وکیل اپنے ذی رحم رشتہ دار کوزکوۃ دے سکتا ہے

☆......وکیل وکیل ہونے کی وجہ سے اپنے ذی رحم رشتہ داروں کوزکوۃ دے سکتا ہے۔

☆......وکیل اپنے مستحق لڑکے مستحق بیوی اور مستحق والدین کوبھی موکل کی زکوۃ

---

(۱) قال فی البحر:الزکاۃ ھی لغۃ الطھارۃ وسمیت زکاۃ المال زکاۃ لانھا تزکی المال ای تطھرہ وفی الغایۃ انھا بمعنی البرکۃ ای بورك فیھا ،البحرج:۲ص:۲۰۱،کتاب الزکاۃ ، ط:سعید.قال فی البدائع :والثانی ان الزکاۃتطھرنفس المؤدی عن انجاس الذنوب وتزکی اخلاقہ بتخلق الجودوالکرم وترك الشح ،بدائع ج:۲ص:۳،کتاب الزکاۃ ،ط: سعید. شامی ج:۲ص:۲۵۶.

(۲) للوکیل بدفع الزکاۃ ان یوکل غیرہ بلااذن بحرعن الخانیۃ ،فتاوی شامی ،کتاب الزکاۃ ، ج:۲ص:۲۷۰. الوکیل باداء الزکاۃ اذا صرفہ الی ولدہ الکبیراوالصغیراوامراتہ وھم محاویج جازولایمسک لنفسہ شیئا.بزازیہ علی ھامش الھندیہ.ج:۴ص:۸۶،نوع آخر. أیضارد المحتار ج: ۲ ص:۲۶۹.قال فی التاتارخانیۃ :دفع زکاۃ مالہ الی رجل وامرأن یتصدق بھا فاعطی ولد نفسہ الکبیروالصغیراوامرأتہ وھم محاویج ولایمسک لنفسہ شیئا، تاتارخانیۃ ج:۲ ص: ۲۸۴، کتاب الزکاۃ ط:ادارۃ القرآن.البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۱۱، کتاب الزکاۃ ،ط:سعید. خلاصۃ الفتاوی ج: ۱ ص: ۲۴۴ .رشیدیہ.

دے سکتا ہے۔(۱)

☆......البتہ وکیل اپنی زکوۃ ان لوگوں کو نہیں دے سکتا ہے۔(۲)

وکیل بنانا زکوۃ میں

کسی دوسرے شخص یا ادارہ کو اپنی زکوۃ کی رقم دیکر وکیل اور مختار بنانا جائز ہے تا کہ وہ موکل کی طرف سے زکوۃ کی رقم صحیح مصرف میں خرچ کرے البتہ وکیل ایسے آدمی کو بنایا جائے جس پر پورا اعتماد ہو کہ وہ زکوۃ کی رقم کو صرف زکوۃ کے مستحق پر ہی صرف کرے گا کسی اور مد میں خرچ نہ کرے گا۔(۳)

وکیل خود زکوۃ لے سکتا ہے

مستحق زکوۃ وکیل کو موکل کی زکوۃ اپنے مصرف میں لانا اور خود رکھ لینا جائز نہیں ہے مگر جب کہ موکل نے یہ کہہ دیا ہوں کہ "جہاں چاہے صرف کر" تو اس صورت میں اگر وکیل زکوۃ لینے کا مستحق ہے تو خود رکھ سکتا ہے اور اپنے ذاتی مصرف میں خرچ کر سکتا ہے۔(۴)

---

(۱) وللوکیل ان یدفع لولده الفقیروزوجته لالنفسه ،ردالمحتارج:۲ص:۲۶۹.البحرج:۲ ص:۲۱۱.

(۲) ولایدفع الی اصله وان علاوفرعه وان سفل کذا فی الکافی فتاوی عالمگیری الباب السابع فی المصارف ج:۱ص:۱۸۸،ط:ماجدیه .قال فی البحر:وافاد بقوله بشرط ان الدفع الی اصوله والی فروعه والی زوجته الخ لیس بزکاة ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۱، و ۲۴۳، باب المصرف ط:سعید.فتح القدیرج:۲ص:۲۰۹.شامی ج:۲ص:۳۴۶.

(۳) اذا وکل فی اداء الزکاة اجزأته النیة عند الدفع الی الوکیل فان لم ینوعند التوکیل ونوی عند دفع الوکیل جازکذا فی الجوهرة النیرة ،عالمگیری ،کتاب الزکاة ،ج:۱ص: ۱۷۱، ط:ماجدیه .قال فی البحر:اذا وکل رجلا بدفع زکاة ماله ونوی المالک الخ کما فی الهندیة ج:۲ص:۲۱۰،ط:سعید.

(۴) ولایجوزان یمسک لنفسه شیئا الااذا قال ضعها حیث شئت فله ان یمسکها لنفسه کذا فی الولوالجیة ،البحر،کتاب الزکاة ،ج:۲ص:۲۱۱،ط:سعید. قال فی التاتارخانیة:و لایمسک لنفسه شیئا،الخ کما فی البحر،ج:۲ص:۲۸۴.کتاب الزکاة ،المسائل المتعلقة =

وکیل زکوۃ کا مستحق ہے

اگر کسی نے کسی مستحق زکوۃ آدمی کو وکیل بنایا تاکہ وہ زکوۃ کی رقم کسی مستحق آدمی کو دیدے تو اس پر ضروری ہوگا کہ وہ رقم کسی مستحق زکوۃ آدمی کو دیدے خواہ وہ مستحق اپنا رشتہ دار کیوں نہ ہو، غریب ہونے کی وجہ سے اپنی ذات پر استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا۔(۱)

ہاں اگر زکوۃ کی رقم دینے والے نے زکوۃ کی رقم دینے کے بعد یہ کہا کہ ”جو چاہے کرو اور جسے چاہے دو“ تو اس صورت میں وکیل کے لئے اپنی ذات پر استعمال کرنا جائز ہوگا اگر وہ زکوۃ لینے کا مستحق ہوگا۔(۲)

دونوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی صورت میں وکیل کے علاوہ دوسرے آدمی کو مفعول بنایا گیا ہے اور دوسری صورت میں وکیل کے علاوہ کسی اور آدمی کو مفعول نہیں بنایا گیا۔

وکیل کا زکوۃ کی رقم سے کوئی چیز خرید کر دینا

وکیل کے لئے موکل کی اجازت کے بغیر زکوۃ کی رقم سے کوئی چیز مثلا کپڑا جوتا، اور پھل وغیرہ خرید کر دینا جائز نہیں ہے۔(۳)

ہاں اگر موکل کی طرف سے صراحۃ یا دلالۃ اسکی اجازت موجود ہو تو جائز ہے۔

وکیل کا زکوۃ کی رقم میں ردوبدل کرنا

☆......ایک شخص نے کسی دوسرے شخص کو زکوۃ کی رقم مستحقین زکوۃ کو دینے کے

= بمعطی الزکاۃ ،ط:ادارۃ القرآن. البحر ج:۲ ص: ۲۱۱ .شامی ج:۲ ص: ۲۶۹ .

(۱)قال فی البحر: للوکیل بدفع الزکاۃ ان یدفعها الی ولدنفسه کبیرا کان أوصغیرا ولایجوز ان یمسک لنفسه شیئا، البحر ج:۲ ص: ۲۱۱، ط:سعید. وتاتارخانیة ج:۲ ص: ۲۸۴، کتاب الزکاۃ ،ط:ادارۃ القرآن. رد المحتار ج:۲ ص: ۲۶۹ کتاب الزکاۃ .ط:سعید.

(۲) الا اذا قال ضعها حیث شئت البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۱۱،ط:سعید. التاتارخانیة ج:۲ ص: ۲۸۴،ط:ادارۃ القرآن. شامی ج:۲ ص: ۲۶۹ .

(۳) احسن الفتاوی ج:۴ ص: ۲۹۰،ط:سعید. البحرالرائق .ج:۲ ص: ۲۱۱ .

لئے دی اس وکیل نے وہ رقم بدل دی مثلاً اس میں سے دس دس روپے کے دس نوٹ لئے اور سو کا ایک نوٹ اس میں رکھ دیا اور سو کا نوٹ فقیروں کو دیدیا تو زکوۃ ادا ہو جائے گی، البتہ تبدیلی کا جواز اس پر موقوف ہے کہ موکل کی طرف سے تبدیلی کی اجازت صراحۃ یا دلالۃ موجود ہو، عرف میں اس کی اجازت ہے اس لئے صراحۃ اجازت لینے کی ضرورت نہیں، تاہم صراحۃ اجازت لے لینا بہتر ہے۔(۱)

☆......موکل نے وکیل کو زکوۃ کی رقم دی تا کہ وہ کسی مستحق آدمی کو دیدے، لیکن وکیل نے بعینہ وہ رقم مستحق آدمی کو نہیں دی بلکہ اس نے اپنے پاس سے روپے دیدئے، اور یہ خیال کیا کہ وہ روپیہ خود لے لے گا، تو اس صورت میں زکوۃ ادا ہو جائے گی بشرطیکہ وکیل کے پاس وہ رقم موجود ہو، اور وکیل اب اپنی رقم کے بدلے میں موکل کی رقم لے لے۔(۲)

☆......اگر وکیل نے موکل کی دی ہوئی زکوۃ کی رقم مستحق آدمی کو نہیں دی اور اس نے موکل کی رقم خرچ کر دی پھر اسکے بعد اپنی رقم مستحق آدمی کو دی تو موکل کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۳)

☆......وکیل نے موکل کی رقم اپنے پاس رکھی ہے لیکن مستحق آدمی کو اپنے پاس سے رقم دیتے وقت یہ نیت نہیں کی کہ میں ابھی اپنے جیب سے موکل کی زکوۃ ادا کر رہا ہوں بعد میں موکل کی رقم لے لوں گا تب بھی زکوۃ ادا نہیں ہوگی اس صورت

---

(۱) احسن الفتاوی ج:۴ص: ۲۹۰،ط:سعید. وهكذا فى البحر الرائق ج:۲ص: ۲۱۱.

(۲) ولو تصدق (الوكيل بدراهم نفسه اجزأه ان كان على نية الرجوع وكانت دراهم المؤكل قائمة ،الدرالمختارشامی ج:۲ص: ۲۶۹،(قوله ولو تصدق) ای الوكيل بدفع الزكاة اذا امسک دراهم المؤكل ودفع من ماله ليرجع ببدلها فى دراهم المؤكل صح بخلاف ماإذا انفقها او لاعلى نفسه مثلا ثم دفع من ماله فهو متبرع ،شامی ج:۲ص: ۲۶۹، ط:سعيد.

(۳) أيضا. قال فى الدر:ولو خلط زكاة موكله ضمن وكان متبرعا لانه ملكه بالخلط وصار مؤديا مال نفسه ،ردالمحتار ج: ۲ ص: ۲۶۹،

میں موکل پر ضروری ہوگا کہ اپنی زکوۃ دوبارہ ادا کرے۔(۱)

ہاں اگر اپنی جیب سے رقم دیتے وقت یہ نیت کی کہ میں ابھی اپنی جیب سے دے رہا ہوں بعد میں موکل کی رقم سے لے لوں گا تو موکل کی زکوۃ ادا ہوجائے گی۔(۲)

☆......وکیل کے لئے موکل کی اجازت کے بغیر موکل کی زکوۃ کی رقم کو اپنی رقم کے ساتھ ملانا جائز نہیں ہے اس لئے وکیل پر ضروری ہے کہ موکل کی رقم کو الگ کر کے رکھے۔(۳)

وکیل کے پاس سے زکوۃ کی رقم ضائع ہوگئی

اگر وکیل کے پاس سے موکل کی زکوۃ کی رقم ضائع ہوگئی تو موکل کی زکوۃ ادا نہیں ہوئی ،اگر وکیل نے حفاظت میں غفلت اور کوتاہی نہیں کی تو وکیل اس رقم کا ضامن نہیں ہوگا۔

اور اگر وکیل نے حفاظت میں غفلت کی تو وکیل اس رقم کا ضامن ہوگا۔(۴)

وکیل کے لئے موکل کی رقم کو اپنی رقم کے ساتھ ملانا

☆......وکیل کے لئے موکل کی زکوۃ کی رقم کو اپنی رقم کے ساتھ ملا دینا تا کہ مخلوط

---

(۱)أیضا

(۲)أیضا

(۳) ولوخلط زكاة موكليه ضمن وكان متبرعا ،الااذا وجد الاذن ،رد المحتار ج: ۲ ص: ۲۶۹ ،ط:سعيد.قال في البحر:وفي الفتاوى رجلان دفع كل واحد منهما زكاة ماله الى رجل ليؤدى عنه فخلط مالهما ثم تصدق ضمن الوكيل ،البحرج:۲ص:۲۱۰ ،كتاب الزكاة ط: سعيد.تاتارخانية ج:۲ص:۲۸۶ ،كتاب الزكاة ،ط:ادارة القرآن.

(۴) قال في البحر:وبه يعلم حكم من يجمع للفقراء ومحله مااذا لم يوكلوه فان كان وكيلا من جانب الفقراء ايضا فلاضمان عليه ، فاذا ضمن في صورة الخلط لاتسقط الزكاة عن اربابها فاذا ادى صارمودياما ل نفسه ، البحرج:۲ص:۲۱۱ ،كتاب الزكاة ، ط:سعيد، رد المحتارج: ۲ ص:۲۶۹ ،ط:سعيد.

ہو جائے جائز نہیں ہے۔

☆......ہاں اگر موکل کی طرف سے اجازت ہے پھر جائز ہے۔(۱)

وکیل نے اب تک زکوۃ ادا نہیں کی موکل کا انتقال ہو گیا

اگر کسی نے زکوۃ کی نیت سے زکوۃ کی رقم وکیل کو دیدی، ابھی تک وکیل نے زکوۃ ادا نہیں کی، اور موکل کا انتقال ہو گیا، تو اس رقم کا حکم یہ ہے کہ اگر اس نے وصیت بھی کی ہے تو یہ رقم زکوۃ میں دیدی جائیگی کیونکہ یہ کل ترکہ کی ایک تہائی سے کم ہے۔

اور اگر میت نے وصیت نہیں کی، تو اس رقم کو ترکہ میں شامل کر کے وارثوں میں تقسیم کیا جائے گا، کیونکہ وکیل فقیر کے قائم مقام نہیں، اور موکل کی موت کی وجہ سے وکیل کی وکالت ختم ہو گئی، اس لئے وکیل کو موکل کی وفات کے بعد وہ رقم زکوۃ میں صرف کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

ہاں اگر تمام ورثاء بالغ ہیں، اور سب خوشی سے زکوۃ ادا کریں گے تو میت پر بہت بڑا احسان ہوگا۔(۲)

---

(۱) ولو خلط زكاة موكليه ضمن وكان متبرعا (قوله ضمن وكان متبرعا) لانه ملكه بالخلط وصار مؤديا مال نفسه قال فى التاتارخانية :الا اذا وجد الاذن اواجاز المالكان الخ اى اجاز قبل الدفع الى الفقير.........اووجدت دلالة الاذن بالخلط كما جرت العادة بالإذن ، فتاوى شامى ج:۲ص:۲۶۹،الوكالة فى دفع الزكاة . قال فى التاتارخانية :اذا دفع الرجلان الى رجل كل واحد منهما دراهم الخ كما فى البحر،تاتارخانية ج:۲ص:۲۸۶،ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية .والبحرالرائق ج:۲ص:۲۱۰،ط:سعيد.

(۲) وفى التفريد : ولواوصى بادائها لاتسقط بالاتفاق وفى الخانية :لواوصى باداء الزكاة يجب تنفيذ الوصية من ثلث ماله ،فتاوى تاتارخانية ج:۲ص:۲۹۶، من جملة الأسباب المسقطة للزكاة موت من عليه ،ط:ادارة القرآن.والبحرج:۲ص:۲۱۱،ط:سعيد.قال فى البدائع : ومنها موت من عليه الزكاة من غيروصية فان كان لم يوص تسقط عنه فى احكام الدنياحتى لاتوخذ من تركته ولايومرالوصى اوالوارث بالاداء من تركته وان كان اوصى بالاداء لايسقط ويودى من ثلث ماله ،بدائع ج:۲ص:۵۳،فصل فى بيان مايسقطها بعدوجوبها ، ط: سعيد.

وقف شدہ زمین

مساجد، مدارس اور خانقاہوں کیلئے وقف شدہ زمین کی پیداوار میں بھی عشر واجب ہوگا۔(۱)

وقف کا مال

☆......وقف کے مال پر زکوۃ واجب نہیں ہے، کیونکہ اس کا کوئی مالک نہیں ہے۔

☆......اگر کوئی چیز مسجد یا مدرسہ یا مسافر خانہ یا عام فقراء اور مساکین کے لئے وقف ہے تو اس پر بھی زکوۃ واجب نہیں مثلا کوئی باغ مسجد یا مدرسہ کے لئے وقف کر دیا تو اسکے پھل اور پیداوار پر زکوۃ یا عشر واجب نہیں ہے۔(۲)

☆......اگر وقف شدہ زمین ٹھیکہ پر دی گئی، اور اس پر کھیتی کی گئی تو ٹھیکہ دار اپنے حصے کا عشر ادا کرے گا اگر زمین عشری ہے۔(۳)

---

(۱) وکذا ملک الارض لیس بشرط للوجوب لوجوبه فی الاراضی الموقوفة ،فتاوی عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۸۵ ،الباب السادس فی زکاة الزرع والثمار. ایضا فتاوی عالمگیری ج:۲ ص:۴۲۴ ،کتاب الوقف .یجب العشروالخراج فی ارض الوقف کذا فی الوجیز للکردری ،عالمگیری ج:۲ ص: ۲۳۹، الباب السابع فی العشروالخراج ط:ماجدیه .

(۲) هی تملیک جزء مال ....مع قطع المنفعة عن المملک من کل وجه ، الدرالمختارشامی ج:۲ ص:۲۵۸،کتاب الزکاة ،البحرج:۲ص: ۲۰۱ .هندیه ج: ۱ ص:۱۷۰ . ایضا: (ومنها الملک التام) وهوما اجتمع فیه الملک والید واما اذا وجد الملک دون الید .....اووجد الید دون الملک .... لاتجب فیه الزکاة ، فتاوی عالمگیری ،کتاب الزکاه ج: ۱ ص: ۱۷۲،ط:ماجدیه .بدائع الصنائع ،ج: ۲ ص: ۹، فصل اما الشرائط التی ترجع الی المال ط:سعید. البحرج:۲ ص: ۲۰۲ . شامی ج:۲ ص: ۲۵۹ .

(۳) قال فی التاتارخانیه :ویوخذ العشرمن الاراضی العشریة اذا کان المالک مسلما...... وکذلک فی ارض الوقف واما المستعیراذا زرع فعلیه العشردون صاحب الارض ، تاتارخانیة ج:۲ ص: ۳۳۰، کتاب العشر ،ط:ادارة القرآن.قال فی البحر:وفی المزارعة علی قولهما العشرعلیهما بالحصة وعلی قوله علی رب الارض لکن یجب فی صحته فی عینه و فی حصة المزارع یکون دینا فی ذمته ،البحرج:۲ ص:۲۳۷،باب العشر ط:سعید.تتارخانیة ج:۲ ص: ۳۳۰.وکذا ملک الارض لیس بشرط الوجوب لوجوبه فی الاراضی =

وقف کے جانور کا حکم

وقف کے جانوروں پر اور ان گھوڑوں پر جو جہاد کے لئے رکھے گئے ہوں زکوۃ فرض نہیں۔(۱)

(۵)

ھبہ کے مال کی زکوۃ

جب ھبہ کی چیز پر قبضہ ہوتا ہے تو قبضہ کرنے والا اس کا مالک ہوتا ہے، اگر وہ زکوۃ والی چیز ہے تو قبضے کے بعد سے زکوۃ کا حساب ہوگا، قبضہ سے پہلے سے نہیں، اگر یہ شخص صاحب نصاب ہے تو دوسرے نصابوں کا جب سال پورا ہوگا تو گفٹ میں ملی ہوئی چیزوں کی زکوۃ بھی دیدے۔

اور اگر پہلے سے صاحب نصاب نہیں اور ھبہ میں ملی ہوئی چیز نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اس دن سے قمری حساب سے ایک سال گذرنے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی۔(۲)

= الموقوفة ،عالمگیری ج: ا ص: ۱۸۵ ،الباب السادس فی زکاۃ الزرع والثمار.

(۱) الخیل اذا کانت علوفة اوامسکها للغزوفلاشیئ فیها بالاجماع ،فتاوی تاتارخانیة نوع منها فی الخیل ج:۲ص:۲۲۴،ط:ادارة القرآن.هندیه ج: ا ص:۱۷۸،الفصل الخامس فیما لاتجب فیه الزکاة. بدائع ج:۲ص:۳۴،فصل واما حکم الخیل ط:سعید.البحرج:۲ ص: ۲۱۶.

(۲) ومن کان له نصاب فاستفاد فی اثناء الحول مالا من جنسه ضمه الی ماله وزکاه سواء کان المستفاد من نمائه اولا وبای وجه استفاد ضمه سواء کان بمیراث اوهبة اوغیر ذلک ولومن غیرجنسه الخ ،عالمگیری ج: ا ص:۱۷۵،کتاب الزکاة ط:ماجدیه .البحرج:۲ص: ۲۲۲، ط:سعید.بدائع ج:۲ص: ۱۳۱،ط:سعید.شامی ج:۲ص:۲۸۸ .فتح القدیر ج: ۲ ص: ۱۴۸. قال فی البدائع :کمال النصاب شرط وجوب الزکاة فلاتجب الزکاة فیما دون النصاب لانها لاتجب الا علی الغنی والغنا لایحصل الابالمال الفاضل عن الحاجة الاصلیة ولکن هذا الشرط یعتبرفی اول الحول واخره ،بدائع ج:۲ص:۱۵،ط:سعید.هندیه ج: ا ص: ۱۷۵، ط:رشیدیه .البحرج:۲ص:۲۲۹ .شامی ج:۲ص:۳۰۲.قال فی البحر:والمراد بکونه حولیا ان یتم الحول علیه وهوفی ملکه لقوله علیه السلام لازکاة فی مال حتی =

ہدیہ کے نام سے زکوۃ دینا

اگرکسی مالدارکوکسی آدمی کے بارے میں معلوم ہے کہ وہ زکوۃ کا مستحق ہے ،اورزکوۃ کوزکوہ کہہ کردینامناسب نہیں تو ’’ہدیہ‘‘ کے نام سے زکوۃ دے سکتاہے ، اورزکوۃ اداہوجائے گی ، بشرطیکہ دل میں زکوۃ دینے کی نیت ہو۔(۱)

ہرسال حساب کرنا

اگرآمدنی میں کمی زیادتی کاتغیرہوتارہتاہے ، یامال کی مقدارمیں بھی فرق ہوتارہتاہےتوہرسال الگ الگ حساب کرناضروری ہوگا۔(۲)

اگرصرف ایک خاص رقم کسی کے پاس رکھی ہوئی ہے، یازیوررکھاہےاورمزیدکوئی ایسی آمدنی نہیں جس پرزکوۃ واجب ہوتوصرف ایک مرتبہ حساب کرلیناکافی ہوگا،اس کے بعداسی حساب سے ہرسال زکوۃ اداکرنالازم ہوگا۔(۳)

= یحول علیه الحول وفی القنیة: العبرة فی الزکاة للحول القمری ،هندیه ج: ا ص:۱۷۵. البحرج:۲ص:۲۰۳،کتاب الزکاة ،ط:سعید.شامی ج:۲ص:۲۵۹.

(۱) ومن اعطی مسکینا دراهم وسماهاهبة اوقرضا ونوی الزکاة فانها تجزیه وهوالاصح ، فتاوی عالمگیری ج: ا ص: ۱۷۱،کتاب الزکاة ،البحرج:۲ص:۲۱۲،ط:سعید.تاتارخانیة ج:۲ص:۲۶۴،الفصل السابع ،ط:ادارة القرآن.

(۲) واما اموال التجارة فتقدیرالنصاب فیها بقیمتها من الدنانیروالدراهم فلاشئ فیها مالم تبلغ قیمتها مائتی درهم اوعشرین مثقالا من ذهب فتجب فیها الزکاة ،بدائع ج:۲ ص:۲۰. البحرج:۲ص:۲۲۸.شامی ج:۲ص:۲۹۸.هندیه ج: ا ص: ۱۷۹.تتارخانیة ج:۲ص:۲۳۷. فتح القدیرج:۲ص:۱۶۵.قال فی البدائع کمال النصاب شرط وجوب الزکاة فلاتجب الزکاة فیمادون النصاب لانها لاتجب الاعلی الغنی، بدائع ج:۲ص:۱۵،ط:سعید.قال فی الدر: وسبب افتراضها ملک نصاب حولی تام ای لان حولان الحول علی النصاب شرط لکونه سببا،ردالمحتارج:۲ص:۲۵۹،کتاب الزکاة ،ط:سعید.البحرالرائق ج:۲ص: ۲۰۲.

(۳) وشرطه ای شرط افتراض ادائها حولان الحول ....فتلزم الزکاة کیفما امسکها ، الدرالمختارشامی ج:۲ص:۲۷۶،کتاب الزکاة ،ط:سعید.

ہسپتال قائم کرنا زکوۃ سے

زکوۃ کی رقم سے ہسپتال قائم کرنا جائز نہیں، اسی طرح ہسپتال کے ڈاکٹر اور دوسرے کارکنوں کی تنخواہ دینا، کرایہ بھرنا، تعمیر اور فرنیچر وغیرہ مصارف پر خرچ کرنا جائز نہیں، اس سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۱)

البتہ زکوۃ کی رقم سے دوا خرید کر مستحق زکوۃ لوگوں کو مفت میں دینا صحیح ہے۔

ہسپتال کی تعمیر زکوۃ کی رقم سے

زکوۃ کی رقم سے ہسپتال کی تعمیر کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں فقراء کی تملیک نہیں ہوتی، زکوۃ ادا ہونے کیلئے فقرائے کی تملیک شرط ہے۔(۲)

ھنڈی کا خرچہ زکوۃ سے ادا کرنا

ھنڈی کے ذریعہ زکوۃ کی رقم ایک ملک سے دوسرے ملک کے مستحقین کیلئے بھیجنا جائز ہے لیکن ھنڈی کا خرچہ زکوۃ کی رقم سے ادا کرنا جائز نہیں، کیونکہ زکوۃ ادا ہونے کے لئے زکوۃ کی رقم مستحق زکوۃ آدمی کو بلاعوض دے کر مالک بنانا ضروری

---

(۱) (هی تملیک) خرج الاباحة ،فلواطعم یتیما ناویا الزکاة لایجزیه الا اذا دفع الیه المطعوم ،ردالمحتار ج:۲ ص:۲۵۷،کتاب الزکاة ،ط:سعید.(قوله لانعدام التملیک) وهو الرکن ،فان الله تعالی سماها صدقة وحقیقة الصدقة تملیک المال من الفقیرالخ فتح القدیر ج:۲ ص:۲۰۸ ،باب من یجوزدفع الصدقة الیه ومن لایجوز:ط:رشیدیه.

(۲) ولایجوزان یبنی بالزکاة المسجد وکذا القناطروالسقایات واصلاح الطرقات وکری الانهاروالحج والجهادوکل مالاتملیک فیه ،هندیه ج:۱ ص:۱۸۸،باب فی المصرف .قال فی البحر:وعدم الجوازلانعدام التملیک الذی هوالرکن فی الاربعة ،البحر ج:۲ ص: ۲۴۳، باب المصرف ط:سعید.تاتارخانیة ج:۲ص:۲۷۲،من توضع الزکاة فیه ،ط:ادارة القرآن. قال فی الهندیة :ولونوی الزکاة مایدفع المعلم الی الخلیفة ولم یستاجره ان کان الخلیفة بحال لولم یدفعه یعلم الصبیان ایضا ،اجزأه والا فلا،فتاوی هندیه ج:۱ ص:۱۹۰ . ط: رشیدیه .تاتارخانیة ج:۲ص:۲۷۸،کتاب الزکاة ،من توضع الزکاة فیه، ط:ادارة القرآن.شامی ج:۲ص:۳۵۶.

ہے ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوتی، اور یہاں تملیک نہیں ہوتی۔(۱)

ہیرا

☆......خالص ہیرا اور صرف ہیرے سے بنے ہوئے زیورات پر زکوۃ واجب نہیں۔

☆......اگر ہیرا یا اس کے زیوارت تجارت کیلئے ہیں تو اس پر زکوۃ واجب ہے۔(۲)

(ی)

یاقوت

☆......اگر یاقوت تجارت کے لئے نہیں ہے تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

☆......اگر یاقوت تجارت کے لئے ہے اور اسکی قیمت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے یا وہ آدمی پہلے سے صاحب نصاب ہے تو ان صورتوں میں سالانہ یاقوت کی قیمت فروخت میں سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۴)

---

(۱) فهی تمليک المال من فقيرمسلم غيرهاشمی ولامولاه بشرط قطع المنفعة عن المملک من کل وجه لله تعالى هذا فی الشرع کذا فی التبيين ،فتاوى هنديه ج:۱ ص: ۱۷۰، کتاب الزکاة ،البحرج:۲ص: ۲۰۱،کتاب الزکاة ،ط:سعيد.شامی ج:۲ص: ۲۵۶. ولان الزکاة يجب فيها تمليک المال .البحرج:۲ص: ۲۰۱.

(۲) لازکاة فی اللآلی والجواهروان ساوت الفا اتفاقا الا ان تکون للتجارة ،الرد على الدر ج:۲ص:۲۷۳،کتاب الزکاة.البحرج:۲ص:۲۳۶،باب الرکاز،ط:سعيد.تتارخانية ج:۲ ص:۲۴۲،کتاب المعادن والرکاز،ط:ادارة القرآن.

(۳،۴) واما اليواقيت والجواهرفلازکاة فيهما وان کانت حليا الا ان تکون للتجارة کذا فی الجوهرة النيرة ،عالمگيری ج:۱ ص:۱۸۰.کتاب الزکاة . البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۳، باب المصرف ،ط:سعيد.تتارخانية ج:۲ص:۲۷۲،باب من توضع الزکاة فيه ،ط:ادارة القرآن. الدرمع الرد ج:۲ص:۳۴۴،باب المصرف ط:سعيد.

یتیم خانہ کی تعمیر میں زکوۃ لگانا

یتیم خانہ کی تعمیر میں زکوۃ لگانا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے تملیک کے بغیر یتیم خانہ کی تعمیر میں زکوۃ لگائی ہے تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی، اتنی زکوۃ دوبارہ ادا کرنا لازم ہے۔(۱)

یتیم خانہ کی تعمیر زکوۃ سے

☆......زکوۃ کی رقم سے یتیم خانہ کی تعمیر کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ یتیم خانہ زکوۃ کے مصارف میں سے نہیں ہے، زکوۃ کے مصارف صرف مسلمان فقیر وغریب ہیں۔

☆......زکوۃ کی رقم سے یتیم خانہ کیلئے ایسا سامان بھی خریدنا جائز نہیں جو مالک بنا کر مستحق زکوۃ لوگوں کو نہ دیا جاتا ہو مثلا یتیم خانہ کے پلنگ، فرش، فرنیچر، برتن وغیرہ۔(۲)

یتیم خانہ کے ملازم کی تنخواہ زکوۃ سے دینا

یتیم خانہ کے ملازمین کی تنخواہ زکوۃ سے دینا جائز نہیں، کیونکہ زکوۃ کی رقم مستحق آدمی کو بلاعوض مفت میں مالک بنا کر دینا ضروری ہے، ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوگی، ایسی صورت میں ملازمین کی تنخواہ دینے کے لئے زکوۃ کے علاوہ عمومی چندہ اور عطیات کی

---

(۱) ولایجوزان یبنی بالزکاۃ المسجد وکذا القناطروالسقایات واصلاح الطرقات وکری الانہاروالحج والجہاد وکل مالاتملیک فیہ ولایجوزان یکفن بہا میت ولایقضی بہا دین المیت کذا فی التبیین ،عالمگیری ج:۱ص:۱۸۸،الباب السابع فی المصارف ،ط: ماجدیہ .بدائع ج:۲ص:۳۹.قال فی البحر:ہی تملیک المال من فقیرمسلم کمافی الہندیہ ....لان الزکاۃ یجب فیہا تملیک المال ،البحرج:۲ص:۲۰۱،کتاب الزکاۃ ،ط: سعید.ہندیہ ج:۱ص:۱۷۰.شامی ج:۲ص:۳۴۵.وعدم الجوازلانعدام التملیک الذی ہوالرکن فی الاربعۃ لان الکفن علی ملک المتبرع ،البحرج:۲ص:۲۴۳، باب المصرف ط:سعید.

(۲) اما تفسیرہا فہی تملیک المال من فقیرمسلم غیرہاشمی ولامولاہ بشرط قطع المنفعۃ من کل وجہ للہ تعالی ہذا فی الشرع کذا فی التبیین ،عالمگیری ج:۱ص:۱۷۰.کتاب الزکاۃ .شامی ج:۲ص؛۲۵۶.البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۱.

رقم سے انتظام کریں۔(۱)

یتیم خانہ میں زکوۃ دینا

اگر یتیم لڑکے یا لڑکیاں سمجھدار ہیں، روپیہ پر قبضہ کر سکتے ہیں یعنی اپنی تحویل میں رکھنے کا شعور رکھتے ہیں اور اسکو ضائع اور پھینک نہیں دیں گے بلکہ اپنی ضرورت یا کھانے پینے میں استعمال کریں گے تو ایسے نابالغ لڑکے لڑکیوں کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

یتیم کو زکوۃ دینا

اگر یتیم مسلمان ہے، غریب اور محتاج ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا یا زکوۃ کی رقم سے کوئی چیز خرید کر دینا یا زیورات دینا جائز ہے، اسی طرح جہیز کے لئے سامان خرید کر دینا بھی جائز ہے۔(۳)

---

(۱) قال فی الهندية :ولونوی الزكاة بما يدفع المعلم الی الخليفة ولم يستاجره ان كان الخليفة بحال لولم يدفعه يعلم الصبيان ايضا اجزأه والافلا،هنديه ج:۱ص:۱۹۰، الباب السابع فی المصارف ،ط:رشيديه .فتاوی تاتارخانية ،ج:۲ص:۲۷۸،باب من توضع الزكاة فيه ،ط:ادارة القرآن.شامی ج:۲ص:۳۵۶.

(۲) ولم يشترط البلوغ والعقل لانهما ليسا بشرط لان تمليك الصبی صحيح والمراد ان يعقل القبض بان لايرمی به ولايخدع عنه ،البحر:ج:۲ص:۲۰۱،ط:سعيد.الدرمع الرد ج:۲ ص:۲۵۷،ط:سعيد.

(۳) هی تمليک المال من فقيرمسلم ....بشرط قطع المنفعة عن المملک من كل وجه لله تعالی ،هنديه ج:۱ص:۱۷۰،ط:رشيديه .البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۱،ط:سعيد.رد المحتارج:۲ص:۲۵۷.ط:سعيد.ولوعال يتيما فجعل يكسوه ويطعمه وجعله من زكاة ماله فالكسوة تجوزلوجود ركنه وهوالتمليک ،بدائع ج:۲ص:۳۹. البحر ج:۲ ص:۲۰۱. رد المحتارج:۲ص:۲۵۷.